اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر یکم لغایت سوم — جلد سیزدہم

معہ

ضمیمہ المتضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸۹۰ء

قیمت رسالہ وضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عہ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے - خواص (رؤساء اہل اسلام) بنظر اعانت للہ عنایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سے جنکی آمدنی ۴۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں رعایۃً ۶ روپیہ لئے جاتے ہیں جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی [illegible] ان کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اگر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے اسکی عام قیمت تین روپیہ

خاص ...... لعہ - رعایتی ...... عہ - ادنی ۱۲

فہرست مضامین

(۱) سالانہ واجب العرض -

(۲) فتنہ قادیانی - (لائق ملاحظہ - جنگ جویان وصلح خواہان) -

(۳) بقیہ گفتگو (جسمین پہلے مرزا قادیانی کو اشتہار ۲۶ - مارچ کا بقیہ جواب ہے - پہر حکیم نورالدین بہیروی جمونی سے مباحثہ - پہر مرزا قادیانی سے گفتگو -)

شہاب ثاقب بر مسیح کاذب

اس نام کا دلچسپ اور پر مضمون صداقت مشحون تیس صفحہ کا منظوم رسالہ مرزا قادیانی کی نظم فارسی اور اسکے ایک حواری کی نظم اردو مندرجہ قول فصیح کا جواب ترکی بترکی - ان حضرات کے عقائد ومقالات نیچریہ کا فوٹو میرے پیارے دوست منشی محمد سعد اللہ صاحب مدرس ہائی سکول لودہانہ نے تالیف کیا - اور لودہانہ میں چھپوایا - قیمت (۱۰ ر) محصولڈاک (۱۰ ر) ارسال کرنے پر مؤلف سے مل سکتا ہے - شتابی کرو! جلدی کرو! -

---

رسالہ فتح اسلام اور اسکے حواشی توضیح المرام وازالۃ الاوہام

پر

ریویو

[illegible] همسری انبیا بر [illegible] برشتند
پس بهر دستے نشاید داد دست

اولیا را همچو خود پنداشتند [illegible]
[illegible]

اور

ان کے مؤلف خیالی مسیح مرزا قادیانی - اور اسکے ایک فرضی حواری حکیم نورالدین بہیروی جمونی سے

گفتگو

کا بقیہ

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ (اسلامیہ پریس لاہور میں طبع ہوا) ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوازدہم اشاعۃ السنۃ باوجود کثرت عوائق ومشاغل وقلت اسباب وو سائل اکثر خریدارونکو پیشگی بھیجی ہے اور بعض معاونین کیے (جو بغرض نصرت دین پیشگی قیمت ادا کرتے ہین) حق سے سبکدوشی حاصل ہوئی۔ اب وہ حضرات جو قیمت جلد دوازدہم بلکہ یازدہم وغیرہ کے باقیدار ہین انصاف وہمدردی کو کام مین لا کر جلد دوازدہم تک بیباقی کرین اور وہ حضرات جو ہمیشہ پیشگی اعانت کرتے ہین قیمت جلد سیزدہم کے ارسال سے کارخانہ کی اعانت کرین۔

فتنۂ قادیانی

”ابھی فتنے ہے کوئی دم مین قیامت ہوگا“۔

ہمارے ناظرین اسدفعہ اشاعۃ السنۃ مین صرف مرزا قادیانی کے متعلق ایک ہی مضمون سو بھی شخصی وجزئی بحث کا متضمن [illegible] کجا تھی۔ اور یہ کہین کہ اشاعۃ السنۃ تو شخصی جزئی مباحث سے قلم کو روک چکا اور مسلمانونکی باہمی نزاع کی موقوفی کے درپے اور اتفاق واتحاد مین کوشان تہا۔ اب اسکو کیا ہوگیا ہے کہ ایک مسلمان سو بھی کیسا؟ ولی مجدد۔ ملہم ومحدث سے جا لپٹا اور ایسا لپٹا کہ مسائل کلی واتفاقی زیر بحث کو بکلیت بہول گیا۔ ولیکن وہ مہربان اگر صبر وتحمل کو کام مین لا کر اس مضمون کو اور اس قسم کے مضامین آئندہ کو اول سے آخر تک پڑہجا ئینگے تو امید ہے کہ اشاعۃ السنۃ کو اس روش کی تبدیل اور موجودہ قال وقیل پر نہ صرف معذور ومعاف رکہینگے بلکہ مصیب وماجور قرار دین گے۔ اور یہ یقین کرینگے کہ اسکی یہ مباحث جزئی وشخصی نہین بلکہ کلی وقومی ہین اور اسمین کسی مسلمان یا ملہم مجدد ومحدث کا مقابلہ نہین بلکہ نیچریون آریون عیسائیون اور فلسفیون کی جماعتون سے جن مین دربردہ مخاطب بھی شامل وداخل ہے مقابلہ ہے۔ اور ان مین بحث بھی کسی خاص مسئلہ جزئی مین نہین ہے بلکہ ان کلیات واہمات مسائل پر بحث ہے جو اسلام اور جملہ ادیان سماویہ کے اصل اصول ہین۔ اور وہ یہ جان لینگے کہ میرزا قادیانی جو ایک وقت تک فرقہائے مذکورہ بالا کا مقابل اور تائید اسلام کا مدعی تہا۔ اب وہ اپنی نبوت کا مدعی ہوگیا ہے۔ اور اصول اسلام کے برخلاف نیچریہ نصاریٰ آریہ اور فلاسفہ کے اصول کو از سر نو زندہ کرنا چاہتا ہے۔ گر انہ انجا کہ اسکو اس امر کا خوب یقین ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صریح مقابل ہوکر اپنی نبوت کا سلسلہ قائم نہین کرسکتا اور اسصورت خروج ومقابلہ مین کوئی مسلمان اسکی دعوت قبول نکریگا لہذا وہ مسلمانون کو اپنے دام مین لانے اور اپنے دعاوی کو ان سے قبول کرانے کی غرض سے نظاہر اسلام اور اتباع خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدعی ہے۔ اور خدا اور رسول کی کلام کو بہیر بہا کر اپنے دعاوی باطلہ کے ثبوت پر دلیل

سلہ - زر - وقت اور فرصت -

ٹھیراتا اور واتفون مین پہیلاتا اور اہل اسلام کی پبلک مین کہتا ہے کہ مسیح موعود جسکے قیامت سے پہلے
آنیکی قرآن وحدیث مین خبر ہے مین ہون - اور حضرت مسیح ابن مریم نبی اللہ فوت ہو چکے ہین وہ اب دنیا مین نہین
آسکتے - اور انکے معجزات مشہورہ احیاء موتے وخلق طیور کو ماننا شرک ہے اور آنحضرت صلعم کا معراج مین
آسمان پر جانا اور حضرت مسیح کا آسمان پر زندہ رہنا ایسے خوارق سے ہین جن سے ایمان بالغیب ٹوٹ
جاتا ہے - اور میرے لئے خدا تعالے نے خوارق کا دروازہ کہول دیا ہے - مین ہر شخص کو خوارق اور آسمانی
نشان دکہا سکتا ہون اور مین بطور استعارہ ابن اللہ کہلا سکتا ہون اور مین مسلمانون کا وہ امام ہون جسکو
وہ امام مہدی سمجھ رہے ہین وغیرہ وغیرہ" جنکا اجمال اس رسالہ کے صفحہ (۵) مین ہے اور تفصیل ریویو مین ہوگی
اور انکے پرائیویٹ جلسو نمین ایسی پیشگوئیان سنا تا ہے جن کی تفصیل کا یہ وقت نہین ہے (جیسے ہشت
سالہ میعاد کی پیشگوئی وغیرہ وغیرہ) اور ان دعاوی وخیالات مین وہ کامیابی بہی ظاہر کر رہا اور یہ کہہ رہا ہے
کہ ساٹھ ہزار اشخاص اسکے پاس آچکے ہین - جن کی مہمانداری مین وہ دس ہزار روپیہ کے قریب خرچ کر چکا ہے
اور بہت سے لوگون نے (جنکی فہرست وہ خود شایع کرنا چاہتا ہے وہ نہ کریگا تو ہم شایع کرینگے) اسکو مسیح موعود وامام وقت مان لیا ہے
اسکے ان دعاوی وبیانات سے مسلمانون کے مذہب امن مین جسقدر
رنفت [illegible] حضرت قادیانی اور
اور اسکے حواری انکار کرینگے تو ہم اسکی تفصیل وبیان سے متعرض ہونگے) اس صورت مین اشاعۃ السنۃ کا خصوصیت
کے ساتہہ فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکے اور جملہ مضامین سابق کو چہوڑ کر ہمہ تن اسکے دعاوی کے رد کے درپے ہو اسکے اصول
باطلہ کا ابطال کرے اور اصول حقہ اسلامیہ کی حمایت عملین لادے - اسکی موجودہ جماعت وجمعیت کو تتر بتر کرنیمین کوشش کرے
اور آئندہ مسلمانون خصوصًا اہل حدیث کو جنکا یہ خادم ہے اس جماعت مین داخل ہونیسے بچا دے کیونکہ اسی (اشاعۃ السنۃ)
نے قادیانی کے سابق دعوی حمایت اسلام اور دعا بانحالفین اسلام ووعدہ تائید دین بنشانہائے آسمانی ونصرت اصول
اتفاقی اسلامی سے دہوکہ مین آکر ریویو براہین احمدیہ مندرجہ نمبر ۶ وغیرہ جلد ۷ مین اسکو امکانی ولی وملہم بنایا اور
لوگون مین اسکا اعتبار جمایا تہا جسکو یہہ حضرات اپنے دعاوی مستحدثہ کی تائید مین اب پیش کر رہے ہین - اور
اسکی عبارات اپنی تحریرات ورسائل مین نقل کر کے ان سے فائدہ اٹہا رہے اور اپنے دعاوی کی صحت ثابت
کر رہے ہین - اشاعۃ السنۃ کا ریویو براہین اسکو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ
براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانون کی نظرون مین بے اعتبار ہو جاتا - کیونکہ بہت سے علما مختلف دیار
ہندوستان وپنجاب عرب ان الہامات کے سبب اسکی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہو چکا تہا - صرف اشاعۃ السنۃ
کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریدارون کے خیال مین اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکہا اور

اسکو حامی اسلام بنا رکہا تہا۔

لہذا اسی (اشاعۃ السنۃ) کا فرض اور اسکے ذمہ یہ ایک قرض تہا کہ اس نے جیسا اسکو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑہایا تہا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اسکو زمین پر گرا دے اور تلافی مافات عملمین لادے۔ اور جبتک یہ تلافی پوری نہو لے تبتک بلا ضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نکرے +

اسی وجہ سے نمبر ۱۲ جلد ۱۲ اور اس جلد کے تین نمبرون مین اسکی متعلق بحث ہوئی ہے اور آئندہ بہی انشاء اللہ تعالیٰ تا انفصال مقال و انقطاع جدال حضرت قادیانی اسمین یہی بحث رہیگی۔

اس وقت تک تو صرف مراسلت فریقین طبع ہوئی جس سے اہل بصیرت و انصاف کو بخوبی ثابت ہوگا کہ یہ شخص اپنے اقوال و بیانات مین صادق اور اپنے حال مین مستقیم اور اپنے دعاوی مین نیک نیت نہین ہے اور ان حالات کے ساتھ وہ کسیطرح ملہم نہین ہو سکتا اور جن پر یہ ثبوت مخفی رہیگا انکو اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۳ مین یہ امر مبرہن کر کے دکہایا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ **اور آئندہ** ریویو مین یہ ثابت کیا جائیگا کہ مرزا قادیانی ان دعاوی اور اعتقادات مین اصول اسلام کا مخالف ہے۔ اور اصول نیچریہ۔ آریہ۔ نصاری و فلاسفہ کا مقلد و موافق ہے اور الہام موعود مسیحائی کا جسکی [illegible] دعوی [illegible] اعتقاد [illegible] کہ شخص [illegible] ملہم ہونا ممکن ہی نہین۔ **ایسا** شخص ملہم و خطاب الٰہی کا مخاطب ہو تو الہام کا بالکل اعتبار اٹہہ جاتا ہے۔ اور جملہ ملہمین انبیاء اور اولیاء پر یہ بدگمانی ہوتی ہے کہ حقیقین یہ ظن بدپیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بہی ایسے ہی تہے۔ حاشا جنابہم عن ذالک۔ اور اس **ریویو** مین یہ بیان ہوگا کہ قادیانی کا یہ دام الہام کیونکر پہیل گیا ہے۔ اور اسکی کلام کا بعض لوگون پر اثر کیون پڑجاتا ہے اور اشاعۃ السنۃ کی کاروائی پر مرزا قادیانی اور اس کے حواریون نے ابتک کیا **سلوک** کیا اور کیا آئندہ ہوگا۔ اور اسکا اثر فریقین پر کیا پڑے گا۔

اسوقت جو سلوک ان سے ہوا ہے وہ یہ ہے (**۱**) خریداری اشاعۃ السنۃ کو موقوف کرنا یا اسکی واجبی قیمت (باوجود عدم عادت نادہندگی) دبا رکہنا۔ (**۲**) رسائل و اخبارون مین عامیانہ گالیان دینا (**۳**) گمنام خطوں کے ذریعہ گالیان سنانا اور دہمکانا **آئندہ** اس سلوک سے ڈرانا اور دہمکانا کہ اگر تم مخالفت مرزا سے باز نہ آؤگے تو ہم اور گالیان دینگے اس سلوک کا اثر وہ حضرات تو یہ سوچ بیٹہے ہین کہ صاحب اشاعۃ السنۃ گالیون سے ڈر کر ہماری مخالفت چہوڑ دیگا۔ مگر انکا یہ خیال خام سودا ہے **صاحب** اشاعۃ السنۃ تمہاری مخالفت کو اپنا دین و ایمان سمجہتا ہے لہذا وہ گالیون کے خوف سے اپنے **ایمان** کو نہ چہوڑیگا ان گالیونکا بد اثر تم ہی پر پڑیگا۔ **اول** نصف اہل مہذب لوگون پر تمہارا مکروہ ہونا ثابت ہوگا۔ **دوم** صاحب اشاعۃ السنۃ کا صبر اور گالی کا جواب نہ دینا تمپر دنیا و آخرت مین ناگہانی بلا نازل کریگا۔ **سوم** اشاعۃ السنۃ کے دوست و حامی ان گالیونکا ایسا جواب دینگے کہ پہر تم گالیان دینا بہول جاؤگے وہ جواب دشنام بدشنام نہوگا بلکہ ازین قسم کا جواب ہوگا جو سراسر تہذیب و عدل پر مبنی ہوگا **جو لوگ** خیر خواہ طرفین ہین وہ ان حضرات کو سمجہادین کہ وہ گالی گلوچ سے باز آ دین ورنہ کسی جوابی کاروائی پر جو انکو جناب سے ہو پہر افسوس شکایت نکرین +

۵ بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن۔ اجابت از در حق بہر استقبال مے آید +

بقیہ گفتگو

تتمہ جواب اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء

اس اشتہار مین جو آپ¹ نے لکہا ہے کہ توضیح مرام کے اخیر مین نصیحتہً لکہا بھی گیا تھا کہ جب تک تینون رسالون (فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ و ازالہ اوہام۔) کو دیکھ نہ لین کوئی راے ظاہر نہ کرین۔ مگر وہ (علما معترضین) آخر تک صبر نہ کر سکے"

عجب مغالطہ [illegible] کا مصداق ہے۔ آپ* خیالات و مقالات نیچریہ فلاسفہ و نصاریٰ علیٰ رؤس الاشہاد اشتہار کرین اور

---

* جیسے آپکے یہ خیالات و مقالات (۱) کسی بشر کا (آنحضرت ہون خواہ مسیح) آسمان پر چڑھنا اور آنا سنت اللہ اور فطرت (قانون قدرت یا نیچر) کے برخلاف ہے اور خدا تعالےٰ کا دنیا میں ایسے خوارق دکہانا اپنی حکمت کو اور ایمان بالغیب کو تلف کرنا ہے۔ (دیکھو توضیح المرام صفحہ ۱۰۹ وغیرہ۔

(۲) مطلق نبوت ختم و محدود نہین ہوئی صرف نبوت تامہ (جسکی آپکے حواریوں نے مجلس مناظرہ مین بجواب سوال نشانہ دہم نبوت تشریعی سے تفسیر کی ہے) ختم ہوئی ہے اور نبوت جزئی (جسکا دوسرا نام محدثیت ہے) کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہیگا۔ (توضیح صفحہ ۱۹)

(۳) حضرت مسیح اور آپ (مرزا صاحب) کے دلین جو قوی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنی طرف کہینچ لیا ہے۔ ان دونون محبتوں کے ملنے سے (جو درحقیقت نر و مادہ کا حکم رکھتی ہین) تیسری چیز پیدا ہوئی ہے۔ جسکا نام روح القدس ہے اور اسکو بطور استعارہ ان دونون محبتون

¹ یعنی میرزا غلام احمد صاحب خیالی مسیح نے

ان کو اردو زبان مین چھاپ کر ملکون مین پھیلا دین اور پھر علماء وقت سے یہ درخواست کرین کہ وہ اسپر کچھ نہ بولین - اور اپنے ایمانی فرض انکار و تغییر منکر کے تارک رہین اور آپکے پاس خاطر سے آگ کی لگام اپنے منہہ پر چڑہا لین - اور اس احمق بافندہ کی نظیر بن جائین جسنے ایک چالاک چور پکڑا تھا - اس چالاک نے اسے کہا کہ چھوڑ دے میرا پھوڑا دکھتا ہے تو اس سادہ لوح بافندہ نے اسکو چھوڑ دیا اور وہ شاطر رفوچکر ہوا - حضرت مرزا صاحب

کا بیٹا کہنا اور ان دونون کو ماں باپ کہنا) بیجا نہین ہے - اور یہ پاک تثلیث ہے - توضیح صہ ۲۳

(۴) آپ (مرزا صاحب) کو اور حضرت مسیح ابن مریم کو استعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے ہین (دیکھو توضیح صہ ۲۷ -)

(۵) ملائکہ کا اپنی ذات سے ہر شخص و حیوان سے زمین پر اترنا بداہت عقل سے باطل ہے اور ملک الموت کا اپنی ذات سے زمین پر آنا اور ایک سکینڈ مین ہزارون ارواح کو قبض کرنا محال و نا ممکن ہے (توضیح صنہ ۳۰ و ۳۱)

(۶) ملائکہ وہ روحانیات ہین جنکو فلاسفر نفوس فلکیہ کہتے ہین - اور وید کی اصطلاح مین ارواح کواکب - یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لیئے جان کا حکم رکھتے ہین (اور وہ ان کے لیئے بمنزلہ قالب ہین) اور عالم مین جو کچھ ہو رہا ہے انہی ستارون کے قوالب اور ارواح کے تاثیرات سے ہو رہا ہے - (توضیح صفحہ ۳۳ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۶۷ -)

(۷) جبرئیل امین جو انبیا کو دکھائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہین اترتا - اور اپنے ہیڈ کوارٹر (صدر مقام یا یون کہو کہ قالب) نہایت روشن نیر (سورج) سے جدا نہین ہوتا بلکہ صرف اسکی تاثیر نازل ہوتی ہے اور انکے عکس تصویر انکے دلمین منقوش ہر حال ہے - (دیکھو توضیح صفحہ ۱۲ - ۶۸ - ۷۰ - ۸۵ - وغیرہ)

(۸) آیت متضمن ذکر سجدہ آدم مین بابا آدم کی طرف ملائکہ کا سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا انسان

اسی قسم کے مغالطات کے ذریعہ آپنے غیر اقوام سے اپنا اُلّو سیدہا کیا ہے۔ مسلمان اور انکے حق گو علماء ایسے احمق نہین ہین کہ وہ آپکے دہوکہ مین آئین اور آپکے رسالہ ازالہ اوہام کے انتظار مین ان خیالات و معاملات پر جنکو وہ کفر سمجھتے ہین ساکت ہو رہین :

مطالب فتح اور توضیح کا سمجھ مین آنا دلائل **ازالہ اوہام پر موقوف** تھا تو آپنے ازالہ اوہام سے **پہلے ان کو شائع کیون کیا**۔ دلیل اور مدعا کو اکٹھا مشتہر کیا ہوتا۔ کیا یہہ بہی کسی منصف حق گو اور انصاف پژوہ کا دستور ہے کہ دعویٰ آج کرے اور اسکے دلائل اگلے سال یا چھٹے مہینے بیان کرے و معہذا اپنے معترض و مخالف سے یہ درخواست کرے کہ ایک سال یا چھ مہینے تک (جبتک وہ دلائل پیش نکرے) ساکت رہے :

اس اشتہار مین جو آپنے لکھا ہے کہ اختصار اور حفظ اوقات کی غرض سے اپنے

کامل [illegible] اس کی اطاعت [illegible] (توضیح صفحہ ۱۹)

(۹) لیلۃ القدر سے رات مراد نہین بلکہ زمانہ مراد ہے۔ جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے اور وہ نبی یا اسکے قائم مقام مجدد کے گذرجانے سے ایکہزار مہینے کے بعد آتا ہے :

اسی کی قسم کے اور لغویات ہین جنکو علماء اسلام کفریات سمجھتے ہین :

ف آپ ایسے ہی اختصار پسند اور محافظ اوقات ہین تو اپنی تصنیفات اور تحریرات مین کیون اس امر کی رعایت نہین کرتے۔ براہین احمدیہ کو دیکھئے ایک صفحہ کے مطلب کو دس صفحہ مین ادا کیا ہے ایک مطلب کو کئی کئی دفعہ (کبھی نثر مین اور کبھی نظم مین) بیان کیا ہے۔ اپنی تحریرات خصوصًا خط نمبر ۲ کو ملاحظہ فرمایئے * انمین کسقدر تکرار مطالب ہے۔ باانہمہ آپ مباحثہ کو وہی تحریرون مین محدود اور ختم کرنیکی وجہ اختصار اور حفظ اوقات بتاتے ہین تو اس سے بجز اسکے کیا سمجھا جاسے گا۔ کہ یہ آپ کا عذر و بہانہ ہے۔ اور حقیقت مین آپ کی نیت مغالطہ وہی ہے جس کی تشریح متن مین ہے :

* یہ خط رسالہ نمبر ۲ مین منقول ہوگا :

کل دلائل اول پرچہ میں ہی پیش کر دیں اور اس عاجز کی طرف سے بھی صرف ایک ہی
پرچہ اسکے جواب میں ہوگا اور وہی دونوں پرچے سوالات وجوابات حاضرین کو سُنائے جائینگے
(جس سے آپکا مقصود یہ ہے کہ بجز ان دو پرچوں کے فریقین میں سے کوئی کچھ نہ کہے اور نہ ہی زبان
پر کوئی حرف لائے اور ان دونوں ہی پرچوں کی تحریر سے مباحثہ ختم ہو۔ اور سہنداً پہلی تحریر آپ
کے خصم کی ہو۔ دوسری آپکی چنانچہ خط نمبری ۸ میں جو رسالہ نمبر ۲ میں منقول ہے آپ نے
اس مدعا کو خوب واضح و مشرح کر کے بیان کیا ہے) یہ ایک ایسا مغالطہ ہے کہ جسکی
مخترع صرف آپکی ذات ہے آپ سے پہلے (ہمارے علم وگمان میں) یہ کسی مغالطہ دینے والے کو نہیں سوجھا۔
اسی قسم کے مغالطات آپکی مدۃ العمر کی فہمندی کے مدار و مناط ہیں *
ہر شخص جسکو فہم وانصاف اور احقاق حق سے ادنے تعلق ہو۔ یہ بات بخوبی سمجھ
سکتی ہے کہ [illegible] انکا تصفیہ منظور ہو تو
وہ صرف ایک سوال وجواب (یا یوں کہئے کہ ایک تحریر اور اسکے ایک جواب سے) ہرگز ہرگز انفصال
پذیر اور طے نہیں ہو سکتے۔ اُس تحریر کو پیش کرنے والا خواہ وہ کیسا ہی ادیب Orator
(قوی التاثیر مقرر) وسیع النظر مستدل۔ اور معقول ومنقول کا فاضل اجل ہو اور وہ اپنی تحریر
میں خواہ کیسی ہی پر زور دلائل سے لکھے۔ اور اسمیں دفع دخل مقدر کر دے۔ اور خصم کے دلائل کا
کمال وسعت سے جواب دے مگر پھر بھی اسکی طاقت بشری علمی اور خوش تقریری سے یہ امر
خارج ہے کہ دوسری تحریر پیش کرنیوالے کو (جو اسکا مخاصم ہو) اپنی تحریر میں کوئی غلط اور
بیجا بات نہ لکھنے دے اور وہ اس تحریر (ثانی) میں ایسی کوئی بات نہ لکھ سکے جس سے پہلے
تحریر کے قوی دلائل اور صحیح بیان میں نافہم وکم علم ناظرین کو دھوکا اور مغالطہ پیدا ہو سکے
کسی بشر سے (خواہ کیسا ہی عالم فاضل ومقرر و مؤثر ہو) یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جبکہ
خدا تعالےٰ نے (جو ہر امر ممکن پر قادر ہے اور وہ ہر شخص کے سینہ کی باتوں کو جو مخفیہ ہوں
بآیتہ خوب جانتا ہے۔ اور جس ہیجائی کو چاہے لوگوں کے دلوں میں ڈال سکتا ہے اور جس مغالطہ سے

چاہے اُنکو بچا سکتا ہے) اپنی کلام پاک (قرآن مجید وغیرہ کتب) مین ایسا نہین کیا کہ اپنی صادق و بے عیب کلام مین نادان اور کم فہم لوگون کے دھوکا دینے اور شبہ ڈالنے کا امکان باقی نہ رکھا ہو۔

یہہ ہوتا تو قرآن مجید پر کوئی مخالف اسلام کسی قسم کا اعتراض نکرتا۔ اور بے انصافی اور عناد سے اسکی صحیح اور سچی باتون مین تعارض و تناقض پیدا کر کے نادان اذہان کو دھوکے مین نہ ڈالتا۔ اور کسی عالم خادم قرآن کو ان مغالطات کے جواب دینے کا موقع نہ ملتا۔ حالانکہ ہم صاف دیکھتے ہین کہ ہزارون ملحد اور اسلام کے مخالف قرآن کی بیسون باتون پر بیجا اعتراض کرتے ہین اور قرآن کے خادم دن رات انکی اعتراضات کے جواب ورد کے دیتے رہتے ہین*

* یہ قرآن پر ایمان لانے والون کے لیئے مثال دی گئی ہے۔ اب ہم نئی روشنی پر جان قربان کرنے والون کے لیئے ایک مثال بیان کرتے ہین۔

انگلستان کے پارلیمنٹ کے (شاہی کمیٹی) کے ہاؤس اوف کامنز (عام اہل الرائے کا مجمع) مین بڑی بڑی اور ٹیر سپیکر (قوی التاثیر مقرر) ایسی ایسی پرزور اور مؤثر تقریرین کرتے ہین جسکو تمام حضار مجلس تو درست سمجھ لیتے ہین اور انکو اسمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین رہتا۔ پہر جب دوسرے مقرر پہلی تقریرون کے مخالف تقریرین کرتے ہین۔ تو سامعین کو اپنی تقریرون کا گرویدہ بنا کر پہلی تقریرون کے مغالطے ظاہر کرتے ہین۔ ان کی تقریرون کا سلسلہ تبہی منقطع ہوتا ہے جب کوئی فریق جوابی تقریر سے عاجز ہو جاتا ہے اور پہر سامعین کے ووٹ (رائین) لیکر کثرت رائے پر فیصلہ کیجاتا ہے۔

دوسری مثال۔ اعلی عدالتون (چیف کورٹ وغیرہ) مین وکلا مدعی اور مدعا علیہ مین مباحثہ ہوتا ہے۔ تو مدعی کا وکیل اپنے دعوے کے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعا علیہ کا وکیل اسکا جواب دیتا ہے۔ اور اسکے مقابلہ مین اپنے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعی کے وکیل کو موقع دیا جاتا

اور جسحالت مین خداوند عالم قادر مطلق نے (باوجود قدرت و وسعت) ایسا نہین کیا کہ اپنی صرف ایکدفعہ کی کلام سے بی انصاف خصوم کی دہان بندی کردی ہو اور خادمان قرآن کے لئے اعادہ کلام و توضیح مرام کیخدمت باقی نہ چہوڑی ہو تو پہر کوئی بشر اپنی ایک ہی تقریر و تحریر مین ایسا کب کر سکتا ہے۔

اس سے کس و ناکس کو بشرطیکہ فہم و انصاف رکہتا ہو یہ سمجہہ مین آسکتا ہے کہ جو شخص اظہار صواب احقاق حق کے دعوے سے مباحثہ کرنا چاہی اور پہر اپنے خصم سے یہ شرط تسلیم کرائی کہ پہلے وہ صرف ایک تحریر مین اپنا ثبوت پیش کرے ✣ اس کے بعد میں اسکا جواب تحریر کریگا اور پہر اُسکو ایک لفظ یا ایک حرف بولنے یا کہنے کی اجازت ندیگا ✣ وہ درحقیقت احقاق حق و اظہار صواب کے لئے مناظرہ و مباحثہ کرنا نہین چاہتا اور اس دعوے مین [illegible] ہے جو حاضرین و سامعین کو دہوکہ دیکر اپنا بول بالا کرنا اور اپنے خصم پر کوئی مغالطہ دیکر الزام قائم کرنا چاہتا ہے۔ وبس۔

اس شخص کی حمایت مین اگر کوئی یہہ عذر کرے کہ حضار مجلس کیا سبہی ایسے ہونگے جو اس شخص کے دہوکا مین آجاینگے۔ اور اگر ہون بہی تو یہ دہوکے اس تحریر کے اشتہار اور بعد مجلس اُسکے مغالطہ کے اظہار سے رفع ہو سکتا ہے ✣

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹

ہے کہ وہ اُس حاکم کی جواب کو اور اسکے دلائل کو توڑے۔ ایسا نہین ہوتا کہ صرف جانبین کا ایک ایک دفعہ بیان لیکر فیصلہ کیا جائے ✣

ہمارے مرزا صاحب طرز حکومت سب سے نرالا ہے وہ نہ تو طرز حکومت قرآن کے موافق ہے نہ قانون عدالت کے مطابق۔ آپ کی عدالت مین صرف ایک ایک دفعہ کے بیان پر مباحثہ ختم ہو کر حکم اخیر صادر ہو جاتا ہے ✣

تو اسکا جواب یہ ہے کہ کسی خاص مجلس کے سبھی لوگون کا ایسا ہونا ممکن ہے کہ وہ
اس تحریر کے مغالطات پر بلا اظہار و اعلام غیر مطلع ہون۔ ممکن کیا بہت دفعہ ایسا واقع
ہو چکا ہے خصوصًا اُن مجالس مین جسکی میجارٹی مین پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اکثر ان کا کو
اپنی جماعت کی رای کی بوجہ حمایت کا خیال ہی رہا) چہ مجالس بذریعہ تحریرات و اخبارات
اس مغالطہ کا اظہار و اشتہار۔ سو اگرچہ ممکن ہے مگر یہ اس مجلس کی خیالی شکست
اور الزام خصم کو اُٹھا نہین سکتا۔ ایک مجلس مین سامعین کے دہوکا کہا جانے کے سبب
جو الزام خصم پر قایم ہوجاتا ہے وہ ”آن قطرہ باران رسید“ کا مصداق بن جاتا ہے
جسکی پوری تلافی اور اصلاح عادۃً محال ہے۔ ع۔ ولن یصلح العطار ما افسد الدھر
اور اگر وہی تحریرات خارج از مجلس مناظرہ اصلاح و احقاق حق کے لئے کافی ہین تو پہلے نقصان
مجلس اور بالمشافہ تحریری مباحثہ کی کیا ضرورت ہے اور یہ کام جو آخر کار تحریر سے لینا پڑے
پہلے ہی سے بذریعہ تحریر کیون نہ لیا جائے۔ اس بیان سے ناظرین کو ثابت ہو گا کہ جواب پر
جانبین سے ایک ایک تحریر ہونے اور پہلے تحریر اپنی خصم کیجانب سے وقوع پانیکی شرط لگائی ہے یہ
کمال درجہ کا مغالطہ ہے اور محض بدنیتی پر مبنی ہے۔ اور جو آپ فرماتے ہین ”مین کہو لکر کہتا
ہون کہ میرا دعوی صرف مبنی بر الہام نہین بلکہ سارا قرآن شریف اسکا مصدق ہے تمام
احادیث صحیحا اسکی صحت کی شاہد عدل ہین“ مرزا صاحب آپ ایسا نہ کہین تو آپ کی
بات کون سنے۔ مگر ایسا کہنا ایک اور دلیرانہ اور بے باکانہ دہوکا دینا ہے جسکو صدق و راستی
سے کوئی تعلق نہین ہے کیا آپ الحمد سے والناس تک ہر ایک آیتہ سے اپنا مسیح موعود ہونا ثابت
کر سکتے ہین؟ اس دعوی مین آپ سچے ہین تو پہلے قرآن کی پہلی صورت فاتحہ۔ اور بخاری کی
پہلی حدیث انما الاعمال سے یہ دعوی ثابت کرین۔ پہر دوسری آیات و احادیث کو دیکہا جائیگا۔ اور
اگر سارے قرآن اور تمام احادیث سے وہ بعض آیات و احادیث مراد ہین جن سے آپ غلط فہمی
سے متمسک ہوئے ہین تو اس صورت مین ”سارا قرآن“۔ اور ”تمام احادیث“ کے الفاظ کیا معنے رکہتے

ہین۔ کیا الہامی اور راستبازون کی یہہ شان ہے کہ ایسی اٹکل پچو باتین کہدین۔

آپ فرماتے ہین کہ اگر آپ لوگ جلسہ کے لئے تاریخ مقام مقرر کرکے ایک جلسہ عام مین مجھ سے تحریر نکرین گے۔ تو آپ خدا تعالے کے نزدیک اور راستبازون کی نظرون مین مخالف حق ٹھہرین گے ؞

مرزا صاحب مباحثہ کے شائق اور پہلے مدعی آپ ہوئے ہین لہذا یہ تقرر او رانتظام مجلس آپکا فرض ہے۔ وتمہنداہم رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۰۸ مین چھاپ چکے ہین کہ آپ جسدن اور جس مقام مین مباحثہ کرنا چاہین ہم حاضر ہین سے ہمان میدان ہمان چوگان ہمان گوی جو ایک عام تقرر ہے۔ اس کے بعد ہم بذریعہ تار آپ کو بلا چکے ہین جسکے جواب مین آپنے اس شرط کو پیش کیا جسکا بدنیتی اور فساد پر مبنی ہونا ابھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس شرط کے ساتھ مباحثہ کا دعوے اور اقبال صریح انکے برابر ہے۔ اب آپ خدا ہی کے خیال کے اور راستبازونکی نظرون مین کون شخص مخالف حق ہے؟ اور مباحثہ سے گریز کرنیوالا کون ہے؟ آپ کچھ نہ بولین گے تو ناظرین اور سامعین خود انصاف کرین گے زمانہ منصفین سے خالی نہین ہے ؞

یہ اس گفتگو کی نقل ہے جو ہم مین اور خیالی مسیح مین پہلے ہو چکی ہے۔ اب ہم وہ گفتگو نقل کرتے ہین جو ہم مین اور خیالی مسیح کے ایک فرضی حواری مین ہوئی ہے۔ اسکے بعد وہ گفتگو نقل کرین گے جو خیالی مسیح سے دوبارہ ہوئی ہے اسکے بعد اس گفتگو کے نتائج بیان کرین گے۔ جن سے ناظرین اور منصفین کو پورا یقین ہو گا کہ آپکے اور آپکے حواریون کے سبھی دعاوی اور مقالات مغالطات پر مبنی ہین نہ ان لوگون کو حق سے تعلق ہے نہ اسکے اظہار سے غرض نہ مباحثہ سے کچھہ واسطہ ؞

فرضی حواری سے گفتگو

فرضی حواری سے ہمارے پرانے دوست مولوی حکیم نور الدین صاحب ساکن بھیرہ ضلع شاہپور

سابق

مقیم وملازم ریاست جموں مراد ہین -
وہ اپنے احباب کے سامنے اپنے حواری ہونے کا دعوی کرچکے ہین اسلئے اس اخبار نے
انکو فرضی حواری کہا ہے واقع مین وہ مرزا صاحب کے حواری (بمعنے ناصر) نہین بلکہ بجاے
نصرت انکو ضرر پہونچارہے ہیں -

آپکے نام ہمنے ایک خط لکھا تھا جسکی نقل ذیل مین معروض ہے -

لاہور - ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء نمبر (۶۱)

مجبی مولوی نورالدین صاحب السلام علیکم

اس کارسپانڈنس[ف] کی نقل اس غرض سے آپکے ہان بھیجی گئی ہے کہ آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہین
تو کہین مین مستعد ہون کہ مرزا صاحب کے اس دعوی کی تغلیط کرون - آپ ہمیشہ اور لوگون سے
گفتگو [illegible]
[illegible]
اب بھی وہی حال ہے تو خیر اور اگر ان کی بابت کچھ کہنے اور سننے کا حوصلہ ہے تو بہتر ہے لاہور
مین تشریف لاوین اور ان کے معاملے مین گفتگو کرین - توضیح المرام و ازالۃ الاوہام سے اس
دعوی کی تصحیح نہوگی آپسے کچھ ہوسکتا ہے تو کرین - ابھی وقت ہے :- آپ کی دفعہ لاہور مین

ف - یعنے خط و کتابت مرزا صاحب ❊

ف۲ - یعنے آپکو صرف اسقدر کہا تھا کہ آپ قادیان گئے تھے - مرزا صاحب کی تمام کتاب براہین احمدیہ کے لئے کیون نہ کہا
آپنے جواب دیا کہ مین ان کی شان کو اس سے ارفع جانتا ہون کہ انکو ایسا کہون - مین نے کہا اسمین کوئی گستاخی یا بے ادبی
نہین ہے - یہ تو صرف ایک نصیحت ہے - جسپر آپ خفا ہوگئے - اسکے بعد آپ ایک دفعہ لاہور مین تشریف لائے تو
اپنی عادت قدیم مہربانی کے مطابق مجھسے ملے - اور اسکی وجہ میرے بھائی صاحب کے پاس یہ بیان کی کہ ہم انکے پاس استفادہ
کے لئے جاتے ہین مگر وہ ہمارے پیر کی بدگوئی کرتے ہین جس سے رنج پہنچتا ہے اور بجاے فائدہ نقصان حاصل
ہوتا ہے - اسی نظر سے ہمنے اس خط مین لکھا تھا کہ حوصلہ ہے تو آئیے - یعنی پیر مرزا پر اعتراض سننے کا حوصلہ ہے تو آئیے ❊

مین آپسے ملا تو جو کچھ آپنے مجھسے اور مین نے آپسے ان ف۱ کے باب مین کہا اسکو بعینہ یا اسکا مضمون نقل کرین * بہ مجہے اس سے ایک مطلب نکالنا ہے *

ابو سعید محمد حسین

اس خط کا جواب جو حکیم صاحبنے دیا وہ ذیل مین منقول ہے :-

رَبِّ اھْدِنِی لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ ف۲ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

مولینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

جناب والا کو خاکسار بہت مدت سے مرزا جی کے خلاف پر مستعد یقین کرتا ہے - جناب سورج کے سامنے نجوم کے شعاع کو کون دیکھتا ہے ابہی مرزا زندہ ہین - مین آپکے دعاوی اور علم سے ناواقف ہین ف۳ - اور یہ امر اب پبلک کے سامنے آگیا ہے - اب پرائیویٹ خط وکتابت

ف۱ - ہمنے مرزا صاحب کے باب مین اس استفسار کی وجہ یہ ہے کہ سیالکوٹ کے بعض علماء اور حکیم جی کے دوستون سے ہمنے سنا تھا کہ حکیم جی نے ان لوگون کے پاس بیان کیا تہا کہ مولوی محمد حسین مجھے ایکدفعہ لاہور مین ملے تو مینے ان سے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب کو آپ دیوانہ جانتے ہین انہون نے کہا نہین پھر مینے کہا کہ جھوٹا جانتے ہین انہون نے کہا نہین پھر مینے کہا کہ اس دعوی مسیحیت کو کیون نہین مانتے - انہون نے جواب دیا کہ ہمین حرف یہی عذر ہے کہ وہ موعود مسیح نہین ہو سکتے - اور چونکہ یہ بات خلاف واقعہ تھی - اور ہمنے اُنسے بجز اسکے کہ مرزا صاحب کو ہماری طرف سے یہ پیام پہنچا دین کہ آپ مسیح موعود کیونکر ہو سکتے ہین " مرزا صاحب کے متعلق اور کچھ نہ کہا تھا اسلئے یہ استفسار کیا تھا - پھر اس استفسار کا جواب آپنے اسی وجہ سے ندیا - کہ آپکا بیان خلاف واقعہ تھا - یہ خلاف بیانی آپکی قدیم عادت ہے جسکا بارہا ہمکو تجربہ ہو چکا ہے - آپ اس سے انکار کرینگے تو اسکی تفصیل ہم قلم مین لائینگے *

ف۲ - اصل مین ایسا ہی بنمبر نخایت ہے - اور صحیح باذنک ضمیر مخاطب سے ہے اس سے ناظرین اہل علم کو حکیم صاحب کی مولویت کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے

ف۳ - آپ ناواقف کیونکر خیال کئے جا سکتے ہین - آپکے متعدد خطوط ہمارے

کو بند کیجئے - مین لوگون سے مباحثہ کرون - مجھے اختیار ہے - مجھے کچھ ضرورت نہین کہ مین
انکی خدمت مین حاضر ہو کر عقائد کی اصلاح کرون - اس سے زیادہ مین اسلیئے نہین لکھتا کہ
مین آپ سے مایوس ہون ؛

نور الدین - ۳ پھاگن

اس خط کی تحریر سے حکیم صاحب نے تو مباحثہ کو ختم کیا - اور یہ جان لیا تھا کہ چلو چھٹی ہوئی -
اس بلا سے جان بچی - مگر خدا نے نہ چاہا کہ اس سے ان کو بچا دے اور آپکے انکار کا عجز پر مبنی
ہونا چھپا رہنے دے لہذا حق تعالے نے حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہار کے دل
مین اس خیال کا القا کیا کہ جسطرح ہوسکے جانبین کو ایک جگہہ جمع کرین اور آنکی باہم گفتگو کرا دینا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰

پاس اور ہمارے شاگردون کے پاس موجود ہین - جن سے آپ کی اُس
[illegible]
(مباحثہ کے دن) جب آپ سے اصول تسلیم کرائے گئے تھے جاتی رہی +

سلہ - آپکے پیر جی تو مایوس نہین ہین - وہ تو ہنوز مجھ سے مباحثہ کرنیکا
دم مار رہے ہیں - (گو وہ برائے نام اور بحسب ظاہر ہے) - اور اپنے
خط نمبری (۵) منقولہ صفحہ (۳۷۱) جلد ۱۲ نمبر ۱۲ - اشاعۃ السنۃ مین انکو
تمام مخاطبین و مخاصمین سے اسی خاکسار کو گفتگو کے لیئے منتخب کر چکے
ہین - آپ کیسے ان کے با اخلاص مرید ہین کہ آپ مایوس ہو بیٹھے - حضرت
حکیم صاحب - آپ مایوس نہین خائف ہین - اور آپ یقیناً جانتے ہین
کہ گفتگو سے آپ عہدہ برآ نہ ہو سکین گے - مسئلہ
نسخ - بعض آیات قرآن کے مباحثہ کا دن اور اشاعۃ السنۃ
کے مضامین جن کی ثنا مین آپ ہمیشہ سے رطب اللسان رہے ہین -
(چنانچہ آپکے خطوط شاہد عدل موجود ہین) آپ بھول نہ گئے ہونگے +

پس پہلے تو حافظ صاحب بہمراہی منشی عبد الحق صاحب حکیم صاحب کے پاس جموّن پہنچے۔ مگر وہان سے واپس آئے تو مایوسی کے مظہر ہوئے۔ پھر جب حکیم صاحب بہ شمولیت راجگان جموّن لاہور مین آئے تو اس وقت حافظ صاحب لاہور مین نہ تھے۔ اسوجہ سے حکیم صاحب ہمارے قابو مین نہ آئے۔ (ہر چند اور لوگون کے ذریعہ ہم طالب مباحثہ ہوئے۔) اور حکیم صاحب اپنے شیخ کے پاس لودہانہ جا پہنچے۔ ۱۲۔ اپریل کو مولوی فضل الدین صاحب ساکن گجرات لودہانہ سے آکر خاکسار کو لاہور مین ملے تو مظہر ہوئے کہ آپکے مقابلہ اور مباحثہ کے لئے مرزا صاحب تیاری کر رہے ہین۔ کل مولوی نور الدین اور ان کے ایک شاگرد کو (جسکی بدگوئی اور پھکڑ بازی کے سبب اسکا نام بھی ہم زبان پر لانا نہین چاہتے) روانہ کرین گے۔ ۲۰ تاریخ اپریل کو حافظ محمد یوسف صاحب بھی لاہور پہنچگئے۔ اور ادہر سے حکیم صاحب رونق افروز لاہور ہو کر منشی امیر الدین صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ رات کے دس بجے منشی امیر الدین کے بھائی حاجی محمد دین صاحب حافظ جی کا یہہ پیام لائے کہ حکیم صاحب تشریف لے آئے ہین آپ صبح آوین اور حکیم صاحب سے گفتگو کرین۔ مین نے اس پیام کا جواب یہ دیا کہ مین گفتگو کے لئے تب آؤنگا جب حکیم صاحب کا دستخطی رقعہ متضمن درخواست مباحثہ پاؤنگا۔ کیونکہ حکیم صاحب اپنے خط مین گفتگو سے انکار کر چکے ہین۔ لہذا اگر مین بلا درخواست ان کے پاس پہنچا تو وہ یہی کہینگے "ہم تو مباحثہ سے انکار کر چکے ہین پھر آپ کیون آئے"۔ حاجی صاحب میرے جواب سے آشفتہ خاطر ہوئے اور یہ مضمون زبان پر لائے کہ آپ نہ آئینگے تو وہ لوگ (مسیحائی پارٹی) ہم لوگون کو (جو آپکے ہمخیال ہین) گریز کی طرف منسوب کرینگے۔ اور اس بات کے مظہر ہوئے کہ حکیم صاحب اس مضمون کا رقعہ نہ لکھینگے۔ اسپر مین نے کہا کہ حکیم صاحب نہ لکھین تو یہہ بات حافظ صاحب تحریر کر کے میرے پاس بھیجدین کہ حکیم صاحب آپکے نام رقعہ لکھنے سے انکار کرتے ہین۔ مگر ہم لوگ آپکو اپنی گفتگو کے لئے بلاتے ہین۔ یہ جواب لیکر حاجی صاحب خفگی کے ساتھ واپس ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد میان رجب الدین صاحب کو (جو ایسے مشکلات کیوقت

وکیل بنائی جایا کرتے ہین) لیکر میرے پاس آئے اور حافظ جی کا وہی پیام لائے - مین نے
اسکے جواب مین پہر وہی بات کہی - مگر میان رجب دین صاحب نے میرے اس جواب
کی مخالفت مین بہت زور دیا - اور یہہ کہا کہ اگر آپ نہ آئے تو ہم لوگون پر گریز کا الزام قائم
ہو جائے گا - اور جب خط کا ذکر آیا تو انہون نے ایک خط بہی حافظ صاحب کا جیب سے نکالکر
پیش کیا - (جسکا مضمون غالباً وہی تہا جو مرزا صاحب کے وکیل اڈیٹر پنجاب گزٹ نے اپنے پرچہ
۲۵ اپریل مین شتہر کیا ہے) مگر چونکہ اس خط کا مضمون وہ نہ تہا جو میرا مطلوب تہا بلکہ وہ
مضمونِ مطلوب اور قاصدون کی زبانی پیام کے مخالف تہا - لہذا مین نے اس خط
کو پڑھکر واپس کیا - اور اسکے ساتھ خوش طبعی سے یہ بھی کہا کہ اس خط کو آپ یا حافظ صاحب
شہد لگا کر چاٹ لین - اس پر بھی میان رجب دین صاحب نے اپنی بات پر اصرار نہ چھوڑا - آخر
مین نے انکے اصرار پر صبح کو حاضر مجلس ہونا قبول کیا - صبح کو پھر میان رجب دین صاحب
اور ان سے بعد محمد چٹو صاحب میرے بلانے کو آئے - مین انکے ہمراہ صبح کے $6\frac{1}{2}$
بجے منشی امیر دین صاحب کے مکان پر پہنچا تو وہان بڑا مجمع پایا جو میرے پہنچنے کے بعد اور زیادہ
ہو گیا تہا اس مجمع کے ارکان (سابق اور لاحق) سے خصوصیت کے ساتھ لائق ذکر یہ اصحاب
و احباب ہین - جناب مولوی عبد الرحمن صاحب خلف الرشید مولوی محمد بن بارک اللہ ساکن
لکھو کے (جنکا ذکر مرزا صاحب کے خط نمبری ۵ مین ہے) جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر
عربی کالج لاہور - جناب سید فقیر جمال الدین رئیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور -
جناب شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور مولوی عبد العزیز صاحب رکن
انجمن حمایت اسلام و ملازم سررشتہ تعلیم پنجاب - ایسے ہی بعض اصحاب لائق ذکر اور بھی تھے -
مگر انہین اسلامی اور حقانی جوش ایسا نہین ہے کہ وہ مسیحائی پارٹی لحاظ نکرین - اور شہادت حق دین[1]
خاکسار - مجلس مین پہنچا تو بعد سلام و مزاج پرسی حضار سب سے پہلے جو کلمہ زبان
پر لایا وہ یہہ تھا کہ "حافظ صاحب آپنے جو مجھے بلایا ہے تو کس غرض سے بلایا ہے؟"

[1] اسی خیال سے ان حضرات کے نام بمقام اظہار درج کرکے کاٹ دئے گئے ۔

حافظ صاحب نے فرمایا کہ اُس غرض سے بُلایا ہے کہ آپ مرزا صاحب کے متعلق حکیم صاحب سے گفتگو کریں"۔ اس کلمہ کے (یا جو اس کے معنے ہیں) سو حافظ صاحب نے اُسوقت ایک لفظ بھی منہہ سے نہ نکالا۔ نہ مجھے کچھ کہا نہ حکیم صاحب۔ پھر خاکسار نے حکیم صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے مولوی فضل الدین صاحب کی زبانی سنا ہے کہ آپ لودہانہ سے مجھ سے مباحثہ کرنیکو تشریف لائے ہین۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ بات غلط ہے[1] مگر مین حافظ محمد یوسف کے حکم مین ہون۔ حافظ صاحب فرماتے ہین تو اب مین گفتگو کو حاضر ہون پھر خاکسار نے کہا کہ مین قبل از بحث مقصود چند اصول آپ سے تسلیم کرانا چاہتا ہون کیونکہ بحث سے پہلے اصول طے ہو جاینگے تو اثنار بحث مین دلائل کے رد و قبول مین اختلاف ہوگا انہی اصول موضوعہ مسلمہ کو دلائل مین پیش کیا جائیگا۔ حکیم صاحب نے اس امر کو منظور کیا۔ اور حسب تفصیل ذیل سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوگیا[2]

---

[1] ہم کچھ نہین کہہ سکتے کہ حکیم صاحب کا بیان غلط ہے یا مولوی فضل الدین صاحب کا۔ اس سے ہمکو کچھہ بحث نہین۔ حکیم صاحب نے آخر حافظ محمد یوسف صاحب کے حکم سے بحث کرنا قبول کر لیا یہی ہمارے اس مدعا کے لئے کہ حکیم صاحب سے ہمارا مباحثہ ہوا کافی ہے۔

[2] صفحہ ۱۶ کے سطر ۱ سے اسمقام تک تقریر قلمبند کر کے حافظ صاحب کے قاصدون (حاجی محمد دین صاحب۔ میان رجب الدین صاحب۔ میان محمد چٹو صاحب) کے پاس بوساطت مولوی سید حسین شاہ صاحب واعظ کاشمیر اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ اگر اس تقریر مین کہین الفاظ یا مضمون کی کمی بیشی ہوگئی ہو تو وہ لوگ اسکو درست کردین۔ مولوی حسین شاہ صاحب نے بعد از جمعہ ایک مجمع مین اس تقریر کو پڑھکر ان قاصدون کو سُنایا اور اسکے الفاظ و مضمون کو ان سے تسلیم کرا کے بذریعہ رقعہ منقولہ ذیل خاکسار کو اس سے مطلع کیا وہ یہہ ہے مکرمی مولوی صاحب سلمکم ربکم ——— کاغذ بعد جمعہ مجمع مین محمد چٹو صاحب اور رجب دین صاحب

خاکسار نے کہا۔

(۱) کتاب اللہ و سنت اتفاقی حجج شرعیہ[1] ہین۔

حکیم صاحب نے فرمایا۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۲) سنت سے وہ اقوال و افعال (لائق[2] اقتدا) و تقریرات[3] نبویہ مراد ہین۔ جو کتب حدیث مین مروی ہین۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۳) کتب حدیث سے صحیحین بلا وقفہ و نظر سنت نبویہ کی مثبت و شاہد ہین۔

کو بلکہ حاجی محمد دین صاحب کو بھی بدستور حرفاً بحرف سنا دیا۔ صاحبان مسطورہ نے باتفاق لفظ در عین مجمع جواب دیا کہ بیشک مولوی صاحب چھپا دین اسمین ہماری طرف سے کوئی ممانعت یا صورت انکار نہین۔ مگر صحیح (یعنے سہی یا دستخط جسکو انگریزی مین سگنیچر کہتے ہین) اپنی مضنوا جانتے ہین۔ والسلام ——— حسین شاہ عفی عنہ

[1] یعنے قرآن اور حدیث کے شرعی دلائل ہونیمین کسی مسلمان کا اختلاف نہین۔ گو باقی اور دلائل (اجماع و قیاس) کی دلیل شرعی ہونے مین بعض علماء کا اختلاف ہے۔

[2] یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض افعال آنحضرت کے آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہین امت کو اُن کی پیروی جائز نہین۔ جیسے چار سے زیادہ عورتون سے نکاح۔

[3] تقریر سے وہ فعل یا قول مراد ہے جو آنحضرت کے سامنے کسی نے کیا یا کہا۔ اور آنحضرت نے اس سے منع نہ کیا۔

حکیم صاحب۔

صحیحین کو مین بہت معتبر سمجھتا ہون۔ بخاری کو اقدم جانتا ہون۔

خاکسار

(۴) اس تفاوت اور تقدیم مرتبہ بخاری کا اثر یہی ہوگا کہ عند التعارض بخاری کی حدیث مقدم ہوگی۔ اور جو حدیث مسلم کی بخاری کے معارض نہ ہو وہ بھی بخاری کی طرح بلا وقفہ تسلیم کیجاوے گی۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۵) ان دو کتابون مین جرح مدفوع[ف۱] ہے۔ اور ان کتابون کی کسی کتاب کی حدیث کی توہین یا رد اہل بدعت کی شان ہے

حکیم صاحب۔ مسلم ہے

خاکسار۔ (۶) آپ اپنی راے سے جرح و تعدیل احادیث غیر صحیحین کا منصب رکھتی ہین۔

حکیم صاحب۔ نہین۔

خاکسار۔

(۷) حدیث کی روایت اور راوی کی راے مین فرق[ف۲] ظاہر ہے۔

ف۱ یعنے ان کتب کی احادیث پر جو اعتراض کیے گئے ہین۔ ان کو بعض محدثین نے اٹھا دیا ہے۔ اب ان کتب کی احادیث پر کسیدکا اعتراض سنا نہین جائیگا۔

ف۲ روایت وہ ہے جسکو راوی آنحضرت سے نقل کرتا ہے راے وہ بات ہے جو راوی اپنی سمجھ اور فکر سے کہتا ہے۔

حکیم صاحب مسلّم

خاکسار

(۸) الفاظ کتاب اللہ اور حدیث کو ظاہر معنے پر حمل کرنا واجب ہے، اور اُن کے تاویل بلا مانع قوی اور حجت قطعی جائز نہین - کیونکہ یہ تاویل لغت اور شرع سے امان کے رافع ہے[1] -

حکیم صاحب -

رسول اللہ کے اقوال اور قرآن شریف کی کلمات طیّبات ایسے معاملات مین جو عملی طور پر رسول اللہ نے انکو کر کے دکہا دیا ہے - یا صحابہ کے زمانہ مین بلا انکار انہون نے عمل مین لا کر دکہا دیا ہے اُنکے وہی معنے ہین - جو تعامل سے ثابت ہوئے[2] - باقی پیشگوئیان یا اخبار مین البتہ کوئی مجازی استعارہ لینا قوی دلیل سے ممکن ہے -

---

[1] یعنے اگر لفظ کے ظاہری معنے بلا وجہ ترک کر کے اسکے تاویلی معنے مراد دینا جائز رکہے جائین تو نہ شرع کا اعتبار رہتا ہے نہ عام بول چال کا - اور ہر شخص کو اختیار ہو جاتا ہے کہ جس لفظ کے جو معنے چاہے مراد لے +

مثلاً لفظ صلوۃ یا نماز سے اپنی خواہش نفسانی کو روکنا مراد لے - اور عملی نماز چہوڑ بیٹھے - چنانچہ کسی نے کہا ہے سہ صلوۃ عاشقان ترک وجود ست - صلوۃ سالکان سجدہ سجود ست ٭ اور لفظ پانی سے پیشاب مراد قرار دے - اور لفظ روپیہ سے کوڑی مراد ٹہرا لے -

ونیا گر علیہ کوئی باقی مانگے تو پیشاب کر دے - اور ہزار روپیہ کا اقرار کر کے یہہ کہدے کہ ہمنے ایک ہزار کوڑی دینے کا اقرار کیا تہا -

[2] حکیم صاحب کا یہ جواب اضطراب اور تحیّر پر (جو جواب دینے کے وقت اُن پر طاری ہو رہا تہا

خاکسار۔

آپکی تقریر سے یہہ سمجھ مین آیا ہے کہ جن الفاظ نبوی یا کلمات قرآنی کے معنے عمل نبوی سے مفہوم نہ ہوئے ہون۔ ان الفاظ کے معنے لغوی مین تاویل جائز ہے۔ اگر دلیل قوی ہو اسکا لازمہ یہہ ہے کہ اگر اس تاویل پر کوئی دلیل نہو تو وہ تاویل بھی ویسی ہی ناجائز ہے جیسے کہ عملی معنون مین تاویل ناجائز ہے *

(حکیم صاحب)۔ بہرحال یہ میرا مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۹) حقیقت مجاز سے مقدم ہے۔ اور حقیقت کی علامات یہہ ہیں *

(۱) معنے کا متبادر ہونا۔ (۲) ایک امر جائز[عہ] اس لفظ کا اطلاق۔ (۳) اسکے نفی کی عدم صحت

اور ان سے یہ کلمات کہلاتا تھا کہ میرا علم محدود ہے۔ اور خدا جانے اس اصول کے تعلیم کے بعد مجبور کیا [illegible] اپنے ظاہری معنی مراد لینے کے لئے آنحضرت صلعم اور صحابہ کے عمل کو شرط ٹھیرایا۔ (جسسے مفہوم ہوتا ہے کہ جو اقوال نبوی اور آیات قرانیہ عقائد کے متعلق ہین علاوہ اخبار و پیشین گویون کے متعلق ہین انکے ظاہری معنے مراد لینا ضروری نہین انمین جو تاویل کوئی چاہے کر سکتا ہے) مگر اخیر تقریر مین آپنے اس شرط عمل کو اُٹھا دیا اور صاف فرما دیا کہ پیشگویون کے متضمن اخبار و آیات مین بھی۔ کوئی مجازی استعارہ مراد لینا قوی دلیل سے ممکن ہے جسکا صاف یہ مفہوم ہے کہ اگر اس استعارہ کی مراد ہونے پر قوی دلیل نہو تو معنے حقیقی (جو ظاہری معنے ہین) چھوڑکر مجازی معنے مراد لینا جائز نہین ہین ہمنے اسوقت حکیم صاحب کو اس اضطراب و تخالف کا الزام ندیا اور انکی شروع تقریر کا کچھ لحاظ نہ کیا صرف انکی تقریر کی آخری حصہ سے اپنا کام نکال لیا اور اس تقریر کے جواب مین اُنسے یہہ تسلیم کرا لیا کہ جس تاویلی معنے قرآن و حدیث پر کوئی دلیل نہو وہ مراد لینا جائز نہین گو عمل نبوی سے وہ معنے ثابت نہون۔ اس سوال و جواب سے ناظرین اہل علم حکیم صاحب کے علم و فہم کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہین *

بیرو

[عہ] معنے کا متبادر ہونا — قرینہ الصحت ہونا — (۳) اطلاق جائز کسی چیز پر اسکا لفظ ہونا جو [illegible] چیز پر جاسکے جیسے زید کو انسان کہنا — دوسری نفی کی عدم صحت — نفی کا صحیح ہونا جیسے

علامات مجاز اسکے مخالف یہ ہین۔

(۱) قرینہ کا وجود۔ (۲) امر محال پر لفظ کا اطلاق (۳) نفی کی صحت۔

حکیم صاحب۔

مجھے کچھ معلوم نہین کہ مولوی صاحب نے یہہ اصطلاح سلف صالحین سے کہان سے لی ہے[1]

---

[1] حکیم صاحب کے اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ جو اصطلاح سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول نہین وہ لائق قبول و اعتبار نہین ہے ؀

انکے اس جواب کو سنکر خاکسار کے علاوہ اور علماء حاضرین مجلس (جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب۔ و جناب مولوی عبد الرحمن صاحب) بھی حکیم صاحب پر معترض ہوئے۔ اُن کے اعتراض اُسوقت اسی وجہ سے قلمبند نہوئے تھے کہ وہ حکیم صاحب سے مباحثہ [illegible] اعتراض بھی قلمبند [illegible]

خلاصہ یہ ہے کہ پہلے اصطلاحات علمیہ کا سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول ہونا شرط قبولیت و اعتبار ہے۔ تو آپ ہی (حکیم صاحب) اصطلاحات اصول حدیث (مرفوع و موقوف وغیرہ) یا اصطلاحات نحویہ (مثلاً فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ اور مفعول منصوب جنکو آپ مانتے) سلف صالحین سے ثابت کرین۔ اور جو آپنے خود اصل ہشتم کے جواب مین لفظ "مجازہ" و "استعارہ" کو استعمال کیا ہے۔ اسی کو سلف صالحین سے ثابت کر دکھائین۔ اسپر حکیم صاحب بہت گھبرائے۔ اور گھبراہٹ سے وہ الفاظ جو صفحہ (۲۲) آپ سے منقول ہو چکے ہین آپ کے منہہ سے نکل گئے۔ اور اس اعتراض کے جواب مین پہلے تو وہ یہہ بولے کہ مین اپنے الفاظ "مجازہ و استعارہ" کو واپس لیتا ہون۔ مگر آخر خاکسار کی جوابی تقریر (جسمین بحث لفظی کو چھوڑ کر مضمون اصول ہشتم آپ سے تسلیم کرایا گیا ہے) کو سنکر اس واپسی کو بھول گئے۔ اور ہمارے

خاکسار۔

میں لفظی بحث کو ترک کر کے صرف اس کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آپنے پہلے جواب

اصل نہم کا مضمون مان گئے - یا شاید وہ عمداً یہ سمجھکر کہ میں لفظ "مجاز" و "استعارہ" کو
واپس لونگا - تو اسنے پیر مرزا کے الہامات و تاویلات کے تمام تار و پود کو جو صرف مجاز
و استعارہ پر مبنی ہیں توڑنے والا ہونگا - اُس سخن مالیتیٰ قائم نرہے اور خاکسار
کی جوابی تقریر کو مان گئے ہوں -

حکیم صاحب کے اس جواب پر جناب **مولوی عبد الرحمن** صوفی صافی جو
اس سے پہلے چپ چاپ بیٹھے تھے بایں **اعتراض** معترض ہوئے کہ یہاں (مسئلہ
متعلقہ میں [illegible] ہیں - مگر
آیات قرآن و حدیث نبویہ کے اُن تاویلات میں جو مرزا غلام احمد کرتے ہیں (جیسے دجال
سے مراد دنیا دار ہونا - اور ابن مریم سے مثیل ابن مریم اور لیلۃ القدر سے زمانہ ظلمت
وغیرہ وغیرہ) وہ سلف صالحین سے نقل و شہادت کے کیوں طالب نہیں ہوتے
پھر **مولوی صاحب** نے دینی جوش میں آکر یہ **فرمایا** کہ جو شخص الفاظ قرآن و حدیث کے
ویسی تاویلی معنے کرے جو صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین نے نہ کئے ہوں وہ بدعتی
و گمراہ و ملحد ہے - **اور یہہ کہکر آپ اس مجلس سے چلے گئے** - (جسکا ذکر مرزا صاحب
کے خط نمبری ۸ و ضمیمہ پنجاب گزٹ ۵ اپریل ۱۸۹۱ء کی سطر ۱۷ - کالم اول - صفحہ ۲ -
میں ہوا ہے -) **مولوی صاحب** موصوف کے جوش میں آنے اور مجلس سے اُٹھ
جانے کی وجہ ایک تو یہی تھی کہ جو بات حکیم صاحب نے اس جواب میں اختیار
کی تھی اس کے وہ خود پابند نہ تھے - لہذا ان کا یہ بات کہنا صرف جدال پر مبنی تھا جس سے
مولوی صاحب کو نفرت ہوئی اور ان کو حکیم صاحب کی ہدایت سے مایوسی ہوئے دوسری

مین تسلیم کیا ہے کہ لفظ کے ایسے معنے جسکو استعارہ کہا جاتا ہے قوی دلیل سے لئے جائینگے
بلا دلیل ایسے معنے نہ لئے جائین گے۔ پس مین انہین معنے کو مجاز کہتا ہون۔ جنکو آپنے استعارہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴

وجہ یہ کہ حکیم صاحب کے حق مین مولوی صاحب کو خدا تعالے کیطرف سے ایک یہہ الہام ہوا
وان تدعوھم الی الھدی فلن یھتدوا اذاً ابداً۔ یعنے اگر تو انکو ہدایت کی طرف
بلائیگا تو وہ کبھی ہدایت پذیر نہونگے۔ دوسرا یہ الہام ہوا ویضل اللہ الظالمین و
یفعل اللہ ما یشاء۔ یعنے خدا ظالمون کو گمراہ کرتا ہے۔ اور وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے
ان الہامات سے مولوی صاحب نے روانگی فیروزپور کے وقت مجھے خاص اپنی
زبان سے اطلاع دی تھی۔ اور خود ہی اسکی یہ تفسیر فرمائی تھی۔ کہ جو شخص صحابہ و تابعین
وغیرہ سلف صالحین کے اتفاق سے اختلاف کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم
لوگ اہلسنت والجماعت اسیوجہ سے کہلاتے ہین کہ ہم سنت یعنے آنحضرت کے قول و فعل
پابند ہین۔ اور جماعت یعنے جماعت صحابہ و تابعین کے پیرو ہین۔ ہم اس جماعت کی اتباع
چھوڑنے سے اہلسنت سے خارج ہو جاتے ہین اور ظالم بنتے ہین۔ اور خاکسار کو یہ
فرمایا کہ مین نے ان لوگون کے مقابلہ مین تیرے قائم رہنے کی بابت خدا تعالے سے
بطور استخارہ دعا کی تھی۔ اسکے جواب مین مجھے یہہ الہام ہوا ہے لکل فرعون
موسی۔ یعنے ہر فرعونے راموسٰے۔ لہذا آپ اس مقابلہ کے لئے قائم اور مستعد
رہین۔ ہم خدا تعالے سے دعا کرتے رہین گے۔ کہ وہ خدا تعالے تمہاری مدد
کرے۔ اسپر قائم و مستقیم رکھے۔

جو لوگ مولوی صاحب کے اُٹھ جانے کی اور وجہ بیان کرتے ہین وہ
مولوی صاحب کے اس بیان کو سُنکر شرمندہ ہون گے تو معلوم نہین۔ پھر کس وقت
شرمندگی کا موقع پائین گے۔

کہا ہے۔ اور آپکے جواب سابق سے مین یہ سمجھتا ہون کہ آپ کوئی استعارہ بلا دلیل قوی کسی لفظ سے مراد نہ ٹھیرائینگے۔ میرے لئے یہی تسلیم آپ کی کافی ہے اُس معنے کو آپ مجاز کہین یا نہ کہین۔

حکیم صاحب نے۔ اس کے جواب مین کوئی عُذر و انکار پیش نہین کیا۔ اور سکوت سے اُسکو تسلیم فرمایا۔

خاکسار۔ (١٠) محال اور مجہول الکنہ مین فرق ہے۔ اول کی تسلیم جائز نہین۔ دوسرے کی جائز ہے۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔ (١١) عادت کا خلاف جائز ہے۔ بنا بر علیہ معجزات انبیا و کرامات اولیا جو عادت کے برخلاف [illegible] ہوتے ہین واجب التسلیم ہین اگر انکا ثبوت ہو۔

حکیم صاحب۔ یہ بھی ایک خاص عادت اللہ ہے۔

خاکسار۔ (١٢) قانون قدرت جسکو بعض لوگ خدا کا قانون بنائے بیٹھے ہین مُدّعین خدا کی قدرت کا قانون و معیار نہین ہے۔

حکیم صاحب۔ ہان[1] انسان کے محدود تجربے اور مشاہدے قانون قدرت پر حاوی

[1] آپ فرماتے ہین کہ معجزہ و کرامت بہی خدا کی ایک خاص عادت ہے اسمین اپنے معجزہ کو تو دبی زبان سے مانا ہے۔ مگر اسکے خارق عادت ہونیسے انکار کیا۔ اور یہہ خیال نفرمایا کہ مخاطب نے بھی اسکو مطلق عادت کا خارق نہین کہا۔ صرف عام عادت اللہ کا خارق قرار دیا ہے۔ جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ معجزہ خدا کی خاص عادت کا جو انبیا کے ساتھ رہی ہے اسکے نزدیک بھی خارق نہین۔ پھر اس بات کہنے کی آپکو کیا حاجت تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوسرے کا کلام کا مطلب جلد نہین سمجھتے۔

[2] اسمین آپ خوب بولا گئے ہین گویا شکنجہ مین پھنس گئے۔ جس قانون قدرت کی دستآویز سے آپکے پیر اور مرشد اور مُرید صحیح احادیث کو رد کر رہے ہین۔ اس سے آپ تمسک نکر سکینگے اور ان احادیث کو رد کرنے پر قادر نہ ہونگے۔

نہین ہو سکتے۔

خاکسار۔ (۱۳) آپ آنحضرت صلعم کے معراج جسمانی کو تسلیم کرتے ہین یا نہین۔

حکیم صاحب۔ مین نے اس مسئلہ مین غور نہین کیا کہ جسدی ہے یا روحانی نفس معراج کا اقرار ہے۔[1]

خاکسار۔ (۱۴) غیر نبی کا الہام دوسرے شخص پر حجت شرعی ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ غیر نبی کا الہام نبی کے صریح حکم کے خلاف ہو تو حجت نہین اور اگر کسی ایسے معاملہ مین ہو کہ اسمین صریح حکم نبی کا خلاف نہین ہے تو ممکن ہے[2] کہ کسی کے لئے حجت ہو مگر

---

[1] اسمین آپنے سفید جہوٹ سے کام لیا ہے۔ آپ مدتون سے کتب حدیث کی جنمین معراج نبوی کا ذکر ہے اوراق گردانی کر رہے ہین۔ اور عام مسلمانون کا یہہ اعتقاد کہ آنحضرت کو جسمانی معراج ہوا ہے جانتے ہین اور خاکسار اپنے استاد مولوی محمد صاحب سہارنپوری [illegible] خیالات کے آدمی ہین) حدیث معراج کے یہی معنے سن چکے ہونگے۔ کہ آنحضرت اس جسم مبارک سے آسمانون پر گئے۔ اور ادہر اپنے پیر مرزا اور اُنکے مریدون کے خیالات و مقالات بہ بلاک مین شائع ہوتے دیکھ رہے ہین۔ پھر کیا ایسی حالت مین ممکن ہے کہ آپنے اس مسئلہ مین کچھ نہ سوچا ہو کہ ہمارے پیر کا خیال صحیح ہے یا پرانے مسلمانون کا۔ یا بلا عذر دتامل محض تقلیداً اپنے پیر کا یہ خیال کہ معراج صرف روحانی ہوا ہے مان لیا ہو؟ ہرگز نہین۔ آپ سچ ہین تو اسپر قسم کہائین۔ مگر یہ مسئلہ یاد رکہین کہ قسم مین توریہ جائز نہین ہے۔ اور قسم اسی معنے پر واقع ہوتی ہے جو اسکے معنے دوسرا سمجہے۔

[2] آپ کے جملہ ”ممکن ہے“۔ اور پہر اسکے مستثنیٰ۔ ”مگر حجت شرعی نہین“ کو ناظرین خیال مین لائین۔ یہہ کیسے اضطراب پر مبنی ہین؟ غیر نبی کا الہام شرعی حجت نہین تو پہر کیسی حجت ہے؟ اور یہان شرعی حجت کے سوا کس حجت سے بحث ہے؟۔

حجت شرعی نہین۔

خاکسار۔ (۱۵) صحابی کی ایسی تفسیر آیات قرآن جسکے معنے سمجھنے مین محض رائے کا دخل نہو حکماً مرفوع ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ صحابی کی ایسی تفسیر کوئی حکماً حجت نہین۔[1]

خاکسار۔ (۱۶) درصورت عدم حجیت وہ دوسرون کی تفسیر بالرائے سے مقدم ہے یا نہین؟

حکیم صاحب۔ صحابی کی تفسیر کو مقدم کرنیکی کوئی ضرورت نہین۔

خاکسار۔ (۱۷) نبوت ختم ہو چکی ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ نبوت تشریعی ختم ہو چکی ہے۔ کوئی شخص شرع جدید نہین لا سکتا۔

[illegible] شریع جدید نہ کرے۔ شرع محمدی کے تابع ہو اور نبی کہلائے جیسے انبیا بنی اسرائیل توریت کا اتباع کرتے تھے اور نبی کہلاتے تھے۔

حکیم صاحب۔ کوئی بعید نہین۔ ہو۔[2]

---

[1] اس جواب مین اور جواب سوال نمبر ۱۶ مین آپنے سلف صالحین کا خلاف کیا۔ اور اپنی اور اپنے پیر مرزا کی تاویلات بدعیہ مخالفہ سلف صالحین کے لئے راستہ نکالا ہے۔ سلف صالحین تو ہر بات مین صحابہ کے اقوال و آثار کی پیروی کرتے اور انکی آرا کو بھی اپنی آرا سے مقدم سمجھتے۔ آپ انکی ایسی تفسیر کو بھی نہین مانتے۔ جسکا آنحضرت سے مسموع ہونا متعین ہے اور اسمین رائے محض کا دخل نہین ہے۔

[2] اسمین تو آپنے حد کر دی۔ پیروی قرآن و حدیث اور اتباع سلف صالحین و عام مومنین سب کو بالائے طاق رکھکر اپنے پیر مرزا کی تقلید اختیار کی ہے۔ جسمین وہ سر سید احمد خان کے

خاکسار - (۱۹) آیت خاتم النبیین نبوت کو ختم کرتی ہے - آپ نبی جدید کی تجویز پر کیا دلیل رکھتے ہین - ؟

حکیم صاحب - خاتم النبیین کی آیت تشریعی انبیا کی ختم کی دلیل ہے - نبی بلا تشریع کے وجود کی مانع نہین ہے - ایسے نبی کے دلائل مین اسوقت پیش نہین کرتا -

بقیہ [illegible] صفحہ ۲۸

متفق بیٹھے ہین - جو ختم نبوت سے بتاویل انکار کر کے - کالون - لوتھر - بابو کیشب چندسین اور دیانند سرسوتی کو نبی یا پیغمبر قرار دے چکے ہین - دنیا ئے علیہ ان کے بعض پیرو ان کو پیغمبر سمجھتے ہین -

آپ کو اور آپکے پیر مرزا کو یہ سوجھی ہے کہ ہم بہی کام تو وہی کر رہے ہین - جو سرسید احمد خان کر چکے ہین - پھر وہ کون ہین کہ وہ نبی کہلا دین - اور ہم اس خطاب سے محروم رہجاوین !!

۱۵ مجلس مناظرہ کے بعد آپ کو اپنے اس جواب کی مضرت سوجھی تو آپنے حافظ محمد یوسف صاحب مہتمم انعقاد جلسہ سے یہ بات کہی کہ اس جواب مین کہین **حدیث** "علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل" درج کرا دو - حکیم صاحب کے روانہ لودہیانہ ہو جانے کے بعد حافظ صاحب نے منشی عبداللہ صاحب نقشہ نویس اور میان الہ بخش صاحب دریائی فروش کے سامنے خاکسار سے اس امر کی درخواست کی - خاکسار نے اسکے جواب مین یہ بات کہی کہ اس جوابکے ساتھ یہ حدیث کہین چسپان نہین ہو سکتی - ہان وہ اس جواب کو واپس لین - اور بجاے اسکے یہ جواب دین کہ اسوقت نبی تو کوئی ہو نہین سکتا - اس وقت کے علما مشابہ انبیا ہین تو اس جوابکے ساتھ وہ حدیث بخوبی چسپان ہو سکتی ہے - آیندہ آپ کو اختیار ہے - جس مقام مین چاہین اس حدیث کو درج کر دین - حافظ صاحب اپنے قلم سے اس حدیث کو درج نہ کر سکے - اور اپنی نوکری پر چلے گئے - پہر خاکسار نے ڈاک کے ذریعہ وہ کاغذ جسمین

مجھو دین

خاکسار۔ (۲۰) لفظ عیسی بن مریم اور دجال کے اصلی معنی (جسکی تاویل محتاج دلیل ہو) آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین کے زمانہ مین اسوقت تک کیا سمجھے گئے

حکیم صاحب۔ مجھے تمام لوگون کے کل اقوال کی خبر نہین۔

خاکسار۔ (۲۱) مین نے نہ تمام لوگون کے اقوال پوچھے ہین۔ نہ کل اقوال۔ جن لوگون کے اقوال پر آپ کو اطلاع ہے۔ انکا کیا خیال تھا۔

حکیم صاحب۔ ابن مریم سے قرآن مین عیسی نبی اسرائیلی مراد ہے۔ اور دجال کی نسبت مختلف خیال ہین۔ ابن صیاد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ دجال سمجھتے اور اس پر قسم کھاتے تھے۔

خاکسار۔ (۲۲) احادیث نبویہ مین جو ابن مریم کا لفظ وارد ہے اس کے معنے صحابہ و تابعین و غیرہ مسلمین نے جہانتک آپکو علم ہے کیا سمجھے ہین۔ اور دجال کی نسبت

اصول و سوالات درج تھے انکے پاس بھیجدیا اور ان کو اختیار دیا کہ جہان چاہین۔ اس حدیث کو درج کردین۔ انہون نے وہان سے بھی اس کاغذ کو بلا تصرف و تبدیل واپس کیا۔ اور کہین اس حدیث کو درج نفرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انہون نے بھی کہین اسکا مساغ نہ پایا۔

ہم اب بھی حکیم صاحب کو اختیار دیتے ہین۔ کہ جہان چاہین اس حدیث کو حسب بیان کردین (اگر گنجایش پاوین۔ ہمارے نزدیک تو یہ حدیث تب ہی انکی مستمسک ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ اس جواب کو بدلدین۔ اور یہہ جواب دین۔ کہ اب نبی کوئی نہین ہو سکتا۔ علماء امت محمدیہ انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ ہین۔

۱؎ اسمین ایک دھوکا ہے۔ جس کا بیان بار ہان تتمہ جواب نمبری ۲۴ مین عنقریب آئیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

محمد دین

جو آپنے اختلاف بیان کیا ہے۔ اسکی ایک شق آپنے بیان کی ہے دوسری نہین کی۔
اب بیان فرمادین کہ سوائے ابن صیاد کی بہی صحابہ و تابعین نے کیسکو دجال سمجہا ہے۔

حکیم صاحب۔ مجہے یاد نہین کہ سوائے ابن صیاد کے کیسکو دجال کہا گیا ہو
اور ابن مریم کے ساتھ کسی نے جہانتک مجہے یاد ہے اسرائیلی کی قید نہین لگائی۔

خاکسار۔ (۲۳) آنحضرت صلعم کے وقت مین ابن مریم کا لفظ قرآن مین اور پہر آنحضرت
کے کلام مین اور عام لوگون کی کلام مین جب کبھی بولا جاتا تھا تو اس لفظ کے اصل معنے کیا
سمجہے جاتے تھے آیا وہی حضرت عیسے ابن مریم اسرائیلی یا کوئی اور معنے بھی کیکی خیال مین آئے
تھے۔

حکیم صاحب۔ قرآن شریف مین جہان ابن مریم آیا ہے وہان تو وہی عیسے
ابن مریم سمجہے جاتے تھے اور احادیث مین جہان ابن مریم بولا گیا ہے اسکی تصریح صحابہ کی
جانب سے مینے نہین دیکھی کہ آیا وہ اسکو مثیل ابن مریم سمجہتے تھے۔ یا واقعی نبی اللہ بنی
اسرائیل مراد لیتے تھے۔

خاکسار۔ (۲۴) آٹھوین اصول مین آپ تسلیم کر چکے ہین کہ احادیث اور
قرآن کے اصلی معنے ——————

جواب نمبری ۲۴۔ اس حد تک پہنچا تہا کہ حکیم صاحب مجلس سے رخصت کے
خواستگار ہوئے۔ اس وقت جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور نے
فرمایا کہ ان اصول وسوالات وجوابات پر فریقین کے دستخط ثبت ہونے چاہئین۔ و بناءً علیہ
وہ اصول وسوالات وجوابات اس مجلس مین اول سے آخر تک لفظ بلفظ پڑہے
گئے۔ پہر حکیم صاحب نے اسکو اپنے ہاتھ مین لیکر ملاحظہ فرما کر تسلیم کیا۔ اور پہلے انہر اپنا دستخط
ثبت کرنا چاہا مگر پہر فرمایا کہ یہہ دوسرے کاغذ پر صاف ہو جائین گے تو ان پر دستخط کرونگا

اور یہ کہکر آپ مجلس سے کہڑے ہوگئے اور دوسری جگہہ کہانا کہا کر اپنے آقا راجہ صاحب
کے پاس چلے گئے - ان کے بعد اکثر ارکان مجلس اپنے اپنے مکانات کو تشریف لیگئے
صرف خاکسار اور جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب اور چند دیگر احباب تقریباً ایک گھنٹہ
تک وہان ٹہیرے - اور ان اصول و سوالات وجوابات کی دو نقلین کراکے اصل سے
انکا مقابلہ کرتے رہے - اس کے بعد ہم بھی وہان سے رخصت ہوئے - اور ان دو
نقلون مین سے ایک نقل پر خاکسار نے اپنے دستخط ثبت کرکے حکیم صاحب کا دستخط ثبت
کرانے کی غرض سے اسکو حافظ جی کی سپرد کیا - اور یہہ کہدیا کہ جبوقت حکیم صاحب واپس
آئین اور مباحثہ پورا کرنا چاہین اسوقت آپ ہم لوگون کو بھی طلب کرین -

تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب اس مکان مین واپس آگئے تو آپنے اس صاف شدہ
نقل کو ملاحظہ فرمایا اور مطابق اصل پاکر اسپر دستخط کرنا چاہا - مگر بیان کیا جاتا ہے کہ
حافظ محمد یوسف صاحب نے انکو دستخط کرنیسے روک دیا - جسکی وجہہ ہم عنقریب بیان کرین گے
انشاءاللہ تعالے +

اس نقل مین حکیم صاحب نے اسقدر اضافہ کرنا چاہا کہ جواب نمبری (۱۸ یا ۱۹) مین کہین
پر حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو درج کیا جائے - جسکو حافظ صاحب نے منظور
کرلیا - اور دوسرے دن کاغذ واپس دینے کے وقت اسکی تعمیل کے لئے مجھے مامور کیا -
خاکسار اس وجہ سے جو حاشیہ (علہ) صفحہ (۲۹) مین عرض کرچکا ہے اسکو قبول نکرسکا -

اسدن بارہ بجے دن سے رات کے چار بجے تک حکیم صاحب لاہور مین
رہے اور اپنے پیر کے بعض نئے حواریون کو (جنمین حافظ محمد یوسف صاحب و منشی الہی بخش
صاحب شامل وحاضر تھے) حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی پر چڑہائے جانے اور ہڈی ٹوٹنے
کے سبب سولی سے زندہ اتر آنے اور پہر اپنی موت سے وفات پانے کا حال جیسا کہ سر سید
احمد خانصاحب کی تفسیر مین درج ہے سناتے رہے - مگر خاکسار سے مباحثہ

(۱۶۵)

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

على صاحبها الصلوة والتحية

جلد ۱۳
نمبر چہارم لغایت ہفتم
و نمبر یازدہم و دوازدہم
سیزدہم

بابت سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۱ عیسوی

اِس دفعہ کی اشاعت میں تین مضمون جداگانہ نکلے ہیں۔

(۱)

فتوےٰ علمای پنجاب و ہندوستان

(بحق)

مرزا غلام احمد ساکن قادیان

جو اس مجموعہ چھ نمبروں (۴-۵ و ۶ و ۷- و نمبر ۱۱ و ۱۲) میں چھپا ہے۔ اِن چھ نمبروں کی قیمت روساے عظام سے ۵ عام اغنا سے (۳) متوسط اہل وسعت ۱ کم وسعت لوگوں سے ۸ ہے۔ جو خرید کر مفت بانٹے اُس سے ۱ روپیہ ۳۔

(۲)

مباحثہ لدھانہ

جو تین نمبر (۸-۹-۱۰) میں چھپا ہے اور اسکی قیمت حسب شرح و مراتب بالا۔ ۵ روپیہ ۱ روپیہ ۸ - ۱۲ - ۸

(۳)

جواب فیصلہ آسمانی

جو علاوہ نمبروں کے چھپا ہے اور اسکی قیمت حسب شرح و مراتب بالا۔ ۱۔ ۱۲۔ ۸۔ ۸۔ ۸

مژدہ

ہمارے محب نبیل فاضل جلیل مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رئیس علیگڈھ کا مسلمانوں کو ممنون ہونا چاہیے۔ کہ انہوں نے قادیانی کے رد میں ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اپنے حیدہ خاص کے خرچ سے چھپوایا ہے جسکا نام ہے اعلاء الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح اور اس منت و احسان کا یہ شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اس رسالہ کو خرید کریں اور اس کی قیمت آیندہ رد قادیانی کے لیے مدد دیں۔ اسکی قیمت معہ محصول ڈاک ۳ ہے۔ یہ رسالہ مصنف سے اور دہلی کے مطبع انصاری سے مل سکتا ہے۔

مژدہ دیگر

مثنوی عطاء تو بلقاء تو اور رسالہ دہلی جواب عرت بھی اسی مطبع انصاری سے جو بقیمت دستیاب ہیں۔ یہ منظم رسالہ خطہ دہلی کا چھپا خوب ہے۔

باہتمام سید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ (اسلامیہ پریس لاہور میں طبع ہوا) ۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

فتویٰ علماء پنجاب وہندوستان

بحق

مرزا غلام احمد ساکن قادیان

تمہید

قادیانی نے* اپنے رسالہ فتح اسلام میں اپنے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا تو اس سے اہل اسلام کی پبلک میں ایک عام شور برپا ہوگیا۔ اس شور کو مٹانے اور اس دعوے کی توضیح کے لئے اسنے ایک رسالہ توضیح مرام مشتہر کیا۔ تو اسنے اس شور کی آگ کو اور بھی تیز کر دیا۔ اور خوب بھڑکایا۔ کیونکہ فتح اسلام میں تو اسنے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ توضیح مرام میں اپنے نبی ہونیکا بھی دعویٰ کیا۔ اور علاوہ بران بہت سے عقائد کفریہ کا اظہار کیا۔ جو عقائد اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔ اور عقائد نیچریہ۔ فلاسفہ۔ ہنود۔ یہود ونصاریٰ کے عین مطابق وموافق۔ اس رسالہ کی اشاعت سے وہ شور بڑھا تو اسکے ازالہ کے لئے اسنے ایک اور رسالہ ازالہ اوہام کے بعض حصص ومضامین کو اپنے حواریوں میں متداول کیا۔ اور انہوں نے بذریعہ رسائل ومجالس انکو پبلک میں مشتہر کیا۔ ان مضامین نے اس شور کی بھڑکتی ہوئی آگ پر کیروسن آئیل (مٹی کا تیل) ڈالدیا۔ کیونکہ اس رسالہ میں اسنے دعویٰ مسیحیت اور نبوت کے ساتھ رسالت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ رسالت بھی کیسی! جسکی بشارت وشہادت نص قرآن (ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) میں آچکی ہے۔ اور علاوہ بران بہت سے کفریات کا ڈھولکا۔ معجزات حضرت مسیح وغیرہ انبیاء سے تاویل وتحریف انکار کیا حضرت مسیح وغیرہ انبیاء خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب اتقیا اور انکے اتباع باصفا پر علم وفہم میں فوقیت کا دعویٰ کیا اور ان سب کی توہین کا ارتکاب کیا پھر تو وہ شور عالمگیر ہوگیا اور چاروں طرف سے نعرہ تکفیر ونفرین بلند ہونے لگا۔ ان رسائل تکفیر سے ہر ایک قادیانی نے اچھا اثر نہ دیکھا۔ تو اشاعت رسالہ توضیح مرام ہی کیوقت سے مباحثہ کا بھی اشتہار دیدیا۔ اور اشتہار ۲۶ مارچ میں یہ مشتہر کیا کہ علماء وقت جب تک میری ان عقائد ومقالات میں جنکو وہ کفر وگمراہی سمجھتے ہیں۔ مجھسے مباحثہ نہ کرلیں تب تک اپنی زبان کو تکفیر اور طعن سے روکے رہیں۔ اور اس مباحثہ کو ایسی پیچیدہ [illegible] سے اسکا مقصود یہ تھا کہ جتنے [illegible] اور ناواقف دنون تک مباحثہ ملتوی رہے اور ٹل سکے اتنے ہی دن طعن وتکفیر سے لوگونکی زبان [illegible] مسلمانوں پر [illegible] رہے۔ علماء وقت نے وقتاً فوقتاً اسکی ناجائز شرط کو ابطال اور جائز کی تسلیم وقبال سے مباحثہ کے لئے مستعد ہونیکا اظہار کیا۔ مگر قادیانی سے بجز گریز وفرار جو اسکا اصلی منشاء ومقصود تھا۔ کچھ ظہور میں نہ آیا۔ یہانتک کہ قضا وقدر نے اسکو اس دوڑنے اور بھاگنے کے ساتھ جبراً لودھانہ کے میدان مباحثہ میں پھنسا دیا۔ اور لودھانہ کی [illegible] میں ہمارا اس سے مباحثہ کرا دیا جسکی کیفیت نمبر ۵ جلد ۱۳ میں شائع ہوئی ہے۔ اس مباحثہ میں جو اسنے شکست وہزیمت پائی وہ ناظرین پرچہ ہائے مذکورہ پر مخفی نہ ہوگی۔ مگر اسکی دلیری اور بہادری کو دیکھو اور اسپر صد آفرین کہو کہ شکست پاکر بھی وہ دعویٰ مباحثہ سے دست بردار نہوا۔ اور اشتہار ۲۳ اگست ۱۸۹۱ء میں پھر مدعی مباحثہ ہوا اور دہلی جاکر خم ٹھوک کر کھڑا ہوگیا۔ اسپر دہلی پہونچکر اسکا تعاقب کیا گیا۔ اور اسکی جملہ شروط جائزہ کو منظور کرکے منظوری مباحثہ کا اشتہار دیا گیا تو پھر اپنے مباحثہ سے انکار کیا جسکی تفصیل نمبر ۴ جلد ۱۴ میں ہے۔ مگر پھر اسکی شرم وحوصلہ کو دیکھو اور اسپر ہزار آفرین کہو کہ دہلی سے بھاگ کر قادیان میں پہنچکر وہ اس شکست وہزیمت کو بھول گیا۔ اور ایک آسمانی فیصلہ (جو درحقیقت شیطانی فیصلہ ہے) اسنے لکھ مارا اور اسمیں پھر مباحثہ کا مدعی بن بیٹھا اور علماء کو مباحثہ کیطرف بلایا گیا [illegible] اور اسکا الزام علماء وقت پر قائم کیا۔ اسپر لاہور وسیالکوٹ پہونچکر اسکا تعاقب کیا گیا۔ اور متعدد نوٹسوں کے ذریعہ اسکو مباحثہ کیطرف بلایا گیا اور وہ میدان مباحثہ میں نہ آیا۔ بلکہ جہاں خاکسار پہونچا وہاں سے وہ فوراً بھاگا جسکی کیفیت نمبر ۱ جلد ۱۵ میں ہے۔ خاکسار ابتداء ہی سے اسکی بیجا اور ناممکن الوقوع شروط کو پیش کرنے سے اسکے مباحثہ سے مایوس ہوچکا تھا۔ مگر قطع حجت قادیانی کی غرض سے لودھانہ کے مباحثہ تک اسکے حق میں تمام علماء اہل اسلام کی رائے ظاہر ومشتہر کرنے سے رکا رہا۔ اور جب لودھانہ کے مباحثہ کو وہ ناتمام چھوڑ کر بھاگا گا۔ اور اور بھی مایوسی نے جلوہ دکھایا تب خاکسار نے بمقام دہلی پہونچکر ایک استفتاء مرتب کیا جسمیں قادیانی کے خیالات ومقالات درج کرکے انکی تصدیق وشہادت کیلئے اصل عبارات اسکی تصنیفات کو بقید صفحات نقل کر دیا۔ اور اس استفتاء کا جواب بقیۃ السلف حجۃ الخلف شیخنا وشیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ سے حاصل کیا اور پھر ایک خاص سفر از دہلی تا بقرب کلکتہ وبھوپال وغیرہ اختیار کرکے اکثر مشہور بلاد ہندوستان کے علماء وفضلاء مختلف مذاہب کا توافق رائے حاصل کیا پھر لاہور پہونچکر اس استفتاء اور اسکے جواب کو رسالہ کی صورت چھپوا کر اور مقامات ہندوستان وپنجاب میں جہاں خاکسار خود نہیں پہنچا تھا۔ متداول کیا اور اسپر سکنائے ان مقامات کی شہادات وتائیدات کو ثبت کرایا۔ یہ فتویٰ مدت سے محل اتفاق علماء ہندوستان وپنجاب ہوچکا تھا مگر اسکی اشاعت عام میں اسوجہ سے توقف والتوا ہوا کہ

* [illegible]

اگر کادیانی کو ان باتون کی نسبت جنکو علماء وقت نے کفر وضلالات کادیانی پر دلیل ٹھرایا ہے۔ کچھ عذر ہو تو اسکو مجمع علماء مین پیش کرے۔ اور انمین وہ مباحثہ کرنا چاہتا ہے تو کرے۔ اور اس رسالہ تکفیر وتضلیل کو جو باتفاق علماء اسکے لئے تیار کیا گیا ہے کسی حیلہ سے ٹلا سکتا ہے تو ٹلادے یعنی ان باتونکا اپنی تصانیف مین پایا نجانا۔ یا اگر وہ انمین موجود ہین تو انکا موجب کفر وضلالات نہونا ثابت کردے۔ آخری دفعہ اس امر کی طرف اسکو جواب فیصلہ آسمانی مین بلایا گیا۔ اور اس جواب کو چھپاکر اسکے پاس بھیجا گیا۔ اور انتظار مدت جواب تک اشاعت فتوی کو ملتوی کیا گیا۔ مگر پھر بھی اسنے اسطرف رخ نکیا۔ اور مباحثہ کا نام لینا ہی چھوڑ دیا۔ لہذا اس فتوی کا اب عام اہل اسلام مین مشتہر کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ فتوی سے پہلا چند تمہیدی امور کا بیان ضروری ہے۔ ناظرین پہلے انکو ملاحظ فرمائینگے تو فتوی سے زیادہ حظ اٹھائینگے۔

امر اول اس مجموعہ فتاوی مین گو کادیانی کی بڑے زور وشور سے تکفیر ہوئی ہے۔ مگر اصل سوال اور اسکے پہلے اور اصل جواب مین کو کادیانی سے تعرض نہین کیا اصل سوال صرف یہ ہے کہ عقائد کادیانی مندرجہ سوال اسلامی عقائد ہین یا نہین۔ اور ان عقائد مین کادیانی پابند وپیرو اسلام ہے یا اسکی پابندی سے خارج۔ اور ایسے عقائد والا۔ ولی۔ مجدد۔ ملہم۔ محدث۔ ہو سکتا ہے۔ یا وہ ان عقائد کے سبب دجال کہلانے کا مستحق ہے۔

اسکا اصل جواب جو حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی طرف سے ہے۔ صرف یہ ہے۔ کہ یہ عقائد اسلامی نہین اور کادیانی ان عقائد مین پابندی اسلام سے خارج ہے۔ اور ایسے عقائد والا محدث۔ مجدد۔ ملہم۔ ولی نہین ہو سکتا۔ بلکہ منجملہ دجالین ایک دجال ہے۔ اس جواب کی تائید وشہادت مین جو اور فتوے وجوابات لکھے گئے ہین۔ انمین بڑے زور وشور سے کادیانی کی تکفیر ہوئی ہے۔ اصل سوال اور اسکے پہلے جواب مین اس تکفیر سے اس غرض سے تعرض نہین کیا گیا۔ کہ اس جواب مین کسی شخص کا اختلاف نہو۔ اسمین کادیانی اور اسکے عقائد کا کم سے کم درجہ حال وحکم بیان ہوا ہے۔ تاکہ اس سے اور کوئی کمی نکسے۔ زیادتی جسقدر کوئی مناسب سمجھے عمل مین لاوے۔ یہی وجہ ہے کہ جو علماء کادیانی کو کسی خاص وجہ سے کافر نہین کہتے صرف مبتدع وگمراہ جانتے ہین انہون نے بھی اس جواب سے اتفاق کیا۔ اور اسکے عقائد کو خطا وگمراہی قرار دیکر یہ ظاہر کیا کہ وہ عقائد اسلامی عقائد نہین۔ اور جو علماء اسکو کافر ومرتد۔ زندیق۔ ومنافق جانتے ہین انہون نے اصل جواب پر بہت کچھ بڑھایا اور اسکو اچھی طرح کافر بنایا۔ اور دل کھولکر اپنی علم وقلم کا زور دکھایا۔ [illegible] جو نیو فیشن کے مہذب کہلاتے ہین۔ اور وہ لفظ کفر وکافر کے استعمال کو خواہ کیسا ہی بامحل وحسب موقع ہو کسی حق مین پسند نہین کرتے اور وہ دنیا مین کسیکو منکر انبیاء علیہم السلام ہو خواہ منکر قطعی احکام حلال وحرام کافر نہین جانتے اور موجودہ قیود واحکام اسلام کو انٹ سولائیزڈ غیر مہذب اور وحشی اقوام اور ملکون کیلئے مخصوص مناسب سمجھتے ہین۔ اور اسوقت کے مہذب اقوام کو ان قیود سے ازاد خیال کرتے ہین۔ (۲) پرانے خیالات کے مسلمان جنکو قسم اول اولڈ فیشن کہتے ہین اور وہ بلا چون وچرا احکام وہدایات اسلام پر ایمان لاتے ہین۔ وہ فتوی کفر سے ایسے ڈرتے ہین جیسے نیو فیشن کے مہذب غیر مہذب قیود کر ڈرتے ہین)۔ لائق ملاحظہ ہے۔ قسم اول صرف اصل سوال اور اسکے پہلے جواب کو دیکھین۔ اور کادیانی کے اقوال وعبارات کا قرآن وحدیث کے بیانات سے مقابلہ وموازنہ کرکے کادیانی کو کافر نسمجھی مرتد بھی نسمجھین تو اتنا تو کہین۔ کہ جو عقائد ومقالات اسنے ظاہر کئے ہین وہ اسلام کے عقائد نہین ہین۔ اور اگر ہمین انکو کچھ خلاف ہو تو اس سے ہمکو آگاہ کرین۔ اور قسم دوم کے مسلمان ان فتووں کو اول سے آخر تک ملاحظہ کرین اور اس ذریعہ سے کادیانی کی کفریات پر مطلع ہو کر اس سے اپنے ایمان کو بچاوین۔ یہ فتوے انہی اخوان دین کی حمایت عقائد کو کئے ہین۔ پہلی حضرات تو خود مفتی ہین وہ تو ایسے ایسے فتوی اپنی عقل سے یا لاز اوف نیچر (قوانین قدرت) سے بنا سکتے ہین انکو ان فتوون کی چندان حاجت نہین مہذ وہ اس مجموعہ کو ملاحظہ فرماوین گے تو ہم پر بار منت واحسان رکھینگے اور بے تکلف ہم انکے ممنون احسان ہونگے۔ امر دوم یہ فتوے کسی خاص شخص یا فرقہ کی رای نہین ہے۔ بلکہ تمام قوم اہل اسلام کی پبلک اوپینین (عام رای) ہے یہی وجہ ہے کہ اسمین مختلف فرقہ ہا وطرق کی فقرا علماء حنفی۔ شافعی۔ اہلحدیث اہل فقہ مقلدین۔ تارکین تقلید اہل سنت۔ اہل تشیع سب کی تحریرات وجوابات شامل ہین۔ لہذا یہ فتوی شخصی طرفداری یا پارٹی فیلنگ کی تہمت سے بری ہے۔ اور اسپر وہ الزام عائد نہین ہو سکتا جو شخصی یا کسی خاص فرقہ کی فتوی کی نسبت عائد کئے جا سکتے ہین۔ کہ وہ شخصی عناد یا پارٹی طرفداری پر مبنی ہین۔ ایک یا دو اشخاص یا ایک فرقہ پر تو گمان عناد وطرفداری وخطاکاری ہو سکتا ہے صدہا اشخاص اور تمام فرقون پر یہ گمان کیونکر ہو سکتا ہے۔ امر سوم۔ اس فتوی پر بعض ایسے اشخاص کے دستخط وشہادات بھی ہین جنکو ہم عالم لائق افتا نہین سمجھتے۔ انکے دستخط صرف ان لوگون کو نمائش وطمانیت کے لئے کرائے گئے ہین جو انکے پیرو ہین اور انکے اتفاق سے ان لوگون کی ہدایت متصور ہے۔ اور بعض مولوی مفتی قاضی واعظ مشہور ہین اور انکے دستخط اس فتوے پر نہین ہوئے۔ اس سے کوئی یہ نسمجھے کہ وہ اس فتوی کے مخالف یا کادیانی کے معتقد ہین۔ انکے دستخط نہونے کی وجوہ مختلف ہین۔ بعض تو انمین ایسے ہین

دس پانچ روپیہ یا اس سے کمتر پیکر جو کوئی چاہے فتوی لکھ دیتے ہین - لہذا انکے دستخط اور مہرون کو عموما حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور خود غرضی پر مبنی خیال کیا جاتا ہے - اس لئے ہمنے انسے دستخط کرانا مصلحت نہ سمجھا بعض ایسے ہین کہ عقائد کادیانی کو برا کہتے ہین مگر کادیانی کے حواری حکیم نورالدین رکن ریاست جمون کے لحاظ اور حصول فتوحات کی طمع سے جرأت نہین کرسکتے بعض ایسے بھی ہین جنکی طرف ہمنے رجوع ہی نہین کیا - اور انکے پاس فتوے نہین بھیجا -

(امر چہارم - ان جوابات وشہادات کی ترتیب (تقدیم وتاخیر) مین رتبہ ودرجہ اہل شہادات کا کوئی لحاظ نہین کیا گیا کیفما اتفق (جیسا اتفاق ہوا) شہادات کو درج کیا گیا - اس سے کوئی مقدم الذکر کا افضل ہونا اور موخر کا مفضول ہونا نہ نکال لے - امر پنجم - کادیانی اور اسکے اتباع اس فتوی کے جواب مین یہ تین باتین کہہ سکتے ہین - اور کہینگے - اول یہہ کہ جو باتین ہمارے ذمہ لگائی گئی ہین - ہمنے نہین کہین دوسری بات (جو پہلی کے مخالف ہے) یہ کہ ہمنے کہے تو ہین مگر انکے معنے اور ہین - تیسری بات یہہ اس قسم کے فتوی علما ہمیشہ ایک دوسرے پر لگاتے چلے آئے ہین مگر آخر وہ فتوی نامعتبر سمجھے گئے اور جنکے حق مین وہ فتوی لگائے گئے وہ مقتدا تسلیم کئے گیے - ان باتونکا جواب حسب تفصیل ذیل ہے - اول کا جواب جن باتونکو کادیانی کے ذمہ لگایا گیا ہے - ان باتون کے ثبوت مین ہمنے اصل عبارات کادیانی کو نقل کر دیا ہے وہ عبارتین اسکی کتابون مین نہ نکلین اور انکی نقل مین ہماری غلط بیانی ثابت ہو تو فی عبارت ایک سو روپیہ جرمانہ دینے کو ہم حاضر ہین - مگر اس امر کا تصفیہ مجرد انکار کادیانی اور اسکے اتباع سے نہین ہو سکتا انکا یہ انکار محض کذب ہے اور کذب انکے مذہب اور ہر ایک عمل درآمد کا اصل اصول ہے - اسکے تصفیہ کے لیے ایک مجلس کا منعقد ہونا ضروری ہے - جسمین ہم ان عبارات کا تصانیف کادیانی مین پایا جانا ثابت کرین - اور وہ انکار کی وجہ بتاوے - اور روز روشن مین آفتاب کو چھپا کر دکھاوے - دوسری بات کا جواب معنی کا تصفیہ بھی اسی مجلس مین ہو سکتا ہے - اس مجلس مین اگر اسکی عبارات کے وہ ظاہری معنے بشہادت لغت ومحاورہ اہل لسان نہ نکلے جو مفتیون نے سمجھے ہین تو اسپر بھی ہم فی عبارت سو روپیہ جرمانہ دینے کو حاضر ہین کادیانی ان عبارات کے جو معنے چاہے بنا سکتا ہے - جو شخص خنزیر [illegible] شاعر کا مصداق [illegible] یا خاص فرقہ کی طرف سے نہین ہے اسلیے وہ ان سابق فتوون کی نظیر نہین ہو سکتا - جو ایک شخص یا ایک فرقہ نے اپنے مخالف شخص یا فرقہ کے حق مین انکے لگائے ہین اور وہ شخص عناد یا پارٹی طرفداری کے سبب غلط نکلے - بلکہ یہ تمام اہل اسلام کا جمہوری فتوے ہے - اس فتوی کا آخر کو غلط ونامعتبر نکلنا کوئی شخص تجویز کرے تو زمانہ سابق مین اسکی کوئی نظیر بتاوے - کادیانی کے ایک فرضی یا مستور حواری [illegible] نے جو اپنی مراسلت مطبوعہ ضمیمہ پنجاب گزٹ مورخہ ۹ - مارچ ۱۸۹۲ء سیالکوٹ مین اسکی ایک نظیر بتائی ہے اور یہ کہا ہے - اسوقت ایسے شخص کا مجھے خیال آیا جسکے لیے کسی زمانہ مین مکہ شریف سے مولوی صاحبان نے کفر کے فتوی منگوائے تھے - اور جسکی زیارت کے لیے مین علیگڈھ پہنچا تھا - اور جسکی صداقت بھی ہمدردی اسلام کا آج ایک عالم معترف ہوا - مگر اس حواری کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ نظیر فریقین کے نزدیک مسلم نہین ہے - اس فتوی کا مسلمانون کے نزدیک غلط ونامعتبر ہونا آجتک ثابت نہین ہوا - اور طرفہ یہ کہ کادیانی بھی اس فتوی کو غلط نہین سمجھتا اور اوس شخص کو جسکے حق مین فتوی دیا گیا تھا وہ مسلمان خیال نہین کرتا - اور اس طرفہ پر یہ طرہ ہے - کہ وہ شخص بھی کادیانی کے نئے خیالات سے متفق نہین اور اسکا خلاف اخبارون مین مشتہر ہو چکا ہے - لہذا کادیانی کے نئے خیالات کو اسلام سے خارج سمجھنے مین وہ تمام اہل اسلام سے متفق ہے -

اب اگر وہ حواری اس شخص کو مسلمان جانتا ہے تو اسکے فتوی کو کادیانی کے خلاف مین مان لے اور مثل مشہور ہے سیانا سو بیادہ مین غور کر کے یہ سمجھے کہ ایسا لبرل اور نیچرل خیال کا آدمی بھی کادیانی کے نئے خیالات کو اسلام سے خارج کرتا ہے - تو پھر وہ کیونکر مسلمانی خیال ہو سکتے ہین - اور اگر کادیانی کی رائے کو اس شخص کی نسبت حق جانتا ہے اور فتوے علماء حرمین کو اسکے حق مین صحیح سمجھتا ہے - تو اس نظیر کو واپس لے - اور اس فتوے کو بلا مزاحمت نظیر مخالف صحیح وخالی از عناد وخطا وطرفداری سمجھے -

تمہید ختم ہوئی اب فتوی پڑھو -

فتوے

سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

علمائے حفظۂ دین وحماۃ شرع رسول امین میرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے حواریون اور ہم مشربون کے حق مین کیا فرماتے ہین جنکے عقاید ومقالات یہ ہین جو ان کے تصنیفات وتحریرات سے نقل کئے جاتے ہین - اور مزید تحقیق وتصدیق کی غرض سے ان کی اصل تصنیفات وتحریرات بھی شامل سوال[ف۱] ہین -

(۱) ملائکہ ستارون کی ارواح ہین[ف۲] - وہ ستارون کے لئے جان کا حکم رکھتے

ف۱ - جہان سائل خود پہنچا وہان اصل تصنیفات قادیانی اور ان کے حواریون کی ساتھ لے گیا - اور ان مضامین کو اصل تصنیفات مین دکھا دیا بعض جگہہ ان سوالات کو بذریعہ ڈاک بہیجا تو وہان بہی اصل تصنیفات قادیانی کو بہیجا گیا - جن علما کے پاس اصل تصانیف نہین پہنچین وہ اس شرط سے مطالبہ کرین کہ بعد ملاحظہ انکو واپس کرین گے تو ان کے پاس اصل تصنیفات ارسال ہونگی +

ف۲ یہ عقاید از نمبر اول لغایت ہفتم آپ کے رسالہ توضیح مرام مین موجود ہین جو بہ ترتیب

ہین - لہذا وہ ان ستارون سے کبھی جدا نہین ہوتے +

[illegible] صفحہ ۱۰

رسالہ بترتیب عقاید مندرجہ سوال نقل کیئے جاتے ہین ایک - صفحہ ۱۲۱ مین
لکھا ہے کہ اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی مین یہ عاجز
اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہین وہ کیا شے ہے اس کا جواب یہ ہے
کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونو کے روحانی قواے مین ایک خاص طور
پر رکھی گئی ہے جسکے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی
ہے - نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلے درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے
جو خدا تعالے اور اسکے مستعد شاگردون مین ایک نہایت مضبوط تعلق
اور جوش کر انوار الٰہی قدرت کو جو خدا تعالے کے نفس پاک مین موجود ہے
ان تمام سرسبز شاخون مین پہیلاتی ہے - اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلے درجہ
کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے - جو اول بندہ کے دل مین بارادہ
الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کہینچتی ہے اور پہر اُن دونون
محبتون کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہین ایک
مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق مین پیدا ہو کر الٰہی محبت
کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک تیسری
چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے -
سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اسوقت سے سمجھی جاتی ہے جبکہ
خدا تعالے اپنے ارادہ خاص سے اس مین اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے
اور اس مرتبے کی محبت مین بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہین ہے کہ خدا تعالے
کی محبت سے بہری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت

(۲) جبرائیل جسکا سورج سے تعلق ہے وہ بذات خود اور حقیقۃً زمین پر نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶

اسی وجہ سے اس محبت کی بھری
سے بھر گئی ہے ۔ ایک نیا تولّد بخشتی ہے ۔
ہوئی روح کو خدا تعالے کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر
ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے ۔ اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے
سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے ۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ
ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے
جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جسکو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور
پر سمجھ لیا ہے ۔ اور اسکے صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے ۔ اور یہ کیفیت جو
ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے
[illegible]
اسکو روح امین کے نام سے [illegible]
امن بخشتی ہے ۔ اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اسکا نام شدید القویٰ
بھی ہے ۔ کیونکہ یہ اعلےٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور
نہیں اور اسکا نام ذو الافق الاعلےٰ بھی ہے ۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائے
درجہ کی تجلی ہے اور اس کے صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے مسیح اور اس
عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت
کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں ۔ اور اسکے صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے
اسجگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بموقع ہوگا کہ جو کچھ ہمنے روح القدس اور روح الامین
وغیرہ کی تعبیر کی ہے ۔ یہ درحقیقت ان عقائد سے جو اہل اسلام ملائک کی
نسبت رکھتے ہیں ۔ منافی نہیں ہے کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز
اسبات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی

اترنا اس کا نزول جو شرع مین وارد ہے اُس سے اس کی تاثیر کا نزول مُراد ہے

توضیح مرام صفحہ ۱

طرح زمین پر اُترتے ہین اور یہ خیال بداہتِ عقل باطل بہی ہے۔ مثلاً فرشتہ **ملک الموت** جو ایک سکینڈ مین ہزارہا لوگون کی جانین نکالتا ہے۔ جو مختلف بلاد و امصار مین ایک دوسرے سے ہزارون کوسون کے فاصلے پر رہتے ہین اگر ہر ایک کے لئے استباب کا محتاج ہو کہ اول پیر دن سے چلکر اسکے ملک اور شہر اور گہر مین جاوے اور پہر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اُسکو موقعہ ملے تو ایک سکینڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینون کی مہلت بہی کافی نہین ہوسکتی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانون کی طرح حرکت کر کے ایک [illegible] تمام جہان ہوم کر چلا آوے ہرگز نہین **اور اسکے صفحہ ۳۲** مین ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جسطرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اسکی گرمی اور روشنی زمین پر پہیلکر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی طرح روحانیات سماویہ خواہ ان کو یونانیون کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہین یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کی موافق ارواح کواکب سے ان کو نامزد کرین یا نہایت سیدہے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا ان کو لقب دین درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام مین **مستقر اور قرار گیر ہے**۔ + + + جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتون پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیارون کا اثر ہے۔ ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری روحانی قوتون پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادون کے موافق اپنا اپنا اثر **ڈال رہے ہین** - **اور اُسکے صفحہ ۳۸** مین ہے۔ اگر اُن نفوس طیبہ کا ان ستارون سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے

اور جو صورت جبرئیل وغیرہ فرشتون کی انبیاء دیکھتے تھے وہ جبرئیل وغیرہ کی

تو پھر ان کے تمام قواے مین فرق پڑ جائے گا۔ انہین نفوس کے پوشیدہ
ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام مین مصروف ہین اور
جیسے خداتعالے تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی (مگر یہ سمجھ
تشبیہ کامل مراد نہین) وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے
جان کا ہی حکم رکھتے ہین۔ **اور اُنکے جدا ہو جانے** سے ان کی حالت
وجودیہ مین **بکلی فساد** راہ پا جانا لازمی وضروری امر ہے اور آجتک کسی نے
اس امر مین اختلاف نہین کیا کہ جسقدر آسمانون مین سیارات پائے جاتے
ہین وہ کائنات الارض کی تکمیل وتربیت کے لئے ہمیشہ کام مین مشغول ہین
+ + تمام نباتات وجمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات
اثر پڑ رہا ہے ــــ اور اس کے صفحہ ۸۴ مین ہے قرآن
شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبون کے متعلق ایک
ایک روح رکھتے ہین جنکو نفوس کواکب سے ہی نامزد کر سکتے ہین۔ اور جیسے کواکب
اور سیارون مین باعتبار اُن کے قالبون کے طرحطرح کے خواص پائے جاتے
ہین۔ جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہین۔ ایسا ہی
ان کے نفوس نورانیہ مین بھی انواع اقسام کے خواص ہین جو باذن حکیم
مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا **اثر ڈالتے ہین** اور یہی نفوس
نورانیہ کامل بندون پر بشکل جسمانی **متشکل** ہو کر ظاہر ہو جاتے ہین۔ اور
بشری صورت سے **متمثل** ہو کر دکھائی دیتے ہین۔ اور اسکے **صفحہ ۶۷**
مین ہے۔ جسقدر ارواح واجسام اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتے ہین

عکسی تصویر تہی جو انبیاء کے خیال مین متمثل ہوجاتی تہی جیسی آئینہ مین دیکہنے والے کی

توضیح مرام صفحہ ۱۰

ان سب پر **تاثیرات** سماویہ کام کررہی ہین۔ اور کبہی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کے اثر ڈالتا ہے۔ مثلاً جبرائیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیر سے تعلق رکہتا ہے اسکو کئی قسم کی خدمات سپرد ہین اُنہی خدمات کے موافق جو اُسکے نیر سے لئے جاتے ہین سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے۔ جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو۔ **(نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکہنی چاہئے)** لیکن اسکے نزول کی تاثیرات [illegible] چہوٹی چہوٹی اور بڑی بڑی شکلون پر تقسیم ہوجاتا ہے۔ اور **اسکے صفحہ ۷۰** مین ہے اس وقت مین کہ جب انسان بوجہ اقتران محبتین روح القدس کی نالی کے قریب اپنے تئین رکہہ دیتا ہے۔ معاً اُس نالی مین سے فیض وحی اُس کے اندر گر جاتا ہے یا یون کہو کہ اس وقت جبرئیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل مین ڈالکر **ایک عکسی تصویر** اپنی اس کے اندر لکہہ دیتا ہے تب جیسے اس فرشتہ کا جو آسمان پر مستقر ہے جبریل نام ہے اس عکسی تصویر کا نام بہی جبرئیل ہی ہوجاتا ہے۔ یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح القدس ہے۔ تو عکسی تصویر کا نام بہی روح القدس ہی رکہا جاتا ہے سو یہ نہین کہ **فرشتہ انسان کے اندر گہس آتا ہے** بلکہ اسکا عکس انسان کے آئینہ قلب مین نمودار ہوجاتا ہے۔ مثلاً جب تم نہایت مصفے آئینہ اپنے موہنہ کے سامنے رکہہ دوگے تو موافق دائرہ اور مقدار اس آئینہ کے تمہاری شکل کا عکس

صورت متمثل ہوجاتی ہے ٭

توضیح مرام صفحہ ۱۱

بلاتوقف اسمین پڑیگا یہ نہین کہ تمہارا منہہ اور تمہارا سر گردن سے لوٹ کر اور الگ ہو کر آئینہ مین رکھدیا جائے گا - بلکہ اس جگہہ رہیگا جہان رہنا چاہئے - صرف اس کا **عکس** پڑے گا بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینہ قلب کی ہوگی اسی مقدار کے موافق اثر پڑے گا - مثلاً اگر تم اپنا چہرہ آرسی کے شیشہ مین دیکھنا چاہو کہ جو ایک چھوٹا سا شیشہ ایک قسم کی انگشتری مین لگا ہوتا ہے تو اگرچہ اسمین بہی تمام چہرہ نظر آئیگا - مگر ہر ایک عضو اپنی اصلی مقدار سے نہایت چھوٹا ہو کر نظر آئیگا لیکن اگر تم اپنے چہرہ کو ایک بڑے آئینہ مین دیکھنا چاہو جو تمہاری شکل کی [illegible] کافی ہے - تو تمہارے تمام نقوش اور اعضا چہرے کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آجائین گے اور **اسکے صفحہ ۷۹** مین ہے - جب جبرئیلی نور خدا تعالے کی کشش اور تحریک اور نفخہ نورانیہ سے جنبش مین آجاتا ہے تو معاً اسکی ایک **عکسی تصویر** جسکو روح القدس کے ہی نام سے موسوم کرنا چاہئے محب صادق کے دل مین **منقش** ہوجاتی ہے - اور اسکی محبت صادقہ کا ایک عرض لازم ٹہر جاتی ہے - تب یہ قوت خدا تعالے کی آواز سننے کے لئے کان کا فائدہ بخشتی ہے - اور اس کے عجائبات کے دیکھنے کے لئے آنکھون کے قائمقام ہوجاتی ہے - اور اسکے الہامات زبان پر جاری ہونے کے لئے ایک ایسی محرک حرارت کا کام دیتی ہے جو زبان کے پہئے کو زور کے ساتھ الہامی خط پر چلاتی ہے - اور **اسکے صفحہ ۸۴** مین لکہا ہے اس جگہہ مین اُن لوگون کا وہم بہی دور کرنا چاہتا ہون جو ان شکوک اور شبہات مین

(۳۳) ملک الموت بھی بذات خود زمین پر اُتر کر قبض ارواح نہین کرتا۔ بلکہ

توضیح مرام صفحہ ۱۱۱

مبتلا ہین جو اولیا اور انبیا کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگون کی
نسبت کیا خصوصیت ہو سکتی ہے کیونکہ اگر نبیون اور ولیون پر اُمور غیبیہ کہلتے
ہین تو دوسرے لوگون پر بھی کبھی کبھی کہلجاتے ہین بلکہ فاسقون اور غایت
درجہ کے بدکارون کو بھی سچی خوابین آجاتی ہین اور بعض بڑے درجہ کے بد معاش
اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہین کہ آخر وہ سچے
نکلتے ہین۔ پس جب کہ ان لوگون کے ساتھ جو اپنے تئین نبی یا کسی اور
خاص درجہ کے آدمی القا کرتے ہین۔ ایسے ایسے بدچلین آدمی بھی شریک
ہین جو بدچلنیون اور بدمعاشیون مین چلتے ہوئے اور شہرۂ آفاق
ہین تو نبیون اور ولیون کی کیا فضیلت باقی رہی سو مین اسکے جواب مین
کہتا ہون کہ درحقیقت یہ سوال جسقدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب
درست اور صحیح ہے اور جبرئیلی نور کا چہیالیسوان حصہ تمام جہان مین پھیلا
ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور بڑے درجہ کا بدکار بھی باہر نہین
بلکہ مین یہانتک مانتا ہون کہ تجربہ مین آچکا ہے۔ کہ بعض اوقات ایک
نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریون کے گروہ مین سے ہے۔
جسکی تمام جوانی بدکاری مین ہی گذری ہے۔ کبھی سچی خواب دیکھہ لیتی ہے
اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات مین بھی کہ جب وہ بادہ
بسر و آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھہ لیتی ہے اور وہ سچی
نکلتی ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا ہی ہونا چاہئے تہا کیونکہ جبرئیلی نور
جو آفتاب کی طرح جو اسکا ہیڈ کوارٹر ہے۔ تمام معمورہ عالم

القدس کی تاثیر سے قبض ارواح ہوتا ہے۔

(۴) دنیا مین جو کچھہ ہورہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہورہا ہے۔

(۵) روح القدس۔ روح الامین۔ شدید القوی۔ ذوالافق الاعلی جنکا ذکر شرع مین وارد ہے۔ وہ انسان ہی کی ایک صفت ہے جو خدا کی محبت اور اسکے محبوب انسان کی محبت کے باہم ملنے سے متولد ہوتی ہے۔

(۶) ان دونون محبتون اور اُن سے متولد نتیجہ (روح القدس) کا مجموعہ پاک تثلیث ہے۔

(۷) آپ (مرزا) کو اور حضرت مسیح بن مریم کو استعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے ہین

(۸) آپ ایک معنی سے نبی ہین کیونکہ آپ محدث ہین۔ جنسے خدا تعالے باتین[1]

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۲

پر حسب استعداد ان کے اثر ڈال رہا ہے۔ اور کوئی نفس بشر دنیا مین ایسا نہین کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ سی محبت وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنے سی ادنے نسبت مین ہی ہے اس صورت مین نہایت ضروری تہا کہ تمام بنی آدم پر یہانتک کہ انکے مجانین پر بہی کسیقدر جبرئیل کا اثر ہوتا اور فی الواقع ہے بہی۔

ان عبارات سے جیسے عقائد میرزا کی از نمبر (۱) لغایت (۷) تصدیق ہوئے ویسی ہی یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ آپکے نزدیک نبوت اور وحی کی وہی حقیقت ہی جو نیچریون اور برہم سماج والون نے بیان کی ہی کہ نبوت ایک نیچرل امر ہی جس سے کوئی فرد بشر خالی نہین ہے یہانتک کہ ناچنے والی کسبی (رنڈی) بہی اس سے محروم نہین اور وحی لانیوالا فرشتہ باہر سے نہین آتا بلکہ صاحب وحی کے دل و دماغ ہی سے وہ پیدا ہوتا ہی اور جبرئیل یا روح القدس اُسکی ایک صفت کا نام ہے وعلی ہذا القیاس۔

[1] توضیح مرام مین صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۲۰ تک کہا ہے اسجگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے

کرتا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے۔ ختم نبوت کا جو قرآن مین ذکر ہے

توضیح مرام صفحہ ۱۸

کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اسکا اول جواب تو یہی ہے کہ آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولینا نے نبوت شرط نہین ٹھرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانون کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ اور اس سے زیادہ کچھہ بھی ظاہر نہین کریگا۔ کہ مین مسلمان ہون اور مسلمانون کا امام ہون۔ ماسوا اسکے اس مین کچھہ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالی کی طرف سے اس امت کے لئے محدّث ہو کر آیا ہے اور **محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے**۔ گو اسکے لئے نبوت تامہ نہین مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالے سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اسپر ظاہر کئے جاتے ہین اور بعینہ انبیا کیطرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کیطرح اسپر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئین با آواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور **نبوت کے معنی بجز اسکے اور کچھہ نہین کہ امور متذکرہ بالا اسمین پائے جائین** اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیا پر نازل ہوتی ہے اسپر مہر لگ چکی ہے مین کہتا ہون کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ نبوت جسکا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا۔ نبوت تامہ نہین بلکہ جیسا کہ مین ابھی بیان کر چکا ہون وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظون مین محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتدا

(۱۶۶)

تو اس سے ایسی نبوت مراد ہے جو حامل وحی شریعت اور جمیع اقسام وحی کی جامع ہو، نہ مطلق نبوت ۔

[illegible] حاشیہ صفحہ ۱۱۷

سے متی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنے ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولینا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم ارشدک اللہ تعالے ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوة وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوة الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوة الا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقة والمکاشفات الصحیحة والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی علی قلوب قوم موجع فانظر ایھا الناقد البصیر الفھیم من ھنا ان باب النبوة [illegible] ملة ٭ لوحی التشریعیة قد انقطعت لکن النبوة التی لیس فیھا الا المبشرات فھی باقیة الی یوم القیمة واما النبوة التی تامة کاملة جامعة لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اب اور اس سے بڑھکر سُنئے ۔ اپنے **ازالہ کے صفحہ ۵۳۲** مین آپ لکھتے ہین ۔ "ہان یہ سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بہی بیان کیا گیا ہے ۔ مگر اسکو امتی کر کے بہی بیان کیا گیا ہے × × اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کے صفت سے متصف نہین ہوگا ۔ ہان نبوت ناقصہ

٭ ان دونون مقام مین آپکی عربی دانی ثابت ہوتی ہے ۔ پہلی جگہہ "ہذا" معرفة کی صفت جملہ نکرہ (سد باب النبوة) لائے ہین ۔ اور اگر یہہ جملہ صلہ ہے تو اسکا موصول (الذی) ندارد ہے ۔ دوسری جگہہ صلہ موصول کا صدر ندارد ہی ۔ حق عبارت یہ تہا "واما النبوة التی ہی تامة"۔ جس شخص کو عربیت مین یہ مبلغ علم ہوگا وہ قرآن و حدیث سے استخراج دقائق و معارف کیا کریگا اگر کوئی الہام و علم لدنی اسکا مددگار ہوگا تو کہا جائیگا کہ وہ الہام علم لدنی صحت الفاظ مین کیون اسکا مددگار نہوا ۔ اور ایسی فاحش غلطیون سے اسکو کیون نہ بچا سکا ٭

(۹) آنے والے مسیح ابن مریم جنکی بشارت حدیثون مین وارد ہے اور اہل اسلام کو انکا انتظار تہا وہ آپ ہی ہین نہ عیسے بن مریم اسرائیلی نبی - کیونکہ وہ صلیب پر چڑہایا گیا اور بعد اسکے وہ فوت ہوکر بہشت مین داخل ہوگیا ہے لہذا اب وہ دُنیا مین نہین آسکتا -

(۱۰) آنیوالے مسیح کے جو صفات احادیث مین وارد ہین کہ وہ ابن مریم ہوگا - اور وہ دمشق کے منارہ شرقی کے پاس نزول کریگا - اور وہ دو زرد کپڑے پہنے ہوئے ہوگا - اور وہ دجال یک چشم کو ہلاک کریگا - اور وہ صلیب کو توڑیگا - اور وہ خنازیر کو قتل کریگا - اور اس کے وقت مین مال کثرت سے ہوگا وہ لوگون کو مال کی طرف بلائیگا - تو کوئی قبول نہ کریگا - کافر اسکی خوشبو سے مرجائیگا - اور اُسکے وقت مین یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا وغیرہ وغیرہ - انمین بعض صفات صحیح ہین اور جن احادیث مین اُن کا

تفسیر حاشیہ ازالہ ص ۱۱۵

اس مین پائی جائیگی جو دوسرے لفظون مین محدثیت کہلاتی ہے - اور نبوت تامہ کی شانون مین سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہو - سو یہ بات کہ اسکو امتی بہی کہا اور نبی بہی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونون شانین امتیت اور نبوت اسمین پائی جائینگی جیسا کہ محدث مین ان دونون شانون کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکہتا ہے - غرض محدثیت دونون رنگون سے رنگین ہوتی ہے - اسلئے خدا تعالے نے براہین احمدیہ مین بہی اس عاجز کا نام امتی بہی رکہا اور نبی بہی - اس عبارت مین تو آپنے اپنے آپ کو کہلا نبی کہدیا ہی -

سلہ اب اس سے بڑہکر سنئے رسالہ ازالہ آپنے چہپوایا تو اسکی سرورق پر صاف لکہدیا ہی - از تصانیف مرسل یزدانی مرزا غلام احمد قادیانی - اخیر تو آپ نے رسالت کا بہی دعوی کیا - اور یہ بتادیا کہ آپ خدا کے رسول ہی ہین - اس صورت مین آپکا شعر من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب - مین جو صفحہ مین منقول ہی دعوی رسالت سے انکار کرنا صرف مسلمانون کو دہوکہ دینا ہی درحقیقت آپکو رسالت کا بہی دعوی ہے شاید چند مدت کے بعد کسی کتاب آسمانی کا بہی دعوی ہو - نتیجہ بہی دو شکر سلفتی ازالہ کے صفحہ ۶۲۳ مین

سلہ فتح الاسلام کے صفحہ ۱۰ مین ہے - معجزات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا

(178)

ذکر ہے وہ موضوع ہین۔ اور بفرض صحت کل یہہ صفات سب کی سب بحسب تاویل وتفصیل

تفصیل حاشیہ ازالہ صفحہ ۱۱۷:

انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آبا گزر گئے اور بیشمار روحین اوسکی شوق ہی مین سفر کر گئین۔ وہ وقت تم نے پالیا × × × × مین وہی ہون جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بہیجا گیا۔ تا دین کو تازہ طور پر دلونمین تازہ کر دیا جائے۔ اور اسکے **صفحہ ۱۵** مین ہے مسیح جو آنے والا تہا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ اور اسکے **صفحہ ۲۵** مین لکہا ہے بلکہ ایک دفعہ اسکو اپنے زعم مین صلیب پر چڑہا کر قتل کر دیا۔ مگر چونکہ ہڈی نہین توڑی گئی تہی۔ اسلئے وہ ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچگیا۔ اور بقیہ ایام زندگی بسر کرکے آسمان کی طرف اُٹہایا گیا۔ اور اپنے رسالہ **ازالہ کے صفحہ ۳۷** مین مسیح کا سولی پر چڑہایا جانا اس تفصیل وتشریح سے بیان کیا ہے [illegible]

۱۵ موضوعیت احادیث بعض صفات مسیح کا دعوے آپ کی تصنیفات کُتب مین بہت جگہہ پایا جاتا ہے۔ **فتح الاسلام کے صفحہ ۱۰** مین آپ لکہتے ہین۔ خیال مذکور [یعنے حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر موجود ہونا] جو کچہہ عرصہ سے مسلمانون مین پہیل گیا ہے صحیح طور پر ہماری کتابون مین اسکا نام ونشان نہین بلکہ احادیث نبویہ کی غلط فہمی کا ایک غلط نتیجہ ہے جسکے ساتہہ بیجا حاشئے لگا دیئے ہین۔ اور بلا اصل موضوعات سے ان کو رونق دی گئی ہے۔ **اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۴** مین لکہا ہے۔ اور اس مقام مین زیادہ تر تعجب کی یہ جگہہ ہے کہ امام مسلم صاحب تو یہہ لکہتے ہین کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکہا ہوگا مگر یہ دجال تو ابن صیاد کی حدیث کے رو سے مشرف باسلام ہوگیا۔ پہر مسلم صاحب لکہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجال معہود بادل کی طرح جسکے پیچہے ہوا ہوتی ہے پہر جائیگا

ذیل آپ مین پائے جاتے ہین مثلاً اس کے ابن مریم ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ ابن

مگر یہ دجال جب مکہ سے مدینہ کی طرف گیا تو ابوسعید سے کچھہ زیادہ نہین چل سکا
جیساکہ مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے ایسا ہی کسی نے اسکی پیشانی پر ک ف ر
لکھا ہوا نہین دیکھا × × اگر یہ حدیث صحیح ہے کہ دجال کی پیشانی پر ک ف ر
لکھا ہوا ہوگا تو پہر اوائل دنون مین ابن صیاد کی نسبت خود آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کیون شک اور تردد مین رہے اور کیون یہ فرمایا* کہ شاید یہی دجال معہود ہو
اور یا شاید کوئی اور ہو۔ گمان کیا جاتا ہے کہ شاید اسوقت تک ک ف ر
اسکی پیشانی پر نہین ہوگا۔ مین سخت متعجب اور حیران ہون کہ اگر سچ مچ دجال معہود
آخری زمانہ مین پیدا ہو [illegible] ابن مریم [illegible] آسمان سے
اترین تو پہر قبل از وقت یہہ شکوک اور شبہات پیدا ہی کیون ہوئے۔ اور زیادہ تر
عجیب یہ کہ ابن صیاد نے کوئی ایسا کام بہی نہین دکہایا کہ جو دجال معہود کی نسبت
نبوت مین سے سمجہا جاتا ہے۔ یعنی یہہ کہ بہشت اور دوزخ کا ساتھہ ہونا۔ اور
خزانون کا پیچھے پیچھے چلنا۔ اور مُردون کا زندہ کرنا۔ اور اپنے حکم سے مینہہ برسانا
اور کھیتون کو اُگانا۔ اور ستر باع کے گدہے پر سوار ہونا۔ اب بڑی مشکلات یہ
در پیش آتی ہین کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی اُن حدیثون کو صحیح سمجہین جو دجال کو آخری
زمانہ مین اوتار رہی ہین تو یہ حدیثین اُنکی موضوع ٹہرتی ہین۔ اور اگر ان حدیثون کو
صحیح قرار دین تو پہر اُنکا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے۔ اگر یہہ متعارض و متناقض حدیثین
صحیحین مین نہوتین صرف دوسری صحیحون مین ہوتین تو شاید ہم ان دونون کتابون
کی زیادہ تر پاس خاطر کرکے ان دوسری حدیثون کو موضوع قرار دیتے۔ مگر اب مشکل

* آنحضرت نے یہ کہین نہین فرمایا یہہ قادیانی کا محض افترا ہے۔

مریم کی خاصیت پر اور اسکا مثیل ہوگا اور اسکے نزول سے روحانی نزول مُراد ہے۔ اور دمشق کے شرقی منارہ سے قادیان کی مسجد کا منارہ مُراد ہے جو دمشق کی جانب مشرقین

تو یہ آپڑی ہے کہ انہیں دونوں کتابوں میں یہ دونوں قسموں کی حدیثیں موجود ہیں۔ اب ہم جب ان دونوں قسم کی حدیثوں پر نظر ڈالکر گرداب حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ کسکو صحیح سمجھیں اور کسکو غیر صحیح۔ تب عقل خداداد ہمکو یہ طریق فیصلہ کا بتلاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچھ اعتراض نہیں اونہیں کو صحیح سمجھنا چاہیئے۔

۱ھ فتح الاسلام کے صفحہ ۱۱ میں ہے اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح بن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اُترا [illegible] اور وہ اُترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ [illegible] صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کیلئے نزول ہوتا ہے۔ آپ کا ایک حواری اپنے رسالے **قول فصیح کے صفحہ ۲ میں** کہتا ہے وہ اسی زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر ظاہر محدود نگاہوں کے نزدیک حقیقت میں وہ معمورہ عالم سے باہر آسمانوں پر مقیم ہے وہ زمین کی آنکھ میں چارپائی پر بستر بچھائے سوتا ہے۔ مگر اُسکی پاک روح پورے اٹھارہ سال کا دورہ[*] آسمانوں کا کر آتی ہے

۲ھ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۸۶ میں لکھا ہے ایکمرتبہ میں نے اس مسجد کی تاریخ جسکے ساتھ میرا مکان ملحق ہے الہامی طور پر معلوم کرنی چاہی تو مجھے الہام ہوا مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ یہ وہی مسجد ہے جسکی نسبت میں اپنے رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ میرا مکان اس قصبہ کی شرقی طرف آبادی کے آخری کنارے پر واقع ہے اس مسجد کے قریب اور اسکے شرقی منارہ کے نیچے جیسا کہ ہمارے سید و مولیٰ کی پیشگوئی کا مفہوم ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم

[*] جیسا کہ علم اہل اسلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت معراج کی رات اس دورہ کرنیکا اعتقاد ہے

واقع ہولہے۔ اور زرد کپڑون سے یہہ مُراد ہے کہ اسکی حالت صحت اچھی نہوگی (جو آپ مین
موجود ہے کہ ہمیشہ بیمار رہتے ہین) ؁۲
اور دجال سے دُنیا پرست ایک چشم جو دین کی آنکھین نہین رکھتے مراد ہین۔ اور

اور ازالہ کے صفحہ ۱۵۸ مین ہے ؎ از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار
چون خود ز مشرق ست تجلی نیّرم ❊ اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ❊ عیسی کجاست
تا بنہد پا بمنبرم ❊

؁ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۱۹ مین ہی اور پہر فرمایا کہ جس وقت وہ اُتریگا اس وقت
اسکے [illegible] زرد [illegible] ہونگے۔
یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اسکی صحت کی حالت اچھی نہین
ہوگی ❊

؁۲ آپ نے فتح الاسلام کے صفحہ ۱۴ مین لکھا ہے۔ اور ہر یک
حق پوش دجال دُنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہین رکھتا۔
حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور اپنے ازالہ کے
صفحہ ۱۴۶ مین آپ لکھتے ہین۔ مگر ہمارے نزدیک ممکن ہے
کہ دجال سے مراد با اقبال قومین ہون۔ اور گدہا ان کا یہی ریل
ہو۔ جو مشرق اور مغرب کے ملکون ہزارہا کوس تک چلتی دیکھتے ہو۔

❊ اس کلمہ سے جو حضرت عیسی کی توہین مفہوم ہوتی ہی وہ علماء اہل افتا کی توجہ کے لائق ہی کیونکہ
منبر سے مراد مرتبہ ہی نہ لکڑی یا پتھر کا منبر اسلئے کہ منبر آپ نہین رکھتے اور نہ کبھی اسپر بیٹھنا انکو آج تک
نصیب ہوا ہی۔ لہذا اس شعر کا مطلب ہی کہ عیسی کہان ہین کیا رتبہ رکھتا ہی کہ وہ میری منبر یعنے رتبہ کو پہنچ سکے۔

انکے قتل سے اونکا حجت ودلیل سے مغلوب کرنا جو آپ کر رہے ہین - یا دجال سے یا جوج ماجوج قومین (یعنے انگریز وغیرہ) مراد ہین اور اسکے گدہے سے ریلگاڑی مراد ہے - سو ان لوگون کو آپ دلائل سے مغلوب کر رہے ہین -

اور صلیب توڑنے سے اعتقاد صلیبی کو پاش پاش کرنا مراد ہے جو آپ کر رہے ہین نہ ہاتھ یا ہتہوڑہ سے صلیب کو توڑنا - اور خنازیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہین - اور ان کے قتل سے انکا مغلوب کرنا جو آپ کر رہے ہین نہ ظاہری خنزیرون کا جنگلون مین شکار کرتے پہرنا جو کسی نبی کی شان نہین ہے -

اور مال کے بہت ہو جانے اور کسیکے اس مال کو قبول نکرنے سے یہہ مراد ہے

[illegible] فتح الاسلام [illegible] مین لکہا ہے اور اسکی عبارت [illegible] یہ مسیح کے نام پر یہہ عاجز بہیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو مین صلیب کے توڑنے اور خنزیرون کے قتل کرنے کے لئے بہیجا گیا ہون - اور **توضیح مرام** کے **صفحہ ۱۳** مین کہتا ہون کہ صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہین بلکہ روحانی طور پر صلیبی مذہب کا توڑ دینا اور اسکا بطلان ثابت کرکے دکہا دینا مراد ہے × × × اور خنزیرون سے مراد وہ لوگ ہین جنہین خنزیرون کی عادتین ہین وہ زور حجت اور دلیل سے مغلوب کئے جاینگے اور دلائل بینہ کی تلوار انہین قتل کریگی نہ یہہ کہ **ایک پاک نبی جنگلون مین خنزیرون کا شکار کرتا پہریگا**

۵۳ و ۵۴ یہ دونون مرادین ایک خاص اور نئے حواری محمد احسن امروہی ملازم ریاست بہوپال نے آپ کی روح المقدس سے فیض پاکر اور قدرت قادیانی سے مستفیض ہوکر بیان کی ہین چنانچہ اسکے رسالہ **اعلام الناس** کے **صفحہ ۵۵** مین ہے جسکی صفت اسکی

جو آپ سے ہورہا ہے کہ آپ مخالفین اسلام کو مقابلہ اسلام پر اشتہار کے ذریعہ سے روپیہ دینے کا وعدہ کر رہے ہیں اور کوئی شخص وہ روپیہ نہیں لیتا۔ اور نہ اسکا مقابلہ کرتا ہے یہہ ہی مقابلہ سے عاجز آنا کفار کی موت ہے جو آنیوالے مسیح کے خوشبو کے لئے لازمی صفت ٹہرائی گئی ہے اور وہ آپ (مرزا) میں موجود ہے۔ اور یاجوج ماجوج سے انگریز اور روس ۵۲

حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۱۲

یہہ کہ لوگون کو مال کی طرف بلادیگا اور کوئی قبول نکرے گا۔ پڑہو اسحدیث کو کیدعون الی المال فلا یقبلہ احد تم سمجھے اسکے کیا معنے ہین۔ ایک معنی یہہ ہی ہین جو ذیل مین لکہے جاتے ہین۔ اس مسیح وقت نے اول تو دسہزار روپیہ کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ تمام دنیا کی اطراف مین مشتہر کیا ہے۔ اور ثانیاً پانسو روپیہ کا اشتہار مندرجہ کحل الجواہر شائع کیا ہے۔ اور ثالثاً [illegible] کے وعدہ فرما رہے ہین۔ اور اسکے صفحہ ۵۹ مین کہا ہے۔ نوان نشان اسکا یہہ ہے کہ کوئی مخالف اسکے مقابلہ مین ٹہیر نہین سکتا ہر چند کہ اشتہار دیئے جاتے ہین کہ اگر تمکو شک ہو مقابلے کے لئے آؤ لیکن کوئی مخالف مقابلے پر نہین آتا اسکے مقابل سے ہر مخالف پر موت ہی آجاتی ہے صدق رسوله الکریم فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسه الا مات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه رواه مسلم

۵۲ یہ مراد پہلے تو آپنے مسیح موعود بننے سے پیشتر ایک حواری حکیم نورالدین جمونی بہیروی کے ذریعہ سے اسکے رسائل فصل الخطاب و تصدیق براہین احمدیہ مین مشتہر کرائے۔ اور اس سے گویا آپنے مسیح موعود بننے کی پٹڑی جمائی تہی۔ پہر جب دیکہا کہ یہہ مراد ان کے حواریون مین تسلیم کی گئی ہے اور اس سے ان کو وحشت نہین ہوئی تو خود اس مراد کا اظہار کردیا اور اپنے ازالہ کے صفحہ ۵۰۸ مین لکہدیا ہے "ان دونون قومون سے مراد انگریز و روس ہین"!

مراد ہیں جو آپکے وقت میں موجود ہیں۔ اور آنیوالے مسیح کی بعض صفات ایسے بیان ہوئے ہیں کہ وہ حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی میں پائی نہیں جاتین وہ صرف آپ ہی میں متحقق ہیں جس سے یقین ہوتا ہے کہ وہ آنیوالے مسیح آپ ہیں نہ عیسے ابن مریم اسرائیلی نبی۔ مثلاً (۱) اسکا گندم رنگ ہونا اور اسکے بالوں کا سیدھا ہونا جو آپ ہی میں پایا جاتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم تو سرخ رنگ تھے اور ان کے کھونگروالے بال تھے۔ (۲) آنیوالے مسیح کو احادیث میں ایک مرد مسلمان مسلمانوں کا امام آنحضرت کی امت بتایا گیا ہے جو آپ ہی ہیں

۵۲ توضیح مرام میں بصفحہ ۱۶ آپنے لکھا ہے* ختم المرسلین نے مسیح اول اور مسیح ثانی میں مابہ الامتیاز قائم کرنیکے لیے صرف یہی نہیں فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان ہوگا اور شریعت اسلامی کے موافق عمل کریگا اور مسلمانوں کی طرح صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام شرعی کا پابند ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا۔ اور انکا امام ہوگا اور کوئی جدا گانہ دین نہ لائیگا اور کسی جدا گانہ نبوت کا دعوے نہیں کریگا بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیح اول اور مسیح ثانی کے حلیہ میں بھی فرق بیّن ہوگا۔ چنانچہ مسیح اول کا حُلیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور سُرخ رنگ کھونگر والے بال اور سینہ کشادہ ہے۔ دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹ لیکن اسی کتاب میں مسیح ثانی کا حلیہ جناب ممدوح نے یہ فرمایا ہے کہ وہ گندم گون ہے اور اسکے بال کھونگر والے نہیں ہیں۔ اور کانوں تک لٹکتے ہیں۔ اب ہم سوچتے ہیں کہ کیا یہ دونوں ممیّز علامتیں جو مسیح اول اور ثانی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں کافی طور پر یقین نہیں دلاتیں کہ مسیح اول اور ہے اور مسیح ثانی اور۔ اور ان دونوں کو ابن مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف

* آپ جس سنہ کو آنحضرت کو ختم المرسلین سمجھتے ہیں اسکا بیان صــــ میں ہو چکا ہے

مین پایا جاتا ہے۔

نقلہا حاشیہ صفحہ سطر ۱۳

استعارہ ہے جو باعتبار مشابہت طبع اور روحانی خاصیت کے استعمال کیا گیا ہے یہ
ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کی مشابہت کی رو سے دو نیک آدمی ایک ہی نام کے
مستحق ہو سکتے ہیں اور آپنے **ازالہ کے صفحہ ۱۵۷** مین لکھا ہے **شعر** موعودم
وبحلیہ ماثور آمدم + حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم + رنگم چو گندم ست و بمو فرق
بین است + زانسان کہ آمدست در اخبار سرورم + این مقدم نہ جائے شکوک است
والتباس + سید جدا کند ز مسیحاے احمرم + اور آپ **توضیح مرام** مین فرماتے
مین - اسبارہ مین نہایت صاف اور واضح حدیث نبوی وہ ہے جو امام محمد
اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح [illegible] بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے
لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم
منکم یعنی اسدن تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم مین اتریگا وہ کون ہے وہ تمہارا
ہی ایک امام ہوگا جو تم ہی مین سے پیدا ہوگا پس اسحدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے صاف فرما دیا کہ ابن مریم سے یہ مت خیال کرو کہ سچ مچ مسیح ابن مریم ہی اتر آئیگا بلکہ یہ
استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ درحقیقت وہ تم مین سے تمہاری ہی قوم مین سے تمہارا ایک
امام ہوگا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائیگا" اور آپنے **ازالہ مین بصفحہ ۱۴۷**
کہا ہے کہ آنحضرت صلعم لفظ ابن مریم کی تصریح مین فرماتے ہین کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا۔
جو تم مین سے ہی ہوگا اور تم سے ہی پیدا ہوگا۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وہم
کو دفع کرنے کے لیے جو ابن مریم کے لفظ سے دلون مین گذر سکتا تھا بعد کے لفظون
مین بطور تشریح فرمایا کہ اسکو سچ مچ ابن مریم ہی نہ سمجھ لو بلکہ ہو امامکم منکم
اور اسیمین **بصفحہ ۲۰۱** اسحدیث کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے تمہارا اسدن کیا حال

(۳) آنیوالے مسیح کا نسب حدیث مین فارسی الاصل بیان ہوا ہے جو صرف آپ مین پایا جاتا ہے نہ مسیح بن مریم مین۔ (۱۱) دجال موعود کی نسبت جو احادیث مین آیا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کریگا اور اسکے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوگا وغیرہ وغیرہ یہ مشرکانہ اعتقاد ہے اور توحید

ہوگا۔ جبکہ ابن مریم تم مین نازل ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا۔ اور تم مین سے ہی (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا۔ ان احادیث مین جو تصرف آپنے کیا ہے۔ اور ان کے معانی کے بیان مین جس افترا سے کام لیا ہے اسکا بیان جواب کے ضمن مین بصفحہ ( ) وصفحہ ( ) آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ

۵۱ آپ فتح الاسلام مین بصفحہ ۱۴ فرماتے ہین تب فارس کی اصل مین سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا مین معلق ہوتا تو وہ اُسے اُس جگہہ سے بھی پالیتا۔ اپکا [illegible] اپنی اس خیالی حدیث کا مصداق ٹھہرانا اور فارسی الاصل قرار دینا۔ اور [illegible] مسیح موعود ہونیکا دعوے کرنا۔ صاف بتاتا ہے کہ آنیوالے مسیح کا آپکے نزدیک فارسی الاصل ہونا آنحضرت کی زبان سے بیان ہوا ہے ایسا ہی آپکے ہوا خواہ حواری نے آپکو کلام سے سمجھا چنانچہ بنے رسالہ اعلام الناس کے صفحہ ۴۵ مین کہا ہے نسب اسکا صحیح مسلم وغیرہ مین یہ لکھا ہے لوکان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ ایک مرد مسلمان ہوگا اور شریعت قرانی کے موافق عمل کریگا اور مسلمانون کی طرح صوم وصلوٰۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانون مین پیدا ہوگا اور انکا امام ہوگا۔ اور کوئی جداگانہ دین نہ لاویگا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوے نہین کرے گا یہ سب صفات اس مسیح الزمان مین موجود ہین"۔

۵۱ آپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۸ مین لکھا ہے جب ہم ان دوسری حدیثون کو دیکھتے ہین جو دجال معہود کے ظاہر ہونیکا وقت اس دنیا کا آخری زمانہ تبلاتی ہین تو وہ سراسر

---

* خیالی حدیث اسلئے کہا گیا ہے کہ واقعی حدیث کے الفاظ اور ہین

182

قرآن کی مخالف۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵

ایسی مضامین سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہین کہ جو نہ عند العقل درست وصحیح ٹہر سکتی ہین اور نہ عند الشرع اسلامی توحید کے موافق ہین۔ چنانچہ ہمنے قسم ثانی کے ظہور دجال کی نسبت ایک لمبی حدیث مسلم کی لکھکر معہ اسکے ترجمہ کے ناظرین کے سامنے رکھہ دی ہے۔ ناظرین خود پڑھکر سوچ سکتے ہین کہ کہانتک یہہ اوصاف جو دجال معہود کی نسبت لکھی ہے عقل اور شرع کے مخالف پڑی ہوئی ہین۔ یہ بات بہت صاف اور روشن ہے کہ اگر ہم اس دمشقی حدیث کو اسکے ظاہری معنون پر حمل کر کے اسکو صحیح اور فرمودہ خدا اور رسول مان لین تو ہمین اسبات پر ایمان لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو ایک [illegible] اور زمین و آسمان اسکے ہاتھ مین ہونگے اور خدا تعالی کیطرح فقط اسکے ارادہ سے سب کچھہ ہوتا جائیگا بارش کو کہیگا ہو تو ہو جائیگی۔ بادلون کو حکم دیگا کہ فلان ملک کیطرف چلے جاؤ تو فی الفور چلے جائینگے زمین کے بخارات اسکے حکم سے آسمان کی طرف اٹھینگے اور زمین کو کیسی ہی کلّر و شور ہو فقط اسکے اشارہ سے عمدہ اور اول درجہ کی زراعت پیدا کریگی غرض جیسا کہ خدا تعالے کی شان ہے إنما أمره إذا أراد شيئا أن يقول له كن فيكون۔ اسیطرح وہ بھی کن فیکون سے سب کچھہ کر دکھائیگا مارنا۔ زندہ کرنا اسکے اختیار مین ہوگا بہشت اور دوزخ اس کے ساتھ ہونگے۔ غرض زمین و آسمان دونون اسکی مٹھی مین آجائینگے۔ اور ایک عرصہ تک جو چالیس برس یا چالیس دن ہین بخوبی خدائی کا کام چلائیگا۔ اور الوہیت کے تمام اختیار و اقتدار اس سے ظاہر ہونگے۔ اب مین پوچھتا ہون کہ کیا یہ مضمون جو اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے نکلتا ہے اوس موحدانہ تعلیم کے موافق و مطابق ہے جو قرآن شریف ہمین دیتا ہے کیا صدہا آیات قرآن ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ناطق ہمین سناتین کہ کسی زمانہ مین بھی خدائی کے اختیارات انسان ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقۃ کو حاصل نہین ہوسکتی ہین کیا

(۱۲) حضرت مسیح کی نسبت مسلمانون کا یہہ اعتقاد کہ وہ^ ؑ زندہ آسمانون پر اُٹھائے گئے
ہین اور ابتک وہان زندہ موجود ہین۔ اور وہ اپنی دنیاوی زندگی مین مُردون کو زندہ کرتے
اور مادرزاد اندہون کو اور کوڑہی کو اچھا کرتے اور مٹی سے جانور کی شکل بناتے تو وہ پرند
بنجاتا احمقانہ اور مشرکانہ اعتقاد ہے^ ؑ اور درحقیقت حضرت مسیح کی صرف روح آسمان پر

مضمون اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو قرآنی توحید ایک سیاہ دہبہ نہین لگاتا۔ اور اس کے
صفحہ ۲۲۳ مین اس خیال کے شرک ہونے پر ایک نظیر نقل کرکے لکھتے ہین۔ سوچنا
چاہیئے کہ یہ کتنا بڑا شرک ہے کچھ انتہا بھی ہے۔ افسوس کہ ان لوگون کے دلون پر کیسے پردے پڑ گئے کہ انہون
نے استعارات کو حقیقت پر حمل کرکے ایک طوفان شرک کا برپا کردیا ہے اور باوجود قراین قویہ
کے ان استعارات کو قبول کرنا نہ چاہا جن کی حمایت مین قرآن کریم شمشیر برہنہ توحید کی لیکر کھڑا ہے "

ؑ اشتہار ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء مین آپنے حضرت مسیح کی زندگی کے اعتقاد کو شرک کا ستون قرار دیا اور
[illegible]
برخلاف کتاب اللہ ٹھہرالیا ہے بُہت فخر رکہتے ہین لیکن افسوس کہ ہماری گذشتہ علماء نے عیسائیون کے مقابل
پر کبھی اسطرف توجہ نکی حالانکہ اس ایک ہی بحث مین تمام بحثون کا خاتمہ ہوجاتا ہے عیسائی مذہب
کا ستون جسکی پناہ مین انگلستان اور جرمن اور فرانس اور امریکہ اور روس وغیرہ کے عیسائی۔ ربنا المسیح
ربنا المسیح پکار رہے ہین۔ صرف ایک ہی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانون اور عیسائیون
نے برخلاف کتاب الہی یہ خیال کرلیا ہے کہ مسیح آسمان پر مدت دراز سے زندہ چلا آتا ہے اور کچھ شک
نہین کہ اگر یہ ستون ٹوٹ جائے تو اس خیال باطل کے دور ہوجانے سے صفحہ دنیا بکلی مخلوق پرستی سے پاک
ہو جائے اور تمام یورپ اور ایشیا اور امریکہ ایک ہی مذہب توحید مین داخل ہو کر بھائیون کیطرح
زندگی بسر کرین لیکن ہنوز حال کے مسلمانون مولویون کو خوب آزما لیا ہے وہ اس ستون کو ٹوٹ
جانیسے سخت ناراض ہین۔ اور درپردہ مخلوق پرستی کے موید ہین۔

ؑ اور ازالہ مین بصفحہ ۴۱۴ مذکور ہے۔ انجیل کو پڑہکر دیکھلو کہ یہی اعتراض ہمیشہ مسیح پر

تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۲۶

اُٹھائی گئی ہے جیسا کہ اَور انبیا کی ۔ اور ان کے مردون کو زندہ کرنے اور اندہے کوڑہی کو اچھا کرنے سے گمراہون کو ہدایت کرنا مراد ہے ۔

(۱۳۱) حضرت عیسے علیہ السلام کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ازالہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸

رہا کر اسنے کوئی معجزہ تو دکھایا ہی نہین یہہ کیسا مسیح ہے کیونکہ ایسا مردہ تو کوئی زندہ نہ ہوا کہ وہ بولتا اور اس جہان کا سب حال سُناتا اور اپنے وارثون کو نصیحت کرتا کہ مین تو دوزخ سے آیا ہون تم جلد ایمان لے آؤ اگر مسیح صاف طور پر یہودیون کے باپ دادے زندہ کر کے دکہا دیتا اور ان سے گواہی دلواتا تو بھلا کسکو انکار کی مجال تھی غرض پیغمبرون نے نشان تو دکھائے [illegible] بلکہ مردون کو زندہ ہونے کے لئے بہت سا آبحیات خدا تعالے نے اس عاجز کو بھی دیا ہے بیشک جو شخص اسکو پیئے گا زندہ ہو جائیگا ۔ بلاشبہ مین اقرار کرتا ہون کہ اگر میرے کلام سے مُردے زندہ نہ ہون اور اندھے آنکھین نہ کھولین اور مجذوم صاف نہ ہون تو مین خدا تعالے کی طرف سے نہین آیا ۔ اور اسکے صفحہ ۲۹۵ مین ہے بعض لوگ موحدین کے فرقہ مین سے بحوالہ آیت قرآنی یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت مسیح بن مریم انواع واقسام کے پرندے بناکر اور ان مین پھونک مارکر زندہ کر دیا کرتے تھے چنانچہ اس بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت مین مثیل مسیح ہونیکا دعوے ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بناکر پھر اسکو زندہ کر کے دکھلائیے ۔ ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جس مین ایسا لکھا ہے متشابہات مین سے ہین اور ان کے یہہ معنی کرنا کہ گویا خدا تعالے نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت عیسی کو صفات خالقیت مین شریک کیا

کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے کیونکہ اگر خدا تعالے اپنی
صفات خاصہ الوہیت بھی دوسرون کو دیسکتا ہے تو اس سے اسکی خدائی باطل ہوتی ہے
اور صفحہ ۳۰۲ مین ہے اب جاننا چاہیے ۔کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حضرت
مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تہا تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن
دنون مین ایسے امور کیطرف لوگون کے خیالات جہکے ہوئے تہے
کہ جو شعبدہ بازی کی قسم مین سے اور در اصل بے سود اور عوام کو
فریفتہ کرنے والے تہے وہ لوگ جو فرعون کے وقت مین مصر مین
ایسے ایسے کام کرتے تہے جو سانپ بناکر دکہلا دیتے تہے اور کئی قسم
کے جانور تیار کرکے انکو زندہ جانورون کی طرح چلا دیتے تہے وہ
حضرت مسیح کے وقت مین عام طور پر یہودیون کے ملک مین [illegible]
پھیل گئے تہے اور یہودیون نے اُنکے بہت سے ساحرانہ کام
سیکھ لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اسبات کا شاہد ہے سو کچھ
تعجب کی جگہہ نہین کہ خدا تعالے نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے
ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو جو ایک مٹی کا کہلونا کسی کل کے
دبانے یا کسی پہونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے
پرندہ پرواز کرتا ھے یا اگر پرواز نہین تو پیرون سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح
ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتہہ بائیس ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بہی کرتے
رہے ہین اور ظاہر ہے کہ بڑہئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جسمین کلون کے
ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتون کے بنانے مین عقل تیز ہو جاتی ہے اور صفحہ ۳۰۵ میں ہے
ماسوا اسکے یہ بہی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی
طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور مین آسکین کیونکہ

ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۹

عمل الترب مین جسکو زمانہ حال مین مسمریزم کہتے ہین ایسے ایسے
عجائبات ہین کہ اُسمین پوری پوری مشق کرنیوالے اپنی روح
کی گرمی دوسری چیزون پر ڈالکر اُن چیزون کو زندہ کے موافق کر دکہاتے
ہین۔ انسان کی روح مین کچہہ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل
بیجان ہے ڈال سکتی ہے تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتے ہین جو زندون سے صادر ہوا
کرتے ہین۔ اور صفحہ ۳۰۶ مین مگر یاد رکہنا چاہیئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے
بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنے روح کی گرمی اسکو پہنچائی جاوے وہ درحقیقت زندہ نہین
ہوتا بلکہ بدستور بیجان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اسکو
جنبش مین لاتی ہے اور صفحہ ۳۰۹ مین ہے بہرحال مسیح کی یہہ تربی کارروائیان
زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھین - مگر یاد رکھنا چاہیئے
کہ یہہ عمل ایسا قدر کے لایق نہین جیسا کہ عوام الناس اسکو خیال کرتے
ہین اگر یہہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالے
کے فضل و توفیق سے امید قوی رکہتا تہا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت
ابن مریم سے کم نہ تہا لیکن مجہے وہ روحانی طریق پسند ہے جسپر ہمارے
نبی صلعم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بہی اس عمل جسمانی
کو یہودیون کے جسمانی اور پست خیالات کیوجہ سے جوان کے
فطرت مین مرکوز تہی باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تہا ورنہ دراصل مسیح
کو بہی یہ عمل پسند نہ تہا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص
اپنے تئین اس مشغولی مین ڈالے اور جسمانی مرضون کے رفع دفع کرنیکے لئے اپنی دلی و دماغی
طاقتون کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیرون مین جو روح پر اثر ڈالکر روحانی بیماریون کو
دور کرتی ہین بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل

(185)

اپنے جسم کے ساتھہ آسمان پر جانا قانون قدرت (یعنے نیچر) کے برخلاف ہے اور خدا تعالے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹

مقصد ہو اسکے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہو یہی وجہ ہو کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیمارون کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتون کے کامل طور پر دلونمین قائم کرنے کے بارے مین اُنکی کارروائیون کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مُردے جو زندہ ہوتی تھے یعنے وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ مین مرجاتی تھے کیونکہ بذریعہ عمل الترب روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان مین پیدا ہو جاتی تھی اور اسکے

صفحہ ۳۲۲ مین ہے "غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ اعتقاد ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بناکر اور ان مین پھونک مار کر انہین سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا نہین بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا × × بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم مین سے تہا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی رہتی تھی"

۷ توضیح کے صفحہ ۹ مین آپ لکھتے ہین کفار مکہ نے ہمارے سید و مولی حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑہین اور روبرو ہی اُترین اور انہین جواب ملا تھا کہ قل سبحان ربی یعنے خدا تعالے کی شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دار الابتلا مین دکھاوے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔ آپ مین کہتا ہون کہ جو امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے جو افضل الانبیا ہین جائز نہین اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اور صفحہ ۲ مین لکھتے ہین قانون قدرت ہی اسی کو چاہتا اور اُسی کو مانتا ہے اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۴ مین لکھتے ہین ماسوا اسکے اور کئی طریق سے ان پرانے خیالات پر سخت اعتراض ہیں کے وارد ہوتے ہین جنسے مخلصی حاصل کرنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی × × از انجملہ ایک یہ اعتراض

کا ایسے خوارق دنیا مین دکہانا اپنی حکمت اور ایمان بالغیب کو تلف کرتا ہے۔

(۱۴) لیلۃ القدر سے جسکا ذکر قرآن مین ہے رات مراد نہین بلکہ وہ زمانہ مراد ہے

نقل ازالہ اوہام صفحہ ۴۷

کرنیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھہ کرہ زمہریر تک پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتین اسبات کو ثابت کر چکی ہین کہ بعض بلند پہاڑون کی چوٹیون پر پہنچکر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوتی ہے کہ جسمین زندہ رہنا ممکن نہین پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کسقدر لغو خیال ہے + حاشیہ ۔ اس جگہہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات مین سے ہے تو پھر آنحضرت صلعم کا معراج اس جسم کے ساتھہ کیونکر جائز ہوگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ نہین تہا بلکہ وہ نہایت اعلے درجہ کا کشف تہا ۔ اور اسکے صفحہ ۴۶ ا مین ہے۔ پہر مسیح کے بارے مین یہہ بہی سوچنا چاہئے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر ہنسینگے کہ جبکہ تیس چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کیطرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھہ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے۔

۵ آپ فتح الاسلام مین بصفحہ ۴۵ لکہتے ہین تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے لیلۃ القدر اس ظلماتی زمانہ کا نام ہے جسکی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے ۔ اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکہا گیا ہے ۔ مگر درحقیقت یہ رات نہین ہے ۔ یہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے

جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے اور نبی یا اوسکے قائم مقام مجدد کے گذر جانیسے ایک ہزار مہینہ کے بعد آتا ہے۔

(۱۵) آیات ذکر سجدہ آدم مین باوا آدم کی طرف سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا خدمت انسان کامل بجالانا ۵۱

(۱۶) صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کی احادیث سب کی سب صحیح نہین بلکہ بعض اُنمین غیر صحیح و موضوع بھی ہین ۵۲

(۱۷) آپ اپنے کشف والہام کے ذریعہ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کو موضوع ٹہیرا سکتے ہین ۵۳

(۱۸) حدیث صحیح کی (بخاری و مسلم کی کیون نہو) یہہ شان و وقعت نہین کہ وہ قرآن کریم کی مفسر و مبین ہوسکے اور قصص و اخبار و واقعات ماضیہ کے بیان مین بیان قرآن پر ۵۴

---

۵۱ توضیح المرام مین بصفحہ ۱۴ لکھا ہو کہ جاننا چاہئے کہ سجدہ کا حکم اسوقت سے متعلق نہیں ہو کہ جب آدم پیدا کیگئی بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اسکو حاصل ہوجائے اور خدا تعالی کی روح اسمین سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ مین گرا کرو یعنی آسمانی انوار کے ساتہہ اسپر اُترو اور اُسپر صلوۃ بہیجو سو یہ قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالی اپنے برگزیدہ بندونکے ساتہہ ہمیشہ جاری کرتا ہے۔

۵۲ حاشیہ صفحہ ۱۱۷ - نمبر (۱) اور حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۱۲۵ ملاحظہ ہو

۵۳ مباحثہ لودہیانہ کی تحریر نمبری (۴) مین آپ فرماتے ہین - اب جبکہ یہ حال ہو کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹہیر سکتی ہے تو پہر کیونکر ہم ایسی حدیثون کو ہمپایہ قرآن کریم جان لینگے - ہان ظنی طور پر بخاری و مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکہی گئی ہین - اور غالباً اکثر اُنمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم حلف اُٹہا سکتے ہین کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین۔

۵۴ مباحثہ لودہیانہ کی تحریر نمبری (۷) مین آپ فرماتے ہین وہ (یعنی قرآن) آپنے مقاصد کی آپ

زیادتی کر سکے۔

(۱۹) نصوص قرآن و حدیث کو ان کے ظاہری معانی سے پھیرنا اور اس سے استعارات مراد ٹھیرانا جائز ہے بلکہ مغز شریعت ہے جو مجدد وقت کا کام ہے اور وہ ظاہری علوم سے نہیں ہو سکتا۔

(۲۰) جو شخص آپکو (قادیانی صاحب کو) باین کمالات مسیحائیت و مجددیت نہ مانیگا وہ

آپ تفسیر فرماتا ہے اور اس کی بعض آیات بعض کی تفسیر واقع ہین یہ نہین کہ وہ اپنی تفسیر مین حدیثون کا محتاج ہے۔

لہ یہ بات آپکی آخری تحریر مباحثہ لودہانہ مین جابجا پائی جاتی ہے جسکی تفصیل نقل مباحثہ مین ہے۔
یہ عقیدہ آپکی [illegible] اصل الاصول [illegible] ہر ایک آیت ہر ایک حدیث مین تاویل [illegible] کرتے ہین۔ حاشیہ صفحہ (۱۱۹) (۱۲۰) ملاحظہ ہو۔ فتح اسلام کے صفحہ ۱۵ مین آپ لکھتے ہین کہ خدا تعالے ہمیشہ استعارون سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۴ مین حدیث قتل خنازیر اور قطع صلیب اور رفع جزیہ کی تاویل اور تحریف کر کے آپ لکھتے ہین یہ سب استعارے ہین جنکو خدا تعالے کیطرف سے فہم دیا گیا وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کی ذوق سے انکو سمجھ جاینگے ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل مین تماش کر کھینچنا ہے بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے اسیوجہ سے خدا تعالے کی کلام نے بہی جو ابلغ الکلام ہے جسقدر استعارون کو استعمال کیا ہے اور کسی کلام مین یہ طرز لطیف نہین ہے اور فتح الاسلام کے صفحہ (۸) مین آپ لکھتے ہین صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اُردو یا فارسی مین ترجمہ کر کے رواج دینا (وغیرہ وغیرہ) یہ ایسے امر نہین ہین جنکو کامل اور واقعی طور پر تجدید کہا جائے ایسی ظاہری اور بامغز خدمتین ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہین انکو مجددیت سے کچھ علاقہ نہین اور

ہلاک ہوگا اور آگ مین ڈالاجائیگا اور جسنے آپ کو مانا وہ ناجی ہوا۔

یہ قادیانی اور آپکے حواریون اور ہم مشربون کے عقاید و مقالات کی چند تمثیلات ہین بطور مشتے نمونہ خروارے و اندکی از بسیارے ہے کیونکہ مزید تفصیل کی اس مقام مین گنجائش نہین۔

اب ان کے طریق عملی کو جسمین وہ عقاید و مقالات مذکورہ بالا کی تائید کرتے ہین اور اس سے وہ بزعم خود اصول و مسائل اسلام کی بیخکنی کر رہے ہین بیان کیا جاتا ہے عقاید و مقالات مذکورہ کی تائید و ترویج کی غرض سے وہ احادیث صحیحہ کو بلاتردد رد کرتے و غیر صحیح و موضوع قرار دیتے ہین اور کئی احادیث و آثار و اقوال از خود وضع کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب اور علماء اسلام کی طرف منسوب کرتے ہین اور آیات اور احادیث نبویہ کی (جسکو مجبوراً صحیح مانتے ہین) ایسی تاویل اور تحریف کرتے ہین کہ اسمین نیچریون

ضمیمہ صفحہ ۱۳۲

صفحہ ۱۷ مین لکھا ہے۔ پس کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتون اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اسکے عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہین

فتح اسلام مین بصفحہ ۴۶ آپ لکھتے ہین۔ اس نے (یعنے خدانے) اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین مین طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت مین یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی مین سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پاجائے گا۔ اور جو انکار مین رہیگا۔ اسکے لئے موت درپیش ہے

اور **بصفحہ ۵۸** فرماتے ہین۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھہ مین داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائیگا۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت درپیش ہے اور اسکی لاش بھی سلامت نہین رہیگی اور نیز ہمیشہ مین دکھتے ہین بلکہ بعض خشک ٹہنیون کی طرح نظر آتی ہین جنکو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھہ سے کاٹکر جلنے والی لکڑیون مین پھینک دیگا۔

اور باطنیون کو بھی اُنہون نے مات کیا ہے۔

ان کے اس عمل کی تمثیلات وشواہد ان کی عبارات منقولہ سابق مین موجود ہین۔ اور علاوہ بران چند تمثیلات وشواہد ذیل مین ذکر کئے جاتی ہین۔

(۱) آپنے احادیث متضمنہ ذکر دجال موعود کو غیر صحیح وموضوع بنانے کی غرض سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ افترا کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمین اسکے (یعنی ابن صیاد کے) حال مین ابھی تک اشتباہ ہے۔ (یہ فقرہ بقلم جلی آپکے رسالہ ازالہ کے (۲۲۵) مین بعینہ موجود ہے۔ اور مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۱۳) مین آپنے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا ہے کہ مین اپنی امّت پر ابن صیّاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہین (یہی آپکے الفاظ ہین) حالانکہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین یہ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہین۔ اور جب آپ سے مباحثہ لودہانہ مین آنحضرت سے اس قول کے مروی ہونیکا ثبوت طلب کیا گیا تو آپنے جابر بن عبد اللہ کا یہ قول کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تھے جو شرح السنہ مین مروی ہے اور وہ آنحضرت صلعم کا قول نہین ہے پیش کیا اور آخر مباحثہ تک آنحضرت صلعم سے اس قول کا ثبوت نہ دیا۔

(۲) اس حدیث کو موضوع ٹہرانیکی غرض سے آپنے ایک حدیث کو وضع کیا اور اس مین صحابہ پر افترا کیا۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح مسلم مین موجود بتایا۔ چنانچہ مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۱۳) مین آپنے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث مسلم مین ہے جسمین لکھا ہو کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ دجال معہود ابن صیّاد ہی ہے *

حالانکہ صحیح مسلم مین اس حدیث کا نام ونشان نہین جسمین اجماع صحابہ کا ذکر ہو یا اشارہ ہو۔ مباحثہ لودہانہ مین آپ سے اس حدیث اور اجماع کی سند پوچھی گئی تو آپنے حضرت ابو سعید خدری کے اس قول کی کہ ابن صیاد نے ان کے پاس شکایت کی کہ لوگ اسکو دجال موعود سمجھتے ہین۔ نشان دہی کی۔ جسمین نہ اس اجماع کا صریح ذکر پایا جاتا ہے نہ اسکی

طرف وہان کوئی اشارہ ہے صرف غیر معین لوگون کا ابن صیاد کو دجال کہنا مفہوم ہوتا ہے جسکے مقابلہ مین بہت صحابہ کا جن مین خود ابو سعید خدری داخل ہین ابن صیاد کو دجال موعود نہ سمجھنا بلکہ اور شخص کو دجال موعود سمجھنا اسی کتاب صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

(۳۳) صحیح مسلم کی اس حدیث کو (جسمین حضرت مسیح کا دمشق کے قریب اُترنا بیان ہوا ہے) موضوع قرار دینے کی غرض سے آپنے ایک افترا بعض علمار امت پر کیا اور ازالہ کے صفحہ ۲۱۸ مین لکہا ہے کہ بعض علما کہتے ہین کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ وہ مسلمانون کے لشکر گاہ مین اُتریگا جہان حضرت مہدی ہونگے حالانکہ علمار اسلام سے ایسا کوئی معلوم نہین ہوا جسنے یہ بات کہی ہو کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ علماے اسلام نے اُن سبہی مقامات کو ایک مقام قرار دیا ہے [illegible] ابن ماجہ کے حاشیہ مین صفحہ ۳۰۶ — جو دمشق کیجانب مشرق مین ہی وہین مسلمانون کا لشکر ہوگا۔ اور وہ اُردن ہی کے علاقہ مین ہوگا۔ اسی جگہہ خدا تعالے منارہ سفید بنا دیگا۔

قال الحافظ ابن کثیر وقد ورد فی بعض الاحادیث ان عیسے علیہ السلام ینزل بیت المقدس وفی روایۃ بالاُردن وفی روایۃ بمعسکر المسلمین فاللہ اعلم قلت حدیث النزول بیت المقدس عند المصنف وہو عندی ارجح ولا ینافی سائر الروایات لان بیت المقدس ہو شرقی دمشق وہو معسکر المسلمین اذ ذاک والاردن اسم الکورۃ کما فی الصحاح وبیت المقدس داخل لہ فاتفقت الروایات فان لم یکن فی بیت المقدس الان منارۃ بیضاء فلابد ان تحدث قبل نزولہ حاشیہ ابن ماجہ

لودہانہ کے مباحثہ مین آپسے اس قول بعض علمار کا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو آپنے ایسا جواب دیا جس سے آپکے اس افترا کا اور یقین ہوا ✣

(۴) اس حدیث صحیح مسلم اور دیگر احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف و تاویل کرنیکی
غرض سے ایک افترا آپنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہہ کیا اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اسحدیث کی نسبت جسمین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اسمین
اسکو ابن قطن کے مشابہہ کیا) صاف اور صریح طور پر فرمادیا ہی کہ یہہ میرا ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے
ازالہ صفحہ ۲۰۶ اور کہا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صاف اور صریح طور پر فرماتے
ہین کہ میرا یہہ ایک کشف یا خواب ہے (ازالہ صفحہ ۲۰۷) اور کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خود اسبات کا اقرار فرماتے ہین کہ یہہ سب بیانات میرے مکاشفات مین سے
ہین۔ (ازالہ صفحہ ۲۳۲) حالانکہ کسی حدیث مین آنحضرت سے یہ اقوال مروی نہین حدیث
آنحضرت نے دجال کو طواف کرتے دیکھا۔ اور ابن قطن سے تشبیہ دینا مروی ہے اسکو
تسلیم بھی کیا جاوے کہ وہ ایک خواب یا کشف کا واقعہ ہے تو کوئی شخص (جسکو دین سے تعلق
ہے اور کذب سے احتراز) اسکو آنحضرت کا قول اور صاف وصریح اقرار نہین ٹھہرا سکتا۔
اس افترا سے آپکی غرض (جسکو آپنے ازالہ کے صفحہ ۲۳۲ مین ظاہر کیا ہے) یہ ہے
کہ اسی پر حدیث دمشقی وغیرہ کو قیاس کرین اور انکو بھی ایک خواب یا مکاشفہ قرار دیکر
تعبیر اور تاویل کا محتاج بنادین اور اُنکے ظاہری معنی سے انکو پھیر سکین جو کمال جرأت
و محض افترا ہے۔

(۵) ان احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف اور تاویل کی غرض سے آپنے
اسحدیث کے ترجمہ مین جسمین یہ بیان ہے کہ عنقریب ابن مریم حاکم عادل ہوکر نزول
کرین گے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک سوال و جواب کا افترا کیا۔ اور ازالہ کے
صفحہ ۱۰۲ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے تمہارا اسدن کیا حال ہوگا
جسدن ابن مریم تم مین نازل ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی
امام ہوگا۔ اور تم ہی مین سے (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا۔ اور ازالہ کے

٭ اسکی تفصیل مباحثہ لودہانہ کی حواشی میں ہے۔ ایڈیٹر

189

مین لفظ من امتی آپ نے بجزء جواب مین از خود ملا کر وضع لفظ حدیث کا بہی ارتکاب کیا اور لکھدیا کہ
آنحضرت نے فرمایا کہ اسکو مسیح ابن مریم ہی سمجھنا لیکن یہ امامکم منکم جو اما مکم منکم الخ حدیث کیسی طریق مین آنحضرت
سے یہ سوال و جواب منقول نہین ہے۔ اور نہ لفظ من امتی اس حدیث مین آنحضرت ؐ سے مروی ہے
اس سوال و جواب کے افترا سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ جو ظاہر حدیث سے مفہوم ہوتا ہے۔
کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام آینگے تو اسوقت مسلمانون کا امام موجود ہوگا (جس سے عام اہل
اسلام کے اعتقاد مین حضرت امام مہدی مراد ہین) اور وہ آپکے خیال اور دعوٰن کی جڑ کاٹ
رہا ہے کیونکہ اسوقت امام مہدی موجود نہین تو آپ مسیح موعود کیونکر بن سکتے ہین۔ اسکا جواب
ادا ہوا۔ یہ سوچکر آپنے چاہا کہ چلو امام مہدی بہی ہم خود ہی بن جائین۔ اور حدیث کے یہ معنے
گھڑ لین کہ جو مسیح آئیگا وہی امام مہدی ہوگا۔ اور یہہ سوال و جواب بنایا۔ اور جواب مین لفظ
[illegible] گھڑ لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] سمجھا

عن جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيمة قال فينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة (صحيح مسلم ص۸۷ ج ۱)	کہ دوسری حدیث صحیح مسلم مین صاف آیا ہے کہ عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اتر آئین گے تو ان کا (یعنے مسلمانون کا) امیر (یعنے امام) انکو کہیگا کہ آپ آئین نماز پڑہائین وہ اس

امام کو یہہ جواب دین گے نہین۔ امیر (یعنی امام) تم ہی مین سے ہونا چاہیئے۔ یہہ کہنا اس امت
محمدیہ کے اعزاز و اکرام کے لئے ہوگا جو خدا کی طرف سے اسکو حاصل ہے۔

اس قسم کی تاویلات و تحریفات اور دست درازی نصوص و وضع احادیث و اقوال آپ کر
طریق عمل مین اور بکثرت پائی جاتی ہین اور آپکی تصنیفات کے صدہا صفحات مین موجود
ہین ان چند امثلہ عقائد و مقالات و طریق عمل میرزا قادیانی کو عرض کر کے علماء اسلام

سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا وہ ان عقاید و مقالات و طریق عملی مین اسلام خصوصاً
مذہب اہل سنت کا پابند و پیرو ہے یا اس سے خارج بشق اول علماے ربانی نصوص
کتاب و سنت و اقوال سلف امت اہل قرون ثلثہ اسکی تائید مین نقل کرین قرون ثلثہ
کے مابعد کے علماء یا صوفیون کے اقوال بلا دلیل کتاب اللہ و سنت معرض نقل مین
نہ لادین و بشق ثانی وہ علماے ربانی یہ فرمائین کہ ان عقاید و مقالات اور طریق عملی
خصوصاً اسکے دعوے نبوت و اشاعت اکاذیب و وضع احادیث کاذبہ و رد احادیث
صحیحہ و تحریف معانی نصوص کی نظر سے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کے خارج ہونیکی
انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ایک دجال اور اسکے ان عقائد و خیالات
و طریق عملی مین پیروان و ہم مشربون کو ذریات دجال کہسکتے ہین یا نہین اور ایسے عقائد
و مقالات و طریق عملی کے ساتھ انکو کوئی شخص [illegible] اور عالم محدث و مجدد
ہوسکتا ہے یا نہین۔ بینوا توجروا +

الجواب

ان عقاید و مقالات اور اس طریق عملی مین مرزا قادیانی پابندی اسلام خصوصاً
مذہب اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ عقاید و مقالات و طریق عملی اسلامی و سنی نہین
بلکہ انمنجملہ بعض عقاید و مقالات یونانی فلاسفہ کے ہین۔ بعض ہندؤن پیروان وید کے
بعض نیچریون کے بعض نصارے کے بعض اہل بدعت و ضلالت کے اور اسکا طریق عملی
ملحدین باطنیہ* وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے۔ اور اسکے دعوے نبوت اور اشاعت اکاذیب

---

* باطنیہ ایک ملحد فرقہ کا نام ہے۔ جسکا ذکر صفحہ مین آئیگا اس مقام مین ان کی
تاویلات کی چند تمثیلات بیان کی جاتی ہین۔ جن سے ناظرین کو یقین ہو کہ مرزا غلام احمد

اور اس ملحدانہ طریق کی نظر سے یقیناً ستائیس تیس دجالون مین سے جن کی خبر حدیث مین وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہین اور اسکے پیروان وہم مشربون کو ذریات دجال۔ یہہ لوگ دجال ہنون تو پہر احادیث نبویہ کا جن مین تیس دجالون کذابون کی خبر دیگئی ہے کوئی مصداق نہین ہو سکتا۔ اور اس اعتقاد و عمل کے ساتہہ کوئی شخص شرعاً و عقلاً ولی و ملہم و محدث نہین ہو سکتا۔ اس عمل و اعتقاد کا شخص خدا کا ملہم و مخاطب ہو تو انبیا و ملہمین سابقین کا الہام بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل بطور تمثیل ذیل مین معروض ہے۔ **قادیانی کا کواکب** و سیارات و افلاک کے لئے نفوس و ارواح تجویز کرنا یونان کے فلاسفہ اشراقین و ہندوان پیروان وید کا مذہب ہے (چنانچہ قادیانی اس امر کا صفحہ (۳۳) **توضیح المرام** مین خود معترف ہوا ہے)۔ اسلام نے یہہ اعتقاد مسلمانون کو نہین [illegible] اور [illegible] ان و حدیث [illegible] جو اسلام کے اصل اصول ہین اسکا کہین ذکر پایا نہین گیا۔ اور جو بعض متاخرین صوفیہ نے بہ تقلید فلاسفہ یا اپنے مشاہدہ و مکاشفہ سے ان ارواح کو تسلیم کیا ہے وہ مذہب اسلام نہین ہو سکتا۔ کیونکہ کتاب و سنت مین اس اعتقاد کا ثبوت پایا نہین جاتا۔ اور ان صوفیون نے خود ہی اس اعتقاد کو اعتقاد یا مذہب اسلام قرار نہین دیا۔ صرف اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے۔ لہذا ان صوفیون کا

اور اس کے اتباع کی تاویلات اسی قسم کی تاویلات ہین اور سب کا طریق ایک ہے ملاحدہ سبعیہ کا یہہ مذہب ہے کہ **وضو** سے امام وقت کی دوستی مراد ہے۔ اور **زکوۃ** سے تزکیہ نفس۔ اور **کعبہ** سے ذات نبی علیہ السلام۔ اور **صفا مروہ** سے جناب امامین حسن حسین علیہما السلام۔ اور **احتلام** سے افشاے اسرار امام وقت۔ اور **غسل** سے امام وقت کے جناب مین دوبارہ عہد و بیعت کرنا۔ اور **جنت** سے جسم کو آسایش و آرام دینا۔ اور **دوزخ** سے تکلیفات اُٹھانا۔

مکاشفہ سے وجود ان ارواحون کو تسلیم کرنا اس اعتقاد کو داخل اسلام نہین بنا سکتا اور اگر کوئی ناواقف اس مذہب و اعتقاد کو جزر اسلام قرار دے تو وہ بحکم حدیث (من احدث فی امرنا ھذا ما لیس فیہ فھو رد) یعنے جو شخص ہمارے دین مین وہ عمل یا اعتقاد از خود پیدا کرے جو بحکم قرآن و حدیث اُسمین سے نہو تو وہ لائق رد ہے قابل قبول نہین ہے۔ قادیانی کے اس خیال کا ابطال ان نصوص و اقوال سے بہی ہوگا جو اسکے اقوال آئندہ کے ابطال کے لئے پیش کئے جائین گے ؂

اور قادیانی کا نفوس فلکیہ و ارواح کواکب کو ملائکہ کہنا یہی اُن فلاسفہ کا احداث ہے جو فلسفہ کے ساتہہ اسلام کے قائل ہین انہون نے فلسفہ کو اسلام سے ملایا ہے اور تن زیب مین گاڑہے کا پیوند لگانا چاہا ہے۔ کتاب اللہ و سنت مین کہین اس مذہب کا ثبوت پایا نہین جاتا ؂

سے جسم کو آسایش و آرام دینا۔ اور دوزخ سے تکلیفات اٹہانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسیطرح ملاحدہ باطنیہ کی یہہ رائے ہے کہ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ خلفائے ثلثہ کے من گہڑت احکام ہین اور روزہ رمضان خاص۔ بدعت عمری ہے۔ ملاحدہ منصوریہ کہتے ہین کہ جنت سے امام وقت اور دوزخ سے اس کے دشمن مراد ہین۔ جیسے ابوبکر و عمر وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ عبدالعزیز دھلوی علیہ الرحمتہ اپنے تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین کہ مطیع باللہ عباسی کے عہد مین ان فرقون کو باین عقل و شعور نہایت غلبہ اور کمال تسلط حاصل تہا۔ جسکے بعد انہون نے ایک عالم کو گمراہ کیا۔ دانشمندون کو یکقسم کی عبرت حاصل ہونیکا مقام ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر کے صفحہ ،، ۳ جلد امین ملائکہ کے متعلق لوگون کی مذاہب بیان کئے ہین تو اُن مین فلاسفہ کا یہ مذہب بیان کیا ہے کہ وہ ارواح کواکب ہین چنانچہ فرمایا ہے۔

ثانیهما قول الفلاسفة وهی انها جواهر قائمة بانفسها لیست بمتحیزة البتة وانها بالماهیة مخالفة لانواع النفوس الناطقة البشریة وانها اکمل قوة منها واکثر علما منها وانها للنفوس البشریة جاریة مجری الشمس بالنسبة الی الاضواء [illegible] ماهی بالنسبة الی اجرام الافلاك والکواکب کنفوسنا الناطقة بالنسبة الی ابداننا ومنها ماهی لاعلی شیء من تدبیر الافلاك بل هی مستغرقة فی معرفة الله ومحبته ومشتغلة بطاعته وهذا القسم من الملائکة هم المقربون ونسبتهم الی الملائکة الذین یدبرون السموات کنسبة اولئك المدبرین الی نفوسنا الناطقة فهذان القسمان قد اتفقت الفلاسفة علی اثباتهما ومنهم من اثبت نوعا اخر من الملائکة وهی الملائکة

دوسرا فلاسفہ کا قول ہے کہ ملائکہ جواہر یعنے بذات خود قائم ہین۔ مگر وہ کسی حیز (مکان) مین جاگزین نہین ہوتے اور ان کی حقیقت انسانی نفوس کی حقیقت سے مخالف ہے وہ ان سے قوی تر اور علم مین بڑھکر ہین۔ ان کو [illegible] روشنی کو سورج سے نسبت ہے۔ پھر یہ جواہر دو قسم ہین۔ بعضے ایسے ہین جن کو افلاک و کواکب سے وہ نسبت ہے جو ہمارے نفوس ناطقہ کو ہمارے بدنون سے ہے اور بعض ایسے ہین جنکو اجسام فلکیہ کی تدبیر سے کوئی تعلق نہین ہے یعنے وہ اس کے مدبّر نہین بلکہ وہ اللہ کی معرفت اور محبت مین مستغرق اور اس کے حکم بجا آوری مین مشغول ہین۔ اس قسم کے ملائکہ مقربین کہلاتے ہین۔ انکو ملائکہ مدبرین اجسام فلکیہ سے وہ نسبت ہے جو ان مدبرین افلاک کو ہمارے

الارضیۃ المدبرۃ لاحوال ھذا العالم السفلی ثم ان المدبرات لھذا العالم ان کانت خیرۃ فھم الملائکۃ وان کانت شریرۃ فھم الشیاطین (تفسیر)

نفوس ناطقہ سے نسبت ہے ان دونون قسمون کے ماننے پر فلاسفہ کا اتفاق ہے بعض فلاسفہ ایک اور قسم ملائکہ کو بھی مانتے ہین وہ زمینی ملائکہ ہین جنکو عالم سفلی کی تدبیر سے تعلق ہے۔ پھر یہ (عالم سفلی کے مدبر) اگر اچھے ہین تو وہ ملائکہ کہلاتے ہین اور اگر بری ہین تو وہ شیاطین ہین۔

اور قادیانی کا جملہ حوادث وکائنات عالم کو ستارون کی تاثیر سمجھنا بھی فلاسفہ اور نجومیون اور ہندوون اور مجوسیون اور ثنویہ اور بت پرستون کا مذہب ہے۔ ہندوان قائلین وید کا قائل تاثیر ہونا تو قادیانی نے خود توضیح مرام کے صفحہ (۳۳) مین بیان کیا ہے [illegible] بت پرستون [illegible] مجوس و ثنویہ کا قائل ہونا امام رازی کی تفسیر سے نقل کیا جاتا ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۱ مین فرماتے ہین۔

وثانیھا قول طوائف من عبدۃ الاوثان وھو ان الملائکۃ ھی الحقیقۃ فی ھذہ الکواکب الموصوفۃ بالاسعاد والانحاس فانھا بزعمھم احیاء ناطقۃ وان المسعدات منھا ملائکۃ الرحمۃ والمنحسات ملائکۃ العذاب وثالثھا قول معظم المجوس والثنویۃ وھو ان ھذا العالم مرکب من اصلین ازلیین وھما النور والظلمۃ وھما فی الحقیقۃ جوھران شفافان مختاران قادران متضادا الجنس والصورۃ مختلفا

دوسرا قول کئی بت پرست جماعتون کا ہے وہ یہ کہ ملائکہ درحقیقت یہ ستارے ہین جو سعد اور نحس کہلاتے ہین۔ انکے اعتقاد مین یہ ستارے زندہ ہین۔ اور گویا ہین اور ان مین جو سعد (نیک) ہین وہ رحمت کے ملائکہ کہلاتے ہین۔ اور جو نحس ہین وہ عذاب کے فرشتے تیسرا قول اکثر مجوس اور ثنویہ کا ہے (جو عالم کے دو خالق مانتے ہین۔) وہ کہتے ہین عالم درحقیقت دو اصول (مادہ) سے مرکب ہے جو ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ ان مین

الفصل والتدبير فجوهر النور فاضل خير نقي طيب الريح كريم النفس يسر ولا يضر وينفع ولا يمنع ويحيي ولا يبلي وجوهر الظلمة على ضد ذلك ثم ان جوهر النور لم يزل يولد الاولياء وهم الملائكة لا على سبيل التناكح بل على سبيل تولد الحكمة من الحكيم والضوء من المضيئ وجوهر الظلمة لم يزل يولد الاعداء وهم الشياطين على سبيل تولد السفه من السفيه لا على سبيل التناكح۔ تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۷ جلد ۱

ایک نور ہے دوسرا اندھیرا اور وہ حقیقت میں جوہر شفاف ہیں خود مختار قادر حِس وصورت میں باہم مختلف فعل وتدبیر میں جداگانہ۔ تو نور کا جوہر بہتر اور ستھرا اور سخی ہے خوش کرتا ہے ضرر نہیں پہنچاتا۔ نفع دیتا ہے فائدہ کو نہیں روکتا زندہ کرتا ہے مارتا اور بوسیدہ نہیں کرتا۔ اندھیرے کا جوہر اسکے مخالف ہے پھر نور کے جوہر [illegible] پیدا ہوتے ہیں جیسے حکیم سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور روشن چیز سے روشنی اور وہ ملائکہ کہلاتے ہیں اور اندھیرے کے جوہر سے دشمن پیدا ہوتے ہیں جیسے احمق سے حماقت پیدا ہوتی ہے اور وہ شیاطین کہلاتی ہیں۔

قادیانی نے بڑی جرأت کی ہے کہ ان باتوں کو قرآن سے ثابت بتایا ہے اس جرأت میں قادیانی نے خدا پر افترا کیا ہے کسی آیۂ قرآن میں یہ ارشاد نہیں ہوا کہ کواکب وسیارات کے لئے ارواح ہیں اور وہی کائنات الارض کے وجود میں مؤثر ہیں اور وہی ملائکہ ہیں جو انبیاء وغیرہ ہمین کی روحانی تربیت کر رہے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور اعتقاد تاثیر کواکب کو تو قرآن شریف نے اشارۃً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً ناشکری وکفر قرار دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ کیا تمہاری یہی شکر گذاری ہے کہ تم خدا کو جھٹلاتے ہو جو بارش ہوتی ہے تو یہ کہتے ہو

وتجعلون رزقكم انكم تكذبون (الواقعہ)

کہ فلان ستارہ کی تاثیر سے ہوئی ہے۔

صحیحین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ مقام حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ اصحاب بولے کہ اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندون مین کوئی مجھ پر ایمان [illegible] اور کوئی کافر ہوتا ہے سو جو یہ کہے کہ ہم پر خدا کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی ہے تو وہ مجھپر ایمان لانے والا ہے اور ستارون سے منکر اور جو یہ کہے کہ فلان ستارہ کے فلان مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے تو وہ ستارون پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔

> عن زید بن خالد الجهنی انه صلی لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الصبح بالحدیبیة علی اثر سماء کانت من اللیلة فلما انصرف النبی صلی الله علیه وسلم اقبل علی الناس فقال هل تدرون ماذا قال ربکم قالوا الله ورسوله اعلم قال [illegible] اصبح من عبادی مومن وکافر فاما من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلک مومن بی وکافر بالکوکب واما من قال بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی ومومن بالکوکب (بخاری صفحہ ۱۴۲ و مسلم صفحہ ۵۹)

صحیح مسلم کی ایک حدیث مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بارش ہوئی۔ تو آپنے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندون سے کوئی شاکر ہے کوئی کافر شاکر کہتے ہین یہ بارش خدا کی رحمت ہے، بعض کافر کہتے ہین فلان فلان ستارہ کا

> عن ابن عباس قال مطر الناس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم اصبح من الناس شاکر ومنهم کافر قالوا هذه رحمة الله وقال بعضهم لقد صدق نوء کذا وکذا قال

192

> قال تعالیٰ هذه الآية فلا اقسم بمواقع النجوم حتى بلغ وتجعلون رزقكم انكم تكذبون (مسلم ص ۵۹)

غروب سچا نکلا جو بارش ہوئی اسپر آیت اتری جو صفحہ ۱۴۵ منقول ہوئی۔

امام نووی شرح مسلم کے صفحہ ۵۹ مین فرماتے ہین کہ جو یہ کہے کہ فلان ستارہ کے سبب بارش ہوئی اوس کے کفر کی تفسیر مین علما کے دو قول ہین اول یہ کہ یہ خدا کے ساتھ کفر ہے ایمان کو دور کرنے والا اسلام کے دائرہ سے نکلنے والا یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو اعتقاد رکھے کہ ستارہ بارش کا فاعل اور مدبر ہے اس کی تاثیر سے بارش ہوتی ہے۔ جیسا کہ جاہلیت مین خیال کیا جاتا تھا دوسرا قول یہ کہ اس سے کفران نعمت یعنی (ناشکری) مراد ہے یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو ستارہ کو

> اما معنى الحديث فاختلف العلماء في كفر من قال مطرنا بنوء كذا على قولين احدهما هو كفر بالله تعالى سالب لاصل الايمان مخرج من ملة الاسلام قالوا وهذا فى من قال ذلك معتقدا ان الكواكب فاعل منشئ للمطر كما كان بعض اهل الجاهلية يزعم ومن اعتقد هذا فلا شك في كفره وهذا القول الذى ذهب اليه جماهير العلماء والشافعى منهم وهو ظاهر الحديث قالوا وعلى هذا لو قال مطرنا بنوء كذا معتقدا انه من الله وبرحمته وان النوء ميقات له وعلامة اعتبارا بالعادة فكانه قال مطرنا فى وقت كذا فهذا لا يكفر واختلفوا فى كراهيته والاظهر كراهته لكنها كراهة تنزيه وسبب الكراهة انها كلمة مترددة بين الكفر وغيره فيساء الظن بصاحبها ولانها شعار الجاهلية ومن سلك مسلكهم والقول الثانى فى اصل تاويل الحديث ان المراد كفر نعمة الله تعالى لاقتصاره على اضافة الغيث الى الكواكب وهذا فيمن لا يعتقد تدبير الكواكب ۔ (شرح مسلم ص ۵۹)

مدبر و مؤثر نہ سمجھے یعنے صرف علامت ظہور تاثیر خداوندی خیال کرے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے کہ ایام جاہلیت مین یہ اعتقاد تھا۔ کہ

وکانوا فی الجاهلیة یظنون ان نزول الغیث بواسطة النوء اما بصنعه على زعمهم واما بعلامته فابطل الشرع قولهم وجعله كفرا فان اعتقد قائل ذلك ان النوء صنعا فی ذلك فكفره كفر تشريك وان اعتقد ان ذلك من قبیل التجربة فلیس بشرك لكن یجوز [illegible] لانه لم یقع فی شیء من طرق الحدیث بین الكفر والشكر واسطة فیحمل الكفر فیه على المعنیین لتناول الامرین۔ (فتح الباری صـ۴۳۲ ج ۲)

بارش ستارون کے فعل سے یا ہونکی (مقررہ) علامت سے ہوتی ہے۔ سو شارع نے اون دونو خیالون کو باطل کیا اور کفر ٹھرایا سو اگر یہ اعتقاد ہو کہ فعل ستارہ کا اسمین دخل ہے تو یہ مشرکانہ کفر ہے اور اگر صرف یہ اعتقاد ہو کہ تجربہ کے رو سے ہے تو یہ شرک [illegible] سکتے ہین۔

ان احادیث سے بہ شہادت اقوال علما صاف ثابت ہے کہ ستارون کو بارش مین موثر و سبب وجود سمجھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر قرار دیا ہے۔ اسکو کفر ملت سمجھین خواہ کفر نعمت اب اور حوادث و کائنات مین تاثیر نجوم کے اعتقاد کا کفر ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ

عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد رواه ابو داؤد واحمد وابن ماجة (مشکوٰة صـ۳۸۵)

آپ نے فرمایا جس نے علم نجوم سے کچھ حاصل کیا اوس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا جسقدر اوسمین زیادتی کریگا سحر مین زیادتی کریگا۔

سلہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اپنی تجربہ کو لازم و واجب الاثر سمجھا۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اقتبس بابًا من علم النجوم لغیر ما ذکر اللہ فقد اقتبس شعبة من السحر المنجم کاھن والکاھن ساحر والساحر کافر رواہ رزین (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۶)

ایک حدیث مین آپنے فرمایا کہ جس نے علم نجوم کا کوئی باب (حصہ) حاصل کیا یعنے اوسکی تاثیرات وفوائد کا علم سیکھا بجز ان فوائد کے جو خدا تعالے نے بیان کیے ہین (چنانچہ قتادہ کی روایت مین انکی تفسیر عنقریب آتی ہے) اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا اور نجومی (اس علم کو حاصل کرنیوالا اور اسکا معتقد) کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے

حضرت **شاہ ولی اللہ** صاحب محدث دہلوی نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ

واما الانواء والنجوم فلا یبعد ان یکون لهما حقیقة ما فان الشرع انما نهی عن الاشتغال لا نفی الحقیقة البتة وانما توارث السلف الصالح ترک الاشتغال به وذم المشتغلین وعدم القول بتلک التاثیرات لا القول بالعدم اصلا + + ولکن الناس جمیعًا توغلوا فی هذا العلم توغلا شدیدا حتی صار مظنة لکفر اللہ وعدم الایمان به فنهی ان لا یقول صاحب تعمق فی هذا العلم مطرنا بفضل اللہ ورحمته من صمیم قلبه بل یقول مطرنا بنوء کذا وکذا فیکون صادا عن تحقیقه بالایمان الذی هو الاصل فی النجاة واما النجوم فانه لا یضر جهله الا انه مدبر للعالم علی حسب حکمته علمه احد او لم یعلم فلذلک وجب فی الملة ان یخمل ذکره وینهی من تعلمه

مین حقیقت نجوم کو ممکن تسلیم کر کے اور انکی تاثیرات کو غیر مستبعد ماننے کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ اس علم نجوم سے شغل ترک کرنا اور اس شغل والے کو برا سمجھنا اور نجوم کی تاثیرات کا قائل ومعتقد نہونا سلف صالحین سے متوارث چلا آتا ہے اور اس علم مین توغل مظنہ کفر ہے اور پیغمبر صاحب ملت کا یہ فرض تھا کہ اسکے ذکر کو مٹاوے اور

ويجهر بان من اقتبس علما من النجوم اقتبس
شعبة من السحر زاد ما زاد ومثل ذلك مثل
التورية والانجيل شدد النبي صلى الله عليه وسلم
على من اراد ان ينظر فيهما لكونهما معرفة و
مظنة لعدم الانقياد للقران العظيم ولذلك
نهوا عنه هذا ما ادى اليه رائى و تفحصا فان
ثبت من السنة ما يدل على خلاف ذلك فالامر على ما في السنة
حجة الله البالغة ص ۲۷

اسکے سیکھنے سے لوگون کو
روکے اور پکار کر یہ
کہدے کہ جو شخص اس علم سے
کچھ حاصل کرتا ہے وہ سحر کا
ایک شعبہ حاصل کرتا ہے شاہ صاحب
کا کلام اس باب مین ایک نص
قطعی ہے کہ شریعت اور اسلام
مین نجوم کی تاثیرات کے اعتقاد سے منع کیا گیا ہے گو نفس الامر مین خدا تعالی
نے ان مین تاثیرات [illegible] ہون۔
اور صحیح بخاری مین حکم نجوم کے بیان مین ایک باب منعقد کر کے اسمین قتادہ
سے نقل کیا کہ یہ ستارے تین فوائد کے لئے

باب في النجوم وقال قتادة لقد زينا السماء
الدنيا بمصابيح خلق هذه النجوم لثلث
جعلها زينة للسماء ورجوما للشياطين
وعلامات يهتدى بها فمن تاول فيها بغير
ذلك اخطا واضاع نصيبه وتكلف ما لا علم
له به بخاری ص ۴۵۵ وفي رواية رزين تكلف
ما لا يعنيه وما لا علم له به وما عجز عن علمه
الانبياء والملائكة وعن الربيع مثله و
زاد والله ما جعل الله في نجم حيوة احد ولا
رزقه ولا موته وانما يفترون على الله
الكذب ويتعللون بالنجوم (مشكوة ص ۳۲۰)

پیدا کیے گیے ہین (۱) خدا تعالے نے
انکو آسمانون کے لئے زینت بنایا ہے
(۲) انسے شیاطین کو جو آسمانون پر احکام
سننے کو چڑہتے ہین۔ مارا جاتا ہے (۳)
وہ علامات ہین کہ جنکے سبب سے خشکی
اور دریاؤن مین راستہ پہچانا جاتا ہے۔
پہر جو شخص ان ستارون سے اور اغراض
وفوائد کا ہونا بیان کرے تو وہ خطاکار
ہے اور اپنا حصہ (فہم
قرآن سے) ضائع کرتا ہے

۱۹۶

وصله عبد بن حميد من طريق شيبان
عنه وزاد في آخره وان ناسا
جهلة بامر الله قد احدثوا في هذه
النجوم كهانة من غرس بنجم كذا
كان كذا ومن سافر بنجم كذا كان
كذا ولعمري ما من النجوم نجم
الا ويولد به الطويل والقصير
والاحمر والابيض والحسن
والدميم وما علم هذه النجوم
وهذه الدابة وهذا الطائر شيء
من هذا الغيب انتهى - وبهذه
الزيادة تظهر مناسبة ايراد المصنف
ما اورده من تفسير الاشياء التي
ذكرها من القران وان كان ذكر بعضها
وقع استطرادا والله اعلم قال الداؤدي
قول قتادة في النجوم حسن الا قوله اخطأ
واضاع نصيبه فانه قصر في ذلك بل قائل
ذلك كافر انتهى ولم يتعين الكفر في حق من
قال ذلك وانما يكفر من نسب الاختراع
اليها واما من جعلها علامة على حدوث امر
فلا امر من خلاف (فتح الباری ص۳۱۱ ج ۶)

اور اس علم کے لیے تکلف کرتا ہے جسکا علم
اسکے لیے ممکن نہیں زرین کی روایت
مین یہ بھی ہے کہ وہ شخص اس امر کے
جاننے کے لیے تکلف کرتا ہے جسکے جاننے
سے انبیا و ملائکہ بھی عاجز ہین ایسا ہی
ربیع بن زیاد سے زرین نے نقل کیا ہے
انتہی اسپر یہ بھی بڑھایا ہے کہ بیشک خداتعالی
نے کسی ستارہ کو نہ کسی کی زندگانی کا سبب
بنایا ہے نہ موت کا نہ رزق کا نجومی جھوٹ
[illegible]
بناتے ہین فتح الباری مین کہا ہے کہ اس
قول قتادہ کی سند عبد بن حمید نے بیان
کی ہے اور اسکے آخر مین یہ بڑھا دیا ہے کہ
خدا کے حکم یا شان سے جاہل لوگون نے
ستارون مین یہ باتین از خود نکالی ہین کہ فلان
ستارہ کے وقت درخت لگا دے تو یہ ہوگا۔
فلان ستارے کے وقت سفر کرے تو ایسا
ہوگا۔ اور ہر ایک ستارہ کی تاثیر سے کوئی دراز
قامت پیدا ہوتا ہے۔ کوئی پست قامت
کوئی سرخ کوئی سفید۔ کوئی خوب
صورت کوئی کوئی بد صورت۔ اور

ستارون اور چوپایون اور جانورون کے یہ علوم علم غیب سے نہین ہے۔ داودی نے کہا ہے قتادہ کا یہ قول اچھا ہے۔ مگر اس اعتقاد و قول جاہلیت کو صرف خطا کہنا اُسکی کوتاہی ہے ایسے اعتقاد والا شخص کافر ہے (صاحب فتح الباری کہتے ہین) صرف اسی کہنے پر کفر کا حکم نہین ہو سکتا کافر اُسی کو کہا جاتا ہے جو ستارون کو مخترع (یعنے موجد و موثر کہے) اور جو یہ سمجھے کہ یہ ستارے زمین مین خدای تعالے کی قدرت و تاثیرات کے ظاہر ہونے کی علامات ہین تو وہ کافر نہین ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ پرانے فلسفی اور قادیانی اُن کواکب کو صرف علامات نہین سمجھتے بلکہ اُنکو موثر جانتے ہین اور اُنکی تاثیرات کے قائل ہین لہذا اُنکا اعتقاد وہی اعتقاد ہے جسکو عبارات مذکورہ مین حقیقی کفر کہا گیا ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ مرزا قادیانی تو مدعی اسلام ہے وہ خدای تعالے کو عالم کا خالق و موجد جانتا ہے ستارون کا خالق و موجد بھی خدا تعالی ہی کو سمجھتا ہے لہذا اُسکا ستارون کی تاثیر کا قائل ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ یہ تاثیر ستارون کو خدا تعالے نے عطا فرمائی ہے پھر اُنکی تاثیر کا اعتقاد کفر کیونکر ہوا تو اسکے جواب مین کہا جائیگا کہ پرانے فلسفی اور نجومی بھی یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ستارون کا خالق خدائے تعالے ہے اور اُسی نے ستارون مین یہ تاثیرات پیدا کردی ہین ایسا کوئی فلسفی یا نجومی (بجز دہریہ کے) نہین جو ستارون کو خدا کا مخلوق نہ سمجھتا ہو یا اُنکی تاثیر کو خدا کی مخلوق نہ جانتا ہو با این ہمہ وہ اس تاثیر کے اعتقاد کے سبب کافر سمجھے گئے ہین تو قادیانی کو کیونکر نہ سمجھا جاوے۔

اس اعتقادِ تاثیر کو باوجود اس اعتراف کے کہ وہ تاثیر خدا کی طرف سے اور اسکی مخلوق ہے کفر ٹھیرانے کی عقلی وجہ اور اسکا شرح یہ ہے کہ جو لوگ اس تاثیر کے قائل ہین وہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ تاثیر ستارون کے لیے ایسی لازمی ہے کہ اس تاثیر کا ستارون سے جدا ہونا محال ہے خدا تعالے نے اس تاثیر کو پیدا تو کردیا مگر وہ اب اس تاثیر کے معدوم کرنے پر قادر

نہیں سکتا اور اپنے مقررہ قانون کو وہ وہ معزول بادشاہ کی مانند بدل نہین سکتا اس امر کا فلاسفہ نہ صرف تاثیرات نجوم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہین بلکہ جملہ اسباب و مسببات عالم کی نسبت وہ یہی اعتقاد رکھتے ہین اور اسباب و مسببات مین تلازم کو وہ واجب اور عدم تلازم کو محال جانتے ہین اور اسکو قانون قدرت (یا انگریزی والے لاز آف نیچر) کہتے ہین اور اسکی تبدیل و تغییر سے خدا تعالےٰ کو عاجز و غیر قادر جانتے ہین۔ اور اُسکے کفر ہونے مین اہل اسلام کو کیا شک ہے۔

اہل اسلام خدا تعالیٰ کو فاعل با اختیار و متصرف و مدبر عالم جانتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو آثار اسباب عالم سے ظاہر ہوتے ہین وہ خدا ہی کی تاثیر سے ہین اور اُسی کی قدرت و اختیار مین وہ چاہتا ہے تو اُنسے اُن آثار کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ چاہتا ہے تو اُنسے اُن آثار کا عکس ظاہر کرتا ہے وہ پانی سے آگ کا کام لیتا ہے اور آگ سے پانی کا کام۔ الغرض اہل اسلام کے نزدیک موثر خدا تعالےٰ ہے اسباب عالم اسکی تاثیر کے ظہور کے محل ہین۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تاثیرات نجوم جسکے قرآن سے ثابت ہونیکا قادیانی مدعی ہے قرآن سے ثابت نہین بلکہ قرآن اور حدیث اور علماء اسلام نے اسکو کفر قرار دیا ہے کفر حقیقی ملت سے خارج کرنے والا ہو خواہ کفران نعمت۔ اور اعتقاد تاثیر صرف فلاسفہ اور نجومیوں اور ہندوؤنکا مذہب ہے اور قادیانی اس اعتقاد مین انہین کا پیرو اور مقلد ہے نہ پیرو اسلام۔ اور قادیانی کا حضرت جبرئیل و ملک الموت کے زمین پر آنے کو محال جاننا بھی اسی فلسفیوں اور نیچریوں کے اصول پر مبنی ہے جسکا کفر ہونا ابھی بیان ہوا ہے۔ اور جبریل وغیرہ ملائکہ کے صور محسوسہ کو جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دیکھتے اُنکی خیالی صورت اور عکسی تصویر قرار دینا بھی بعینہٖ نیچریوں کی تجویز ہے جو سر سید احمد خانصاحب کی تفسیر مین بیان[1] ہوئی

[1] دیکھو تفسیر ص ۱۰۴ وغیرہ جلد ۱ و جلد ۲ کا مقام رویت مریم علیہ السلام کا صورت جبریل کو۔

علماء اسلام کے نزدیک احادیث نزول ورویت جبرئیل مین یہ تاویل کرنا معانی نصوص مین تحریف کرنا ہے جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

شرح عقائد نسفی بصفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے۔ قرآن وحدیث کے نصوص (یعنی

والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها ما لم يصرف عنها دليل قطعي والعدول عنها اى عن الظواهر الى معان يدعيها اهل الباطن وهم الملاحدة وسموا الباطنية لادعائهم ان النصوص ليست على ظواهرها بل لها معان باطنية لا يعرفها الا المعلم وقصدهم بذلك نفي الشريعة بالكلية الحاد اى ميل وعدول عن الاسلام واتصال والتصاق بالكفر لكونه تكذيبا للنبي عليه السلام فيما علم مجيئه به بالضرورة واما ما ذهب اليه بعض المحققين من ان النصوص مصروفة على ظواهرها ومع ذلك فيها اشارات خفية الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك يمكن التطبيق بينها وبين الظواهر المرادة فهو من كمال الايمان ومحض العرفان

صاف عبارتون) سے انکے ظاہری معانی مراد لیے جائینگے جبتک کوئی قطعی دلیل اُن معانی سے نہ پھیرے۔ اوران ظاہری معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جسکے اہل باطن مدعی ہین اسلام سے عدول کرنا اور ملحد بنانا ہے باطنیہ ملحد لوگ ہین انکو باطنیہ اسلیے کہا جاتا ہے کہ وہ عبارات واضح قرآن کی نسبت یہ دعوی کرتے ہین کہ اُنکے ظاہری معنے مراد نہین بلکہ باطنی معنے مراد ہین جنکو انکا معلم سکھلاتا ہے۔ اُنکا مقصود اس اصول سے یہ ہے کہ احکام شریعت باطل وبیکار ہو جائین۔ اس امر کو کفر والحاد اسلیے کہا گیا ہے کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کی جو بطور بداہت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین تکذیب پائی جاتی ہے۔

…سکی مثالیں … وغیرہ مین گذر چکی ہین۔

ہان جو بعض اہل تحقیق قائل ہین کہ نصوص قرآن اور حدیث کے ظاہری معانی تو مراد ہین ہی اور باوجود اسکے ان نصوص مین بعض مخفی اشارات بھی پائے جاتے ہین اور وہ اہل سلوک پر کہلتے ہین اور وہ معانی ظاہری معانی سے مطابق ہو سکتے ہین سو کمال ایمان اور عرفان کی بات ہے ۔

ایسا ہی **شرح فقہ اکبر** وغیرہ کتب عقائد مین ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قادیانی اور انکے حواریون کی تاویلات اس قسم سے نہین ہین کہ وہ معانی ظاہریہ کو بہی تسلیم کرتے ہون ومعہذا اسکے اسرار ومعانی لطیفہ بیان کرتے ہون وہ تو معانی ظاہری کی نفی کرتے ہین اور صاف کہہ چکے کہ نزول جبریئل سے حقیقۃ نزول مراد نہین ہے اور جبریئل کا اپنے ہیڈکوارٹر آفتاب سے جدا ہوتا نظام شمسی مین فساد پیدا کرتا ہے ۔ اور ملک الموت کا [illegible] [illegible] القیاس

انہین اصول مسلمہ اہل اسلام کی شہادت سے قادیانی اور انکے گروہ کی وہ تاویلات جو درباب نزول حضرت مسیح ومعجزات مسیح وخروج دجال ویاجوج وماجوج ولیلۃ القدر وسجود آدم وغیرہ مین وہ کرتے ہین نصوص کی تحریف والحاد ہے ۔

اور ان سب امور کو اہل اسلام انہین معانی سے تسلیم کرتے ہین جو انکے ظاہری معانی ہین

امام نووی **شرح مسلم** مین بصفحہ ۴۰۳ جلد ثانی فرماتے ہین کہ حضرت علیے کا نازل ہونا

قال القاضی رحمہ اللہ تعالی نزول عیسے علیہ السلام وقتلہ الدجال حق وصحیح عند اہل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ وانکر ذلک بعض المعتزلۃ والجہمیۃ ومن وافقہم وزعموا ان ہذہ

اور دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے ۔ کیونکہ احادیث صحیحہ اس باب مین موجود ہین اور عقل و شرع مین ایسی کوئی دلیل وارد نہین ہے جو اس نزول کو باطل کرے ۔ لہذا اسکا ثابت رکہنا (یعنے تسلیم کرنا) واجب ہے

الاحادیث مردودة بقوله تعالی وخاتم النبیین وبقوله صلی الله علیه وسلم لا نبی بعدی وباجماع المسلمین انه لا نبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم وان شریعته مؤبدة الی یوم القیمة لا تنسخ وهذا الاستدلال فاسد لانه لیس المراد بنزول عیسی علیه السلام انه ینزل نبیا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی هذه الاحادیث ولا فی غیرها شیء من هذا بل صح هذه الاحادیث هنا وما سبق فی کتاب الایمان وغیرها انه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا ویحیی من امور شرعنا ما هجره الناس انتهی (شرح نووی ص ۴۰۳ ج ۲)

معتزلہ اور بعض جہمیہ اور انکے ہم مشرب انکے منکر ہیں انکا یہ خیال ہے کہ وہ احادیث جنمیں نزول مسیح کا ذکر ہے اس آیت کے مخالف ہیں جسمیں آنحضرت ؐ کو نبیوں کا خاتم کہا گیا ہے اور اس قول نبوی کے مخالف ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور مسلمانوں کے اس اجماع کے کہ آنحضرت ؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور آپ کی شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی مگر انکا ان دلائل سے استدلال ایک فاسد استدلال ہے کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ حضرت عیسے ؑ ایسے نبی ہوکر آئیں گے جو آنحضرت ؐ کی شریعت کو منسوخ کرینگے یہہ بات نہ ان احادیث نزول میں ہے نہ اور کسی حدیث میں بلکہ کتاب الایمان میں گذر چکا ہے کہ وہ حاکم عادل ہوکر آئینگے ہماری ہی شریعت پر عمل کرینگے اور اس شریعت کے ان امور کو زندہ کرینگے جنکو لوگوں نے چھوڑ رکھا ہوگا"

اور اسکے **جلد اول میں** بصفحہ ۸ لکھا ہے ٹھیک بات وہی ہے جو ہم پہلے بیان

والصواب ما قدمناه وهو انه لا یقبل الا الاسلام فعلی هذا قد یقال هذا خلاف ما هو حکم الشرع الیوم فان الکتابی اذا بذل الجزیة وجب قبولها ولم یجز قتله ولا اکراهه علی الاسلام وجوابه ان هذا الحکم لیس مستمرا

کر چکے ہیں کہ حضرت عیسے ؑ بجز اسلام کچھہ (جزیہ وغیرہ) قبول نہ کرینگے اسپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری آج کے دن کی شریعت کے مخالف ہے کیونکہ اسوقت کتابی سے جزیہ قبول کرنا واجب ہے

الی یوم القیمۃ بل ھو مقید بما قبل نزول عیسی ع وقد اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ الاحادیث الصحیحۃ بنسخہ ولیس عیسی علیہ السلام ھو الناسخ بل نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو المبین للنسخ فان عیسے علیہ السلام یحکم بشرعنا فدل علی ان الامتناع من قبول الجزیۃ فی ذلک الوقت ھو شرع نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شرح مسلم)

اور اسکو قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہین ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک نہ رہے گا - بلکہ وہ قیامت سے پہلے حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول سے پہلے زمانہ تک رہیگا - اس حکم کا بوقت نزول مسیح منسوخ ہو جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث سے ظاہر کردیا ہے تو اس حکم کے ناسخ حضرت عیسےؑ نہ ٹھہرے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ ہوئے حضرت عیسےؑ اسوقت اس حکم کے نسخ کے مبین ہونگے وہ آنحضرتؐ کے اس حکم سے جزیہ موقوف کرینگے - اس سے ثابت ہوا کہ اسوقت جزیہ نہ قبول کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوگا - حضرت عیسے علیہ السلام [illegible] اور اسکے جلد دوم کے صفحہ ۳۹۹ مین فرمایا ہے - قاضی عیاض نے کہا ہے ان احادیث

قال القاضی ھذہ الاحادیث التی ذکرھا مسلم وغیرہ فی قصۃ الدجال حجۃ لمذھب اھل الحق فی صحۃ وجودہ وانہ شخص بعینہ ابتلی اللہ بہ عبادہ واقدرہ علی اشیاء من مقدورات اللہ تعالی من احیاء الموتی الذی یقتلہ ومن ظہور زھرۃ الدنیا والخصب معہ وجنتہ ونارہ ونھریہ واتباع کنوز الارض لہ وامرہ السماء ان تمطر فتمطر والارض ان تنبت فتنبت فیقع کل ذلک بقدرۃ اللہ تعالی ومشیتہ ثم یعجزہ اللہ تعالی

مین جنکو مسلم نے قصہ دجال مین ذکر کیا ہے اہل حق کے مذہب کی دلیل پائی جاتی ہے کہ دجال کا ہونا صحیح ہے - اور وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ذریعہ سے خدائے تعالے مسلمانون کا امتحان کرے گا - اور اُس کو ایسی چیزون پر قدرت دے گا جو خدا کی قدرت مین داخل ہین جیسے مردہ کو (جسکو وہ مارے گا) زندہ کرنا اور دنیا کی زینت

بعد ذلك فلا يقدر على قتل ذلك الرجل ولا غيره ويبطل امره ويقتله عيسے عليه السلام و يثبت الله الذين امنوا هذا مذهب اهل السنة وجميع المحدثين والفقهاء والنظار خلافا لمن انكره وابطل امره من الخوارج و الجهمية وبعض المعتزلة وخلافا للجبائي المعتزلي وموافقيه من الجهمية وغيرهم في انه صحيح الوجود لكن الذي يدعى مخارف و خيالات لا حقائق لها وزعموا انه لو كان حقا لم يوثق بمعجزات الانبياء صلوات الله وسلامه وهذا غلط من جميعهم لانه لم يدع النبوة فيكون ما معه كالتصديق له و انما يدعى الالهية وهو في نفس دعواه مكذب لها بصورة حاله ووجود دلائل الحدوث فيه ونقص صورته وعجزه عن ازالة العور الذي في عينيه وعن ازالة الشاهد بكفره المكتوب بين عينيه ولهذه الدلائل وغيرها لا يغتر به الا رعاع من الناس لسد الحاجة و الفاقة رغبة في سد الرمق وتقية وخوفا من اذاه لان فتنته عظيمة جدا تدهش العقول وتحير الالباب مع سرعة مروره في الامر فلا يمكث

اور فراخی اور بہشت اور آگ اور دو نہرون کا اسکے ساتھ ہونا اور زمین کے خزانون کا اُسکے تابع ہونا اور اُسکے کہنے سے آسمان سے مینہ برسنا اور زمین کا اوگانا یہہ سب کچھ خدا کی قدرت اور ارادہ سے ہوگا پھر خدا تعالے اُس کو عاجز کردیگا تو وہ کسی کے مارنے پر قادر نہ ہوگا۔ اور اسکا حال بگڑ جائیگا اور حضرت عیسے علیہ السلام اسکو قتل کرین گے۔ اور خدا تعالے ایمان والون کو اس امتحان مین ثابت قدم رکھیگا۔ یہی اہل سنت اور تمام محدثین وفقہا اور اہل اجتہاد کا مذہب ہے۔ خوارج۔ بعض معتزلہ۔ اور جبائی اور اسکے ہم خیال جہمیہ اسکے مخالف ہین وہ اسکے ہونے کو تو مانتے ہین مگر یہ کہتے ہین کہ جو وہ کریگا یا دکھائیگا وہ صرف خیالات ہونگے انکی حقیقت کوئی نہ ہوگی وہ کہتے ہین کہ اگر وہ امور واقعی ہون تو پھر معجزات انبیا کا اعتبار نہین رہتا۔ مگر یہہ اُن کی غلطی ہے۔ کیون کہ وہ یہہ کرشمات

198

بحیث یتامل الضعفاء حاله ودلائل الحدوث فیه والنقص فیصدقه من یصدقه فی هذه الحالة ولهذا حذرت الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین من فتنته ونبهوا علی نقصه ودلائل ابطاله واما اهل التوفیق فلا یغترون به ولا یخدعون بما معه لما ذکرناه من الدلائل المکذبة له مع ما سبق لهم من العلم بحاله ولهذا یقول له الذی یقتله ثم یحییه ما ازددت فیك الا بصیرة (شرح مسلم صفحہ ۔۔۔)	دکھانے کیوجہ سے نبوت کا دعویٰ نہ کریگا تاکہ ان امور سے اوسکی اس دعوے کی تصدیق ہو اور وہ معجزات انبیا کے مشابہ ہوکر نبوت مین شبہ وشک ڈال سکین بلکہ وہ ان خوارق کے وقت الوہیت کا دعویٰ جھوٹا کرے گا جو خود بخود باطل ہو گا۔ اور دجال کا ظاہری حال اور اسکو مخلوق ہونے کے دلائل اور اوسکی صورت کا عیب اور اسکا اس عیب کو دور کرنے

سے اور اپنی پیشانی سے علامت کفر (لفظ کافر) کو مٹانے سے عاجز رہنا اسکو جھٹلادیگا اسمین ان دلائل عجز وحدوث کے موجود ہونے کی وجہ سے اسکے خوارق سے کوئی دہوکھہ نہ کھائیگا بجز عامی لوگون کے جو بھوک کے سبب یا اسکے ڈر کے مارے اسکو مان لینگے کیونکہ اوسکا فتنہ مدہوش وحیران کردے گا اور اسکا زمین پر جلدی سے پھر جانا اونکو اسکے حال کو سوچنے کا موقع نہ دیگا۔ اسیوجہ سے انبیاء نے اسکے فتنہ سے لوگون کو ڈرایا ہے۔ اور اسکے نقص وعجز پر آگاہ کردیا۔ اور جن لوگون کو خدا تعالیٰ توفیق دیگا وہ اس سے دہوکا نہ کھائینگے۔ اور جو خوارق اس سے صادر ہونگے وہ انسے اس کے فریب مین نہ آئینگے کیونکہ وہ اسکے کذب اور عجز کے دلائل جانتے ہون گے اور وہ اسکے حال سے واقف ہون گے اسیوجہ سے جس شخص کو وہ قتل کرکے جلاویگا وہ اسکو صاف کہیگا کہ تیرے اس فعل سے میرا یقین بڑہ گیا ہے ۔"

اور ایسا ہی تمام کتب حدیث کے متون وشروح مین حضرت مسیح بن مریم کا نزول اور دجال ویاجوج وماجوج کا خروج ظاہری معنی سے تسلیم وبیان کیا گیا ہے اور ان امور کو

ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ انکو اہل سنت کے اعتقادات مین داخل کیا گیا ہے۔

حضرت امام الائمہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فقہ اکبر مین اور ملا علی قاری نے اوس کی شرح مین فرمایا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا جسکا ذکر قرآن کی اس آیت مین ہے کہ وہ ہر بلندی سے دوڑینگے۔ اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا جسکا اس آیت مین ذکر ہے۔ کہ جسوقت خدا کی بعض نشانیان آوین گی اسدن کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا اسکا ایمان نفع نہ دیگا۔ اور حضرت عیسےٰ کا آسمان سے نازل ہونا چنانچہ قرآن مین ارشاد ہے کہ وہ (یعنے حضرت عیسیٰؑ) قیامت کی ایک نشانی یا اوسکی علم وشناخت کی دلیل ہین اور ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے کوئی ایسا نہوگا جو حضرت عیسےٰؑ پر اون کی موت سے پہلے یعنے قیامت کے قریب ایمان نہ لائیگا۔ اور اسوقت سبھی دین اور ملت ایک دین (اسلام) ہو جائے گا یہ سب امور حق اور ثابت ہین۔ فقہ اکبر کے بعض نسخون مین آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا ذکر باقی

وخروج الدجال ویاجوج وماجوج کما قال تعالیٰ حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ وطلوع الشمس من مغربھا کما قال تعالیٰ یوم یاتی بعض ایات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا ونزول عیسی من السماء قال اللہ تعالیٰ انہ لعلم للساعۃ وقال وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسے علیہ السلام بعد نزولہ عند قیام الساعۃ فیصیر الملل واحدۃ وھی ملۃ الاسلام الحنیفیۃ وفی نسخۃ قدم طلوع الشمس علی البقیۃ وعلی تقدیرہ قالوا ولمطلق الجمعیۃ والا فترتیب القضیۃ ان المھدی یظہر اولا فی الحرمین الشریفین ثم یاتی بیت المقدس فیاتی الدجال ویحصرہ فی ذلک الحال فینزل عیسی علیہ السلام من المنارۃ الشرقیۃ فی دمشق الشام ویجیٔ الی قتال الدجال فیقتلہ بضربۃ فی الحال فانہ یذوب کالملح فی الماء عند

نزول عیسی علیہ السلام من السماء فیجتمع
علیہ السلام بالمهدی وقد اقیمت الصلوۃ
فیشیر المهدی لعیسی علیہ السلام بالتقدم
فیمتنع معللا بان هذه الصلوۃ اقیمت
لک فانت اولی بان تکون الامام فی هذا
المقام ویقتدی به لیظهر متابعته لنبینا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما اشار الی هذا المعنی
صلی اللہ علیہ وسلم بقوله لو کان موسی حیا لما
وسعه الا اتباعی وقد بینت وجه ذلک
عند قوله تعالی واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما
آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول
الآیة- فی شرح الشفاء وغیره وقد ورد
انه یبقی فی الارض اربعین سنة ثم یموت
ویصلی علیه المسلمون ویدفنون علی ما رواه
الطیالسی فی مسنده وروی غیره انه یدفن
بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصدیق وروی
انه یدفن بعد الشیخین فهنیئا للشیخین
حیث اکتنفا بالنبیین وفی روایة انه یمکث
سبع سنین قیل وهی الاصح والمراد
بالاربعین فی الروایة الاولی مدة مکثه
وعوده فانه رفع وله ثلث وثلثون سنة

امور سے پہلے ہوا ہے اس صورت مین
واو حرف عطف مطلق جمعیت کے لئے
ہوا اور ترتیب امور مذکورہ کی اسطرح پر
ہوگی کہ اول امام مہدی حرمین مین ظاہر
ہونگے پھر وہ بیت المقدس مین آئینگے
اسوقت دجال آئیگا اور اسکا محاصرہ
کرے گا پھر عیسے علیہ السلام دمشق
کے مشرقی کنارہ کے پاس آسمان سے
اتریں گے۔ اور دجال کے قتل کیطرف
متوجہ ہوکر ایک ہی وار سے اوسکو مار
ڈالین گے۔ وہ اون کے اترنیکے وقت
نمک کیطرح پگھلنے لگیگا (مگر اوسکی جان
اونہین کے ہاتھ سے نکلیگی) پھر حضرت
عیسے اور مہدی ایک جگہ جمع ہون گے
اور نماز کے لئے تکبیر ہوگی تو حضرت
مہدی ؑ حضرت عیسی ؑ کیطرف نماز پڑہانے
کے لئے اشارہ کرینگے وہ اس سے انکار
کرینگے یہ کہکر کہ آپ ہی کی امامت کے لئے
یہ تکبیر ہوئی ہے۔ لہذا آپ ہی اس کے
مستحق ہین اور آپ اون کے مقتدی
بن جاوینگے تاکہ معلوم ہو کہ وہ آنحضرت ؐ

+ + + حق کائن ای ثابت واقع ی
شرح فقہ اکبر

کے تابعین مین سے ہین چنانچہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اگر حضرت موسی زندہ ہوتے تو اون کو بھی میری پیروی سے چارہ نہوتا۔ اسکی وجہ اس قول خداوندی کی شرح مین بیان ہوئی ہے جسمین ذکر ہے کہ اللہ تعالی نے نبیون سے یہ عہد لیا تہا کہ تمہارے پاس میرا رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آوے تو تمپر اوسکا ماننا اور مدد کرنا ضروری ہوگا۔

شفا کی شرح وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت مسیح زمین مین چالیس برس رہینگے اور پہر فوت ہونگے اور مسلمان اونکی نماز جنازہ پڑہینگے اور اونکو دفن کرینگے۔ یہ ابو داؤد طیالسی کی مسند مین روایت ہے اور اورون کی روایت مین ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور حضرت صدیق اکبر کی قبر کے بیچ مین دفن کئے جائینگے۔ ایک روایت مین ہے کہ شیخین (صدیق اکبر اور فاروق) کی قبر کے بعد دفن کئے جائینگے اسی صورت مین شیخین کے لئے مژدہ ہے کہ شیخین دو نبیون (آنحضرت ؐ اور مسیح ؑ) کے بیچ مین مدفون ہون گے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ زمین مین سات سال رہینگے اور یہی صحیح ترین اقوال سے ہے۔ اور چالیس سال ٹہرنے کی روایت سے بہی یہی مراد ہے کہ وہ بعد نزول سات برس رہین گے کیونکہ از انجملہ تینتیس ۳۳ برس اونہون نے آسمان پر جانے سے پہلے دنیا مین بسر کئے اور جب وہ اوٹھائے گئے تھے تو اون کی تینتیس ۳۳ سال کی عمر تہی ؑ۔

اور شرح عقائد نسفی مین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامات قیامت

وما اخبر بہ النبی علیہ السلام من اشراط الساعۃ ای من علاماتہا من خروج الدجال ودابۃ الارض ویاجوج وماجوج ونزول عیسی ؑ من السماء وطلوع الشمس من مغربہا فھو حق لانہا امور ممکنۃ اخبر بہا الصادق

(یعنی اس سے پہلے آنیوالی چیزون) کی خبر دی ہے یعنی دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا (وغیرہ وغیرہ) وہ حق

(200)

قال حذیفة بن اسید الغفاری طلع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذاکرون قلنا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی بن مریم وخروج یاجوج وماجوج وثلثة خسوف الخ۔ شرح عقائد ص

(واقع ہونیوالے) ہین کیونکہ یہ ایسے امور ہین جو ممکن الوقوع ہین اور مخبر صادق (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اونکے وقوع کی خبر دی ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن تشریف لائے تو ہم کچھ مذاکرہ کر رہے تھے آنحضرت صلعم نے فرمایا تم کیا ذکر کر رہے ہو ہمنے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہین۔ آپ نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک تم دس نشان اس سے پہلے نہ دیکھ لوگے پھر آپنے دخان۔ دجال۔ دابة الارض۔ طلوع آفتاب جانب مغرب [illegible] اور یمین سے نکلنے والی آگ کا ذکر فرمایا۔

یہ حدیث حذیفہ بن اسید کی جسکا شرح عقائد مین حوالہ دیا گیا ہے صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۹۳ مروی ہے اور صحاح مین ایسی بہت سی احادیث موجود ہین جنمین قادیانی اور اوسکے حواریون کی تاویلات مذکورہ کی گنجایش ہی نہین ہے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم مین نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان سے ایک باب

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة واقرؤا ان شئتم

منعقد کرکے اوسمین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ عنقریب حضرت ابن مریم حاکم عادل اترینگے صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ موقوف کرینگے وغیر وغیرہ اوس حدیث کے آخر مین راوی حدیث ابوہریرہ کا یہ قول منقول ہے کہ

وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا ج
بخاری صفحہ ۴۹۰ مسلم صفحہ ۸۷

کہ چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق کے لئے) یہ آیۃ پڑھ لو جسمین ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے ایسا کوئی نہوگا جو حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات سے پہلے اونپر ایمان نہ لائیگا اور اسمین باتفاق اہل اسلام وگروہ مسیحائی میرزائی (بہ) کے ضمیر سے حضرت عیسے مراد ہین اگرچہ (موته) کے ضمیر سے مرادمین اختلاف ہے۔ اس سے بلا نزاع بے اختلاف ثابت ہے کہ اس حدیث مین راوی ابوہریرہ اور اوسکے مخرجین امام بخاری ومسلم کے نزدیک حضرت عیسے ابن مریم ہی کا نزول مراد ہے نہ کسی اور نام کے عیسے یا مثالی مسیح کا۔

امام نووی اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین۔ ابوہریرہ رضی کے اس قول سے کہ

ثم یقول ابو هریرة [illegible] ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ففیه دلالة ظاهرة علی ان مذهب ابی هریرة فی الایة ان الضمیر فی موته یعود علی عیسی صلی الله علیه وسلم شرح مسلم صفحہ

[illegible] ابوہریرہ [illegible] پڑھو وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته۔ صاف سمجھا جاتا ہے کہ ابوہریرہ کا اس آیت مین یہی قول تھا کہ اسمین لفظ موته کی ضمیر حضرت عیسے کی طرف پھرتی ہے۔

اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث دمشقی مین جس آنے والے مسیح کا ذکر ہے اوسکے

ویحصر نبی الله عیسی علیه السلام واصحابه حتی یکون راس الثور لاحدهم خیرا من مائة دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی الله عیسی واصحابه فیرسل الله علیهم النغف فی رقابهم۔ فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة ثم یهبط نبی الله عیسی علیه السلا

نام کے ساتھ جا بجا نبی الله کا لفظ وارد ہے ایک جگہ پر فیحصر نبی الله ایک جگہ ثمّ یهبط نبی الله دو جگہ ہے فیرغب نبی الله چنانچہ ارشاد ہے خدا کے نبی عیسے علیہ السلام اور اون کے ساتھ والے (یاجوج ماجوج) کے محاصرہ مین آجائینگے اوسوقت گائے کی

يرغب عيسى الله الى الارض فلا يجدون فى الارض موضع شبر الا ملأه زهمهم و نتنهم فيرغب نبى الله عيسى عليه السلام واصحابه الحديث (صحیح مسلم ص)

سری (کمانے کے لئے) سو دینار سے اونکو بہتر معلوم ہوگی۔ پھر خدا کے نبی عیسے اور آپکے ساتھ والے خدا کی جناب مین رغبت (دعا) کرینگے تو خدا تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنون مین پھوڑا پیدا کر دیگا پھر وہ سب کے سب ایسے مرجائین گے جیسے ایک جان مرتی ہے پھر خدا کے نبی عیسے پہاڑ سے اوترآئین گے اور اپنی ساتھ والون کو بلائین گے تو زمین پر بالشت بھر ایسی جگہ نہ پائین گے جو اون کی نعشون اور بدبوؤن سے بھری نہوگی۔ پھر خدا کے نبی عیسے علیہ السلام اور اونکے ساتھ والے خدا سے دعا مانگینگے۔ یہ الفاظ بھی صاف شاہد و ناطق ہین کہ جس مسیح کے نزول کا اس حدیث مین ذکر ہے وہ اللہ کا نبی ہوگا نہ کوئی اور نام کا عیسے یا مثالی مسیح

او[illegible] ابو داؤد مین [illegible] آنے والے مسیح کا [illegible] ہوا ہے تو اوسمین

عن ابی هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ليس بينى و بينه (يعنى عيسى عليه السلام) نبى وانه نازل۔ (ابو داؤد ص ۲۳۹)

بھی آنے والے مسیح کو پہلے نبی کہا ہے پھر اوسکے نزول کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ مین اور اسمین (یعنے عیسے علیہ السلام مین) کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور وہ اُترنے والے ہین۔ اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہے نہ کوئی نام کا یا مثالی مسیح۔

اس قسم کی روایات کتب حدیث مین اور بہت ہین جنمین گروہ قادیانی کی سابق تاویلات کا دخل نہین ہے۔ ہان ان احادیث کو آپ بر ملا موضوع قرار دین یا اسمین یہ نئی تاویل کرین کہ آنے والے مسیح کو جو نبی کہا گیا ہے۔ تو اس سے

قادیانی نبی مراد ہے کیونکہ وہ محدث ہے اور محدث بھی ایک قسم کا نبی ہوتا ہے تو اس
کا جواب یہ ہو کہ اگر اس نبی سے محدث مراد ہوتا تو آنحضرت صلعم اسکی نفی نکرتے اور نفرماتے کہ میرے
اور اسکے مابین کوئی نبی نہین - کیونکہ محدث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنیوالے
مسیح کے درمیان بہت ہو چکے ہین -

لیلۃ القدر اور سجود آدم کے ظاہری معانی پر محمول ہونے مین جو اقوال علماء اسلام
ہین اونکی نقل کی اس مقام مین ضرورت نہین ہے وہ تمام لوگون مین معروف و مشہور ہین -
اس بیان سے ثابت ہوا کہ ان احادیث نزول حضرت مسیح و خروج
دجال و یاجوج و ماجوج مین قادیانی اور اوسکے اتباع کی تاویل ملحدانہ تحریف ہے
اور تمام اہل اسلام مین جو ان احادیث کو صحیح مانتے ہین اونکے وہی معنے مراد ہوتا مسلم
ہے جو ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہین قادیانی نے جو اس تاویل و تحریف کو
تجدید دین وغیر شریعت قرار دیا ہے یہ اوسکے الحاد پر ایک اور دلیل ہے تجدید
دین یہ نہین ہے کہ عقائد و مسائل اسلام کے ایسے معانی کئے جائین جو نہ صحابہ کے
خیال مین آتے ہون نہ تابعین کے اور نہ ظاہر الفاظ نصوص سے سمجھ مین آتے ہون
اور نہ قرون ثلثہ مین تسلیم کئے گئے ہون - ایسے معانی کا بیان تو احداث کہلاتا ہے
بلکہ تجدید کے معنے یہ ہین کہ جو اصول و مسائل (عقائد و اعمال) ادلہ شرعیہ سے
ثابت ہون اور قرون ثلثہ مین تسلیم کئے گئے ہون مگر لوگون کی غفلت یا ناواقفی
سے متروک و مہجور ہو گئے ہون اون کو از سر نو زندہ کرکے رواج دیا جاوے
اسپر دلیل یہ ہے کہ تجدید دین کا حکم وارد ہے اور احداث سے ممانعت آچکی
ہے ان دونون کو باہم متوافق کرنے سے صاف ثابت ہے کہ تجدید دین اوسی
صورت سے مطلوب شارع ہے جس مین احداث نپایا جاوے - اور قادیانی کا
یہ کہنا کہ تجدید دین ظاہری علوم سے نہین ہو سکتی یہ اوسکے الحاد پر ایک اور
دلیل ہے - تجدید احیاء و ترویج اصول و مسائل اسلام کا نام ہے تو ظاہری علوم

اسلام اور علوم مسائل اسلامیہ کے بغیر ممکن نہیں ہے الحادات اور باطنیہ خیالات کی
اشاعت تجریۃ ہوتی تو وہ ظاہری علوم کے بغیر بھی ممکن تھی۔

قادیانی اور اوسکے اتباع نے جو آنیوالے مسیح کی بعض ایسی صفات بیان کی ہین جو انکے زعم مین حضرت مسیح علیہ السلام مین نہین پائی جاتین صرف قادیانی مین پائی جاتی ہین انکے بیان مین اونہون نے کذب وتدلیس سے خوب کام لیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کردکھایا ہے آنیوالے مسیح کی نسبت یہ کہین بیان تہوا کہ وہ فارسی الاصل ہوگا۔ اور نہ یہ ثابت ہے کہ مغل لوگ (جنمین قادیانی صاحب ہین) فارسی الاصل ہین ایسا ہی کسی حدیث مین یہہ تصریح نہین ہے کہ آنیوالا مسیح صرف ایک مسلمان امتی ہوگا اور نبی نہوگا یہ بات صرف قادیانی اور اوسکے حواریون کی شگوفہ ہے جسکو اونہون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک سوال وجواب وضع [illegible] ہے [illegible] بیان بغیر سوال [illegible] ہو چکا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو متعدد حدیثون مین آنیوالے مسیح کو نبی قرار دیا ہے چنانچہ بصفحہ ۱۶۵ وہ منقول ہوا۔ آنے والے مسیح کے بالونکا سیدھا ہونا اور رنگ کا گندم گون ہونا جو انہون نے بیان کیا ہے یہ حضرت مسیح بن مریم مین پایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح بن مریم کا یہی حلیہ بیان کیا ہے۔

صحیح بخاری مین بصفحہ ۴۸۹ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ مین نے (خواب

وارانی اللیل عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ماتری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر راسہ ماء اواضعا یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا

مین) ایک خوبصورت شخص گندم رنگ سیدھے بال والے کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہے تو جواب ملا کہ یہ مسیح بن مریم ہے نیز ان مجاہد کی حدیث مین حضرت ابن عمرؓ سے یہی بخاری مین مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے

فقالوا هذا المسيح بن مريم. صحيح بخاری

حضرت عیسے کو سرخ رنگ و جعد دیکھا

اس حدیث کی دستاویز سے قادیانی اور اوسکے حواریون نے یہ افترا کیا ہے کہ عیسے یا مسیح بن مریم دو ہین ایک حضرت عیسے بنی اسرائیلی جنکو سرخ اور جعد کہا گیا ہے دوسرا آنیوالا عیسے یا مسیح بن مریم جسکو گندم رنگ اور سیدہے بالون والا کہا گیا ہی اور وہ آپ (قادیانی) ہین مگر یہ نسوچا کہ یہہ لفظی اختلاف یون رفع ہو سکتا ہے اور علماء اسلام نے رفع کر دیا ہے کہ در حقیقت حضرت عیسے گندم رنگ و سیدہے بال والے تہے ایک روایت مین جو اونکو سرخ رنگ اور جعد کہا گیا ہے تو اوس سے یہ مراد ہے کہ اونکا گندمی رنگ مائل بسرخی تھا اور جعودت آپکی جسم مین تھی نہ بالون مین۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری مین فرمایا ہے کہ سالم کی روایت مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو سیدہے بال والا کہا ہے اور اس سے پہلی حدیث مین آیا ہے کہ وہ جعد تہے جو اوسکی ضد ہے مگر ان دونون روایتون مین یون موافقت ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کے بال تو سیدہے تھے مگر جعد ہونے کا جو ذکر ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ آپکا بدن جعد۔ یعنے کسا ہوا اور مضبوط تہا یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ آپکی رنگت کی نسبت اختلاف ہوا ہے وہ گندم رنگ تہے یا سرخ رنگ جس سے یہہ مراد ہو سکتی ہے کہ وہ تہی تو

ووقع في رواية سالم الآتية في نعت عيسى انه آدم سبط الشعر وفي الحديث الذي قبله في نعت عيسى انه جعد والجعد ضد السبط فيمكن ان يجمع بينهما بانه سبط الشعر ووصفه بالجعودة في جسمه لا في شعره والمراد بذلك اجتماعه واكتنازه وهذا الاختلاف نظير الاختلاف في كونه آدم او احمر والاحمر عند العرب الشديد البياض مع الحمرة والآدم الاسمر ويمكن الجمع بين الوصفين بانه احمر لونه بسبب كالتعب وهو في الاصل اسمر وقد وافق ابو هريرة على ان عيسے احمر الخ

گندم رنگ مگر کسی سبب سے وہ رنگ سرخ ہوگیا تھا۔

عبد الرحمن بن آدم کی روایت مین ہے کہ انکے رنگ مین سرخی و سفیدی دونو موجود تھین ۔ کرمانی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ حضرت عیسے کو سرخ و گندم رنگ کہنا یون جمع ہو سکتا ہے کہ وہ صرف سرخ نہ تھے بلکہ سرخ رنگ مائل بگندم گونی تھے۔

فی روایة عبد الرحمن بن آدم عن ابی ھریرة فی نعت عیسی انه مربوع الی الحمرة والبیاض

(فتح الباری صفحہ ۳۵ ج ۶)

ویجوز ان یأول ویجمع بینھما بانه لیس احمر صرفا بل ھو مائل الی الادمة

(حاشیہ بخاری صفحہ ۴۸۹)

اس اختلاف کی نظیر حضرت موسی کی نعت مین دو متضاد صفتون جسیم اور خفیف کا ورود ہے جسکو باہم یون متوافق کیا گیا ہے کہ وہ بلحاظ طول قامت جسیم تھے [illegible] قد کے ہوتے تو بھاری معلوم ہوتے ۔ اس اختلاف سے کوئی یہ نہین نکالتا کہ حضرت موسے دو تھے ایک جسیم دوسرے خفیف۔

لا مانع ان یکون مع کونه خفیف اللحم جسیما بالنسبة لطوله ولو کان غیر طویل [illegible]

(فتح الباری صفحہ ۳۵ ج ۶)

اسکی دوسری نظیر خود آنحضرت صلعم کی نعت و حلیہ مین یہ اختلاف لفظی ہے کہ ایک حدیث مین آپکو ابیض (گورے رنگ والا) کہا گیا ہے چنانچہ بخاری مین بصفحہ ۱۳۷ آنحضرت کی نعت مین ابو طالب کا شعر منقول ہے جسمین آپکو ابیض کہا گیا ہے۔ اور شمائل ترمذی مین ہے کہ آپ ایسے گورے تھے کہ گویا چاندی سے

وابیض یستسقی الغمام بوجھه
ثمال الیتامی عصمة للارامل
(بخاری ۱۳۷)

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض کانما صیغ من فضة کان رسول اللہ صلعم ربعة اسمر اللون (شمائل ترمذی)

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا مربوعا ۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۲)

لم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعدا رجلا (شمائل صفحہ ۲)

بنائے گئے۔ اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ آپ گندم رنگ تھے (چنانچہ شمائل ترمذی مین موجود ہے۔ اس خلاف کو یون ہی متوافق کہا گیا ہے کہ آپ سفید رنگ تھے مگر مائل بسرخی جس سے گندم گونی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ اور روایت مین صریح آچکا ہے۔ ایساہی آپ کے بالون کو سیدھا بھی کہا گیا ہے چنانچہ شمائل مین ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ آپ سیدھے بال والے نہ تھے جسکو یون ہی باہم متوافق کیا گیا ہے کہ آپ کے بال نہ بہت سیدھے تھے اور نہ بہت گھونگھر والے بلکہ ایسے سیدھے تھے کہ اون مین کسیقدر شکن پڑتی تھی۔ مگر اس اختلاف رنگ اور موی نبوی سے بھی کسی نے یہ نہین نکالا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تھے ایک گورے رنگت کے دوسرے گندمی رنگ یا ایک سیدھے بال والے دوسرے کسیقدر شکندار بال والے۔ [illegible] اس قسم کے لفظی اختلاف سے حضرت مسیح [illegible] ہو سکتے ہین

قادیانی نے بڑا غضب ڈھایا ہے کہ حضرت مسیح کے حلیہ کے لفظی اختلاف کے سبب ایک مسیح کو دو مسیح (ایک سرخ رنگ گھونگھر والے بال کا دوسرا گندم گون سیدھے بال والا) بنا دیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ صرف گندم گون ہونے سے کوئی شخص مسیح نہین ہو جاتا جبتک کہ بقیہ صفات مسیح اوسمین نہ ہون گندم گون ہزارون مسلمان بلکہ مذہب غیر کے اشخاص موجود ہین پھر کیا وہ صرف رنگت سے مسیح ہو سکتے ہین ہرگز نہیں

اتباع قادیانی سے کوئی شخص منصف وطالب حق ہو تو صرف اس ایک مغالطہ کی نظر سے اوسکو دجال سمجھے اور اسکے اتباع سے دست بردار ہو جائے۔

اور قادیانی کی تجویز پاک تثلیث نصف عیسائیت ہے عیسائی لوگ باپ بیٹے اور روح القدس کے مجموعہ کو تثلیث قرار دیتے ہین۔ قادیانی صاحب خدا کی محبت (باپ) اور بندہ محبوب کی محبت (مان) اور ان دونون سے متولد روح القدس کے مجموعہ کو تثلیث قرار دیتے ہین اب لوگون کو عیسائی بنانے مین صرف

ایک نتیجہ کی کسر رہگئی ہے کہ اس تثلیث کے ساتھہ توحید کو بھی ملا دین اور ان تینون کو ایک خدا کہدین جیسا کہ عیسائی کہتے ہین ۔ یہ بات آپ اسوقت نہین کہتے تو سال آیندہ کہین گے اور لوگون کو پورا عیسائی بنائینگے ۔ آپکا یہ ارادہ نہوتا تو حرف تثلیث آپکی تحریر مین نہ آتا اور نہ اسکو پاک کہا جاتا ۔

قادیانی کا بطور استعارہ ابن اللہ کہلانے کو تجویز کرنا پوری عیسائیت ہی

نحن ابناء اللہ واحباءہ

بیئبل سے ثابت ہے کہ عیسائیون نے بھی استعارہ کے طور پر خدا کے پیارے ومطیع بندونکو ابن اللہ کہا ہے ۔ اور قرآن مین اونکے اس قول کی حکایت کہ ہم خدا کے بیٹے اور اوسکے پیارے ہین ۔ نیز اسکی طرف مشعر ہے مگر یہی استعارہ ان لوگون کے مشرک ہوجانے اور مخلوق کو حقیقۃً خدا کا بیٹا قرار دینے کا موجب ہوا تو قرآن واسلام آیا اور اس محاورہ کو اوٹھایا اور بیٹے بیٹی کی نسبت سے (استعارہ کے طور پر بھی) [illegible] خدا تعالیٰ کی پاکی کا اظہار فرمایا اب قادیانی صاحب پھر اس محاورہ کو مسلمانون مین قائم کرنا چاہتے ہین ۔ اور مسلمانون کو عیسائی بنانے کے فکر مین ہین ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

اور قادیانیکا محدث ہونیکا دعوے کرنا اور اس ذریعہ سے ایک قسم کا نبی کہلانا اور ختم نبوت کو نبوت کلی وتشریعی سے مخصوص کرنا اور نبوت جزئی کے دروازہ کو مفتوح کہنا ان نصوص قرآن وحدیث سے انکار ہے جو مطلق نبوت کو ختم کرتے ہین قرآن مجید کی آیۃ "خاتم النبیین" اپنے اطلاق وعموم کے ساتھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلق نبوت کو ختم کرتے اور صاف بتاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسا کوئی شخص نہو گا جسپر لفظ نبی کا اطلاق ہوسکے گا اور آنحضرت صلعم نے اپنے اس کلام کے اطلاق وعموم کے ساتھہ بھی مطلق نبوت کو ختم کیا ہے ۔ اور خصوصیت کے ساتھہ محدثین سابقین اور محدث امت محمدیہ حضرت عمر فاروق کا نبی

نہونا ظاہر فرما دیا ہے۔

ایک حدیث مین آپنے فرمایا ہے چنانچہ **صحیح بخاری** مین آیا ہے کہ بنی

عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری ص ۴۹۱ ج ۱)	اسرائیل کی سرداری انبیا کرتے جب کوئی نبی اونمین فوت ہوجاتا تو اوسکا جانشین بہی دوسرا نبی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہوگا صرف خلفا ہونگے۔

ابو داؤد کی حدیث مین آپسے منقول ہے کہ میری امت مین تیس ۳۰ شخص ایسے جھوٹے ہونگے جو نبوت کا دعوی کرینگے حالانکہ مین نبیونکا خاتم ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہوگا ہان میری امت مین ایک جماعت حق پر قائم رہیگی جنکو اونکا مخالف ضرر نہ پہنچا سکیگا۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہین سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ان ارشادات نبویہ سے جملہ لا نبی بعدی مین لفظ نبی نکرہ ہے جو نفی لا کے نیچے داخل ہے اور وہ مفید عموم و استغراق ہے اور یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسا کوئی نہوگا جسپر لفظ نبی بولا جاسکے اب خصوصیت کے ساتھ محدث کا نبی نہ ہونا آپکے کلام سے ثابت کیا جاتا ہے آپنے فرمایا ہے چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین آیا ہے

قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر رض۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منہم احد فعمر قال ابن عباس من نبی ولا محدث۔ (بخاری ص ۵۲۱)	کہ تم سے پہلے امتون مین مُحَدَّث ہوتے تھے اس امت مین مُحَدَّث ہے تو وہ عمر فاروق رض ہے یہ بہی آپ سے ان کتابون مین منقول ہے کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل مین ایسے لوگ ہوتے تھے جو نبی نہوتے اور وہ خدا سے یا ملائکہ سے ہمکلام (مخاطب) ہوتے میری امت مین ایسا کوئی ہے تو عمر رض ہے۔

ابن عباس کی روایت مین آیہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ مین لفظ نبی کے بعد یہ لفظ وَلَا مُحَدَّث بھی پڑہا گیا ہے۔ اور صحیح مسلم مین لفظ محدث کی تفسیر ملہم سے ہوئی ہے۔ یہ اقوال نبوی صاف وصریح ناطق ہین کہ پہلی امتون کے محدث باوجودیکہ وہ خدای تعالے یا ملائکہ کے ہم کلام ومخاطب ہوتے تھے نبی نہ کہلاتے تھے اب خاص محدث امت محمدیہ حضرت فاروق کا نبی نہونا آپکی کلام سے ثابت کیا جاتا ہے آپنے ارشاد فرمایا ہے چنانچہ ترمذی کی روایت مین آیا ہے کہ میرے بعد کوئی

لوكان بعدى نبي لكان عمر ابن الخطاب (ترمذی ص۲۳)

نبی ہوتا تو حضرت فاروق ہوتے جس سے ثابت ہے کہ حضرت عمر نبی نہین تھے اور اس لفظ کا اطلاق انپر نہین ہوسکتا باوجودیکہ حدیث مذکورہ بالا مین انکا محدث ہونا بیان ہو چکا ہے اور جبکہ آیہ قرآن کے عموم واطلاق سے اور ارشادات نبویہ کے عموم وخصوص دونوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسا شخص نہین جسپر لفظ نبی کا اطلاق ہوسکے اور محدثین سابقین اور اس امت کے تسلیم شدہ محدث نبی نہ کہلا سکے اور قرآن وحدیث نے اس امر کا قطعی فیصلہ کردیا ہے۔ تو پھر قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ محدث ایک قسم کا نبی ہوتا ہے وبناءً علیہ وہ خود ایک قسم کا نبی ہے ان نصوص صریحہ کا انکار نہین تو کیا ہے۔ قادیانی کا ختم نبوت کو نبوت تشریعی اور کلی سے مخصوص کرنا اور اپنے آپکو محدث قرار دیکر اپنے لئے جزئی نبوت اور ایک نوع نبوت کو تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کھلانا صاف مشعر ہے کہ وہ اپنے آپکو انبیائے بنی اسرائیل کی مانند (جو نئی شریعت نہ لاتے بلکہ پیروی شریعت سابق کی کرتے اور نبی کہلاتے) نبی سمجھتا ہے یہی امر اسکے قصیدہ الہامیہ اشعار ذیل سے جو ازالہ کے ص۱۶۲ وغیرہ مین منقول ہین سمجھہ مین آتا ہے۔ ؎

علم ست ز آسمان بزمین مے رسانمش * گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

من می زیم بوحی خدای کہ با من ست * پیغام اوست چون نفس روح پرورم

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب * ہان ملہم استم وز خداوند منذرم

یہ **ابیات** صاف پکار رہے ہیں کہ آپ نبی ہیں صاحب وحی ہیں مستقل ہیں پیغمبر[1] ہیں سب کچھ ہیں صرف کسر ہے تو اتنی ہے کہ آپ کوئی نئی کتاب نہیں لائے بلکہ انبیاء بنی اسرائیل کیطرح پہلی کتاب کے تابع ہیں اور اس میں عموم وخصوص نصوص قرانیہ ونبویہ مذکورہ بالا سے صاف انکار ہے اور یہ دعوی نبوت وتکذیب نصوص قادیانی کے دجال وکذاب ہونے پر بڑی روشن وقوی دلیل ہے۔

ایسے ہی کاذب مدعی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **دجال** فرمایا ہے چنانچہ حدیث مذکور ابی داؤد میں صاف تصریح ہے۔ اور **صحیح بخاری وصحیح مسلم**

لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبًا من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ (بخاری ص... مسلم ص... جلد ۲)

قال رسول اللہ صلعم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا اٰباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ (مسلم ص ۱۲)

قال ثعلب کل کذاب فھو دجال وقیل الدجال المموہ یقال دجل فلان اذا اموہ ودجل الحق بباطلہ ای غطاہ۔

(شرح مسلم ص۱ جلد ۱)

میں ابوہریرہ رض سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت نہوگی جب تک تیس کے قریب ایسے دجال کذاب پیدا نہ ہونگے جو دعوی کرینگے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں **صحیح مسلم** میں یہ بھی حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے دجال کذاب پیدا ہونگے جو تمکو ایسی باتیں سنائینگے جنکو تمنے نہ سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپوں نے۔ آم ان سے بچتے رہنا وہ تمکو گمراہ نہ کریں اور کسی بلا میں نہ ڈالدیں۔ **امام نووی** نے **شرح صحیح مسلم** میں فرمایا ہے کہ ثعلب نے کہا جو جھوٹا

[1] ہر چند ان ابیات میں آپنے رسول ہونے کی نفی کی ہے۔ مگر سرورق ازالہ اوہام پر آپنے حق میں لفظ مرسل یزدانی لکھواکر چھپوادیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ درحقیقت آپکو رسالت کا بھی دعوے ہے۔ اور ان ابیات کی نفی صرف دھوکہ دہی ہے۔ اسپر ایک روشن اور قطعی دلیل یہ ہے کہ آپنے ازالہ کے ص ۶۷۳ میں اپنا رسول مبشر بزبان حضرت مسیح کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسکی طرف یہ اشارہ ہے۔ ومبشرًا برسول یاتی من... (باقی برصفحہ آئندہ)

قال فخرج مصداق ذلك فی اخر زمن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فخرج مسیلمۃ بالیمامۃ والاسود العنسی
بالیمن ثم خرج فی خلافۃ ابی بکر طلیحۃ بن خویلد
فی بنی اسد بن خزیمۃ و سجاح التمیمیۃ فی بنی
تمیم۔ وقتل الاسود قبل ان یموت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وقتل مسیلمۃ فی خلافۃ ابی بکر وتاب طلیحۃ
ومات علی الاسلام علی الصحیح فی خلافۃ عمر
ونقل ان سجاح ایضا تابت واخبار ھولاء مشھورۃ
عند الاخباریین ثم کان اول من خرج منہم المختار
بن ابی عبید الثقفی غلب علی الکوفۃ فی اول خلافۃ ابن زبیر
فاظھر محبۃ اھل البیت ودعا الناس الی
طلب قتلۃ الحسین فتبعھم فقتل کثیرا ممن
باشر ذلک او اعان علیہ ناحبہ الناس ثم انہ
زین لہ الشیطان ان ادعی النبوۃ وزعم
ان جبرائیل یاتیہ۔ فروی ابو داؤد
الطیالسی باسناد صحیح عن رفاعۃ بن شداد
قال کنت ابطن شئی بالمختار فدخلت علیہ
یوما فقال دخلت وقد قام جبرئیل قبل من
ھذا الکرسی۔ وروی یعقوب بن
سفیان باسناد حسن عن الشعبی ان الاحنف
بن قیس اراہ کتاب المختار الیہ یذکر

جو وہ دجال ہے بعض نے کہا ہے دجال
وہ ہے جو باطل پر حق کا ملمع چڑہا دے یا حق کو
باطل سے ڈہانک دیوے۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے

اس حدیث کا صدق آنحضرت صلعم ہی کے
آخر زمانہ مین ظاہر ہوچکا ہے یمامہ مین مسیلمہ
کذاب ایسا نکلا یمن مین اسود عنسی۔
پہر حضرت ابوبکر کی خلافت مین طلیحہ اور سجاح
نکلے۔ اسود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی رحلت سے پہلے مارا گیا اور مسیلمہ خلافت ابوبکر
مین اور طلیحہ تائب ہوا اور اسلام کی حالت
مین مرا اور سجاح بہی تائب ہو گئی۔ انکی حالات
اہل تاریخ جانتے ہین۔ ان سب کے بعد پہلے
مختار بن عبید نکلا اوسنے ابن زبیر کی شروع
خلافت مین کوفہ پر غلبہ پایا سو پہلے تو اوسنے
محبت اہل بیت کا اظہار کیا اور اوس کی
طرف لوگون کو بلایا پہر یہ دعوی کیا کہ
میرے پاس جبرئیل آتے ہین چنانچہ ابو داؤد
طیالسی نے رفاعہ سے نقل کیا ہے کہ مین
ایک دن مختار کے پاس گیا تو وہ بولا کہ ابہی
اس کرسی سے جبرئیل اوٹھ گئے ہین۔

انه نبي وروى ابوداود. في السنن من طريق ابراهيم النخعي قال قلت لعبيدة بن عمرو اترى المختار منهم قال اما انه من الرؤس وقتل المختار سنة بضع وستين ومنهم الحارث الكذاب خرج في خلافة عبد الملك بن مروان فقتل وخرج في خلافة بني العباس جماعة (فتح الباری صـ۳۴۳ ج ۶)

یعقوب بن سفیان نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ احنف ابن قیس نے اونکو مختار کا ایک خط دکھایا جس مین اوسنے اپنی نبوت کا ذکر کیا تھا ابوداؤد نے سنن مین عبیدہ بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ مختار ان مدعیان نبوت کا سردار تھا یہ مختار سنہ ۶۰ مین مارا گیا اور منجملہ اونکی حارث کذاب ہے جو خلافت عبدالملک بن مروان مین نکلا اور مارا گیا"

غلام احمد قادیانی کا یہ بھی حال سنا گیا ہے کہ وہ اپنے مریدوں مین بیٹھکر دعوی کیا کرتا ہے کہ جبرئیل میرے سامنے کھڑے ہیں* جیسے بھی میں ان لوگوں کو سناتا ہوں اس الزام کے جواب مین شاید قادیانی یا اوس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں اول یہ کہ ہرچند قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہدیا ہے کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نبوت کے دعوی سے محدثیت کا دعوی مراد ہے نہ حقیقۃً اور معنی نبی ہونے کا دعوی اسمین اسپر زیادہ سے زیادہ الزام قائم ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہے کہ اوسنے اپنے حق مین لفظ نبی کا اطلاق کیا اور اسمین الفاظ نصوص مذکورہ کا خلاف کیا نہ یہ الزام کہ وہ حقیقۃً نبوت کا مدعی ہے۔ عذر دوم یہ کہ ان احادیث مین ان لوگون کو دجال وکذاب کہا گیا ہے جو نبوت

* جبرئیل کے سامنے کھڑے ہونے سے آپکی مراد یہ ہے کہ جبرئیل کی عکسی تصویر کھڑی ہے نہ ذات جبرئیل کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول جبرئیل سے وہ عکسی تصویر مراد لیتے ہین یا شاید اپنے پاس جبرئیل کا بذات خود آنا جائز رکھتے ہون مگر یہ آپکے اس اصول کے برخلاف ہو کہ جبرئیل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا

خاتم النبیین کے مقابلہ مین نبوت کا دعوی کرین اور مستقل ہی کہلاوین جیسے مسیلمہ
کذاب اور اسود وغیرہ سے وقوع مین آیا ہے اور قادیانی تو نبوت مستقلہ کا دعوے
نہین کرتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے ساتھ دعوی نبوت کرتے ہین۔
لہذا وہ ان احادیث کے مصداق نہین ہو سکتے اور نہ دجال کذاب کہلانیکے مستحق ہین۔
ان دونو عذر سے پہلے عذر کا جواب یہہ ہے کہ اگرچہ قادیانی نے یہہ بات کہدی
ہے کہ جس نبوت کا اسکو دعوی ہے اور اسکا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔
اسکا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور اسی محدثیت کے معنے سے نبوت کا وہ مدعی
ہے مگر ساتھ اسکے اسنے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہین اور اسکی حقیقت
کی ایسی تشریح کردی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہین ہو سکتا۔
اسکی عبارت توضیح مرام مین جو بصفحہ ۱۸ منقول ہے صاف تصریح ہے کہ محدث
جزئی طور پر ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونیکا ایک
شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اسپر کھولے جاتے ہین۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور
ہو کر آتا ہے اور انبیا کیطرح اسپر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئین باواز بلند ظاہر کرے
اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے
معنے بجز اسکے اور کچھ نہین کہ امور تذکرہ بالا اسمین پائے جاوین۔ الی قال
ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ ۔ جس سے صاف اور
قطعی طور پر ثابت ہے کہ آپکے نزدیک محدث کے وہی معنے اور اسکی وہی حقیقت ہے
جو نبی کے معنے اور حقیقت ہے۔ اور محدث اور نبی آپ کے نزدیک صدق و تحقق مین
مساوی ہین۔ یا نبی عام ہے اور محدث ایک نوع خاص۔ اور اس سے یقینی
نتیجہ نکلتا ہے کہ آپنے صرف لفظی نبوت کا دعوی نہین کیا اور اسمین صرف
لفظی غلطی کا ارتکاب نہین فرمایا بلکہ آپ معنے نبوت کو اپنی ذات شریف مین

متحقق سمجھتے ہین اور حقیقۃً اور معنیً نبی ہونے کے مدعی ہین ۔ اور عبارت منقولہ ص۱۶۷ مین آپکا مرسل رسول کہلوانا بھی اسکا موید ہے۔

دوسرے عذر کا جواب یہ ہے کہ نبوت جسکے مدعی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کہا ہے نبوت مستقلہ سے مخصوص نہین یہ تخصیص نہ احادیث مذکورہ مین وارد ہے اور نہ اور کہین اسکا وجود ہے ۔ اور اطلاق نصوص مذکورہ سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا مدعی بھی ویسا ہی دجال وکذاب ہے جیسا کہ مدعی نبوت مستقلہ۔ اور ابو داؤد کی حدیث مذکورہ اپنے سیاق وصراحت سے بتارہی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسے نبی بھی نہ ہونگے جیسے بنی اسرائیل مین ہوتے تھے جو نئی شریعت نلاتے بلکہ پہلی شریعت کی پیروی کرتے کیونکہ آنحضرت صلعم نے ایسے ہی نبیون کو ذکر فرما کر اپنے بعد نبی آنے کی نفی کی ہے۔

ان حدیثون کے سیاق اور احادیث سابقہ کے اطلاق سے صاف ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اور نبی کہلائے گو دعوے استقلال نبوت نہ کرے بلکہ پیروی خاتم النبیین کا مدعی ہو وہ دجال وکذاب ہے اور احادیث مذکورہ کا مصداق - قادیانی صاحب ان احادیث کے اطلاق وسیاق مین بلا دلیل تخصیص کرین گے اور نبی غیر مستقل کہلا کر ان احادیث کے مضمون سے اپنے آپکو مستثنےٰ قرار دین گے تو یہ انکے دجال ہونے پر ایک اور دلیل قائم ہوگی۔

علاوہ برین قادیانی کا یہہ دعوے **اتباع آنحضرت** صلعم اور عدم استقلال دعویٰ رسالت بھی **چند روز** تک ہی معلوم ہوتا ہے جب آپکا یہ دعوی نبوت تبعی غیر استقلالی آپ کے مریدون مین بلا خلاف مانا گیا تو دعوی نبوت مستقلہ بھی آپ سے بعید نہین ہے ۔ جیسا کہ مختار سے وقوع مین آیا تھا چنانچہ فتح الباری کی عبارت مین گذرا اور ایسا ہی دجال موعود سے وقوع مین آیگا چنانچہ طبرانی کی روایت مین ہے

واما الذی یدعی خالصۃ یخرج اولا فیدعی الایمان والصلاح ثم یدعی النبوۃ

ثم یدعی الالهیة کما اخرج الطبرانی من طریق سلیمان بن شهاب قال نزل علی عبد الله بن المعتمر وکان صحابیاً فحدثنی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال الدجال لیس فیه خفاء یجیٔ من قبل المشرق فیدعو الی الدین فیتبع ویظهر فلا یزال حتی یقدم الکوفة فیظهر الدین ویعمل به فیتبع ویحث علی ذالك ثم یدعی انه نبی فیفزع من ذلك کل ذی لب ویفارقه فیمکث بعد ذلك فیقول انا الله فتغشی عینه وتقطع اذنه ویکتب بین عینیه کافر (فتح الباری)

کہ دجال پہلے لوگون کو دین اسلام کیطرف بلائیگا جب لوگ اوس کے اس دعویٰ کے سبب پیرو ہو جائینگے اور کوفہ وغیرہ مین اوسکا تسلط اور تغلب ہو جائے گا تو وہ پھر دعویٰ نبوت کرے گا جس سے عقلمند لوگ گھبرا ئینگے اور اوس سے جدا ہونگے۔ پھر وہ دعوے خدائی کرے گا اوسوقت اوسکی آنکھ پر جھلی پیدا ہوگی یعنی وہ کانا ہوگا۔ اور اوسکی پیشانی پر لفظ کافر لکھا جائے گا۔

ایسا ہی قادیانی سے ڈر لگتا ہے کہ ابتو اوسکو دعوی نبوت تبعی ہے پھر دعوے نبوت مستقلہ ہوگا پھر دعوئی الوہیت یہ گمان آپکے حق مین بلا برہان نہین ہے۔ آپکے سابق حالات اس گمان پر روشن دلائل ہین۔

زمانۂ تالیف براہین احمدیہ مین آپنے یہ دعوی کیا تھا کہ جو پیشین گوئی غلبۂ دین اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے حق مین وارد ہے حضرت مسیح اسکے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہین اور ہم (خود بدولت) روحانی اور معقولی طور پر اسکے مصداق ہین اور فرمایا تھا کہ جس غلبہ کاملۂ دین اسلام کا اس پیشین گوئی مین وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا۔ اور جب آپ دوبارہ اس دنیا مین تشریف لائین گے تب آپکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع اقطار عالم مین پھیل جائیگا (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ جلد ۴) یہ بات آپکی مسلمانونمین

مانی گئی تو آپ اب یہہ فرما رہے ہین کہ مسیح گذرے اور مر گئے۔ اب وہ دنیا مین نہین آسکتے اور جو پیشین گوئیان مسیح کے حق مین وارد ہین وہ سب آپکے حق مین ہین اور آپ ہی اونکے مصداق ہین۔ پس اگر ایسا ہی چند روز کے بعد دعوی نبوت مستقلہ بلکہ الوہیت کاملہ آپسے ظہور پاوے تو کون سی تعجب کا محل ہے۔ اس دعوی نبوت مستقلہ کرنے کا زمانہ آیندہ مین آپ کی نسبت کوئی گمان نکرے تو وہی نبوت تبعی اور جزئی (جسکے اب آپ برملا مدعی ہین) آپکے دجال ہونیکے لئے کافی دلیل ہے۔ نصوص مذکورہ صاف فیصلہ کرتے ہین کہ جو شخص آنحضرت صلعم کے بعد دعوی نبوت کرے (محدث ہی کیون نہ کہلاتا ہو) وہ دجال و کذاب ہے اسمین بھی کسیکو اشتباہ رہے تو اسکی فہمایش کے لئے صحیح مسلم کی دوسری [illegible] اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ جو شخص اونکو ایسی باتین (یعنے دین کے متعلق) سناوے جو اونکے بزرگون سے نہ پہونچی ہون تو وہ دجال ہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ قادیانی اصول دین اور مسائل اعتقادیہ مین ایسی باتین کہتا اور قرآن و حدیث کے ایسے معنے بیان کرتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کبار کے خواب مین بھی نہ آئے تھے اور نبوت ختم شدہ کو نبوت کلی اور تشریعی سے مخصوص کرنا اور نبوت جزئی وغیر تشریعی کو اپنے لئے تجویز کرنا اوسی قسم سے ہے پھر اوسکے دجال و کذاب ہونے مین کیا شک ہے۔

قادیانی نے جو اپنے عقیدہ کفریہ بدعیہ پر حدیث مبشرات سے استدلال کیا ہے وہ اسکے عقیدہ کا مثبت نہین ہوسکتا بلکہ اوسکی بےعلمی و نافہمی پر ایک روشن دلیل ہے۔ اوس حدیث مین مبشرات یعنی مومنون کے سچے خوابون کو نبوت کا ایک جزء قرار دیا ہے نہ ایک نوع نبوت یا جزوی نبوت اور یہہ ظاہر ہے اور ادنی اہل علم کو معلوم ہے کہ جزء

ہے جزوی اور کسی چیز کی جز پر اسکے کل کا حقیقۃً اطلاق نہین ہوسکتا اور جزئی پر کلی کا اطلاق حقیقۃً ہوتا ہے جزئی مین کلی کا پورا تحقق ہوتا ہے ایسا ہی نوع مین جنس مع فصل پوری پائی جاتی ہے بلکہ خارج اور نفس الامر مین جزئی ہی موجود اور اپنی کلیات کا کل ہوتی ہے اور کلیات اوسکے اجزا ہوتے ہین - اور یہ امور جز مین پائے نہین جاتے نہ اسمین کل کا پورا تحقق ہوتا ہے . نہ وہ کل کا کل ہوتی ہے - لہذا کوئی عقلمند جزء کو جزئی یا کلی کا ایک نوع نہین کہہ سکتا شلاً حقیقت انسان کی جز حیوان کو کوئی شخص انسان نہین کہہ سکتا اور نہ اوسکو جزئی انسان یا ایک نوع انسان قرار دے سکتا ہے (۲) کوئی شخص صرف شکر یا سرکہ کو سکنجبین نہین کھسکتا اور نہ ان اجزا کو سکنجبین کا ایک قسم قرار دے سکتا ہے قادیانی نے نہایت بے علمی اور نافہمی سے اس بات کو نہیں سمجھا اور جز نبوت کو نوع نبوت اور نبوت جزئی قرار دیا ہے اور انکار نصوص ختم نبوت کا ارتکاب کیا ریاست بہوپال کا ملازم محمد احسن امروہی جو قادیانی کو علوم وحقائق کا دریائے ناپید اکنار سمجھتا اور اپنے رسالہ اعلام مین اسکے حق مین لکھ چکا ہے - ولا ینتہی بحرہ الذی لاساحل لہ وہ اس بات کو غور سے سمجھے - اور اب بہی اوسکو بے علم سمجھکر اوسکی اتباع سے ہاتھ اوٹھاوے ورنہ تھوڑے دنونکے بعد وہ سخت پچھتائے گا اور آخر اوسکی اتباع سے دست بردار ہوجائیگا - انشاء اللہ تعالے -

اور قادیانی کا حضرت عیسے مسیح کا سولی پر چڑہایا جانا تجویز کرنا نص قرآن وما قتلوہ وما صلبوہ سے انکار ہے اور اسمین آپنے نیچریون کی تقلید کی ہے جو عیسائیون کے مقلد ہین تفسیر نیچری نکالو اور اس امر کی تصدیق کرلو -

ایساہی قادیانی کا حضرت مسیح کے معجزات سے بتاویل انکار کرنا قران کا انکار کرنا ہے۔ اور اونکی تاویلات مین نیچریون کا اتباع ہے۔ اس بات مین قادیانی کا **قانون قدرت** سے استشہاد کرنا ہی اسی اعتقاد نیچریت کو ظاہر کرتا ہے انسان کا تجربہ اور مشاہدہ خداتعالےٰ کی قدرت کا قانون نہین ہوسکتا اور اوسکی قدرت انسان کے تجربہ ومشاہدہ مین محدود نہین ہوسکتی۔ اسبات کا قادیانی خود پہلے مقر ہوچکا ہے اور اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ کے صفحہ اخیر مین اپنے تجربہ کو قانون قدرت خداوندی قرار دینے کو کفر وبے ادبی و بے ایمانی کہہ چکا ہے۔

اور قادیانی کا بعض احادیث صحیحین کو موضوع کہنا بدعت وضلالت ہے اور ان تمام اہل اسلام سے مخالفت [illegible] صحیحین [illegible] حجۃ اللہ البالغہ میں ہے

اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانہما متواتران الی مصنفیہما وانہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین ۱ہ

(حجۃ اللہ البالغہ)

کہ صحیحین کی مرفوع ومتصل حدیثون کے صحیح ہونے اور ان کتب کے مولفون تک بتواتر پہنچ جانے پر محدثون کا اتفاق ہو چکا ہے۔ اور اس امر پر انکا اتفاق ہے کہ جو شخص انکے شان کی توہین کرے وہ بدعتی ہے مومنون کی راہ کے مخالف راہ کا پیرو۔

اور قادیانی کا کشف کے ذریعہ سے حدیث صحیح بخاری کو موضوع قرار دینا اوربہی گمراہی ہے غیرنبی کا کشف والہام حجت شرعی نہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین صفحہ ۲۵ ہے کہ

والالہام المفسر بالقاء معنی فی القلب بطریق الفیض لیس من اسباب المعرفۃ بصحۃ الشئی عند اھل الحق - + + + + +

الہام جسکی تفسیر یہ ہے کسیکے دلمین بطور فیض کچھ القا ہو اہل حق (یعنی اہل سنت) کے نزدیک حقیقت اشیا کے علم ومعرفت کا

وسیلہ نہین ہے۔ ایسا ہی تلویح وغیرہ کتب اصول مین ہے۔ تو پھر وہ ایک حجت شرعی (یعنی حدیث صحیح) کا مبطل کیونکر ہو سکتا ہے وہ خود اپنی صحت وقبولیت مین توافق قرآن وحدیث کا محتاج ہے۔

اور قادیانی کا حدیث کو مفسر قرآن نہ ماننا ضلالت اور اہل بدعت کی علامت ہے اہل سنت مین مسلم ہے کہ حدیث قرآن کی مفسر ہے۔ اور اوس کے اجمال کی مُبیّن۔

سنن دارمی کے صفحہ ۷۶ مین باب السنۃ قاضیۃ علے کتاب اللہ[1] عقد کیا ہے اور اوسکے مین ایک حدیث مرفوع نقل کی ہے۔ پھر بعینہٖ یہ قول امام یحیی ابن کثیر سے نقل کیا ہے۔ اور اوسکے صفحہ ۲۸ مین حضرت عمر سے نقل کیا ہے کہ لوگ قرآن کی متشابہ آیات یعنی جنکی کئی وجوہ سے تفسیر ہو سکتی ہو تمہارے سامنے پیش کرینگے تم اونکو احادیث نبویہ سے پکڑنا۔ کیونکہ قرآن کو بہتر جاننے والے اہل حدیث ہین۔

عن عمر ابن الخطاب رض قال انه سیاتی ناس یجادلونکم بمشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب الله

اور امام شعرانی نے منہج مین کہا ہے کہ امت محمدیہ کا اسپر اتفاق ہے سنت کتاب اللہ کی وجوہات مختلفہ کا فیصلہ کرنے والی ہے۔

اجمعت الامة علی ان السنة قاضیة علی کتاب الله

اور قادیانی کا اپنے اتباع کو مدار نجات ٹھرانا اور اس سے انکار کو موجب ہلاکت کہنا بھی سخت گمراہی ہے اور اسمین بھی اوسکا اپنے حق مین درپردہ نبوت کا دعوے ہے کیونکہ یہ دعوی صرف انبیاء علیہم السلام کو پہنچتا ہے جو سوء خاتمہ سے مامون ہین دوسرون کو ولی کیون نہون اپنی نجات وحسن خاتمہ کا یقین نہین ہے تو وہ دوسرونکو نجات کا یقین کیونکر دلا سکتے ہین۔

[1] یعنے حدیث قرآن مجید کی مختلف وجوہات کا فیصلہ کرنیوالی ہے۔

صحیح بخاری مین اکابر صحابہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے اوپر نفاق کا ڈر رکہتے تھے

قال ابن ابی ملیکة ادرکت ثلثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یخاف النفاق علی نفسہ۔ (صحیح بخاری ص)

چنانچہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ اسونے کہا مین نے تیس اصحاب نبوی کو پایا یعنے دیکھا وہ سب کے سب اپنے حق مین نفاق کا ڈر رکھتے تھے۔ اور مشکوۃ مین حضرت عثمان سے مروی ہے کہ آپ مقبرہ مین جاتے تو اتنا روتے کہ آپکی ڈاہڑہی تر ہوجاتی اسی نظر سے علماے اسلام نے کہا ہے کہ ایمان بین الرجاء والخوف چاہئے۔

شرح عقائد کے صفہ ۲۳ مین ہے خدا کے مواخذہ سے بیخوف ہوجانا کفر ہے۔

والامن من اللہ تعالی کفر لانہ لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون۔ ولا یبلغ الولی درجة الانبیاء لان الانبیاء معصومون مامونون من سوء الخاتمة (شرح عقائد) ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مات علی الایمان ولیس ھذا فی اصل شارح تصدر لھذا المیدان لکونہ ظاھرا فی معرض البیان ولا یحتاج ذکرہ لعلوہ فی ھذا الشان ولعل مرام الامام علی تقدیر صحت ورود ھذا لکلام انہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث کونہ نبیا من الانبیاء وھم کلھم معصومون عن الکفر فی الابتداء والانتھاء نعتقد انہ مات علی الایمان واما غیرہ من الاولیاء والعلماء والاصفیاء بالاعیان ولا بجزم بموتھم علی الایمان وان ظھر منھم خوارق العادات وکمال الحالات وجمال انواع الطاعات

قرآن مین ارشاد ہے خدا تعالیٰ [illegible] ہوتے ہین جو خسارہ مین ہین اور اسکے صفہ ۲۳۱ مین ہے کہ ولی انبیاء کے درجہ کو نہین پہونچتے کیونکہ انبیاء خاتمہ برا ہونے سے بامن ہوتے ہین۔

اور **شرح فقہ اکبر** مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے اس مسئلہ کا بیان ہمقام مین اس امر کے اظہار کی غرض سے ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم چونکہ نبی ہین اور نبی

فان مبنی امرہ علی الایمان وھو مستور علی افراد الانسان ولھذہ کانت العشرۃ المبشرۃ وامثالھم خائفین من انقلاب حوالھم وسوء اعمالھم فی مالھم (شرح فقہ اکبر)

سب کے سب ابتداء عمر سے انتہا تک کفر سے محفوظ ہوتے ہین - لہذا ہم یقین رکھتے ہین کہ آپ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہی اُنکے سوا اور ولیون کے ایمان پر خاتمہ ہونیکا

ہم یقین نہین کر سکتے اگرچہ اُنسے کرامات و کمال حالات اور انواع طاعات ظاہر ہون کیونکہ یہ یقین تب ہو جبکہ اُنکا ایمان یقینًا ثابت ہو - اور یہ ایمان لوگون پر مخفی رہتا ہے اسی وجہ سے عشرہ مبشرہ اور اونکی امثال اصحاب سوء خاتمہ سے ڈرتے رہے -

اب جب اکابر اولیا کو یہ دعوی نہین پہنچتا تو مرزا قادیانی کو (جو عقائد اور اقوال مذکورہ کی نظر سے دائرہ اسلام اور تسنن سے خارج ہے اور اس اعتقاد و اقوال کے ساتھ اوسکا ولی ہونا ممکن نہین ہے) یہ دعوی کب زیبا ہے -

اور قادیانی کا [illegible] یہ کہنا کہ اعتقاد حیات مسیح علیہ السلام شرک [illegible] تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین ائمہ مجتہدین اور آنحضرت کے وقت سے اسوقت تک کے عام مسلمین کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ سمجھتے ہین اور قیامت سے پہلے اون کے نزول کے معتقد ہین مشرک بنانا ہے اور یہ امر جیسا کفر ہے محتاج بہ بیان نہین ہے -

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ جو کچھ ہمنے سوال سائل کے جواب کہا اور قادیانی کے حق مین فتوی دیا ہے وہ صحیح ہے - کتاب و سنت و اقوال علماء اہل اسکی صحت پر شاہد ہین اب مسلمانون کو چاہئے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز اختیار کرین اور اُس سے وہ دینی معاملات نکرین جو اہل اسلام مین باہم ہونے چاہئے نہ اسکی صحبت اختیار کرین اور نہ اوسکو ابتداءً سلام کرین اور نہ اوسکو دعوت مسنون مین بلاوین اور نہ اوسکی دعوت قبول کرین اور نہ اوسکے پیچھے اقتدا کرین - اور نہ اوسکی نماز جنازہ پڑہین اگر انہین اعتقادات و اقوال پر پھر رحلت کرے - واللہ الموفق للعمل والقبول -

الراقم العاجز سید محمد نذیر حسین[1]

تصدیق علماء دہلی و اگرہ و عرب و حیدرآباد و بنگال و غیرہ بلاد

حسبنا الله بس حفیظ الله

اسمین شک نہین کہ قادیانی کجرو - بلید نے بدعت ضلالت نکالی ہے اور اپنی تحریرات مین حماقت ظاہر کی ہو اپنے حال اور اعتقاد مین بیماری بڑہائی ہے کلمات شارع اور نصوص کی تحریف کی ہو اور ان باتونکا جو دین سے بداہتاً ثابت ہین انکار کیا ہے - وہ اور اوس جیسے لوگ دین کے چور ہین اور وہ دجالین کذابین اور ملعون شیاطین سے ہین - خدا اوسکو توبہ کی توفیق دے یا ذلیل کرنے والے عذاب مین مبتلا کرے -

لا ريب في ان القادياني الغبي الغوي ابتدع بدعة ضلالة وابرز في تحريراته سفاهته وجهالته وزاد في قلبه وعقيدته مرضا وعلالة قد حرف عن مواضعه الكلم والنصوص وانكر ما هو من ضروريات الدين فهو وامثاله من سرقة الدين واللصوص لا شك ان هذا من الدجالين الكذابين والشياطين الملاعين تاب الله عليه او ابتلاه بالعذاب المهين آمين يا رب العالمين

محمد عبد الجبار عمرپوری

اسمین شک نہین کہ جو شخص ان باتون پر اعتقاد رکھے جو فتوے مین مذکور ہین - وہ ملحد ہی - کیونکہ ایسا اعتقاد رکھنے والا اکثر اعتقادات ظاہر شریعت کا منکر ہے - اور اوس کا حکم مخفی نہین ہے -

لا شك في ان من اعتقد ما بين في جواب المجيبين الذين صرحوا مطالب ذلك المعتقد فهو ملحد لان ذلك المعتقد منكر اكثر ظواهر الشرع وحكم مثل المنكر مما لا يخفى +

کتبہ محمد حسن الدہلوی

[1] یہہ حضرت شیخ الکل کا قلم خود دستخط ہی -

طریقۃ ھذا الدجال طریقۃ ضال یشھد علی ردھا النصوص وقد صاب من اجاب عفی اللہ عنہ

اس دجال کا طریق گمراہی کا طریق ہے اوسکا نصوص کو رد کرنا اسپر گواہ ہے اس کے حق مین جو جواب لکھا ہے وہ درست ہے۔

اسحاق بن عبد الرحمن

الجواب صحیح۔ ترجمہ جواب صحیح ہے۔

محمد بن حسن بن احمد عربی

کل الجواب صحیح لا ریب فیہ ومن انکر فھو ملحد زندیق

جواب سب کا سب صحیح ہے اسمین کوئی شک نہین جو اسکے مضامین کا منکر ہے وہ ملحد اور چھپا مرتد ہے۔

[illegible]

الحق لا یتجاوز عما فی ھذہ الاوراق فماذا بعد الحق الا الضلال

حق اس بیان سے متجاوز نہین جو ان اوراق مین ہے پھر حق چھوڑکر بجز باطل کیا ہوگا۔

محمد سعید ابو الحسن ۱۳۰۵

سید محمد عبد السلام

ھذا حکم صحیح لا ریب فیہ

اس فتوے کا حکم صحیح ہے۔ اسمین کوئی شک نہین

سید حامد شاپوری

من اعتقد ما فی السؤال لا ریب فیہ انہ مضل وضال وکذاب مفسد دجال لبیس فی ردتہ وزندقتہ وکفرہ مقال قاتلہ اللہ المتعال۔

جسکا یہ اعتقاد ہو جو سوال مین مندرج ہے اسکی نسبت کوئی شک نہین ہے کہ وہ خود گمراہ ہے اور ون کو گمراہ کرنیوالا۔ کذاب ہے فریبی دین مین رخنہ ڈالنیوالا اسکی چھپے مرتد ہے اور کفر مین کوئی گفتگو نہین۔ خدا اوسکو ہلاک کرے۔

حررہ الراجی رحمۃ اللہ ابو عبد اللہ محمد فقیر اللہ الکٹھوی الشاہ پوری

اقول بتوفیق الله الوهاب انه لا ریب فی صحة هذا الجواب وانه لا شك فی کفر مرزا الکذاب	مین خدا وہاب کی توفیق سے کہتا ہون کہ اس جواب کی صحت مین کوئی شک نہین اور نہ اس کذاب

قادیانی کے کفر مین شک ہے۔

محمد یوسف

جس شخص کے ایسے عقائد اور اقوال ہون اوسکے کفر مین کچھ شبہ نہین فقط ۱۲

قادر علی عفی عنہ

حضرت اوستاذنا وشیخنا وشیخ الاسلام مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی ادام اللہ برکاتہ نے جو کچھ زیب رقم فرمایا ہے مجھے اس سے دلی اتفاق ہے۔

محمد حسین بٹالوی

جواب صحیح اور درست ہے۔

عبد الکریم

محمد کرامت اللہ — محمد یحیی ابو الحسنات — محمد الطاف حسین عفی عنہ — محمد زکریا عفی عنہ — ابو الفضل محمد عبد الرحمن

ابو الفضل محمد نصیر الله — ابو عبد الله محمد عبد العزیز — محمد امین منیا خان — خادم العلماء محمد عیسی — ابو ثابت محمد بن علی

افاد المجیب واجاد۔ مجیب نے اس جواب سے لوگون کو فائدہ پہچایا۔ اور جواب کہرا دیا۔

ابو اسمعیل یوسف خانپوری

اصاب المجیب۔ جواب دینے والے نے درست کہا ہے۔

محمد سراج الدین

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ جواب صحیح ہے اور مجیب رستگار۔

محمد

مرزا قادیانی کی بعض تصنیف فقیر کی نظر سے گذر چکی تھی فی الحال یہہ سوال وجواب سنا گیا

بے شک مرزا قادیان اہل اسلام سے خارج ہے اور سخت ملحد اور ایک دجال دجالون مخبر عنہا

سے ہے اور پیرو اوسکے گمراہ ہین فقط

فقیر مسعود دھلوی

الجواب صحیح۔ یہ جواب صحیح ہے۔

حبیب احمد

من اعتقد ما فی السؤال لاشك انه الدجال۔ جبکا یہ اعتقاد ہو جو سوال مین ہے۔ وہ بلاشک دجال ہے۔

فتح محمد تحیوری مدرس دہلی

ومن كان اعتقاده مخالفا لاهل السنة والجماعة فهو بلا ريب خارج عنهم ومن كان اعتقاده كما هو هذا السؤال مرقوم فهو قطعاً زنديق ومرتد۔

جس شخص کا اعتقاد اہل سنت وجماعت سے خارج ہو وہ بلا ریب انکی جماعت سے خارج ہے اور خاصکر جس شخص کا یہ اعتقاد ہو جو سوال مین مرقوم ہے وہ قطعاً چھپا کافر ومرتد ہے۔

محمد امان اللہ

انکان کذا فکذا

اگر قادیانی نے ایسا کہا ہے جو سوال مین ہے تو اوسکا یہی حکم ہے جو جواب مین ہے کہ وہ دجال کذاب ہے اور باہندی اسلام سے خارج ہے

حرره عبد القادر

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ جواب صحیح ہے۔ اور مجیب ستودہ نگار۔

محمد عثمان

حقیقت مین ایسا شخص منجملہ ان دجالون کے ایک دجال مگر بڑا بھاری دجال بلکہ اسکا عم دغال ہے اس زمانہ کی کیا خصوصیت ہے۔ اسی ملک پنجاب مین کہ جہانکا ہیرے بڑا قابل ہے لوگونکی سادہ لوحی اس بات کی مقتضی رہتی ہے کہ کوئی نئی صورت بنائی جاوے مذہب

بیشک بھی محمد حسین نے فرخ سیر کے عہد مین جاری کیا تھا اور نبوت و ولایت مین ایک مرتبہ مانا اور ایک کتاب بھی گھڑی جسکے سیکڑون پڑھے لکھے سادہ لوح بھی معتقد ہو گئے تھے۔ ہنود مین بھی آریہ مذہب پنجاب والون نے جلد قبول کیا۔

سب باتون سے قطع نظر کیجیئے کہ اُن احادیث کی تاویل اور آیات کی تاویل جو وہ کرتے ہین محض جاہلانہ جگر بندی ہے جیساکہ دہری اور عام جہلا کیا کرتے ہین مگر جب یہ تاویلات صحیح مان لیجاوین کہ مسیح ابن مریم سے یہہ مراد اور قتل خنزیر سے یہہ الخ تو پھر میان قادیانی کو کیا ترجیح ہے کہ وہ مسیح موعود مانا جاوے جسکو نہ علم ہے نہ فضل نہ خاندان نبوت سے ہے اگر مسیحائی کا ایسا ہی بازار گرم ہے تو اور اچھے اچھے شخص اسکی مستحق ہین مگر معاذ اللہ انکو اس روٹی کمانے کے دہندے سے کیا کام خدا کی پناہ کہ وہ ایمان [illegible] مریدین [illegible] اور [illegible]۔ اگر یہی آزادی اور الحاد کا دریا پنجاب مین موج زن رہیگا تو کوئی شبہ نہین کہ امروز فردا مین کوئی نبوت کا مدعی بھی کھڑا ہو جاویگا اور اسکے بعد کوئی موٹا تازہ دولت والا خدائی کا دعوی کر بیٹھیگا اور قطعًا سیکڑون پنجابی سادہ لوح انکے بھی مرید ہو جاوینگے۔ معاذ اللہ اس جہل خرافات کا کیا ٹھکانا ہے۔ اللہ قادیانی کو ہدایت نصیب کرے آمین

ابو محمد عبد الحق

علماء کانپور و علی گڈہ وغیرہ

جس شخص کے یہ عقائد اور مقالات ہین جو سوال مین مذکور ہوئے۔ وہ بیشک دائرہ اسلام سے خارج اور ملحد و زندیق ہے نعوذ باللہ من شرورہ۔

محمد لطف اللہ   محمد عثمان

مولوی عبد الحق صاحب اس عبارت کو لکھنے کے وقت تک [illegible] قادیانی نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔

لما ثبت ان القادیانی ینکر وجود الملائکۃ علی وجہ
جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینکر نزول جبرئیل علیہ السلام
ویقول ان الملائکۃ عبارۃ عن ازواح السیارات والنفوس
الفلکیۃ ویقول ان لیلۃ القدر عبارۃ عن الزمان الظلمانی
الذی ینقطع فیہ البرکات السماویۃ ویقول نزول عیسی
ابن مریم ورفعہ الی السماء بجسدہ العنصری من المستحیلات
ومن الاباطیل ویقول ان المراد بختم النبوۃ ھو ختم
تشریع جدید لا ختم مطلق النبوۃ ویقول ان سلسلۃ
مطلق النبوۃ جاریۃ غیر منقطعۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
الی یوم القیامۃ ویقول ان المسیح الموعود فی الشریعۃ
المحمدیۃ لیس ھو عیسی ابن مریم الذی فات بل الموعود
مثیلہ وھو انا الذی انزلنی اللہ فی القادیان وانا
الذی نطقت بہ السنۃ والقرآن ویقول المراد
بالدجال الذی نطقت بہ السنۃ منکری عقیدتی
ویقول ان ظواھر النصوص مصروفۃ عن ظواھرھا
وان اللہ تعالی لم یزل یبین مرادہ بالاستعارات
والکنایات ومثل ذلک من الاباطیل الخرافات
اعاذنا اللہ من کل ذلک فلا شبہۃ عندی فی کفرہ
فھو کافر متعنت معاند للشریعۃ المحمدیۃ یرید
ابطالھا سود اللہ وجھہ۔

چونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ قادیانی وجود
ملائکہ کا جو آنحضرت ﷺ نے بیان کیا ہے منکر ہے
اور نزول جبرئیل کا منکر ہے اور اس امر کا قائل ہے
کہ ملائکہ ستاروں کی ارواح اور نفوس فلکیہ ہیں اور وہ
قائل ہے کہ لیلۃ القدر سے وہ تاریک زمانہ مراد ہے
جسمیں برکات آسمانی منقطع ہو جاتی ہیں اور
وہ قائل ہے کہ حضرت عیسٰے کا اپنے جسم سے
آسمان پر جانا اور نازل ہونا محال ہے اور وہ
قائل ہے کہ ختم نبوت سے نئی شریعت والی نبوت
کا ختم ہونا [illegible] نہ مطلق نبوت کا ختم ہونا
اور وہ قائل ہے کہ مطلق نبوت کا سلسلہ آنحضرت
کے بعد قیامت تک جاری ہے اور وہ قائل ہے
کہ جس مسیح کے آنیکا شریعت محمدی میں وعدہ دیا گیا
ہے اوس سے عیسٰے ابن مریم مراد نہیں جو فوت ہو چکا ہے
بلکہ اوسکا مثیل قادیانی مراد ہے جسکو خدا نے قادیان میں
اوتارا ہے اور قائل ہے کہ دجال سے اوسکے منکر مراد ہیں
اور قائل ہے کہ قرآن و حدیث ظاہر معانی سے پھیرا ہوا ہے
اور خدا تعالیٰ اپنی مراد کو ہمیشہ استعاروں میں بیان کیا
کرتا ہے ایسی ہی اور خرافات باطلہ اس سے ثابت ہو چکی
ہیں۔ لہٰذہ میرے نزدیک اوس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے
وہ کافر ہے بد کردار شریعت محمدیہ کا مخالف۔ اوسکو باطل کرنا چاہتا ہے۔ خدا اوسکا منہ کالا کرے۔

محمد اسمعیل

ما اتی به المجیب فهو حق حقیق بالقبول ولا ریب فی ان القادیانی جاحد لاصول الشریعة الغراء المحمدیة ومن جاحدها فلا ریب فی کفره اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا ووفقنا لاجتنابه وانا العبد الکئیب المستغفر لذنب محمد ایوب الکولوی صانه الله عن الذنب الجلی والخفی۔

جو کچھ مجیب نے بیان کیا ہے وہ حق ہے اور قبول کے لائق ہے اسمین شک نہین ہے کہ قادیانی شریعت محمدیہ کے اصول کا منکر ہے اور جو انکا منکر ہو اوس کے کفر مین کوئی شک نہین۔ ای خدا تو ہمین حق کو حق کرکے دکھا اور اوسکی پیروی نصیب کر اور باطل کو باطل کرکے دکھلا اور اوس سے اجتناب کی توفیق دے

مین ہون بندہ گنہگار بخشش کا خواستگار

محمد ایوب ساکن کول

علماء بنارس و اعظم گڈہ وغیرہ

ہمنے رسالہ فتح اسلام و توضیح المرام وغیرہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے چھپے ہین دیکھے اور انمین وہ مقالات اور عقائد جو فتوے مین نقل کئے ہین پائے ہماری نزدیک ان عقائد کا معتقد اور ان مقالات کا قائل احاطۂ اسلام سے خارج ہے اور دجال کذاب ہے۔

محمد حسین حکیم محمد بنارسی

مجھکو بھی مولوی حافظ حکیم محمد حسین کی تحریر سے اتفاق ہے۔

محمد عبد الرحمن عفی عنہ

امام مسجد جامع بنارس

الجواب صحیح۔ جواب صحیح ہے۔ + الجواب صحیح۔ جواب صحیح ہے

محمد عبد المجید حیات محمد عفی عنہ

جس شخص کا ایسا عقیدہ ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے واللہ اعلم

فقیر عبد القادر محمد

جناب مولوی حافظ حکیم محمد حسین صاحب کی تحریر سے مجکو اتفاق ہے واللہ اعلم بالصواب

عبد الغفور ولی اللہ

بیشک ان عقائد کا معتقد دجال وکاذب ہے۔

شہید الدین احمد بناسی

ہمے اس جواب کے ساتھہ پورا اتفاق ہے بے شک مرزا کے خیال کا آدمی احاطہ اسلام سے خارج ہے واللہ اعلم۔

ابوالخیر محمد ضمیر الحق

الجواب صحیح۔ جواب صحیح ہے۔ جواب باصواب ہے

الف حسین محمود محمد اسمعیل

ہمنے جہانتک اقوال مرزا قادیانی کے دیکھے اور سنے اون اقوال کے رو سے قادیانی احاطہ اسلام سے خارج ہے۔

مین اس کے ساتھہ پورا متفق ہون

وجاہت علی ابو محمد ابراہیم

گر مسلمانی ہمین ست کہ مرزا دارد ٭ وای گر در پس امروز بود فردائے

اس جواب سے مجھے اتفاق ہے واللہ تعالے اعلم **عبد الغفار**

مین نے ان اوراق کو اول سے آخر تک پڑھا اور مرزا کے عقائد و مقالات کو اوسکی اصل تصانیف مین بہی دیکھا میری رائے مین وہ ضرور ان عقائد و مقالات کی نظر سے دجال و کذاب ہے، اور دائرہ اسلام و اہل سنت سے خارج ہے۔ کتبہ **محمد عبد اللہ غازی پوری**

مین بہی اس جواب کے ساتھہ پورا اتفاق ظاہر کرتا ہون۔

ابو عبد الودود ادریس

علماء [illegible] فرحت

الحمد لله القاهر فوق العباد الحافظ لدينه عن شرور الكذابين اهل الفساد هو الذي فطر الانام على فطرة الاسلام وجبلهم على الملة الحنيفية السمحة البيضاء وهو ذو الجلال والاكرام ثم ضلوا وتهودوا وتنصروا والحدوا في اياته فبعث فيهم رسولا منهم ومعجزاته فاسس قواعد الشرع والاركان واوضح لهم سبل السلام باوضح البيان فرزقوا به السلوك على منهاج الهداية وفازوا بانتاعه معالم السعادة ثم ارتد من ارتد عن دينه وافترى على الله كذبا وكذب على رسوله فكانوا لجهنم حطبا فاتى الله بقوم اذلة على المومنين اعزة على الكفرين

سب تعریفون کا خدا تعالی مستحق ہے۔ جو تمام بندون پر غالب ہے۔ اور اپنے دین کا اہل فساد کی شرارتون سے محافظ۔ وہ جسنے لوگون کو فطرت اسلام پر پیدا کیا۔ اور دین یکسو۔ آسان۔ روشن (اسلام) انکی جبلت مین رکہا۔ پہر وہ اپنی فطرت کو چہوڑ کر یہودی نصرانی اور ملحد بن گئے۔ تو خدا تعالے نے انہی مین سے ایک رسول معجزون کے ساتہ انہین بہیجا۔ اس رسول نے شرع کے قواعد۔ اور ارکان بنا دیئے اور سلامتی کے راستے خوب واضح کر دیئے۔ جسکی برکت سے لوگ ہدایت کی راہ چلنے لگے اور آپ کی [illegible]

فنصروا الحق وحاربوهم وجادلوهم فكب
المفترون على مناخرهم خاسرين منهم الذين
حرفوا الكلم عن مواضعه من بعد ما تحقق فوفق
الله من عباد الناصرين المنصورين على الحق
لتشويش مسالكهم وخرم نطاقهم فاستاصلوا
بنيانهم وما اسسوا ومحوا عن صفحات الدهر
اباطيلهم وما تنفسوا الم تر الى الذي يدعي انه المسيح
الموعود نزوله وما تقوه من المفتريات التي يابى الله
عنها ورسوله كيف اجترى على ذلك وبنى مقعده
من النار والنصوص في الباب واضحة ليس فيها
من الاسرار فان الاحاديث الواردة في نزول المسيح
بعضها لبعض مفسرة فقتل الانسان ما اكفره اولا
يرى ان في بعض الاخبار قد ورد لفظ المسيح وفي
بعضها عيسى بن مريم وفي بعضها ابن مريم فقط
وفي بعضها عيسى نبي الله وفي بعضها جملة
وامامكم منكم وقعت حالا فلو كان اطلق المسيح
على سبيل الاستعارة فلا معنى لهذه القيود
والتصريحات يا للعجب من اجتراء شرار
الخلق الذي يضل الناس في حلية اهل الصلاح
والله لقد [illegible] شمر عن ساق جده في
ابطال مزخرفاته وشد مئزره لازالة ترهاته

سے وہ سعادت کو پہنچے۔ پھر بعض لوگ دین سے
پھر گئے اور خدا پر جھوٹ باندھنے لگے۔ اور رسول خدا پر
افترا کرکے دوزخ کا ایندھن بنے۔ تو خدا نے
ایسے لوگون کو پیدا کیا جو مومنون کے آگے جھک
جانیوالے۔ اور کافرون پر غالب آنے والے تھے
وہ حق کی مددگار ہوئے۔ اور ان مرتدون مفترون
سے لڑے۔ اور جھگڑے۔ وہ مفتری اوندھے
کرکے ناک کے بل گرائے گئے۔ اور خسارہ مین
پڑے۔ انہین سے ایسے لوگ بھی ہوئے جو خدا کے
کلام کی اسکے ٹھکانے (معانی) سے تحریف کرتے
ہین۔ بعد اسکے کہ وہ کلام ان معانی مین ثابت
و متحقق ہوچکا تھا سو خدا تعالیٰ نے اپنے بندون سے
ایسے لوگون کو جو حق کے مددگار اور خدا کی طرف سے
حق پر مدد دیئے گئے ہین ان محرفین کی باتون کو
پراگندہ کرنے اور انکی کمر بند توڑنے کی توفیق دی
پس ان حقانیون نے انکی بیخ و بنیاد اکھاڑ دی
اور صفحہ روزگار سے انکی باطل باتین مٹا دین۔
ان محرفین مین سے تمنے اس شخص کو جو مسیح موعود ہونیکا
مدعی ہے نہین دیکھا اور اسکی جھوٹی باتون کو جنسے خدا
اور اسکے رسول اپنی کلام مین انکاری ہین نہین سنا
اسنے اس افترا پر کیونکر جرأت کی اور اپنے لئے آگ مین جگہ
بنائی۔ مسیح موعود کے باب مین جو نصوص اور احادیث

فانہ اتی بشئی عجیب لایدرکہ الا المدرب
اللبیب وجاھدہ مجاھدۃ اللسان وشوش
مسلکھم بالقلم والبیان وتعدلہ کل من صدق حتی
اجحرہ وانھم عدو اللہ وھرب عن کل مشھد
جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء وفاض علیہ
البرکات بکرۃ وعشا وانا العبد المقتفر عبد العزیز

وارد ہین وہ تو حضرت عیسی بن مریم کے حق مین روشن
بیان ہین جنمین کوئی پوشیدگی نہین ہے۔
احادیث جو اسباب مین وارد ہین وہ ایک دوسری
کی تفسیر کر رہی ہین۔ انسان (مدعی مسیحیت) ہلاک
ہو وہ کیا نا شکر ہے (جو ان احادیث مین تحریف کرتا ہے)
وہ یہ نہین دیکھتا کہ بعض احادیث مین لفظ مسیح وارد ہے
بعض مین عیسے بن مریم۔ بعض مین ابن مریم۔ بعض مین
عیسی نبی اللہ۔ بعض مین یہ جملہ وارد ہے۔ کہ حضرت مسیح ایسے حال مین آئینگے کہ اسوقت تمہارا امام موجود ہوگا۔ سو
اگر مسیح موعود سے یہی قادیانی بطور استعارہ مراد ہو تو پھر ان قیدون اور بیانات احادیث کے کوئی معنے نہین ہین
اس بدترین خلائق کی دلیری سے تعجب ہے کہ یہ فقرا اور اہل صلاح کا لباس پہنکر مخلوقات کو گمراہ کر رہا ہے جو شخص اسکے طمعہ ساز بونگے
ابطال کی [illegible] کوشش کر رہا ہے [illegible] خدا ہی کی لئے ہے وہ اسکے جواب مین ایسی عجیب باتیں لایا ہے کہ
اسکی [illegible] اور قلم و بیان سے [illegible] کو پراگندہ کرتا ہے
اور ہر ایک [illegible] مین اسکے مقابلہ کے لئے جما ہوا ہے یہانتک کہ اسکو مسلمانون سے الگ کیا اور خدا کا دشمن ہر ایک میدان سے بھاگ گیا۔
خدا تعالے ایسے شخص کو ہم سب مسلمانون کیطرف جزا خیر دے۔ اور صبح وشام اسپر اپنی برکات نازل کرے۔ عبد العزیز
رحیم آبادی
ھکذا اقولی فیہ واعتقادی وبہ نفتی وعلیہ اعتمادی۔ عبد الرحیم رحیم آبادی

علماء بھوپال وعرب وغیرہ

اسلام خصوصاً مذہب اہل سنت مین یہ عقائد ومقالات داخل نہین ہین مرزا قادیانی
ان عقائد ومقالات کی نظر سے مانند وجودیہ وغیرہ اہل بدعت کے دجالین کذابین مین
داخل ہے اور مرزا کے ان عقائد ومقالات مین پیروان وہم مشربون کو ذریات
دجال کہہ سکتے ہین اور ایسے عقائد ومقالات کے ساتھ کوئی شخص شرعاً اور عقلاً ولی اور
ملہم ومحدث ومجدد نہین ہو سکتا ہے دلیل اسکی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم
من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم
فایاکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواہ مسلم)

کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ مین دجال کذاب پیدا
ہونگے جو تمکو ایسی باتین کہینگے جو نہ تمنے سنین ہونگی نہ تمہارے
بزرگون نے انسے بچے رہنا وہ تمکو گمراہ نکردین۔
اور بہکا ندین۔

فقیر محمد بشیر

مجھکو مولوی محمد بشیر صاحب کی تحریر سے اتفاق ہے بیشک یہ لوگ ایسے ہی ہین جیسا مولوی صاحب موصوف نے تحریر فرمایا ہے واللہ اعلم۔

سلامت اللہ عفی عنہ

طریقۃ الکذاب الدجال مرزا القادیانی طریقۃ اہل الضلال لاشک فی ذلک ومن شک فی ضلالہ فھو مثلہ وقد حررت فی رسالۃ ردما افتراہ جازاہ اللہ بما ھو اھلہ۔

کذاب دجال مرزا قادیانی کا طریق گمراہونکا طریق ہے۔ اسمین کوئی شک نہین ہے اور جو اسکے گمراہ ہونے مین شک کرے وہ ویسا ہی گمراہ ہے۔ مین نے اسکے مفتریات (جھوٹی باتون) کے رد مین ایک رسالہ لکھا ہے خدا اوسکو اوس کے مفتریات کی سزا دے۔

حسین بن محسن الانصاری عفی عنہ الیمانی

علماء لودھانہ وغیرہ

ھذا الجواب مقرون بالصدق والصواب۔ یہ جواب سچائی اور درستی سے ملا ہوا ہے۔

مشتاق احمد

الجواب حق والحق یعلو ولا یعلی۔ یہ جواب حق ہے۔ اور حق غالب رہتا ہے مغلوب نہین ہوتا۔

حافظ نور محمد

الجواب صحیح - جواب صحیح ہے - الجواب صحیح جواب صحیح ہے - قد صح الجواب

عبد القادر

قبر بار علی لکھنوی

تحقیق جواب صحیح ہے - محمد حسن

المجیب مصیب - مجیب راستی کو پہنچنے والا ہے -

نور الدین خان

علماے امرتسر - سوجانپور وغیرہ

ما قال القادیانی خلاف ما قال اهل الاسلام	جو کچھ قادیانی نے کہا ہے وہ اہل اسلام کے مخالف ہے

غلام مصطفی

اسمین کچھ شک نہین کہ معتقدات مرزا قادیانی کے برخلاف معتقدات اہل اسلام کے ہین الله جلشانہٗ مسلمانون کو انکی تسلیم سے محفوظ رکھے -

معتقدات مرزا قادیانی خلاف طریقہ اہل اسلام ہین

العبد غلام رسول عبد الله م سعد الحنفی

انا الراجی رحمۃ الله مولوی غلام الله قصوری

عقائد مرزا باطلۃ واقاویلہ عاطلۃ	مرزا (قادیانی) کے عقائد باطل ہین اور اسکے اقوال بیکار ہین -

احقر العباد غلام رسول

ما قالہ المرزا فهو مخالف لمذهب اهل السنۃ والجماعۃ -	مرزا (قادیانی) نے جو کہا ہے وہ اہل سنت و جماعت کے مخالف ہے -

غلام محی الدین

بے شک جس شخص کے ایسے اعتقاد ہون وہ کافر بلکہ اکفر ہے۔

محمد ادریس ابو محمد محمد اسمعیل جھنجھانوی

ما قال مرزا فی قوالہ فہو باطل عند اہل الاسلام	ان اقوال مین جو مرزا نے کہا ہو اہل اسلام کے نزدیک باطل ہے۔

فقیر حشمت علی

اسکی (یعنے مرزا قادیانی کی) عبارات جو مجھکو دکہائی گئی ہین انکا ظاہری مفہوم خلاف عقائد اہل سنۃ جماعت معلوم ہوتا ہے اگر کوئی شخص صرف ان ظاہری عبارات پر لحاظ کر کے عقیدہ رکھے گا تو وہ خطاکار مخالف اہل سنۃ جماعت کا ہے۔

ابو عبید احمد [illegible]

مولانا [illegible] خاندان حضرت مولوی عبد الله صاحب مرحوم غزنوی ہیں

رب سدد لسانی والق سکینۃ فی قلبی واجعلنی بما تحب وترضی

[illegible] اور میری قلم کو اس بات سے جاری کر جو تو چاہتا اور

لا ریب ان من ادعی الامور المذکورۃ فی السؤال مخالف رسول رب العلمین متبع غیر سبیل المؤمنین ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جہنم وساءت مصیرا۔ ومن یبتغ غیر الاسلام [illegible] ومن یبتغ غیر الاسلام دینا	اسمین شک نہین کہ ان امور کا مدعی جو سوال مین مذکور ہین رسول خدا کا مخالف ہے اس راہ پر جو مومنون کی راہ نہین ہے اور (خدا تعالی فرماتا ہے) جو شخص رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اسکے کہ اسکو ہدایت معلوم ہو چکی ہو۔ اور مومنونکی راہ چھوڑ کر اور راہ پر چلے ہم اسکو ادہر ہی پھیر دیتے ہین جدہر وہ پھرتا ہے اور اسکو آگ مین

فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرین

ومن الذین قال فیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم

یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم

من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم

فایاکم وایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواه مسلم

قال علی القاری فی شرح الفقه الاکبر ودعوی

النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع

وافراخه مخانیث الهنود والنصاری اکثرهم

ممن اضلهم الله علی علم فمن یهدیهم بعد الله

اسأل الله [illegible]

اختلف فیه من الحق باذنك انك تهدی

من تشاء الی صراط مستقیم۔

داخل کرینگے اور وہ بری پہرنے کی جگہ ہے۔ اور (آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے تین شخصوں سے خدا بہت نا خوش ہے۔ ایک وہ) جو اسلام میں رہکر کافروں کا طریق اختیار کرے۔ اور (خدا تعالی نے فرمایا ہے) جو شخص بجز اسلام کوئی دین اختیار کرے اس سے وہ دین قبول نہوگا اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں میں ہوگا (یعنی) ان لوگوں میں ہے جنکے حق میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں دجال کذاب پیدا ہونگے وہ تمہیں ایسی باتیں سنائینگے جو تمنے سنی ہونگی نہ تمہارے بزرگوں نے۔ انسے اپنے آپکو بچاؤ وہ تمکو گمراہ نکرین اور بہکا نہ دین۔ یہ مسلم کی روایت ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا دعوی [illegible] باتفاق کفر ہے۔ اس قادیانی کے [illegible] (اتباع) ہندو اور نصاری کے مخنث ہیں بہتیرے انمیں ایسے ہیں کہ خدا نے انکو باوجود عالم ہونیکے گمراہ کر رکھا ہے خدا کے سوا انکو کون ہدایت کرے میں خدا سے انکے لیے اور اپنے لیے اور باقی مسلمانونکے لیے ہدایت کا سوال کرتا ہوں۔ اے خدا تو ہمکو اپنی مرضی سے حق کی راہ دکھا جسمیں اختلاف کیا گیا ہے۔ تو جسے چاہتا سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

عبد الجبار بن شیخ عبد اللہ الغزنوی

قولی فی صاحب قادیان ما قاله شیخ الاسلام ابن تیمیة رحمه حیث قال کما ان خیر الناس الانبیاء فشر الناس من تشبه بهم من الکذابین وادعی انه منهم ولیس منهم فخیر الناس بعدهم العلماء والشهداء والصدیقون والمخلصون فشر الناس من تشبه بهم یوهم انه منهم ولیس منهم انتهی۔ وفی لفظ الحدیث فهؤلاء اذل خلق الله تسعر بهم النار یوم القیمة عیاذا بالله۔

قادیانی کے حق میں میرا وہ قول ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول ہے جیسے تمام لوگوں سے بہتر انبیاء علیہم السلام ہیں ویسے ہی تمام لوگوں سے بدتر وہ جہوٹے لوگ ہیں جو نبی نہوں اور نبیوں سے متشابہ بن کر نبی ہونے کا دعوی کریں۔ نبیوں کے بعد بہتر وہ لوگ ہیں جو علما اور شہید اور صدیق اور با اخلاص ہوں۔ ایسے جو انسے مشابہ بنتے ہیں اور یہ جتائیں کہ ہم ان ہی میں سے ہیں اور واقع میں ایسے نہوں وہ بدترین خلائق ہیں۔ یہ ابن تیمیہ کا قول ہے اور حدیث

مین آیا ہے وہ لوگ تمام مخلوق سے ذلیل تر ہین اونکو آگ مین جہوکا جائیگا خدا اس سی بچاوی۔

احمد بن عبد اللہ الغزنوی

الحمد للہ اما بعد فیقول الراجی الملتجی الی رحمت ربہ القوی ابو محمد عبد الصمد الغزنوی ان غلام احمد القادیانی الغوی الصبی صاحب العقیدة الفاسدة والرای الکاسد ضال مضل زندیق بل ھو اضل من شیطانہ الذی لعب بہ وان مات علی ذلک فلا یصلی علیہ ولا یدفن فی مقابر المسلمین لان لا یتاذی بہ اھل القبور

سب تعریف خدا کے لئے ہے اسکے بعد امیدوار وہ ملتجی رحمت رب قوی عبد الصمد غزنوی کہتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کجرو پلید جسکا عقیدہ فاسد ہے۔ اور رائے کہوٹی گمراہ ہے۔ لوگون کو گمراہ کرنے والا چہپا مرتد ہے بلکہ وہ اپنے اس شیطان سے زیادہ گمراہ ہے۔ جو [illegible] شخص اسی اعتقاد پر مرجاوے تو اسکی نماز جنازہ نہ پڑہی جائے اور نہ یہ مسلمانون کی قبرون مین دفن کیا جاوے تاکہ وہ اہل قبور اس سے ایذا نہ پاوین۔

عبد الصمد

لاریب ان المرزا القادیانی دجال کذاب زندیق باطنی قرمطی وانہ من الذین قال فیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ وانہ من الذین قال فیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم

اسمین شک نہین کہ قادیانی ایک دجال ہے بڑا جہوٹا چہپا مرتد۔ باطنی قرمطی۔ اور وہ ان لوگون مین سے ہے جنکے حق مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے میری امت مین سے ایسے لوگ نکلینگے جنمین نفسانی خواہشین (بدعات) ایسا اثر کر جائینگی جیسا دیوانہ کتا اس شخص مین اثر کرتا ہے جسکو وہ کاٹتا ہے کہ اسکی کوئی رگ یا جوڑ اس اثر سے نہین بچتا۔ اور وہ ان لوگون مین سے ہے جنکے حق مین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے کذاب پیدا ہونگے انسے بچیو۔

ابو عبد الغفور بن عبد الله الغزنوی ابو زبیں محمد بن عبد الله الصالحی

الحمد لله رب العلمین الرحمن الرحیم۔ ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔ امین۔ اللهم صل علی محمد وآله وبارک وسلم

یہ مسئول عنہ شخص اپنی ابتدائی حالت مین اچھا معلوم ہوتا تھا۔ دین کی نصرت مین سا عی اللہ تعالے اوسکا مددگار تھا۔ دن بدن فیوضع لہ القبول فی الارض کا مصداق بنتا جاتا تھا۔ لیکن اوس سے اس نعمت کی قدردانی نہو ئی۔ نفس پروری وزمانہ سازی شروع کی۔ زمانہ کے رنگ کو دیکھ کر اوس نے موافق کتاب وسنت مین تحریف والحاد وبیہودیت اختیار کی۔ پس اللہ تعالے نے اوسکو ذلیل کیا فیوضع لہ البغضاء فی الارض کا مصداق بن گیا۔ قال الله تعالیٰ ہے امثالہ واتل علیهم نبأ الذی اتیناه ایاتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطان فکان من الغاوین ولو شئنا لرفعناه بها ولکنه اخلد الی الارض واتبع هواه الایۃ اللهم انی اعوذ بک من الحور بعد الکور۔ یا مصرف القلوب صرف قلوبنا وقلوبهم علی طاعتک۔ امین وصلی

زمین مین اسکے لئے قبولیت کا حکم ہوتا ہے۔

زمین مین اسکے لیے دشمنی کا حکم ہوتا ہے۔

اپر اس شخص (بلعم بن باعوراء) کی خبر پڑھ دی جسکو ہمنے اپنی آیتین (انکا علم) عطا کین پھر وہ انسے (یعنے انکے علم واعتقاد سے) نکل گیا۔ پس وہ بہکنے والون سے ہوگیا۔ ہم چاہتے تو ان آیات کے ساتھ اسکو بلند کرتے۔ مگر وہ زمین پر پڑا رہا اور اپنی ہوائی نفس کا پیرو ہوا۔

وصلی اللہ علی النبی وآلہ واصحابہ وسلم۔

چوبیسواں
علماء بغزنی
مرزا کادیانی کے
حقمین فتاوے

عبد الواحد بن عبد اللہ الغزنوی

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونسالہ الھدی وصلی اللہ علی محمد وآلہ۔ المسئول عنہ عندای مطفی لنور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون محرف للکتاب والسنۃ وتحریفہ اشد من تحریف الیھود والنصاری [illegible] الاسلام من عنقہ وان مات علی ذالک فیقدم قومہ یوم القیمۃ فاوردھم النار وبئس الورد المورود واتبعوا فی ھذہ لعنۃ ویوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب ربنا نعوذ بک من درک الشقاء وسوء القضاء النجا النجا۔

اللہ کے لیے سب تعریف ہے۔ ہم اوسکا شکر کرتے ہین اور اوس سے مدد چاہتے ہین اور اس سے ہدایت کا سوال کرتے ہین۔ جس شخص کے حال سے اس فتوے مین سوال وجواب ہے وہ میرے خیال مین خدا کے نور (اسلام) کو بوجھانا چاھتا ہے اور [illegible] ہے اگرچہ کافر اس سے ناخوش ہون وہ کتاب اللہ وسنت مین تحریف کرنے والا ہے۔ اسکی تحریف یہود ونصاری کی تحریف سے سخت تر ہے اور وہ سبھی مسلمانون کا مخالف ہے۔ اور وہ اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکالنے والا ہے۔ یہ اسی اعتقاد پر مرا تو قیامت کے دن اپنی پیرو قوم کے آگے آگے ہوگا۔ اور انکو آگ مین وارد کریگا وہ آگ بری جاے ورود ہے۔ ان سب (اتباع ومتبوع) پر دنیا مین لعنت پڑتی ہے۔ اور قیامت کے دن یہ سخت عذاب کیطرف پھیرے جائینگے۔ ای خدا مین تیری پناہ چاہتا ہون بدبختی کے پکڑنے اور بری قضا سے لوگو اپنا آپ بچاؤ نجات کو لازم پکڑو۔

(العبد الواحد بن عبد اللہ الغزنوی)

اسمین شک نہین کہ مرزا (کادیانی) کافر ہے۔ چھپا مرتد ہے۔ گمراہ ہے

لاشک ان مرزا کافر مرتد زندیق ضال مضل ملحد دجال وسواس خناس فمن شک فی مقالتی ھذا فلیباھلنی۔

گمراہ کنندہ ملحد ہے دجال ہے وسوسہ ڈالنے والا۔ ڈالکر پیچھے ہٹ جانے والا۔ جسکو میری اس گفتگو مین شک ہو وہ اسپر مجسے مباہلہ کرے۔

بیت

اکفر مرزا فھل من مباھل ❊ یباھلنی فی انہ لیس کافر

مین مرزا کو کافر جانتا ہون کوئی مجھ سے اس امر مین مباہلہ کرنا چاہے تو کرے۔

عبدالحق غزنوی

مواہیر علما لاہور

عقائد واقوال مندرجہ سوال درکتاب معتبر اہل اسلام ندیدم ونشنیدم اہل اسلام را باید کہ ازین عقائد واقوال احتراز واجب دانند واتباع شریعت حقہ نمایند۔ ومعتقد این عقائد را از اہل اہوائی وضلال باید دانست۔

غلام محمد بگوی بقلم خود

ادعاء النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر صریح مخالف للقرآن۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوے کرنا (جیسا کہ کادیانی نے کیا ہے) کفر صریح ہے اور قرآن کے مخالف۔ العبد فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی لاہور

غلام احمد مدرس مدرسہ نکودر حال لاہور

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی سید الانبیاء والمرسلین وآله اجمعین اما بعد فلما رأیت الناس مختلفین فی امر مؤلف توضیح المرام والبراهین حتی وجدت بعضهم معتقدا بکماله ومصدقا لمقاله وقلیل ما هم واکثرهم حاکما بفساده وجازما بالحاده وجهت رکاب النظر ومطیة الفکر الی ساحته کلاما لاظفر علی المآرب واظهر علی المطالب فاذا هو منکر الخوارق وجاحد کمالات اکرم الخلائق ومحرف النصوص عن معانیها ومخرج الکلمات الحقة عن مواضعها ومنکر [illegible] صفات الملائکة بل نفسها الا [illegible] علیه [illegible] شیء لیس له حظ من مصدقیته حقائقها فهو من ارتداده علی الیقین ووصل الحاده عندی الی حق الیقین فمن یأتیه مصدقا فهو من الضالین ومن فر عن قربه فهو من الآمنین اعاذنا الله من شره وشر احزابه الی یوم الدین۔

بعد حمد و صلوۃ - جب مینے لوگونکو دیکھا کہ وہ مؤلف توضیح مرام و براہین احمدیہ کی نسبت مختلف خیال رکھتے ہین - بعض اُسکے معتقد کمال اور مصدق مقال ہین - مگر وہ بہت ہی کم ہین - اور اکثر اسکو مفسد سمجھتے ہین اور اسکے ملحد ہونے کا یقین رکھتے ہین - تو مینے اپنے مرکب نظر اور سواری فکر کو اسکے میدان کلام مین دوڑایا - تاکہ اسکے مطالب وخیالات پر مجھے اطلاع ہو سو مینے اُسکو معجزات و کرامات اور [illegible] انبیاء علیہم السلام کا منکر پایا اور معنے قرآن و حدیث کا محرف اور کلمات غریبہ کو اپنے ٹھکانے سے نکالنے والا - صفات بلکہ حقیقت ملائکہ کا منکر پس مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مرتد ہے اور یقینا ملحد - جو اسکا مصدق و مؤید ہو وہ بھی گمراہ ہے - اور جو اسکے قرب سے بھاگے وہی امن مین ہے - خدا ہم سب مسلمانون کو اوس کے اور اسکے اتباع کے شر سے بچاوے - آمین ثم آمین - العبد غلام احمد مدرس نعمانیہ

نحمده ونصلی علی رسوله سید المرسلین وخاتم النبیین وآله وصحبه اجمعین - وبعد فقد رأیت الاقوال المذکورة فی هذا الاستفتاء لغلام احمد القادیانی

مینے کادیانی کے ان اقوال کو جو اس فتوی مین ہین دیکھا اور اصل تصانیف کادیانی مین بھی

ووجدتها يقينا في كتبه المطبوعة الشايعة ايضاً
فاقول انها مصادمة للشريعة المحمدية الغراء ومنافية للملة
الحنفية البيضاء عما افيض علينا من جماعة الصحابة والتابعين ووصل
الينا عن ائمة المسلمين من الفقهاء والمحدثين رض فلا شك في ان
من يصدق الاقوال المذكورة ويسلمها كائنا من كان وانيما كان فهو خارج
عن حوزة الاسلام والايمان ومارق عن اتباع الحديث والقرآن
هذا والله عزيز ذو انتقام في يوم الفصل والخصام -

انکو ملاحظہ کیا - وہ
اقوال شریعت محمدیہ م
اور تمام مسلمانون کے مخالف
ہین جو ان اقوال کا مصداق ہو
جو کوئی ہو اور جہان کہین ہو وہ
احاطہ اسلام سے خارج ہے اور
اتباع قرآن وحدیث سے باہر ہے

العبد محمد عبد الله

لا ريب في ان ما تقوله المرزا خلاف ما قاله رسول الله
صلى الله عليه وسلم [illegible]
ان الله لا يصلح عمل المفسدين ويحق الله الحق بكلماته
ولو كره المجرمون -

اسمین شک نہین کہ جو کادیانی نے بافترائی
[illegible] وسلم کے
مخالف ہے - جو کچھ وہ لایا ہی شعر کی قسم سے ہی
خدا اسکو باطل کریگا - اور حق کو اپنے
کلمات سے ثابت کریگا. اگرچہ مجرم ناخوش ہون - فقیر الی اللہ محمد عفا اللہ عنہ

رسالہ فتح الاسلام وتوضیح المرام وازالہ اوہام مولفہ مرزا غلام احمد کادیانی مین جو یہ اعتقاد
ومسائل درج ہین کہ مسیح موعود مین ہون - ملائک بذاتِ خود اپنے وجود سے زمین پر نہین آتے -
انبیا پر نہین اترتے - صرف انکی تاثیر نازل ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسم مبارک کے
ساتھہ نہین ہوا - عیسیٰ م مردہ کو باذنِ اللہ زندہ نہین کرتے تھے - جانور کو زندہ نہین کرتے تھے - موسیٰ م
کا عصا سانپ حقیقی نہین بنا تھا - ابراہیم علیہ السلام نے چار جانور کو جنکا قرآن شریف مین بیان ہے
زندہ نہین کیا - بلکہ یہ از قبیل عمل مسمریزم تھے - علیٰ ہٰذا القیاس اور ایسے ایسے اعتقاد ومسائل نصوص کتاب اللہ
واحادیث صحیحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سبیل سلف صالحین مومنین سے مخالف ہین -
لہٰذا یہ عقائد ومسائل باطل ہین -

ـــہ سحر ایسلیے کہا ہے کہ اسکا اثر یون پر جادو کا سا اثر ہوا ہے وہ صم بکم عمی ہو کر اسکو بے سمجھے سوچے مان گئے ہین -

آور ایسے اعتقاد والا اس آیت شریف کا مصداق ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا۔ جن لوگون کو ان عقائد کیطرف میلان ہوگیا ہے۔ انکو لازم ہے ان عقائد کو پیش کر کے اور علماء فضلا سے نہ صرف دو چار سے بلکہ صدہا سے اخروی نجات کی غرض سے اور طالب راہ حق بن کر ان سب شبہات کا حل کرائین۔ یا ان کتب کے جواب غور سے دیکھین اور پرانی اور قدیمی تحقیقات کو بلا دلائل یقینیہ و اتفاقیہ نہ چھوڑین فقط وما علینا الا البلاغ۔

الراقم خاکسار رحیم بخش مصنف سلسلۂ تعلیم الاسلام

علماء و سجادہ نشینان بٹالہ ضلع گورداسپور

لاریب مرزا غلام احمد کادیانی کے دعاوی مخالف قواعد اسلام وغیرہ مطابق کلام برکت التیام جناب خیر الانام ہین۔ اوسکے ہزلیات باطلہ ولغویات لاطائلہ پر نظر کرنا تو ایک بڑا بھاری ثبوت اوس کے ضال و مضل ہونیکا ہے۔ صرف عیسیٰ موعود کے کادیان مین (جو وسط ملک پنجاب مین ایک گاؤن ہے) ظہور پکڑنے کا دعوی کرنا ہر ایک مسلم جو تھوڑی سی منسبت بھی علوم دینیہ سے رکھتا ہو پر مخفی ہے۔ کہ کسقدر مضامین احادیث صحیحہ اور روایات قویہ کے برخلاف ہے۔ حضرات علماء اولی الاہتدا مجیبین مصیبین نے شکر اللہ سعیہم جسقدر اوسکی نازیبا ترہات کے اطفاء مین آب جہد مشکور سعی وفور اراضی قلوب المؤمنین پر ڈالا ہے۔ بغایت درجہ شایان نثار وقابل مرحبا ہے۔ اگر ان حضرات کی ہمت علیا

ایسی ہی گرم رہی۔ اور مفصل مذکور کی کُتب پر فتور کا حرف بحرف رد ہو گیا۔ تو
بہت عمدہ اعانت دینی و مدد اسلامی کیصورت آئینہ وقت مین جلوہ گر ہو گی۔
موفق حقیقی کیطرف سے یہ خیر توفیق ہمارے علماء حق کو وقتاً فوقتاً بھر
ایام و ساعات پر جمیع اوقات و آنات ہوتی رہے۔ اور اس آیت شریفہ کا
مصداق ظہور پذیر ہو جاوے۔ جاء الحق وزھق الباطل۔

مجھے اپنے بعضے بھائیون پر سخت افسوس ہے کہ جو مرزا مذکور کی کُتب
کو اچھی طرح سے مطالعہ کرتے ہین۔ بالخصوص توضیح المرام۔ فتح الاسلام
ازالہ اوہام۔ کہ جسمین صاف طور پر عقائد مخالف شریعت غرا و ملت بیضا
مندرج ہین۔ پھر مرزا کادیانی کو مسلمان اہل ایمان سمجھکر اوسکی دوستی و محبت
[illegible] زمرہ
اہل اسلام سے خارج و بفرقہ کفار مندرج ہوتا ہے۔ ہادی مطلق ہمکو اور
ہمارے بھائیون کو ایسے اشخاص کی صحبت سے اور انکی کتب کے مطالعہ
سے مامون و مصئون فرمائے۔ آمین یا ہادی المضلین۔ بحرمت خاتم النبیین
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

سجادہ نشین خاندان عالیہ [illegible]

حررہ فقیر سید ابوالحسین طیفور غفی عنہ

جواب المجیب صحیح لانہ من اعتقد بتلک العقائد فقد ضل ضلالاً بعیداً

جواب صحیح ہے۔ جو شخص ان عقائد کا معتقد ہو وہ دور ہول گیا۔

حررہٗ

مسکین المساکین امام الدین بٹالوی

ماکتب فی هذا الکتب صحیح بلا ریب و تعریه	جو اس فتوے مین لکہا ہوا ہے

وہ بلاشک وطمع سازی صحیح ہے۔

حررہ سید محمد صادق ولد مولوی گل علی شاہ مرحوم مغفور

المسطور حق لا ریب فیه + + +	اسمین جو لکہا گیا ہے وہ صحیح ہے۔

العبد محمد ابراہیم امام مسجد جامع بٹالہ

ماحرر فی هذا الورق صحیح + +	جو اس ورق مین لکہا گیا ہے وہ صحیح ہے۔

العبد [illegible]

ذلك الکتاب لا ریب فیه المجیب مصیب۔	اس فتوے مین کوئی شک نہین ہے۔ مجیب نے ٹہیک جواب دیا ہے۔

حررہ محمد فخر الدین گجراتی وارد بٹالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ۔ امابعد فی الواقع یہ عقائد مستحدثہ مخترعہ موضوعہ مرزا صاحب کادیانی کے مخالف عقائد حقہ جمہور اہل اسلام ہین ۔ پس ہر مسلمان متدین پر لازم ہے کہ انکا ابطال جہانتک ہوسکے کرے ہاتہ سے یا زبان سے اور دل سے فقط برا جاننا تو ضعف ایمان پر دال ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح مین ہے عن طارق بن شہاب قال اول من بدء بالخطبة قبل العید مروان فقام الیه رجل فقال الصلٰوة قبل الخطبة فقال قد ترک ما هنالك فقال ابو سعید اما هذا فقد قضی ما علیه

ترجمہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مروان نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑہا تو ایک شخص نے اسپر اعتراض کیا۔ جسپر ابو سعید خدری رض نے فرمایا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کیا کہ جو بری بات دیکہے وہ اسکو ہٹا دے۔ ہاتہ سے نہ طاقت ہو تو زبان سے

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔ رواہ مسلم۔ واضح رہے کہ قطع نظر ان جمیع عقائد باطلہ کے جنکی تردید اصل فتوے مین مندرج ہے۔ صرف بعض مجملاً ذکر کرکے ابطال کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ جمہور اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ قرب قیامت مین حضرت عیسے علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائین گے۔ اور دمشق کے منارہ شرقی پر فرشتون کے پرون پر ہاتھ رکھکر تشریف لائین گے۔ اور دجال کو (کہ انسے پیشتر خروج کرچکا ہوگا) قتل فرماینگے۔ اور نیز حضرت مہدی علیہ السلام بھی اسوقت ظاہر ہو چکے ہونگے۔ یہ بیان احادیث صحیحہ سے ثابت ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ متفق علیہ۔ اس حدیث مین گویا ابو ہریرہ رض نے تفسیر آیت کی فرمادی کہ جس سے انکا دنیا مین پھر آنا اور فوت ہونا ثابت ہوتا ہے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکماً عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا ولتذہبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد۔ رواہ مسلم وفی روایۃ لہما کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم انتہیٰ ان ہر دو حدیثون مین صاف طور پر آپنے قسم کہا کر فرمایا کہ ابن مریم علیہ السلام جب اترین گے تو صلیب کو توڑین گے اور خنزیر قتل کرین گے۔ اور یہ سب امور اپنے حقیقی معنے پر محمول ہین جیسا کہ علماء اہل اسلام نے اسکی تصریح فرمادی ہے۔

ت ۵۲۱ - ان احادیث کا خلاصہ مطلب فتوے مین بصفحہ (۹۳ تا ۱۶۳) گذر چکا ہے۔

عوض سب محفوظ ہے

(۵۱)

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم لغایت دہم — جلد سیزدہم

بابت ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸۹۱ عیسوی

اس دفعہ کی اشاعت میں تین مضمون جداگانہ نکلے ہیں۔

(۱)

مباحثہ لدھانہ

جو اس مجموعہ تین نمبروں میں چھپا ہے۔ اور اسکی قیمت روسائے عظام سے ۶ اور عام اغنیا سے
سے اور متوسط الحال وسعت سے کم وسعت لوگوں سے ۱۱ ار جو خرید کر فی سبیل اللہ تقسیم
[illegible]

(۲)

فتوے علمای پنجاب و ہندوستان

(بحق)

مرزا غلام احمد ساکن قادیان

جو چھ نمبروں (۴-۵-۶-۷ و ۱۱-۱۲) میں چھپا ہے۔ ان چھ نمبروں کی قیمت حسب شرح مراتب
بالا ۲ ۔ ۸ ۔ ۱ ۔ ۱ ۔ ۱۲ ۔ ۴

(۳)

جواب فیصلہ آسمانی

جو چھ نمبروں میں جلد ۱۲ کے چھپا ہے اسکی قیمت حسب شرح مراتب بالا ۔ ۸ ۔ ۴

۴ ۔ ۸ ۔

مژدہ اور اسیر و حیثیت کریہ

ہمارے دلی دوست اور دینی برادر منشی مولوی محمد سعد اللہ صاحب متخلص بہ سعدی مدرس ہائی سکول لودہانہ نے کمال اسلامی ہمدردی و ایمانی غیرت و حمیت کو دکھایا اور مسلمانوں پر احسان کیا کہ کادیانی اور اسکے پیروان کے رد مین متعدد رسائل نظم و نثر مین چھپوائے۔ اول شہاب ثاقب بر مسیح کاذب جسکا اشتہار رسالہ ترقی لبرل و غیرہ مین دیا گیا ہے۔ اور اسکی قیمت ۲ محصول ۸ ہے۔ دوم مثنوی رومی کی حکایت شغال کادیانی کے حسب حال عروف بہ گیدڑ دفعہ سعہ حکایت بوم و شپرہ اردو فارسی نظم جسمین کادیانی اور اسکے اتباع کا پورا فوٹو دکھایا۔ اور اپنی شاعری و لیاقت علمی کا ثبوت دیا ہے اسکی قیمت معہ محصول ۴ ہے۔ تیسرا۔ بعض اتباع کادیانی کی دعوت و تحدی کا جواب اردو نظم جسمین کادیانی کو دہلی اور بٹالہ اور لاہور اور سیالکوٹ مین بھاگ جانیکی تنبیہ ہے قیمت معہ محصول ڈاک ۲ ہے۔ چہارم پنجابی سی حرفی موسوم چودہوین صدی دا جھوٹھا مسیح جو ایک پنجابی مرید کادیانی کی پنجابی سی حرفی کا جواب ہے قیمت ۸ شائقین ان رسائل کو منشی صاحب موصوف سے طلب کرین۔ منشی صاحب کی اس ہمدردی کا دل سے شکریہ ادا کرین اور ان رسائل کی متعدد کاپیان منگوا کر عام لوگون مین تقسیم کرین۔ منشی صاحب کا غرض ان رسائل کے چھپوانے سے دنیا وی تجارت مقصود نہین رکھی بلکہ مقصود صرف ہدایت خلق اللہ و اظہار بطلان خیالات کادیانی ہے۔ اسمین علما و نیک طرف سے ادا مین امداد اتنی ضرور ہونی چاہئے۔ کہ منشی صاحب کی لاگت وصول ہو جاوے۔ تاکہ آئندہ اس قسم کے مضامین کی اشاعت کرانے کی مدد کرین۔

(مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور) بٹالہ

مباحثہ لودہانہ

تمہید

اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ میں بضمن تمہید فتوے بیان ہوچکا ہے۔ کہ کادیانی کو علمائے اسلام سے مباحثہ کرنا ہرگز منظور نہیں۔ پھر یہ چھیڑ چھاڑ جرءت سے پہلی جاتی ہے کس غرض سے ہے؟ **وہ غرض** صرف یہ ہے کہ مباحثہ کی امید و انتظار میں وقت ٹلے۔ اور کچھ دنوں اسکے کفریات اعتقادیہ پر پردہ پڑا رہے۔ اور عام اہل اسلام کے روبرو اسکی قلعی نہ کھلے۔

اس غرض کو پورا کرنے کے لیے اسنے ایسی شروط مباحثہ کو آڑ بنایا۔ جنکے ناممکن الوقوع ہونے سے مباحثہ کا وقوع ملتوی ہوتا رہا۔ ایسی شروط کو اور انکی تفصیل بضمن جواب فیصلہ آسمانی کادیانی نمبر ۲ جلد ۱۴ میں بصفحہ ۵۳ ہو چکی ہے۔ (اسنے آٹھ دفعہ پیش کیا اور مباحثہ کو ٹلایا مگر ان دفعات سے ساتوین دفعہ اسنے شرط کو پیش کیا تو ہمنے انکو مان لیا۔ اور بمقام لودہانہ کادیانی کے گھر پہونچکر اسکو پکڑا۔ اور مباحثہ کرنے پر مجبور کیا۔ **اور** ہمارا اوسکا مباحثہ ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۸۹۱ع کو شروع ہوا۔ اور بارہ دن تک ہوتا رہا۔ جنمین تین دن خاکسار اسکے مکان پر جاتا رہا۔ پھر نو دن۔ اسکو خاکسار کی فرودگاہ پر مجبورًا آنا پڑا۔ مگر چونکہ وہ مجبوری سے شروط کا [illegible] اور ہماری طرف [illegible] اسکو مباحثہ ہرگز منظور نہ تھا۔ اور اسکی شروط کا قلعہ پہلے سے ٹوٹ چکا تھا۔ لہذا اس مباحثہ سے جان چھوڑاتے اور اپنے کفریات کی پردہ دری کو ٹلانے کے لئے پہلے تو اسنے یہ **حیلہ** نکالا۔ کہ خروج از بحث اختیار کیا۔ جو بات اس سے پوچھی گئی تھی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہین یا نہین؟ اسکا جواب صاف ندیا۔ اور بارہ دن تک فضول اور غیر متعلق ادہر ادہر کی باتون مین جواب کو ٹلایا۔ اور یہ خیال کر لیا کہ اصل بات کا جواب نہ دیا جائیگا۔ تو فریق ثانی جو ہماری طرح بیکار نہین خود بخود تنگ آکر مباحثہ چھوڑ کر چلا جائیگا۔ مگر جب ان باتون کا عام لوگون مین نقل و مراسلت کے ذریعہ سے اشتہار ہو گیا۔ اور اس سے آپکی بے علمی و بے انصافی و بد اعتقادی کا حال اور بھی **کھلنے** اور چارون طرف سے آپ پر قہقہہ اڑنے لگا اور یہ امر آپکے امرتسر و لاہور کے حواریون پر منکشف ہوا۔

تو آپکے ایک **امرتسری** چھپے حواری نے جسکا ذکر خیر فتوی کے صفحہ ۱۲۴ یا ۱۴۳ مین ہو چکا ہے۔ آپکو خط لکھا کہ یہ کیا کارروائی کر رہے ہو ان سوالات و جواب مین تو تم ذلیل ہو رہے ہو۔ فریق ثانی تمکو حیران و خراب کر رہا ہے۔ اور یہی۔ ان سوالات و جوابات سے انکا مقصود ہے۔ اس بحث کو جلد بند کرو۔ ورنہ اور زیادہ ذلیل ہوگے۔ تو آپنے بارہوین دن جو آخری تحریر پیش کی اسمین ترک بحث کی درخواست کر دی۔ اور یہ بات کہدی۔ کہ ”آپنے بھی بہت کچھ لکھ لیا ہمنے بھی لکھ لیا۔ اب ہم اس بے سود بحث کو بند یا ختم کرنا چاہتے ہین۔“ اسکے بعد آپ وہان سے بھاگے جیسے شیر سے ___ بھاگتا ہے مگر از راہ کمال جرأت و حیا اس بحث کو موقوف کرنے اور مجلس سے بھاگ جانے کے **وجوہات** آپنے **اشتہار یکم اگست سنہ ۱۸۹۱ع** اور اپنے **ازالہ** کے صفحہ ۸۵۸ وغیرہ مین یہ **تین** بیان کیے ہین۔

اول یہ کہ خاکسار نے اپنی تحریرات کی نقلین دوسرے کی قلم سے لکھوا کر انکو دین۔ اپنی دستخطی تحریرین جنکے دینے کی شرط ٹھہر چکی تھی نہ دین۔ **دوم**۔ انکی تحریرین پڑہی جانے کے وقت خاکسار نے کچھ زبانی دریافت کیا۔ اور لفظی غلطی کو پکڑا۔ حالانکہ یہ مقرر ہو چکا تھا۔ کہ تحریر پڑہنے کے وقت دوسرا فریق کچھ نہ بولے۔ **سوم** خاکسار نے جوش مین آکر انکے حق مین کاذب وغیرہ غیر مہذب الفاظ کہے۔ اس حالت [illegible] برخاست کیا۔ ان **وجوہات** سہ گانہ اعتراضات کا مفصل جواب ہمارے اشتہار یکم اگست مین ادا ہو چکا ہے خلاصہ اس مقام مین عرض کیا جاتا ہے۔ [illegible] مباحثہ مین جو تحریری شرط آپنے کی تھی۔ اسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مباحثہ تحریری ہو۔ کوئی

پہلے تقریر کی تحریر کی طرف سے ہو۔ جو کسی مسئلہ میں بحث کر رہا ہے۔ یہ کہ سوال و جواب چار پرچوں یا جسقدر برعایت مساوات مولوی
صاحب چاہتے ہیں۔ یا جب تک اصل امر کا فیصلہ ہو۔ کسی کے خانگی امور کے متعلق کوئی اعتراض نہو" اسکے سوا کوئی شرط نہیں
ہوئی تھی کہ کسی دستخطی تحریرات دکھاویں۔ نہ یہ کہ بوقت قرأت تحریر اسکے کسی لفظ یا مضمون کے متعلق استفسار نہو۔ نہ غیر
مہذب الفاظ کے وقوع میں آنے یا نہ آنے کی کوئی شرط ہوئی گو یہ امر تہذیب کے لیے لازمی ہے اور انسانی اخلاق کا مقتضے ہے
کا علیٰ نصاب شروط کے بیان میں جھوٹ بولا ہے۔ اور انکی خلاف ورزی کا الزام بھی ناحق دیا ہے۔ اسطرف سے نہ شرط مسلم کا خلاف
ہوا۔ اور نہ کلمات غیر مہذب کا صدور ہوا۔ **دوسرا جواب ان وجوہات کا یہ ہے۔** کہ فرض کیا اور مان لیا کہ یہ تینوں شرطین مقرر ہو چکی
تھیں۔ اور انکا خلاف فریق ثانی سے ہوا۔ مگر یہ دیکھنا اور بتانا چاہیے۔ کہ کس دن اور کس جلسہ میں فریق ثانی نے ان شروط کا خلاف کیا۔ اور کب
اور کسدن آپنے مباحثہ چھوڑ کر فرار اختیار کیا۔ **اسکا جواب** آپکے ازالہ کے صفحہ ۸۵۸۔ وغیرہ میں یہی پایا جاتا ہے۔ کہ پہلے ہی دن شروط کا خلاف
شروع ہو گیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ وہ (یعنے خاکسار) ایکدن بھی شرائط مقررہ پر قائم نہیں رہ سکے۔"
پھر اس حلفی بیان کو صفحہ ۹۰۸ کی تفصیل سے مدلل کیا۔ پس اگر اس جلسہ کے موقوفی کے موجب یہی وجوہات ہوتی تو گیارہ دن تک مباحثہ کیوں
جاری رہتا اور خاص بارہوین دن کیوں موقوف ہوتا۔ بارہوین دن تک اسکا جاری رہنا صاف بتا رہا ہے کہ اس مباحثہ کی موقوفی کا سبب
یہ وجوہات [illegible] ہیں۔ اب اگر یہ کہو کہ
صفحہ ۸۵۸ وغیرہ میں جو ہمنے خلاف ورزی شروط کا ابتدا ہی سے شروع ہونا بیان کیا ہے۔ اسمین ہمنے جھوٹ بولا ہے اور اسپر قسم بھی
جھوٹی کھائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ان شروط کا خلاف بارہوین دن ہوا تب مباحثہ موقوف کیا گیا۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اگر بارہوین دن ان شروط
کا خلاف ہوا ہے۔ تو بھی ضروری ہے کہ وہ بعد انعقاد جلسہ اور بوقت قرأت تحریر اخیر کارروائی ہوا ہوگا۔ اور درخواست موقوفی مباحثہ کو تو آپ پہلے
ہی سے گھر سے لکھکر لائے تھے۔ پھر کوئی عاقل صاحب ہوش و حواس سلیمہ یہ کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ اس موقوفی مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شروط تھا جو پیچھے
بعد تحریر درخواست موقوفی و انعقاد مجلس و قرأت تحریر وقوع میں آیا تھا کیا ایک چیز کا سبب جو پیچھا اور اس چیز کا وجود سے پہلے متحقق
ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس آپکا درخواست موقوفی مباحثہ کو گھر سے لکھکر لانا۔ اور بقول فرضی آپکے ہمارا خلاف شروط کا پیچھے مترتب ہونا بھی صاف بتاتا ہے۔ کہ موقوفی
مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شروط نہیں ہے۔ بلکہ اور ہی سبب ہے۔ جو بیان ہوا ہے یہ آپکے اقرار کا جواب ہے۔ **اب یہ بیان کیا جاتا ہے۔** کہ اس مباحثہ میں شروط مذکور
اور شروط سابقہ کا جنکو آپ تسلیم اور واجب العمل سمجھکر پیش کرتے رہے ہیں۔ **خلاف آپ ہی نے کیا ہے۔** اور آپ ہی نے **عہد و پیمان** کو توڑ دیا۔ اور
مباحثہ سے فرار بوجہ عجز اور بظہور بے علمی و بد اعتقادی کے سبب سے اختیار کیا ہے۔ جسکی **تفصیل** ذیل ہے (۱) جب آپنے اپنی کسی تحریر کو پڑھا
تو اسکے ساتھ زبانی بھی تشریح کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ جنکے اخلاق و صداقت کے آپ بھی معترف ہیں اس بیان
کی تصدیق ہمارے اشتہار یکم اگست کی پشت پر تحریر کر چکے ہیں۔ (۲) تحریر سوال و جواب کے وقت آپنے شرط مساوات وقت کا جسکو آپ نے
پانچوین دفعہ پیش کیا تھا۔ لحاظ نہیں کیا۔ ہمنے آپکی تحریروں کا جواب منٹوں میں دیا۔ اور آپنے ہماری تحریروں کا جواب گھنٹوں میں۔ ہماری آخری تحریر نصف
آپکے سامنے چار پانچ گھنٹہ میں لکھی گئی۔ اور نصف آپکے وکیل محتسب کے سامنے اسی قدر عرصہ میں لکھی گئی گو اسکے نقل کرانے میں اور بھی توقف ہوا مگر آپنے
اسکا جواب چار روز میں لکھا۔ اور پاس اصلی مسودہ غیر مبیضہ پیش کیا جسکی تصدیق آپکے ایک دستخطی رقعہ اور اصلی مسودہ سے ہو سکتی ہے۔ (۳) تحریر
جواب کے وقت آپنے کتابوں کو مدد لی۔ آیات قرآن تک ایک حافظ سے پوچھکر اور خاکسار کی مدد سے لکھیں اپنی یاد سے نہ لکھی گئیں حالانکہ اسی دفعہ تحریر میں آپ یہ
تحریر کر چکے تھے۔ کہ کتابوں سے مدد نہ لیجاوے۔ آپنے اس شرط کو توڑا۔ تو ہمنے بھی نقل کتابوں کیطرف رجوع کیا۔ (۴) ہماری آخری تحریر نصف
سے بھی [illegible] آپنے اس شرط کا جو اس مباحثہ سے پہلے بانی [illegible] اور آپکی بعض تحریرات میں مقرر ہو چکی تھی۔ کہ فریقین [illegible] سوال و جواب لکھیں۔

یا جتنب فریق ثانی کے سامنے تحریرات دیکھی ہے۔ نمائیاں اور علیحدگی میں نہ لکھیں۔ اس شرط پر ہماری طرف سے پورا عمل ہوا۔ اور باقی نصف تحریر کو آپکے وکیل کے سامنے ایک جلسہ میں لکھکر اسکے ہر یک صفحہ پر اسکا دستخط کرایا گیا۔ مگر آپنے اس شرط کو بھی توڑا۔ اور اپنے حرم سرا میں بیٹھکر آخری تحریر کو لکھا۔ اسپر بذریعہ تحریر آپ پر اعتراض کیا گیا۔ تو آپنے اپنے خط مورخہ یکم اگست ۱۸۹۱ء میں یہ عذر پیش کیا کہ آپکے آدمی کو کہا گیا تھا کہ جسطرح تمہاری مرضی ہو لکھا جاوے۔ انہوں نے منظور کیا کہ میں باہر بیٹھتا ہوں آپ گھر میں بیٹھکر لکھیں۔ ورنہ خیال رکھیا کہ آپکا معاہدہ ہمسے مستحکم تھا۔ ہمارے آدمی کو لہذا اسکے فسخ کرنے کا اختیار اسکو ہرگز نہ تھا۔ (۵) اسی مباحثہ کی شرطوں میں مقرر ہو چکا تھا۔ کہ جب تک اسکو پرنٹ شدہ کا تصفیہ نہ ہو تحریرات فریقین چھپی اور فریقین اپنی اپنی تحریر کی نقل فریق مقابل کو دیں۔ آپنے اس شرط کا بھی خلاف کیا۔ اور اپنی آخری تحریر کی نقل دینے سے انکار کیا۔ اور مباحثہ کو بلا فیصلہ و اتمام ہونے کیا۔ پہلے تو آپنے سب کے سامنے یہ وعدہ کیا کہ ہم نقل آپکے پاس بھیجدینگے جو شاید خوف حاضرین مجلس سے ہوا تھا۔ اور دل میں اسکے انکار کا قصد نہ تھا۔ اور جب دوسرے دن بذریعہ رقعہ نقل کا آپ سے مطالبہ ہوا تو آپنے اس عذر کے ساتھ نقل دینے سے انکار کیا کہ تمنے شروط مقررہ کا جلسہ میں خلاف کیا تھا۔ اسلئے تمکو اب یہ حق نہیں ہے کہ ہم کو نقل دیکھنے اور بحکم دروغ گورا حافظہ نباشد۔ یہ نہ سوچا کہ اگر بقول آپکے ہم نے شرط کو توڑا تھا تو پہلے ہی دن سے توڑا یا خاص تحریری جلسہ میں وعدہ نقل دینے سے پہلے توڑا تھا اور وعدہ اسکے بعد ہوا۔ پھر وہ وعدہ اس جرم متقدم سے کیونکر واجب الایفا نہ رہا۔ اور نیز بحکم اسی مثل مشہور ازالہ کے صفحہ ۸۶۳ میں اس نقل نہ دینے کی یہ وجہ کیوں بیان کی کہ جس حالت میں یہ عاجز بحث تمہیدی ختم کر چکا تھا۔ تو پھر مولوی صاحب کو تحریر جواب کا کیوں موقع دیا جاتا۔ اگر وہ جواب تحریر کرتے تو پھر میری طرف سے بھی جواب الجواب چاہیئے تھا۔ اس صورت سے یہ سلسلہ کب اور کیونکر ختم ہوتا۔ اسوجہ بیان کے وقت آپنے یہ بھی نہ سوچا کہ تمہیدی بحث کو ختم کرنیکا صرف آپکو اختیار نہ تھا جب تک آپکا مخاطب جسکی رضا پر آپنے اہتمام بحث کا [illegible] رکھا تھا اختتام [illegible] مشتاق گذری اور انہوں نے [illegible] تھا۔ اور اس نقل نہ دینے سے بہت سے لوگوں پر جو آپکے معتقد تھے یہ امر کھل گیا تھا کہ آپ اس تحریر کی جواب سے ڈرتے ہیں اور جواب الجواب دینے سے عاجز ہیں۔ اور اسیوجہ سے مباحثہ کو بند کر چکے ہیں۔ ایک بھاری وجہ آپکے معتقدین کے منحرف ہو جانیکی یہ بھی ہے۔ کہ آپنے اس مباحثہ کے بعد ایک یہ سفید جھوٹ اخبار نور افشاں لودہانہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء میں۔ اور پھر اپنے رسالہ کے صفحہ اخیر میں شائع کر دیا۔ کہ مولوی محمد حسین اپنی دلخراش طرز بحث کی شامت سے لودہانہ سے شہر بدر کئے گئے ڈپٹی وال اور علیشاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لودہانہ نے بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر آپکو ریل پر سوار کرا دیا۔ لیکن اس عاجز کی نسبت کوئی حکم اخراج صادر نہیں ہوا بلکہ میری چٹھی کے جواب میں صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ لکھا ہے کہ آپکو بابت قانون سرکاری لودہانہ میں ٹھہرنے کے لیے وہی حقوق حاصل ہیں جیسا کہ دیگر رعایا تابع قانون سرکاری کو حاصل ہیں۔ اس بیان میں کادیانی نے دو جھوٹ بولے ہیں۔ ایک یہ کہ ابو سعید محمد حسین بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ سے نکالے گئے اور ریل پر پہونچائے گئے۔ دوسرا یہ کہ اس قسم کا حکم لدہانہ سے چلے جانے کا آپکی نسبت کوئی نہیں ہوا۔ دوسرا جھوٹ تو آپکے نام کی اسی چٹھی صاحب ڈپٹی کمشنر سے ثابت ہے۔ کہ ایسا قسم کا حکم اخراج نہ ہوتا تو آپ اپنی چٹھی میں اپنے والد کی خدمات کا عذر پیش کر کے اپنے لئے قیام لودہانہ کی اجازت کیوں چاہتے اور صاحب ڈپٹی کمشنر آپکو یہ اجازت کیوں دیتے۔ دوسرا جھوٹ انکا اس ڈاک سے ثابت ہوتا ہے۔ جو خاکسار کے نام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہانہ کی طرف سے بجواب اس چٹھی خاکسار کے جس میں خاکسار نے مضمون نور افشان دیکھکر انسے دریافت کیا تھا کہ آیا واقعی کوئی حکم ایسا میری نسبت ہوا ہے موصول ہوا جسکی نقل یہ ہے۔

From

19th Septr No. 1695

J. C. Brown Esqr Deputy Comr
Ludhiana

To Moulvi Abusaid Mohd Husain
Editor Ishaat-ssunah

Moulvi Mohd Husain is informed in reply to his petition Dated 16th Instant that enquiries show [illegible] escorted to railway-station by order of the Deputy Comr.

مولوی محمد حسین کو بجواب
انکی درخواست مورخہ ۱۶ ماہ
حال کی اطلاع دیجاتی ہے
کہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ
ڈپٹی کمشنر کے حکم سے ریلوے سٹیشن تک
نہیں پہنچائے گئے

مباحثہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر نمبر اول از جانب گلابی

مین آپ کے چند عقائد و خیالات پر بحث کرنا چاہتا ہون مگر اس سے پہلے چند اصول کی تمہید ضروری ہے آپ اجازت دین تو مین اون اصول کو پیش کرون۔

۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء ابو سعید محمد حسین

تحریر نمبر اول از جانب قادیانی

آپکو اجازت ہے بخوشی[1] پیش کرین لیکن اگر یہ عاجز مناسب سمجھیگا تو آپ سے بھی چند اصول تمہیدی دریافت کریگا۔

۲۰ جولائی سنہ ۹۱ء مرزا غلام احمد

---

[1] یہان تو ان اصول کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ خود بھی اس قسم کے سوال پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ مگر اب بعد از فرار و شکست یابی ان اصول کو بیہودہ و لایعنی کہا جاتا ہے۔ ناظرین اس سے ان حضرات کے صدق و انصاف کا اندازہ کرین۔

تحریر نمبر دوم از جانب خاکسار

میرے ان اصول کو جنکو مین رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۲ مین بیان کر چکا ہون۔ اور انکو آپکے حواری حکیم نورالدین نے تسلیم کیا ہے۔ آپ بھی تسلیم کرتے ہین یا کسی اصول کی تسلیم مین عذر ہے۔

۲۰- جولائی (ابوسعید محمد حسین) ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر دوم از جانب قادیانی

مجھے ان اصولون کی اطلاع نہین مجھے بتلائے جائین تب انکی نسبت اطلاع دونگا۔

۲۰- جولائی (غلام احمد) ۱۸۹۱ء

ملہ قولہ اطلاع نہین یہ محض کذب ہے اور ممکن نہین کہ آپ نے ان اصول کو نہ دیکھا ہو۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ و ۲ و ۳ جلد ۱۳۔ آپکے پاس پہنچا اور وہ آپکے جواب و خطاب مین ہے، پھر کیا امکان تھا کہ آپ اس رسالہ کو نہ دیکھتے۔ آپنے اپنے خط نمبری ۹ مورخہ ۲۰- اپریل ۱۸۹۱ء مین میرے ان اصول کو لغو قرار دیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ کو ان پر اطلاع ہوئی ہے۔ نہوتی تو آپ انکو لغو نہ لکھتے۔ اور اگر اس کے جواب مین آپ کہین کہ ہمنے قبل از اطلاع انکو لغو لکھا تھا۔ تو اس سے آپ کی اور ایمانداری اور راست شعاری و حق طلبی ثابت ہوتی ہے۔ کہ ایک امر کو قبل از علم لغو لکھدیا۔ بہر حال آپکے اس قول سے آپ کی راستی و حق طلبی کو بٹہ لگتا ہے۔

تحریر نمبر سوم از جانب [illegible]

وہ اصول یہ ہین جو رسالہ مین پڑھ کر سنائے جاتے ہین۔ ان اصول مین سے جس اصول کی نسبت آپکو تسلیم یا عدم تسلیم ظاہر کرنا ہو آپ ظاہر کرین چونکہ رسالہ چھپا ہوا ہے لہذا ان اصول کے دوبارہ تحریر مین لانے کی حاجت نہین۔ آپ ایک ایک اصول پر یکے بعد دیگرے کلام کرین۔

۲۰ جولائی ابوسعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر سوم از جانب قادیانی

کتاب اہلسنت کی [illegible] تحریر ہونے مین میرا یہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے۔ جس امر مین احادیث نبویہ کے معنے جو کئے جاتے ہین۔ کتاب کی مخالف

ملہ آپنے رسالہ پڑھنے سے روکدیا۔ اور یہ کہاکہ رسالہ مجھے دیدین مین خود ان اصول کو دیکھنا۔ اور انکی نسبت اپنی رائے لکھتا ہون۔

۵۲ تو اسمعنے کئے جاتے ہین۔ معنے حدیث سے سوال نہ تھا صرف صحت حدیث سے سوال تھا۔ جو الفاظ سے متعلق ہے نہ معانی سے۔ معانی ہمیشہ الفاظ کے تابع ہوتے ہین۔ جس حدیث کے الفاظ صحیح ہون اسکے معنے صحیح ہو سکتے ہین۔ اور وہ قرآن شریف کے موافق ومطابق کئے جا سکتے ہین۔ اور جس حدیث کے الفاظ غیر صحیح ہون اسکے معنے باوجودیکہ بجائے خود صحیح ومطابق قرآن ہون قابل اعتبار نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے الفاظ کی تابع ہو کر غیر صحیح و نا قابل اعتبار سمجھے جاتے ہین۔

واقع نہون تو وہ معنے بطور حجت شرعیہ کے قبول کئے جاینگے۔ لیکن جو معنے نصوص بینہ قرآنیہ سے مخالف واقع ہونگے۔ اون معنون کو ہم ہرگز قبول نہین کرین گے۔ بلکہ جہانتک ہمارے لئے ممکن ہو گا ہم اوس حدیث کے ایسے معنے کرین گے جو کتاب اللہ کی نص

لہذا ہر ایک منصف وطالب حق کا فرض ہے کہ جب وہ کسی حدیث سے تمسک کرنا چاہے تب پہلے اسکی صحت الفاظ کی تحقیق کرے۔ پھر اسکی معانی کیطرف رجوع کرے۔ جو بصورت صحت الفاظ صحیح وموافق قرآن ہو سکتے ہین۔ قادیانی نے جو بحث صحت الفاظ کو چھوڑکر پہلے ہی سے صحت معانی کی طرف رجوع کیا ہے۔ تو اس سے اسکا مقصود احقاق حق نہیں ہے بلکہ بحث سے خروج اور احقاق حق سے گریز اسکا مقصود ہے۔ ناظرین اسی ایک امر کو توجہ سے ملاحظہ کرین گے تو اس سے قادیانی کے خروج از مبحث وشکست وفرار کا یقین کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جو لوگ قادیانی کے اس جواب کو (جس سے بڑھکر اسنے تمام مباحثہ مین ہمارے اصل سوال کا جواب نہین دیا) ہمارے سوال کا کافی جواب سمجھتے ہین۔ وہ اس منصفانہ اصول کو توجہ سے پیش نظر رکھین تو یقین کرین کہ قادیانی نے ہمارے سوال کا شروع مباحثہ سے اخیر تک جواب نہین دیا۔ ہمارا سوال صحت الفاظ حدیث سے ہے۔ اسکا جواب صحت معانی کے متعلق ہے۔ ونیز اسکا جواب ایک شرطی جواب ہے کہ "اگر کسی حدیث کے معنے قرآن کے موافق پائینگے تو اسکو صحیح سمجھینگے ورنہ موضوع قرار دین گے" اور ہمارا مطلوب قطعی جواب ہے۔ جو "اگر" اور "مگر" سے ادا نہین ہوتا۔ اور وہ یہ بتصریح چاہتا ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کی احادیث (خواہ انکو اس شرطی اصول روایت مجوزہ قادیانی سے پرکھا جائے یا اصول روایت مجوزہ محدثین سے) سب کے سب صحیح ہین یا نہین ہین اور یہ جواب

ہین کے موافق ومطابق ہون۔ اور اگر ہم کوئی ایسی حدیث پائین گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی۔ اور کسی صورت سے ہم اوسکی تاویل کرنے پر قادر نہین ہوسکینگے تو ایسی حدیث کو ہم موضوع قرار دین گے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون یعنے تم بعد اللہ اور اوسکی آیات کی کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ اس آیت مین صریح اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ اگر قرآن کریم کسی امر کی نسبت قطعی اور یقینی فیصلہ دیوے یہانتک

تحریر دوم

مرزا کی کلام مین اول سے آخر تک صاف وصریح طور پر پایا نہین جاتا بلکہ جابجا اس کے بیان سے گریز وفرار وخروج از بحث پایا جاتا ہے جسکی یہ پہلی دفعہ ہے۔

تو یہ [illegible] آپ نے اپنے جوابات مین خاصکر صحیح بخاری ومسلم کی نسبت بھی تصریح ظاہر فرما چکے ہین۔ ناظرین آپ کے اقوال اور ہمارے نوٹون کو توجہ سے دیکھتے جائین اور پھر انصاف سے کہین کہ آپ بخاری ومسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتے ہین۔ اور آپ کا اقرار اشتہار یکم اگست ۹۱ء کہ مین صحیحین کو مسلم وصحیح مانتا ہون اور بخاری کو اصح الکتب

۵۳ آیہ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون کا ترجمہ قادیانی نے جو ان الفاظ سے کیا ہے کہ ”تم بعد اللہ اور اسکی آیات کی کس حدیث پر ایمان لاؤ گے“ تو اس مین حاضرین جلسہ اور اپنے بے علم اتباع کو یہ جتانا چاہا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے حدیث نبوی کا حکم خود قرآن مین یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ آیات قرآن کے ہوتے کسی حدیث نبوی کو نہ مانو اور اس سعے کے بیان سے اپنا ملحد ومحرف قرآن ہونا ثابت کر دکھایا ہے قادیانی کے اتباع مین اگر ایک ذرہ بھی فہم وانصاف ہو تو وہ صرف اسی جرأت کی نظر سے اسکو پورا ملحد ومحرف قرآن سمجھ لین۔ اور اسکے اتباع سے دست بردار ہو جائین۔ اس آیہ مین لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی اور الہام الٰہی ہے ہرگز مراد نہین ہے بلکہ حدیث کے لغوی معنے (بات چیت) مراد ہے جسکو اصطلاحی معنے

کہ اس فیصلے مین کسی طور سے شک باقی نہ رہ جاوے۔ اور مسئلہ اچھی طرح کھلجاوے

تو پھر بعد اسکے کسی ایسی حدیث پر ایمان لانا جو صریح اسکے مخالف پڑی ہے مومن کا کام نہین ہے

ضمیمہ نمبر ۱۹

حدیث نبوی وحی خفی سے یہان تعلق نہین۔ اللہ تعالےٰ اس آیہ مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ لوگ خدا کی آیات کو چھوڑ کر اور کس بات پر ایمان لاینگے۔

اس بات سے خاص کر آنحضرت صلعم کی حدیث مراد ٹھرانا یا اس بات سے عام باتین مراد ٹھرا کر آنحضرت صلعم کی حدیث کو انمین داخل و شامل سمجھنا اس اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی حدیث وحی خفی والہام الٰہی اور معنیً آیات اللہ مین داخل نہین جسپر کوئی مسلمان جرأت نہین کرسکتا۔ اور قرآن مجید کی وہ آیات جنمین ارشاد ہے کہ آنحضرت صلعم

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ (الحشر ع ۱)
ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم ع ۱)

جو کچھ تمہین رسول دیوے (یعنے فرماوے) اسکو قبول کرو اور جس سے روکین اسسے باز آؤ اور ارشاد ہے آنحضرت صلعم جو کچھ (دین مین) فرماتے ہین وہ وحی ہی کہتے ہین اپنی خواہش نفس سے نہین کہتے

اس اعتقاد کے کذب وضلالت ہونے پر شاہد عدل ہین۔

قادیانی نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۳۳۵ وصفحہ ۳۴۱ وصفحہ ۶۱۰ مین خود اقرار کیا ہے۔ کہ قرآن کے کوئی معنے عام محاورہ قرآن کے مخالف اپنے دل سے گھڑ لینا الحاد وتحریف ہے۔ اسکے اس اقرار وشہادت سے بھی اسکی اس جرأت کا کہ یہ قرآن کے لفظ حدیث سے حدیث نبوی مراد ہے۔ الحاد وتحریف ہونا ثابت ہے کیونکہ قرآن مجید کے جس مقام مین لفظ حدیث استعمال ہوا ہے اس سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی کہلاتی ہے مراد نہین ہے۔ بلکہ اس سے حدیث کے لغوی معنے بات مراد ہے

قرآن مجید مین یہ لفظ مختلف صور تو نہین (حدیث۔ الحدیث۔ حدیثاً) سے

پھر آیا ہے عاتی حدیث بعدہ یؤمنون ان دونون آیتون کے ایک ہی معنی ہین اس لئے اس جگہ تشریح کی فرصت نہین۔ سو آیات متذکرہ بالا کے رو سے ہر ایک مومن کا یہی مذہب ہونا چاہئے کہ وہ کتاب اللہ کو بلا شرط اور حدیث کو شرطی طور پر حجت شرعی قرار دیوے اور یہی میرا مذہب ہے۔ اور آپ کے دوسرے امر مندرجہ

بائیس مقام مین وارد ہے۔ جو نقشہ ذیل مین بیان کئے جاتے ہین۔

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۱	نساع ۲	حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ	آیات قرآن سے انکار و ہنسی کرنیوالون کے ساتھ نہ بیٹھو یہانتک کہ وہ کسی اور بات [illegible]
۲	انعام ع ۸	ایضاً	ہماری آیتون مین ٹٹول کرنے والون سے منہ پھیرو یہانتک کہ وہ اور بات مین ٹٹول کرین۔
۳	اعراف ع ۲۳	فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔	ہماری بات کو چھوڑ کر کس بات مین ایمان لاوین گے۔
۴	کہف ع ۱	ان لم یومنوا بهذا الحدیث اسفاً	شاید تو افسوس سے اپنا گلا گھونٹ ڈالیگا کہ وہ اس بات پر ایمان نہین لاتے۔
۵	طہ ع ۱	هل اتاک حدیث موسیٰ	کیا تجھے موسی کی بات (یعنے حکایت) پہنچی ہے۔
۶	لقمن ع ۱	ومن الناس من یشتری لهو الحدیث	بعض ایسے لوگ ہین جو کھیل کی باتین (یعنے قصے کہانیان) خریدتے ہین۔
۷	احزاب ع ۷	ولا مستانسین لحدیث	آنحضرتؐ کے گھر مین آپس مین کی باتون مین جی لگاتے نہ ٹھہرے رہو۔

صفحہ ۱۹۔ اشاعۃ السنۃ کی نسبت علیحدہ جواب کی ضرورت نہین کیونکہ اسکا جواب اسمین آگیا ہے یعنے جوامر قول یا فعل یا تقریر کے طور پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احادیث مین بیان کیا گیا ہے ہم اس امر کو بھی اسی محک سے آزمائینگے۔ اور دیکھینگے کہ حسب آیۃ شریف فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون وہ حدیث قولی یا فعلی قرآن کریم کی کسی صریح

نمبر	مقام	آیۃ قرآن	ترجمہ
۸	زمر ع ۲	اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا۔	خدائے تعالے نے اچھی بات اُتاری کتاب آپسمین ملتی۔
۹	جاثیہ ع ۱	فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون	پھر اللہ اور اسکی آیات کو چھوڑ کر کس بات پر ایمان لائینگے
(یہ وہ آیت ہے جسکے ترجمہ مین قادیانی نے تحریف والحاد سے کام لیا ہے)			
۱۰	ذاریات ع ۲۔	ھل اتاک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین	تجھے ابراہیم کے معزز مہمانون کی بات پہنچی ہے۔؟
۱۱	طور ع ۲	فلیأتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین۔	وہ بیچ ہین تو ایسی ہی کوئی بات لے آوین۔
۱۲	واقعہ ع ۱	افبھذا الحدیث انتم مدھنون	کیا اس بات مین تم سُستی کرتے ہو
۱۳	نجم ع ۳	افمن ھذا الحدیث تعجبون	کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو۔
۱۴	القلم ع ۱	ذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث۔	چھوڑدے مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والون کو۔
۱۵	مرسلت ع ۲	فبای حدیث بعدہ یؤمنون	اسکو چھوڑ کر کس بات پر ایمان لائینگے۔
۱۶	نازعات ع ۱	ھل اتاک حدیث موسیٰ	کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی۔
۱۷	بروج ع ۱	ھل اتٰک حدیث الجنود	کیا تجھے لشکرون کی بات پہنچی۔

احمدیہ شیا یتہ سے مخالف تو نہین۔ اگر مخالف نہین ہوگی تو ہم بسر و چشم اوسکو قبول کرین گے
اگر بظاہر مخالف نظر آئیگی تو ہم حتی الوسع اوسکی تطبیق اور توفیق کے لئے کوشش کرین گے

ترجمہ	آیہ قرآن	مقام	نمبر
کیا تجھے ڈھانکنے والی (یعنی قیامت) کی بات پہنچی۔	هل اتٰك حديث الغاشيه	غاشیہ ع ۱	۱۸
اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکینگے۔	ولا يكتمون الله حديثاً	نساء ع ۶	۱۹
انکو کیا ہو گیا کہ یہ ایک بات بھی سمجھنے نہین لگتے۔	فما لهؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثاً	نساء ع ۱۱	۲۰
یہ (قصہ یوسف) بناوٹی بات نہین۔	ما كان حديثاً يفترى	یوسف ع ۱۱	۲۱
جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات۔	واذ اسر النبي الى بعض ازواجه حديثاً	تحریم ع ۱	۲۲

ان مقامات مین سے کسی جگہہ لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی والہام الٰہی ہوتی ہے مراد نہین۔ آخری آیہ مین گو حدیث کی نسبت آنحضرت صلعم کیطرف ہوئی ہے۔ مگر اس سے بھی اصطلاحی حدیث نبوی وحی الٰہی مراد نہین۔ بلکہ لغوی حدیث بات مراد جو آنحضرت صلعم نے صرف اپنے جی سے (نہ وحی الٰہی) سے ایک بی بی کو کہدی تھی۔ کہ مین اپنے حرم ماریہ قبطیہ کے پاس نہ جاؤنگا۔ یا ایک بیوی کے پاس جاکر شہد نہ پیونگا۔ جو خدا تعالےٰ کو پسند نہ آئی۔ اور اسپر یہ آیت اتری کہ اے نبی تو خدا کے حلال کو حرام کیون کرتا ہے۔

اس عام محاورہ قرآن کے مخالف قادیانی کا قرآن کے لفظ حدیث سے حدیث نبوی مراد لینا اپنے اقرار و اصول کے مطابق الحاد و تحریف قرآن کا مرتکب ہونا ہے قادیانی کے اتباع اس الحاد و تحریف پر بھی اسکی اتباع سے دست بردار نہون اور اسکی ایسی

اور اگر ہم باوجود پوری پوری کوشش کے اس امر تطبیق مین ناکام رہینگے اور صاف کھلے کھلے طور پر ہمین مخالفت معلوم ہوگی تو ہم افسوس کے ساتھ ایسی حدیث کو ترک کر دینگے۔ کیونکہ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے مرتبہ اور پایہ کو نہین پہونچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اسکے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے مین وہ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے جو احادیث کے اہتمام کو اوس سے کچھ نسبت نہین۔ اکثر احادیث غایت درجہ مفید ظن[1] ہے۔ اور ظنی نتیجہ کے منتج ہین اور اگر کوئی حدیث تواتر کی درجہ پر بھی ہو تاہم قرآن کریم کی تواتر سے اوسکو ہرگز مساوات نہین بالفعل اسیقدر لکھنا کافی ہے۔

۲۰ - جولای　　　راقم خاکسار غلام احمد　　　۱۸۹۱ء

تحریر نمبر [illegible] از جانب [illegible]

آپ کی کلام مین میرے سوال کا صاف اور قطعی جواب نہین[2] ہے۔ اپنی قبولیت

تفسیر قرآن کو حقائق و معارف سمجھکر اسکو مجدد لکھین تو پھر انکی ہدایت کی کوئی صورت وامید نہین ہے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فالہ من نور۔ ومن یضلل یہ یجد اللہ۔

[1] قولہ مفید ظن۔ یہ ظنی ہونی احادیث سے تعرض اجنبی ہے۔ ظنی یا قطعی ہونے احادیث سے سوال نہتا صرف صحت و یا عدم صحت احادیث سے سوال تہا۔ لہذا جواب مین صرف صحت یا عدم صحت کا بیان چاہئے نہ ظنیت و قطعیت کی بحث یہ دوسری دفعہ آپنے بحث سے خروج کیا۔

[2] قولہ قطعی جواب نہین۔ مرزا قادیانی کی تقلید و محبت مین اندھے اور کانے حواری مرزا کے جواب کو قطعی جانتے اور ہمارے انکار قطعیت پر حیرت ظاہر

احجیت حدیث یا سنت کی ایک شرط بتائی ہے۔ یہ ظاہر نہین کیا کہ یہ شرط اوس حدیث یا سنت مین جو کتب حدیث خصوصًا صحیحین مین (جنکا ذکر اصل سوم مین ہے) پائی جاوے متحقق ہے یا نہین۔ وبناءً علیہ وہ حدیث یا سنت جو ان کتب مین ہے شرعی حجت ہے یا نہین۔ علاوہ بران اس کلام مین آپنے جو شرط حجیت وقبولیت بیان کی ہے وہ شرط قانون درایت نہ قانون روایت۔ اب آپ بیان کرین کہ اصول رعایت کی رو سے کتب حدیث خصوصًا صحیحین جنکا ذکر اصل سوم مین ہے مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون کی احادیث بلا وقفہ ونظر واجب العمل والاعتقاد ہین۔ یا ان کتابون مین ایسی احادیث

کرتے ہین۔ جسکا سبب یہ ہے کہ علم سے تو پہلے ہی سے عاری وبے بصیرت تھے۔ رہا فہم سو مرزا کی بیعت کرکے اسکی نذر کر چکے ہین۔ لہذا وہ اسقدر نہین سمجھ سکتے کہ لفظ "اگر" حرف شرط ہے اور یہ حرف شرط مرزا کے جواب مین موجود ہے جو [illegible] اسکو قطعی نہین ہونے دیتا۔ جواب قطعی وہ ہوتا ہے جسمین بغیر کسی شرط کے "ہست" یا "نیست" کا بیان ہو۔ لہذا ہمارے سوال کا جواب قطعی یہ ہے کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح ولائق عمل ہین۔ یا سب کی سب غیر صحیح وموضوع ہین یا بعض صحیح اور بعض غیر صحیح جسکا مرزا کی کلام مین اول سے آخر تک کہین نام ونشان نہین ہے۔

۵ یہان سے خاکسار نے اصل سوم (منجملہ اصول مندرجہ صہ ۱۹ اشاعۃ السنۃ) کو شامل بحث کر دیا ہے۔ اور آئندہ سوالون وجوابون مین خاصکر صحیحین کی حدیثون سے بحث کی ہے۔

۶ اس سوال وجوب اعتقاد کی بنا امام ابن الصلاح اور اون کے موافقین کے مذہب پر ہے جو احادیث صحیحین کو قطعی نظری جانتے۔ اور موجب اعتقاد سمجھتے ہین۔ مگر اس مقام مین اس مذہب کی حمایت وتائید مقصود نہین۔ ہماری بحث صرف صحت اعتقاد ایرث

بھی ہین۔ جنپر بلا تحقیق صحت بحسب اصول روایت عمل و اعتقاد جائز نہین۔

۲۰ جولای ابوسعید محمد حسین سنہ ۹۱

تحریر نمبر چہارم از جانب قادیانی

مولویصاحب کا جواب سُنکر مین عرض کرتا ہون۔ کہ میرے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک حدیث خواہ وہ بخاری کی ہو یا مسلم کی۔ اس شرط سے ہم کسی خاص معنون مین جو بیان کئے جاتے ہین قبول کرینگے۔ کہ وہ حدیث اون معنون کے رو سے قرآن کریم کے بیان سے موافق و مطابق ہو۔ اب آپکے زبانی بیان سے معلوم ہوا کہ آپ یہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ اصول روایت کے رو سے کتب حدیث خصوصاً صحیحین مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون کی احادیث بلا وقفہ واجب العمل والاعتقاد ہین

صحیحین مین ہے اسکو آپ قطعی صحت مانین خواہ ظنی۔ قادیانی نے جملہ احادیث صحیحین کی ظنی صحت کا بہی نہ اقبال کیا نہ صاف انکار۔ اور ہمارے اس سوال کے جواب مین قطعی صحت سے انکار کی بحث کو چہیڑ دیا اور خروج از بحث کیا جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۲۷ مین ہوگا۔

سطہ یہان سے آپ بخاری و مسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انکی احادیث کو موضوع قرار دینے پر آمادہ ہو بیٹھے ہین بخاری و مسلم پر آپ کا یہ پہلا کھلم کھلا حملہ ہے۔

حملہ ۱

سطہ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ نے میرے سوال کا مطلب سمجہ لیا ہے مگر افسوس اخیر بحث تک اسکا قطعی جواب نہ دیا جو کچہ کہا اسمین خروج از بحث کہا حواشی صفحہ آیندہ ملاحظہ ہون

یا ان کتابون مین ایسی حدیثین بھی ہین جنپر عمل واعتقاد جائز نہین - اس کا جواب
میری طرف یہ ہے کہ چونکہ حدیثون کا جمع ہونا ایسے یقینی اور قطعی طور سے نہین ہے*
جس سے انکار کرنا کسی طور سے جائز نہو اور جسپر ایمان لانا ایسے پایہ اور مرتبہ کا ہو
جیسا کہ قرآن کریم پر ایمان لانا - لہذا ہمارا یہ مذہب ہرگز ایسا نہین ہے کہ روایت کے
روسے بھی حدیث کو وہ مرتبہ یقین دین جیسا کہ ہم قرآن کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے
ہین - ہم پہلے بیان کر چکا ہون کہ حدیثین غایت کار مفید ظن ہین تو ہم کیونکر روایت
کے رو سے بھی اونکو وہ مرتبہ دے سکتے ہین جو قرآن کریم کا مرتبہ ہے جس طور سے
حدیثین جمع کی گئی ہین اوس طریق پر ہی نظر ڈالنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ
ہرگز ممکن نہین [illegible] ہین کہ جو
قرآن کریم پر ایمان لاتے ہین مثلاً اگر کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی ہے لیکن قرآن
کریم کے کھلے کھلے منشار سے برخلاف ہے تو کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہین ہوگا
کہ ہم اوسکی مخالفت کی حالت مین قرآن کریم کو اپنے ثبوت مین مقدم قرار دین - پس آپکا
یہ کہنا کہ احادیث اصول روایت کے رو سے ماننے کے لائق ہین یہ ایک دھوکہ
دینے والا قول ہے کیونکہ ہمین یہ دیکھنا چاہئے کہ حدیث کے ماننے مین جو مرتبہ یقین کا

۵۱ یہ میرے سوال کا (جسکو آپ خود نقل وبیان کر چکے ہین) جواب نہین ہے اس طولانی
جواب کا خلاصہ دو امر کا بیان ہے جو خارج از بحث ہین - امر اول یہ کہ احادیث
صحیحین قرآن کے برابر قطعی ویقینی صحیح نہین ہین جسکے بیان مین قادیانی نے تیسرے
دفع خروج از بحث کیا - امر دوم یہ کہ جو حدیث صحیحین قرآن کے موافق نہو وہ لائق
قبول نہین ہے جسکے بیان مین قادیانی نے چوتھی دفعہ خروج از بحث کیا - ناظرین
اس جواب کو غور سے ملاحظہ فرمائینگے تو اسمین ان دو امرون خارج از بحث کے بیان و
۵۲ سینے اصول روایت سے احادیث کی صحت کو لائق تسلیم کہا ہے جو الفاظ سے

خروج دفعہ ۳
خروج دفعہ ۴

ہمین حاصل ہے وہ مرتبہ قرآن کریم کے ثبوت سے ہم وزن ہے یا نہین اگر یہ بات ہوجاوے
کہ وہ مرتبہ ثبوت کا قرآن کریم کے مرتبہ ثبوت سے ہم وزن ہے تو بلا شبہ ہمین اسی پایہ
پر حدیث کو مان لینا چاہئے۔ مگر یہ تو کسی کا بھی مذہب نہین تمام مسلمانونکا یہی مذہب
ہے کہ اکثر احادیث مفید ظن ہین والظن لا یغنی من الحق شیئاً مثلاً اگر کوئی شخص اس قسم کی

متعلق ہے معانی کی تسلیم یا عدم سے میری کلام مین اول سے آخر تک کہین تعرض
نہین ہوا۔ پھر دھوکہ دینے والا قول کس شخص کا ہے ہمارا یا آپکا۔ آپ بار بار معانی احادیث
کو مخالف قرآن قرار دیکر اسکو ساقط الاعتبار ٹھراتے اور ناواقف مسلمانون کو دھوکہ
دینا چاہتے ہین ہم پہلے ہی (حاشیہ ۔۔۔ صفحہ ۔۔۔ مین) کہہ چکے ہین۔ اور آپ پھر کہتے
ہین کہ معانی [illegible] الفاظ صحت ثبوت
کو پہنچ جاوین اسکے معنے قرآن کے موافق و مطابق ہو سکتے ہین۔ اور بناءً
علیہ کسی حدیث سے تمسک کرنے والے کا پہلا فرض یہ ہے کہ اس حدیث کی لفظی
صحت و ثبوت کی تحقیق مین کوشش کرے۔ اور جب اسکی صحت ثابت و متحقق
ہوجائے۔ تو پھر اسکی معانی کو موافق و مطابق قرآن اور دیگر احادیث صحیحہ کرکے اسپر
عمل و تمسک کرے۔

آپ سوال صحت حدیث کے جواب مین کبھی معانی حدیث کو پیش کرتے ہین۔ کبھی
احادیث کے ظنی ہونے کو کبھی انکو پایہ ثبوت مین قرآن کے مساوی نہونے کو۔ اور بار
بار خروج از مبحث کے مرتکب ہوتے ہین۔ جو لوگ حوارین قادیانی سے خروج از
بحث اور طوالت کا الزام خاکسار پر قائم کرتے ہین وہ اس قسم کے جوابات قادیانی کو ملاحظہ کرکے

سلہ اس قول کا جواب متن (تحریر نمبری (۸)) مین دیا گیا اور ثابت کیا گیا ہے
کہ عملیات مین ظن واجب العمل ہے۔

قسم کہاوے کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہین اور تمام الفاظ وحی الٰہی سے ہین تو اس قسم کہانے مین وہ جہوٹا ہوگا اور خود حدیثونکا تعارض جو اون مین واقع ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ وہ مقامات تحریف سے خالی نہین ہین پھر کیون کر کوئی مومن یہ اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ حدیثین روایتی ثبوت کی رو سے قرآن کریم کے ثبوت سے ہم پلہ ہین کیا آپ یا کوئی اور مولوی صاحب ایسی راے ظاہر کر سکتے ہین کہ ثبوت کے رو سے جس مرتبہ پر قرآن کریم ہے اسی مرتبہ پر حدیثین بھی ہین - پھر جبکہ آپ خود مانتے ہین کہ حدیثین

---

۵۱ تمام الفاظ کے بعینہا منقول ہونے کا کون مدعی ہوا ہے ؟ ہان یہ دعوی ہے کہ صحیحین کی جملہ احادیث مرفوعہ متصلہ صحیح ہین سو اس پر قسم کہانے سے کوئی شخص جہوٹا نہین ہیا (اپنا یہ [illegible] ثبوت [illegible] ہماری تحریر [illegible] ملیگا) آپ تمام الفاظ کی قید لگا کر اس قسم کو جہوٹہ بنانا چاہا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے

۵۲ و۵۳ دعوی تعارض کا جواب تو ہماری تحریر ۸ مین موجود ہے - اس تعارض سے جو آپ نے تحریف کا نتیجہ نکالا ہے وہ صریح اور صاف اقرار ہے کہ آپ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتے بلکہ اونکی بعض احادیث مین وضع و تحریف واقع ہونے کے قائل ہین - یہ بخاری مسلم پر اپکا دوسرا کہلا حملہ ہے - اہلحدیث جو آپ کو اہل حدیث سمجھکر آپکے پنجہ مین پہنسے ہوئے ہین آپ کے اس دعوی تحریف کو ایمان و انصاف سے دیکھین تو آپ کو منکر صحت احادیث صحیحین جان لین اور آپ کے اس اقرار کو کہ "مین بہر وجہ تم صحیحین کو مانتا ہون اور صحیح بخاری کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب یقین کرتا اور واجب العمل جانتا ہون" جسکو آپ اونکی پرائیوٹ مجلسون اور اشتہار یکم اگست مین ظاہر کر چکے ہین - کذب و نفاق سمجھ لین - آپکا یہ اقرار تب صحیح اور دلی ہو سکتا ہے - جبکہ آپکے

حملہ ۲

اپنی روایتی نبوت کی رو سے اعلی[۵۱] مرتبہ نبوت سے گری ہوئے ہین اور غایت کار مفید ظن ہین تو آپ اس بات پر کیون زور دیتے ہین کہ اسی مرتبہ یقین پر انہیں مان لینا چاہئے جس مرتبہ پر قرآن کریم مانا جاتا ہے۔ پس صحیح اور سچا طریق تو یہی ہے کہ جیسے حدیثین صرف ظن کے مرتبہ تک ہین بجز چند حدیثون کے تو اسیطرح ہمین اونکی نسبت ظن کی حد تک ہی ایمان رکھنا چاہئے اور ہر ایک مومن خود سمجھ سکتا ہے کہ حدیثون کی تحقیقات روایتی نقص[۵۲] سے خالی نہین۔ کیونکہ اونکو درمیانی راویونکی چال چلن وغیرہ کی نسبت ایسی تحقیقات کامل[۵۳] نہین ہو سکے اور نہ ممکن تھی کہ کسیطرح شک باقی نہ رہتا۔ آپ خود اپنے

اس اقرار کے مخالف یہ تصریحات آپکے کلام مین نہ پائی جائین یا ان تصریحات سے آپ رجوع کا اشتہار دین۔

۵۱ مرتبہ اعلی نبوت وصحت کا جو قرآن کو حاصل ہے اسکا ادعا تو احادیث صحیحین کی نسبت کسی نے نہین کیا۔ ہان مرتبہ قرآن کے بعد جو اعلے مرتبہ صحت ہے اوسیکا دعوی احادیث صحیحین کے حق مین ہمنے کیا ہے اور وہی اہل اسلام مین مسلم ہے اور طرفہ یہ کہ آپ بھی منافقانہ طور پر اشتہار یکم اگست مین اسکو مان چکے ہین۔ پھر اسمقام مین صحیحین کی احادیث کو اعلی مرتبہ صحت سے گری ہوئی کہنا کیونکر صحیح ہے اقرار وتسلیم اشتہار یکم اگست منافقانہ نہین ہے تو اس مقام کے دعوی سقوط احادیث صحیحین کو واپس لین ورنہ مسلمان آپکے اوس اقرار کو یقیناً نفاق سمجھینگے۔ یہ اونکا احادیث صحیحین پر تیسرا حملہ ہے۔ حملہ ۳

۵۲ اس تحقیق کو آپکا ناقص کہنا اپنے عقل کے نقصان کا اظہار ہے اور اس اعتقاد نقصان کے ساتھ انکا اشتہار یکم اگست مین صحیحین کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنا نفاق نہین تو کیا ہے۔ یہ انکا صحیحین پر چوتھا حملہ ہے۔ حملہ ۴

۵۳ ہو سکتی کیا ہو چکی ہر گر آپ اس کوچہ سے محض نابلد ہین ہماری تحریر نمبر ۸ ملاحظہ ہو۔

مسائل اختلافیہ مین بحث چلے ہین کہ احادیث کی نسبت بعض اکابر کا یہ مذہب ہوا ہے کہ ایک ملہم شخص صحیح حدیث کو بالہام الٰہی موضوع ٹھرا سکتا ہے اور ایک موضوع حدیث کو بالہام الٰہی صحیح ٹھرا سکتا ہے۔ اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جبکہ یہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کسی کشف کے موضوع ٹھیر سکتی ہے تو پھر کیونکہ ہم ایسی حدیثون کو ہم بایۂ قرآن کریم مان لینگے ہان یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور

۵۱ اشاعۃ السنۃ مین نہ یہ تصریح ہے کہ بعض اکابر (شیخ اکبر) نے یہ بات اتفاقی احادیث صحیحین کی نسبت کہی ہے۔ اور نہ یہ تصریح ہے۔ کہ ان اکابر کی راے سے صاحب اشاعۃ السنۃ کو اتفاق ہے بلکہ اشاعۃ السنۃ میں صاف تصریح ہے کہ صاحب اشاعۃ السنۃ کو قول شیخ اکبر سے اتفاق نہین ہے چنانچہ ہماری تحریر عشرہ مین اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس قول شیخ اکبر کا صحیح محمل وہی احادیث معلوم ہوتی ہے جنکی صحت مین اختلاف ہو۔ لہذا اس عبارت اشاعۃ السنۃ کو اس مقام مین پیش کرنا مسلمانون کو دہوکھ دینا ہے۔

۵۲ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ کشف کے ذریعہ سے احادیث صحیحین کو موضوع ٹھرانے کے مدعی ہین اب آپ کی صحت احادیث صحیحین سے منکر ہونے مین کیا کسر رہگئی ہے۔ یہ احادیث صحیحین پر مرزا کا پانچوان حملہ ہے۔

کہان ہین وہ اہلحدیث جو قادیانی کو اہلحدیث سمجھتے اور پیرو حدیث خیال کرتے ہین۔ وہ قادیانی کے اس دعویٰ کو دیکھین اور پھر انصاف سے کہین کہ اہلحدیث مین کوئی اور بہی ایسا ہے کہ جو بخاری مسلم کی حدیثون کو بذریعہ کشف موضوع ٹھراتا ہو۔ اگر کہو کہ تم اور شیخ اکبر یہ بات کہہ چکے ہو تو اسکا جواب ابہی دیا گیا ہے کہ یہ محض کذب ہے۔ یہ بات نہ ہمنے کہی ہے نہ شیخ اکبر نے فرمائی ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر عشرہ

مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہین اور غالبًا اکثر انمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اوٹھا سکتے ہین کر بلاشبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین۔ جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہین نہ یقینی طور پر تو پھر یقینی طور پر اونکا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہین۔ الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثین ظنی طور پر صحیح ہین مگر جو حدیث صریح طور پر انمین سے مبائن و مخالف قرآن کریم کے واقع ہوگی وہ صحت سے باہر ہوجائیگی

مین تشریح ہوچکی ہے۔ احادیث بخاری مسلم بذریعہ کشف موضوع ٹھر سکین تو پھر دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہوگی جو کشف سے موضوع نہو سکے اس صورت مین [illegible] سب سے بڑا حملہ ہوا [illegible] کشف والہام [illegible] نبی کا کتاب اللہ وسنت پر عرض کرنا ضروری ہے باطل ہوا جسکے اہلحدیث کیا کوئی اہل اسلام قائل نہین۔

۵۱ غالبًا اور اکثر کی قیدین بتا رہی ہین کہ آپ بعض احادیث صحیحین کو نہین مانتے اور اس مقام مین آپ نے صاف وصریح یہی کہدیا ہے کہ ہم کیونکر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ وہ ساری صحیح ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر قادیانی کا چھٹا حملہ ہے۔ قادیانی کو اہلحدیث وقائل احادیث صحیحین جاننے والو! اب تو اقرار کرو کہ وہ اہل حدیث نہین اور وہ بعض احادیث صحیحین کی صحت کا منکر ہے۔

۵۲ احادیث صحیحین کو مخالف ومعارض قرآن ٹھراکر صحت سے خارج کرنے کا جواب دیا گیا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی۔ اور اسکی زیادہ تفصیل ہماری تحریر ملک مین ہوگی۔ اس قول مین قادیانی نے احادیث صحیحین پر ساتوان حملہ کیا۔ اور یہ جتا دیا ہے کہ وہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتا۔ قادیانی کو اہلحدیث اور قائل صحت صحیحین جاننے

[illegible] بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہین تھی بلکہ جس طریق سے اونہون نے حدیثون کو جمع کیا ہے اس طریق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے اور انکی نسبت یقین کا ادعا کرنا ادعای باطل ہے دنیا مین جو اسقدر مختلف فرقے اسلام مین خاصکر مذاہب اربعہ ان چارون مذہبون کے اماموں نے اپنے عملی طریق سے خود گواہی دیدی کہ یہ احادیث ظنی ہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی بہت سی حدیثین امام اعظم صاحب نے چھوڑ دی ہین۔ اور اسمین کچھ شک نہین کہ اکثر حدیثین اونکو ملی ہونگی مگر

والے اسکے اس انکار کو انصاف سے دیکھکر بھی اسکو قائل صحت صحیحین کہینگے؟

سوال چارون امام احادیث صحیحین کے جمع ہونے کے وقت کہان تھے [illegible]

[illegible] قادیانی کی اتباع مین ایک ذرہ بھی فہم و انصاف کا مادہ ہو تو اسی ایک بات پر اسکی بے علمی یا دھوکہ بازی کے قائل ہو کر اسکی اتباع سے دست بردار ہو جائین۔

یہ کیا ہے آیندہ دھوکون کو حاشیہ نمبر ۲ وغیرہ مین دیکھو۔

۳۶۲ یہہ دونو لفظ صاف بتا رہے ہین کہ قادیانی کو حضرت امام اعظم صاحب کیوقت مین احادیث صحیحین کے موجود ہونے اور امام صاحب کو انپر مطلع ہونے کا دعوی ہے۔ اور یہہ بات ظاہر ہے کہ احادیث صحیحین وہی احادیث کہلاتی ہین جو ان دونو کتابون مین موجود ہون اور ان دونو کے مصنفون (امام بخاری و امام مسلم) کے واسطہ سے آنحضرت ؐ تک پہنچی ہون۔ اور جس حدیث کی سند و روایت مین امام بخاری و امام مسلم کا واسطہ نہو وہ بخاری مسلم کیحدیث نہین کہلا سکتی۔ لہذا امام اعظم صاحب کے وقت مین ان کتب کی احادیث کے موجود ہونے و امام صاحب

اونکی راے مین وہ حدیثین صحیح نہین تھین۔ بہلا آپ فرماوین کہ اگر کوئی شخص بخاری کی کسی حدیث سے انکار کرے کہ صحیح نہین ہے جیساکہ اکثر مقلدین انکار کرتے ہین۔ توکیا وہ آپ کے نزدیک کافر ہو جائیگا۔ پھر جس حالت مین وہ کافر نہین ہوسکتا تو آپ کیونکر ان حدیثون کی روایتی نبوت کے روسے یقینی ٹھرا سکتے ہین

کوان احادیث کے پہچاننے کا دعوے کرنا ہے یہ دعوی کرتا ہے۔ کہ یہ دونو کتابین امام صاحب کے وقت مین موجود تہین۔

ناظرین اس دعوی قادیانی کو یاد رکھین اور جو ہماری تحریر نمبر ۵ کے اس اعتراض کے جواب مین کہ "آپ نہین جانتے کہ امام اعظم کب ہوئے اور صحیح بخاری کب لکھی گئی" آپ نے لکھا ہے کہ "مینے یہ کب کہا ہے کہ امام اعظم کے وقت مین صحیح بخاری موجود تہی" اسکو پڑھنے اور دیکھنے کے وقت قادیانی کے کذب وجرأت ومغالطہ کا اندازہ کرین۔

سلہ تحریر نمبری ۸ مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث صحیحین کی صحت کے منکر نہین۔ اور انکی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف رای وفہم معانی وتاویل وترجیح پر مبنی ہے۔ تعرف ایک آپ مسلمان پھر اہلسنت پھر اہل حدیث کہلاکر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئے ہین لہ صرف اس انکار کی نظر سے آپکو کافر نہین کہا گیا۔ ہان اسکا چھوٹا بہائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائیگا۔ ہماری تحریر نمبر ۳ مین حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ محدثین کے اقوال ملاحظہ ہون۔

سلہ احادیث صحیحین کو ایسا یقینی کون کہتا ہے کہ انکے انکار کفر لازم آئے۔ جمہور علماء بظن غالب انکو صحیح جانتے ہین۔ اور امام ابن الصلاح اور انکے ہم خیال نظری

صریحہ وہ یقینی نہیں ہین تو اس حالت مین اگر ہم کسی حدیث کو قرآن کریم کے مخالف پائینگے اور صریح طور پر دیکھ لین گے کہ وہ قرآن کریم سے صریح طور پر مخالف ہے اور کسی طور سے تطبیق نہین دے سکینگے تو کیا ہم ایسی صورت مین قرآن کریم کی اس آیت کو ساقط الاعتبار کر دین گے یا اسکی کلام الٰہی ہونے کی نسبت شک مین پڑینگے کیا کرینگے آخر یہی تو کرنا ہو گا کہ اگر ایسی حدیث کسی طور سے کلام الٰہی سے تطبیق نہین کہائیگی تو اوسکو بغیر خوف زید اور عمرو کے وضعی قرار دینگے۔ بلاشبہ آپکا نور قلب اس بات پر شہادت دیتا ہو گا کہ محدثین

یقینی کہتے ہین۔ لہٰذا انکے انکار سے فاسق اور مبتدع ہونا لازم آتا ہے۔ اور اس [illegible] کیونکر دعویٰ نہین ہے

۱ھ ایک حدیث صحیح دوسری حدیث صحیح کے مخالف نہین ہوتی چہ جائیکہ مخالفِ قرآن ہو۔ حدیث صحیح کو قرآن کے مخالف قرار دینا ان ہی لوگون کا کام ہے۔ جو اس حیلہ سے حدیث صحیح کو موضوع بنانا چاہتے ہین جیسا کہ آپنے کیا ہے۔ آپ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف قرآن ٹھہرا کر ساقط الاعتبار بناتے ہین۔ اور اپنا منکر احادیث ہونا ثابت کر رہے ہین جسکا جواب بھی آپکو کئی بار دیا گیا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر آٹھوان حملہ ہے۔

۲ھ بلا خوف زید و عمرو کیون کہتے ہین۔ بلا خوف خدا کہین۔ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف و معارض قرآن کہنے سے آپکی غرض یہی تھی کہ ان احادیث کو موضوع قرار دین سو آپنے حاصل و ظاہر کی ہے۔ اور آپ کے منہ سے یہ بات صاف نکل گئی کہ بخاری و مسلم کی احادیث کو آپ موضوع کہینگے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر نوان حملہ ہے۔

اپنے روایتی ثبوت کے رو سے کسی طور سے قرآن کریم سے مقابلہ نہین کر سکتین - اسی وجہ سے گو وہ وحی الٰہی ہی ہون نماز مین بجاے کسی سورت کے انکو نہین پڑھ سکتے - اور ایک نقص حدیثون مین یہ بھی ہے کہ بعض حدیثین اجتہادی طور سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اسی وجہ سے اونمین باہم تعارض ہو گیا ہے جیسا کہ ابن صیاد کے

قادیانی کو اہلحدیث و قائل صحت احادیث صحیحین جاننے والو ! - اس لفظ کو پڑھو اور بتلاؤ کہ اب بھی اسکو اہلحدیث کہو گے ؟ اور صحیحین کی صحت ماننے والا جانو گے -

۵۱ اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے - کہ حدیث عین قرآن اور وحی قطعی [illegible] واجب العمل [illegible]

حدیث عین قرآن ہے اور بجاے قرآن اسکو نماز مین پڑھ سکتے ہین - صرف یہی کہا ہے کہ حدیث قرآن کی مانند واجب العمل ہے - پھر اس بات کے کہنے سے بجز دھوکہ دہی عوام کیا فائدہ متصور ہے -

۵۲ لفظ اجتہاد سے جو مراد اپنی تحریر نمبرہ مین بیان کی ہے اوس مراد سے احادیث متعلق ابن صیاد دجال اجتہادی نہین ہو سکتین - اسکی تفصیل حواشی تحریر قادیانی نمبرہ ۸ مین ہو گی -

۲۳ و ۲۴ و ۲ [illegible] صفحہ آئندہ — احادیث صحیح مسلم مین وجود تعارض کا دعوے کرنا (جو آپکے نزدیک موضوع ہونے کی دلیل ہے) احادیث صحیح مسلم پر دسوان کھلم کھلا حملہ ہے - اور اس تعارض کا ادعا محض کذب ہے - جس حدیث مین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے وہ حدیث تمیم داری کے مخالف و معارض نہین - اور نہ کسی اور حدیث صحیح کی معارض ہے -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے قسم

دجال معہود ہونے کی نسبت جو حدیثین ہین اون حدیثون سے صریح اور صاف طور پر سلطنت ہین جو گرجا والے دجال کی نسبت ہین جس کا راوی تمیم داری ہے ۔ اب ہم ان دونو حدیثون مین سے کس حدیث کو صحیح سمجہین دونو حضرت مسلم صاحب کی صحیح مین موجود ہین ۔ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت بیان تک توقف پایا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کھا کر بیان کیا کہ دجال معہود یہی ہے ۔ تو آپ چپ رہے ہرگز انکار نہین کیا ۔ اور ظاہر ہے کہ نبی کا قسم کہانے کے وقت مین چپ رہنا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کہانا ہے ۔ اور پھر ابن عمر رضہ کی حدیث مین صریح اور صاف لفظون مین موجود ہے کہ انہون نے قسم کہا کر کہا کہ مسیح دجال معہود یہی ابن صیاد ہے ۔ اور پھر جابر رضہ نے بھی قسم کھا کر کہا کہ دجال معہود یہی ابن صیاد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون ۔ پھر ایک اور حدیث

قسم نہین کھائی کہ ابن صیاد دجال موعود ہے اور نہ آنحضرت نے اس مضمون کی قسم پر سکوت کیا ۔ اونکی قسم اور آنحضرت م کا سکوت تو صرف ابن صیاد کو دجال کہنے پر تھا ۔ جسکے معنے یہ کئے گئے ہین کہ ابن صیاد منجملہ اون تیس دجالون کے ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تہی ۔ ایسا ہی حضرت جابر رضہ کا ابن صیاد کو دجال کہنا ہے ۔ اسمین بہی یہ تصریح نہین کہ ابن صیاد دجال موعود ہے رہا حضرت ابن عمر رضہ کا ابن صیاد کو مسیح دجال کہنا سو یہ حضرت ابن عمر رضہ کا اپنا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری وغیرہ کا معارض نہین ہو سکتا ۔

۵۵ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آپنے نقل کیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ "مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونیسے ڈرتا ہون" یہ ایک سفید جہوٹھ ہے جسکا ثبوت آپ سے طلب کیا گیا تو اخیر تحریر تک کچہ نہ بتایا اور جو کہا اوسمین افترا سے کام

مسلم مین ایسی ہے جسمین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے - لیکن فاطمہ رضہ کی حدیث تمیم داری والی جو اسی مسلم مین موجود ہے صریح اسکے مخالف ہے - اب ہم ان دو نو دجالون مین سے کسکو دجال سمجھین - صدیق حسن صاحب

ف — ا

آپکا یہ دعوے ہی محض کذب ہے - کہ مسلم کی ایک حدیث مین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال موعود ابن صیاد ہی ہے - صحیح مسلم میں اس مضمون کی کوئی حدیث موجود نہین - قادیانی سے اسکا ثبوت طلب کیا گیا - تو اسنے بھی کوئی پتہ نہین دیا جس سے اسکا دعوے ثابت ہو جو کہا ایسے اسکا اور بہی کذب ثابت ہوا - اسکا مفصل بیان ہماری تحریر نمبر ۸ مین ہے

سکہ یہ محض کذب و افترا ہے اور یہ قادیانی اور اوسکی اتباع و احباب کے دجال و کذاب ہونے پر ایک روشن دلیل ہے - نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے ابن صیاد اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۴۱۶ مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونے کے باب مین صحابہ رضہ سے دو قول نقل کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاری سے احادیث جابر بن عبداللہ و عبداللہ ابن عمر و ابو سعید خدری و قسم حضرت عمر رضہ بحضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقل کی ہین - پھر صفحہ ۴۱۷ مین صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ یہ احادیث اسباب مین نص (یعنے بیان واضح) نہین کہ ابن صیاد دجال موعود ہے - پھر نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد کے باب متردد رہنا (یعنے حضرت عمر رضہ کو ارادہ قتل ابن صیاد کے وقت یہ فرمانا کہ اگر ابن صیاد دجال موعود ہے تو تجہے اسکے قتل پر قدرت نہوگی - اور اگر یہ اور ہے تو اسکا قتل کرنا

جیساکہ میرے ایک دوست نے بیان کیا ہے ابن صیاد کی حدیث کو ترجیح دیتے

اچھا نہین) تمیم داری کا قصہ سننے سے پہلے تھا - اور پھر جب تمیم داری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسکا حال سن لیا تو آپکو یقین ہوگیا کہ دجال موعود وہی شخص ہے جو جزیرہ مین محبوس ہے - اور تمیم داری اُسکو دیکھ آیا ہے - پھر حدیث تمیم داری کی نسبت فتح الباری سے نقل کیا ہے - کہ اس حدیث کی راوی صرف فاطمہ بنت قیس ہی نہین ہے - بلکہ ابو ہریرہ وعائشہ وجابر بھی اس حدیث کی روایت مین فاطمہ کے ساتھ شریک ہین - پھر ان اصحاب کی روایات حدیث تمیم داری کو کتب محدثین سے نقل کرکے [illegible] سے نقل کیا ہے - اسکے بعد صحیح مسلم سے پوری حدیث تمیم داری نقل کرکے صفحہ ۴۱۸ مین بیہقی سے نقل کیا ہے - کہ دجال کہن سال بڈھا ہے - پھر اس حدیث کی سند کی صحت نقل کرکے بیہقی سے نقل کیا ہے - کہ دجال اکبر جو آخیر زمانہ مین پیدا ہوگا ابن صیاد کے سواے کوئی اور شخص ہے - اور ابن صیاد منجملہ دجالین کذابین جنکے خارج ہونے کی آنحضرت صلعم نے خبر دی ہے - ایک دجال ہے - اور جو لوگ ابن صیاد کو دجال سمجھتے تھے انہون نے قصہ تمیم داری نہ سنا تھا - پھر صفحہ ۴۱۹ مین اسکے موءیدات فتح الباری سے نقل کرکے کہا ہے - اینست ملخص کلام فتح الباری وحاصلش اصح بودن دجال غیر ابن صیاد ست بوجہ آنکہ اعور باشد واز یہود باشد و در یہودیہ ساکن بود الے غیر ذلک - واحادیث ابن صیاد ہمہ محتمل ست وحدیث جساسہ نص ست پس مقدم باشد و در اشاعہ گفتہ و موءید مرجح بودن او

ہین اور تمیم داری کی حدیث کو اپنی کتاب آثار القیامہ مین ضعیف قرار دیتے

غیر ابن صیاد ست یا کہ قصہ تمیم داری متاخر ست از قصہ ابن صیاد پس ہمچو*
ناسخ باشد برای او و نیز وقت اخبار آنحضرت ص بآنکہ دجال در بحر شام یا بحر یمن
لا بلکہ از طرف شرق بر آید ابن صیاد در مدینہ بود پس اگر وی دجال می بود می فرمود کہ
وی در مدینہ ہست و نتوان گفت کہ این حرف بآن جہت نفرمود کہ مبادا او را بکشند
و خبر داد بانجام کار او زیرا کہ قتل شخصی قبل از اجل او نمی تواند شد۔ و مقدر آنست کہ
قاتل وی نبی خدا عیسے بن مریم علیہ السلام ست و اگر ہم چنین می بود بیان می کرد
آنحضرت ضئضئی** خوارج را انتہیٰ

اس مضمون آثار قیامت اور عبارت نواب صاحب مرحوم کو قادیانی اور
[illegible] لعنۃ اللہ علی الکاذبین [illegible]
کیا کہا جائے۔ مضمون و عبارت مذکور صاف پکار رہی ہے۔ کہ
نواب صاحب مرحوم نے ابن صیاد کے دجال ہونے کو ترجیح نہین
دی اور نہ حدیث تمیم کی تضعیف کی ہے۔

---

* ہمچو ناسخ یعنے ناسخ کی مانند یعنے اسکو بے اعتبار کرنے والا یہ اسلئے کہا ہی
کہ حقیقۃً نسخ اخبار مین نہین ہوتا۔ ناسخ کی مانند اسلئے ہوا کہ اس روایت
تمیم نے ان روایات کو جنسے اسکے خلاف کا وہم پیدا ہوتا تھا بے اعتبار
وکان لم یکن کر دیا۔ حاشیۃ الحاشیہ

** ضئضئی یعنے اصل۔ یہ کلمہ بعض خارجیون کے حق مین آپنے فرمایا تھا۔ کہ اسکے اصل
یعنے نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین سے خارج ہونگے حاشیۃ الحاشیہ

ہیں۔ بہر حال اب یہ مصیبت اور رونے کی جگہ ہے یا نہیں کہ ایک ہی کتاب میں جو بعد بخاری کے اصح الکتب سمجھی گئی ہے دو متعارض حدیثیں ہیں جب کہ ہم ایک کو صحیح مانتے ہیں تو پھر دوسری کو غلط ماننا پڑتا ہے۔ ماسوا اسکے تمیم داری کی حدیث میں صاف

اقول آپکا یہ رونا اور اظہار مصیبت و ماتم کرنا اس امر کا صریح اقرار ہے۔ کہ آپ صحیح مسلم ان احادیث کو جنمیں ابن صیاد اور دجال کا ذکر ہے باہم متعارض و مخالف جانتے ہیں۔ اور بناءً علیہ حدیث تمیم داری کو جسمیں ابن صیاد کے سوا کسی اور شخص کو دجال کہا گیا ہے غلط و موضوع قرار دیتے ہیں۔ اس تعارض اور غلطی کا آپ یقین نہ رکھتے تو یہ رونا نہ روتے اور ماتم نہ کرتے بلکہ یقین اور وثوق کے ساتھ یہ کہتے کہ ان سب احادیث میں ایک ہی دجال ابن صیاد مراد ہے۔ لہذا یہ سب احادیث باہم متوافق اور صحیح ہیں۔ آپکا ایسا نہ کہنا اور برخلاف اسکے ان احادیث کے تعارض پر نوحہ کرکے ایک حدیث تمیم داری کو غلط قرار دینا صاف یقین دلاتا ہے۔ کہ اس حدیث کو آپ غلط و موضوع جانتے ہیں یہ احادیث صحیح مسلم پر آپ کا گیارہواں حملہ ہے۔

قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے آپ کے اس ماتم کو دیکھیں اور بہر انصاف سے کہیں کہ آپ صحت احادیث صحیحین کے قائل ہیں یا منکر اور اشتہار یکم اگست میں آپکا اقرار تسلیم احادیثِ صحیحین دلی اقرار ہے یا منافقانہ اظہار۔

اب آپ کی اس مصیبت پر جسپر آپ رونا روتے ہیں تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہہ مصیبت آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت۔ کیونکہ واقع اور حقیقت میں تمیم داری کی حدیث میں اور ان احادیث میں جنمیں ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے کوئی تعارض نہیں۔ حضرت عمر و حضرت جابر نے تو ابن صیاد کے

لفظون مین لکھا ہے کہ وہی دجال جو تمیم داری نے دیکھا تھا کسی وقت خروج
کرے گا۔ لیکن اسی مسلم کی حدیثین صاف صاف ظاہر کر رہی ہین کہ سو برس کے عرصے
تک کوئی شخص زندہ نہین رہیگا۔ بلکہ پہلی حدیث مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
قسم کھا کر بیان فرمایا ہے کہ اس وقت سے سو برس تک کوئی جاندار زمین پر زندہ نہین
رہیگا۔ اب اگر ابن صیاد اور گرجا والا دجال جاندار اور مخلوق ہین تو اس سے لازم آتا ہے
کہ وہ مر گئے ہون۔ اب یہ دوسری مصیبت ہے کہ دونو حدیثون کے صحیح ماننے سے
پیش آتی ہے۔ آپ فرماوین کہ ہم کیونکر ان دونو کو باوجود سخت تعارض کے صحیح مان سکتے
ہین۔ پس اب بجز اسکے اور کیا راہ ہے کہ ہم ایک حدیث کو غیر صحیح کہین غرض کہانتک

دجال معہود ہونے کا ذکر ہی نہین کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسکو مسیح دجال
کہا ہے سو یہ اونکا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری کا معارض
نہین ہوسکتا چنانچہ حواشی صـ۲۳۷ مین بیان ہوا۔ پھر یہ مصیبت کیا ہے
اور یہ رونا کیسا

یہ مصیبت پر مصیبت کا اظہار اور سخت تعارض احادیث صحیح مسلم کا اشتہار
اور عدم تسلیم صحت احادیث ایک جانب کا اقرار صاف اقبال ہے کہ آپ
صحیح مسلم کی حدیث تمیم داری کو صحیح نہین جانتے اور جو اشتہار یکم اگست مین
تسلیم صحت کا اقرار کرتے ہین وہ منافقانہ اقرار ہے آپکا دلی اعتقاد یہی ہے جو
بار بار آپ کے مونہہ پر آتا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیح مسلم پر بار ہوا ان حملہ ہے۔
قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے ایمان و انصاف کو کام مین لا کر کہین کہ وہ صحیح
مسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اس مصیبت بار دوم پر دوبارہ
انکی تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہ مصیبت بہی آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت

بیان کیا جائے

اور جن احادیث متفرقہ صحیح مسلم مین یہ ذکر ہے کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی زندہ نرہیگا۔ وہ حدیث تمیم داری کی معارض ومخالف نہین ہے۔ ان احادیث مین ان ساکنین مدینہ یا زمین عرب کا جو اسوقت تک پیدا ہو چکے تھے حال وفات بیان ہوا ہے نہ کل زمین کے ساکنین کا یا ساکنین بحر وجزائر کا اور حدیث تمیم داری مین جس دجال کا قرب قیامت تک زندہ رہنا بیان ہوا ہے وہ عرب کی زمین مین نہین بلکہ سمندر کے ایک شرقی جزیرہ مین ہے۔ پہر ان احادیث مین اور حدیث تمیم داری مین تعارض کہان ہوا۔ ان احادیث مین زمین سے خاص کر زمین عرب کا مراد ہونا ایسا ہے جیساکہ آیہ منقولہ حاشیہ مین زمین سے محاربین کا وطن ہا[illegible]

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ان یقتلوا او یصلبوا ان تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض۔ مائدہ ع ۵	اور اس زمین سے نکالدینے سے انکو جلاوطن کرنا مراد ہے

محدثین کرام ان احادیث کے یہی معنے کرتے ہین اور بناءً علیہ ان احادیث کے حکم سے حضرت خضر وحضرت عیسیٰ اور ملائکہ علیہم السلام اور ابلیس علیہ اللعنۃ کا مستثنیٰ ہونا بیان فرماتے ہین۔

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے کہ ان (سوبرس والی) احادیث سے بعض شاذ ونادر محدث لوگون نے حضرت خضر کی موت پر استدلال کیا ہے۔ مگر جمہور محدثین انکو زندہ سمجھتے ہین۔ اور ان احادیث کے یہ معنے بیان کرتے ہین کہ (ان مین زمین کے باشندون کا حال بیان ہوا ہے) اور حضرت خضر دریا مین رہتے تھے

وقد احتج بہذہ الاحادیث من شذ من المحدثین فقال الخضر علیہ السلام میت والجمہور علی حیوتہ کما سبق فی باب فضائلہ ویتاولون	کہتے ہین کہ (ان مین زمین کے باشندون کا حال بیان ہوا ہے) اور حضرت خضر دریا مین رہتے تھے

جسقدر بعض احادیث مین تعارض

هذه الاحادیث علی انہ کان علی البحر لا علی الارض او انما عام مخصوص (شرح مسلم صفحہ ۳۱۰ ج ۱ -)

یا ان احادیث مین عام لوگونکا حال بیان ہوا ہے جنسے حضرت خضر کے مخصوص و مستثنے ہین -

اور قسطلانیؒ نے شرح بخاری مین فرمایا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض احد ممن ترونہ او تعرفونہ عند مجیئہ او المراد ارض التی [illegible] کجزیرة العرب المشتملة علی الحجاز و تہامة و نجد فہو علی قولہ تعالیٰ او ینفوا من الارض ای بعض الارض التی صدرت الجنایة فیہا فلیست ال للاستغراق و بہذا یندفع قول من استدل بہذا الحدیث علی موت الخضرؑ کالمولف او یحتمل ان یکون الخضرؑ غیر ہذہ الارض المعہودة و لئن سلمنا ان ال للاستغراق فلیس لہ احد عموم یحتمل اذ علی وجہ الارض الجن و الانس و العمومات یدخلہا التخصیص بادنی قرینة (قسطلانی صفحہ ۲۷۰ ج ۱ -)

اس قول سے کہ کوئی پشت زمین پر نرہے گا یہ مراد ہے کہ جنکو تم [illegible] آوین تو تم اسکو پہچان لو وہ لوگ فوت ہوجائینگے - یا یہ مراد ہے کہ اس زمین کے لوگ فوت ہوجائین گے جسمین آپ پیدا ہوے - اور نبی ہو کر آئے یعنے جزیرہ عرب جسمین حجاز - تہامہ نجد - تینون حصہ شامل ہین (اس صورت) مین یہ قول نبوی ایسا ہے جیسا یہ قول خداوندی ہے - کہ محاربین زمین سے نکال دیے جائین - جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اس زمین سے نکالے جاوین جسمین اُنسے جرم بغاوت صادر ہوا ہو - اس صورت مین الف ولام استغراق کے لیے نہین ہے - یعنی جو تمام حصص زمین کو شامل ہے

و تخالف پایا جاتا ہے

اس تقریر سے ان محدثین کا قول جو اس حدیث سے حضرت خضرؑ کی موت پر استدلال کرنے مین رد ہوتا ہے۔ کیونکہ انکے جواب مین یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسوقت حضرت خضرؑ زمین عرب مین نہ تھے اور اگر ہم یہ بہی بطور فرض مان لین کہ یہ الف لام استغراق کے لئے ہے تو پہر یہ کہہ سکتے ہین کہ حضرت خضرؑ اس سے مستثنے ہین"

عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین سے وہ شہر (مدینہ) مراد ہے جسمین آن حضرت صلعم موجود تھے۔ چنانچہ اس قول خداوندی سے کہ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تہی۔ مدینہ مراد ہے۔

> وقیل اراد النبی صلعم بالارض البلدۃ التی ھو فیہا وقال تعالیٰ الم تکن ارض اللہ واسعۃ یرید المدینۃ۔
> (عینی شرح بخاری)

بخاری کی بعض شروح مین ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین کا لفظ کہنے سے ملائکہ اور حضرت عیسیٰ جدا ہوئے۔ بخاری نے اس حدیث سے حضرت خضر کی وفات پر استدلال کیا ہے مگر جمہور محدثین اسکے مخالف ہین اور وہ کہتے ہین کہ یہ ایک عام بات فرمائی ہے جس سے حضرت خضرؑ مخصوص ہین۔ یا یہ کہ اسمین زمین والونکا حال بیان ہوا ہے۔ اور

> قولہ ظہر الارض احترازعن الملائکۃ وعیسی علیہم السلام واحتج بہ البخاری وغیرہ علی موت خضر۔ والجمہور علی خلافہ واجابوا بانہ عام مخصوص البعض او کان فی البحر ولا یعترض بہاروت وماروت لانہما لیسا بشر وکذا الجواب فی ابلیس قال العینی لا وجہ لہذا فقال المراد من ھو علی

اوس کے بیان کرنے

ظهر الارض امتہ امتہ اجابتہ کانت اودعوة و عیسی و خضر لیسا داخلین فی الامتہ والشیطان لیس من بنی ادم (هامش بخاری صـ)

حضرت خضر دریا مین ہین۔ ہاروت وماروت کے موجود ہونے سے بہی بیان اعتراض نہین پڑتا۔ کیونکہ وہ دونو بشر نہین۔ ایساہی ابلیس کے موجود ہونے پر اعتراض کا جواب ہے۔ عینی نے کہاہے کہ بہت با وجہ جواب یہ ہے اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اپنی امت کا حال بیان کیاہے۔ اور حضرت عیسیٰ وحضرت خضر اس امت سے نہین ہین۔ اور شیطان جو موجود ہے تو وہ بنی آدم سے نہین ہے۔

قادیانی نے اپنے اس قول کی شرح مین زبانی یہ تقریر کی تہی کہ یہ بات کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار زمین پر نرہیگا۔ آنحضرت نے سوال قیامت کے جواب مین فرمائی تہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث مین قیامت قائم ہونے اور تمام زمین کے زندہ اشخاص کے مرجانے کی خبر دی گئی ہے۔

یہ بات آپ نے خسر دوم منشی ناصر نواب کو بہی زبانی کہی تہی اور اسکی تصدیق کے لئے مشکوۃ کے صفحہ ۴۷۲ مین ایک حدیث دکھاکر اسکا مطلب یہ سمجہایا تہا کہ آنحضرت صلعم سے لوگون نے وقت قیامت سے سوال کیا تو آپنے یہ فرمایا کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی نرہیگا۔ اس کے بعد زبانی تقریرمین قادیانی صاحب نے فرمایا تہا کہ اس قول نبوی سے زمین سے کوئی خاص زمین مراد ہو تو یہ قول سوال قیامت کا جواب نہین بنتا۔ کیونکہ کسی ایک زمین کے زندہ اشخاص کے فوت ہوجانے سے قیامت کا قائم ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔ قیامت تب ہی

کے لئے تو ایک

تمام ہو جیکہ تمام زمین پر کوئی زندہ نہ ہے۔

اس تقریر مین قادیانی نے مسلمانان حاضرین مجلس اور اپنی **دام افتادہ خسر بیچارہ منشی ناصر نواب کو دھوکا دیا** اور اس دھوکہ سے اپنا دجال ہونا خوب ثابت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار نفس زمین پر نہ رہیگا۔ سوالِ قیامت کا جواب ہرگز نہیں ہے یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا تو پھر کیا ممکن تھا کہ سو برس کے بعد کوئی زمین پر زندہ رہتا اور آنحضرت ؐ کی پیشین گوئی مین تخلف ہوتا۔ اور قیامت [illegible] ہرگز نہیں [illegible] یہ قول تو آپ نے سوال قیامت کے جواب سے اعراض و انکار کر کے فرمایا تھا۔ لوگون نے آپ سے وقت قیامت سے سوال کیا۔ آپنے جواب مین وقت قیامت سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور صاف فرما دیا کہ وقت قیامت کا علم تو مجھے نہین ہے۔ یہ علم تو خدا تعالےٰ ہی سے مخصوص ہے۔ ہان مین یہ بات قسم سے کہتا ہون کہ جو لوگ آج کے دن تک زمین پر موجود ہو چکے ہین وہ سو برس کے بعد زندہ نہ رہینگے۔

اصل حدیث یہ ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۱۰ مین ہے اور وہی حدیث مشکوٰۃ مین بصفحہ ۴۷۲ منقول ہے۔ **عن** جابر بن عبد اللہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسألونی عن الساعۃ وانما علمها عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسہ تاتی علیها مائۃ سنۃ وھی حیۃ یومئذٍ۔

رسالہ چاہئے

اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہین۔ اس حدیث سے آنحضرت ؐ کا مقصود یہ ہے کہ آپ کے اہل قرن (ہم عصر لوگ) سو برس تک گزر جائینگے نہ یہ کہ تمام دنیا کے لوگ سو برس تک مرجائینگے۔ اور قیامت برپا ہوگی۔ چنانچہ اسی کتاب صحیح مسلم مین حضرت ابن عمر رضؓ سے مروی ہے۔ کہ لوگ جو اسمین

> قال ابن عمر فوهل الناس في مقالة رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك فيما يتحدثون من هذه الاحاديث عن مائة سنة وانما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الارض احد يريد بذلك ان ينخرم ذلك القرن۔ (صحیح مسلم صفحہ ۳۶۰)

سو برس کے بعد قیامت آنے کی باتین کرتے ہین اسمین وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معنے سمجھنے مین غلطی کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ جو اجتک پیدا ہوچکے ہین وہ سو برس کے بعد نہ رہینگے جس سے آپکا مقصود یہ تھا کہ آپ کا قرن سو برس کے بعد گزر جائے گا۔

یہ **قول** ایک جلیل الشان صحابی (ابن عمر رضؓ) کا ہی اسباب مین **نص** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سوالِ قیامت کا جواب نہین تھا۔ اور اس سے قیامت برپا ہونے کی خبر دینا مقصود نہ تھا۔ بلکہ بیان انقضاء قرن مقصود تھا۔ اور جب اس قول سے جواب سوال قیامت مقصود نہوا تو پھر اس سے تمام زمین کے زندہ اشخاص کا فوت ہوجانا مراد ٹھہرانا ضروری نہوا۔ کیونکہ یہ قول قادیانی اسی صورت مین ضروری تھا جبکہ یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا۔ اور اس سے قیامت ہونے کی خبر دینا مقصود حضرت رسالت ہوتا۔

مگر اس جگہ

لفظ قرن کو (جسکے گزر جانے کا بیان بقول حضرت ابن عمرؓ مقصود حضرت رسالت تہا) دیکھا جائے تو اس سے بہی تمام زمین کے لوگون کا مراد نہونا ظاہر ہوتا ہے - کیونکہ آنحضرت ؐ کے اہل قرن وہی لوگ کھلاتے جو آپ سے شرف صحبت و ملاقات رکھتے تھے نہ تمام دنیا کے لوگ حدیث مشہور خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم میں آنحضرت ؐ نے اپنے قرن والون کو بہترین اہل زمانہ فرمایا ہے - پھر انکو جو انکے قریب ہون پہر انکو جو انسے متصل ہون - اور اس قول سے ان تینون زمانون [illegible] کے تعامل عام کو حجت ٹھہرایا ہے - کیا اس حدیث میں ان تین زمانون کے تمام دنیا کے لوگون کو (یورپ مین ہون [illegible] خواہ ایشیا مین یا امریکہ و چین وغیرہ مین) آنحضرت ؐ نے بہتر کہا اور ان کے تعامل کو حجت ٹھہرایا ہے - ہرگز نہین -

مجمع البحار جلد سوم کے صفحہ ۱۲۸ مین نہایہ جزری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت کا قرن بنا بر قول صحیح آپکے اصحاب تہے بعض کا قول ہے کہ آنحضرت کا قرن اسوقت تک ہے کہ آپ کو دیکھنے والی آنکھ رہے - دوسرا قرن اسوقت تک ہے کہ آپکو دیکھنے والون کو دیکھنے والی آنکھ رہے - ایسا ہی تیسرا قرن ہے -

> قرنہ اصحابہ علی الصحیح وقیل قرنہ ما بقیت عین رأتہ والثانی ما بقیت عین رأت من رآہ والثالث کذلک
> مجمع البحار

اور اسے **مجمع البحار** جلد ثالث کے صفحہ ۱۲۷ مین طیبی سے نقل کیا ہے کہ آپکا قرن آپ کے اصحاب تہے -

> قرنہ اصحابہ والثانی ابنائہم

اسی قدر کافی ہے

والثالث ابناء ابنائهم وقيل
كل طبقة مقترنين في وقت
في الصحيح ان قرنه الصحابة والثاني
التابعون والثالث تابعوهم وقد
ظهر ان مدة مابين البعثة الى آخر
من مات من الصحابة مائة وعشرون
بالتقريب وان نظر الى وفاته كان
مائة وما قرن التابعين فان اعتبر
من سنة مائة كان نحو خمسين فظهر ان
مدة القرن مختلف باعتبار اعمار
اهل كل زمان ۔ واتفق ان آخر
اتباع التابعين من عاش الى
عشرين ومائتين وفيه ظهر البدع
ظهورًا فاشيًا واطلقت المعتزلة
السنتها ورفعت الفلاسفة رؤسها

دوسرا قرن اونکے بیٹے ۔ تیسرا قرن
اونکے پوتے ۔ بعض کا قول ہے ۔ قرن
وہ لوگ ہین جو کسی وقت مین ملے
ہون ۔ مگر صحیح یہ تفسیر ہے کہ آنحضرت
کا قرن آپ کے اصحاب ہین ۔
دوسرا قرن تابعین کا ۔ تیسرا قرن
تبع تابعین کا ۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ
آنحضرت [illegible] بعثت (نبی
ہونے کے وقت سے آخری صحابی
کی موت تک تقریبًا ایکسو بیس برس
ہوتے ہین اور اگر آنحضرت کے سال
وفات سے (جس سے ایک مہینہ
پیشتر آپنے وہ قول سو برس تک کسی کے
زندہ نرہنے کا فرمایا تھا چنانچہ صحیح
مسلم مین بصفحہ ۳۱۱ اور مشکوۃ مین
بصفحہ ۴۷۲ تصریح ہے) حساب کیا جاوے تو ایک سو برس ہوتے ہین تابعین
کا قرن اس سو برس کے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور ستر برس تک ختم
ہوتا ہے ۔ اور تبع تابعین کا قرن اسکے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور پچاس
برس تک ختم ہوتا ہے ۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ قرن ہر ایک زمانہ والون کی
عمر کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے ۔ اور اسپر اتفاق ہے کہ آخری تبع تابعین

اب ظاہر ہے کہ اگر تمام حدیثیں روایت کے طور سے یقینی الثبوت ہوجائیں تو یہ خرابیاں ان کا ہیکو پڑتیں جنکا میں خیال کرتا ہوں کہ میں

دو سو بیس برس تک زندہ رہا ہے۔ اسکے بعد بدعت وفساد کا عام شیوع ہوگیا۔ معتزلہ نے زبان کو کھولا۔ فلاسفہ نے سر اٹھایا وغیرہ وغیرہ "

ان عبارات کی شہادت سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے قرن سے جسکے گذر جانے کی بقول حضرت ابن عمر آنحضرت نے اس قول میں خبر دی تھی صحابہ مراد ہیں۔ جو عرب وغیرہ بلاد کی زمین میں رہتے تھے آنحضرت نے اس قول میں ان ہی کے فوت ہوجانے کی خبر دی تھی نہ تمام دنیا کے لوگوں کی۔ آپ کے قرن سے سارے دنیا کے لوگوں کو مراد ٹھرایا جائے تو آنحضرت کی اس حدیث مشہور میں جو لفظ قرن وارد ہے اس سے بھی تمام دنیا کے لوگ مراد لینا اور انکا بہتر ہونا اور انکے تعامل کا حجت ہونا لازم آئیگا جس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہوسکتا۔ **اس بیان سے** ثابت ہے کہ قادیانی فن حدیث سے ناواقف ہوکر ناحق دخل در معقولات دیتا ہے۔ اور احادیث صحیحہ کے غلط معنے کرکے انکو باہم متعارض ٹھراتا اور مسلمانوں کو دھوکہ وضلالت میں ڈالتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سو برس والا واقع میں حدیث دجال کی متعارض نہیں اور دجال کے موجود ہونے کی نفی کرتا۔

ے جملہ احادیث کو یقینی الثبوت کہنے کا جواب بارہا دیا گیا۔ ان میں تعارض کا عدم وقوع بھی ظاہر کیا گیا۔ آپ بار بار اسی بات کا اعادہ کرتے اور خروج از مبحث کا ارتکاب عمل میں لاتے ہیں جسکی پانچویں دفعہ ہے۔

خروج پانچویں دفعہ

آپکے سوال کا پورا پورا جواب دے چکا ہون۔ کیونکہ جس حالت مین یہ ثابت ہو گیا کہ حدیثین بوجہ اپنی ظنی حالت اور تعارض اور دوسری وجوہ کے یقین کامل کے مرتبہ پر نہین ہے۔ ع۵ اسلئے وہ بجزشہادت و موافقت قرآن کریم یا عدم مخالف اسکے حجت شرعی کے طور سے کام مین نہین آسکتین اور قانون روایت کے رو سے اونکا وہ پایہ ہرگز تسلیم نہین ہو سکتا جو قرآن کریم کا پایہ ہے۔ سو بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے۔

ع۵ ایسا ہی اصل تحریر میں قادیان میں شائع ہوا ہے

۲۰- جولائی　　مرزا غلام احمد　　سنہ ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ۵- از جانب خاکسار

آپنے میرے سوال کا جواب پھر بھی صاف نہین دیا۔ اور نہ فرمایا کہ احادیث کا قانون روایت بجز اس عقلی پیمانہ کے کہ موافق قرآن ہون تو مقبول ورنہ مردود یعنی پیمانہ صحت کیا ہے اور اصول روایت کے رو سے احادیث صحیحین صحیح ہین یا نہین

سلہ پورا چھوڑ ادھورا جواب بھی نہین دیا۔ اور نہین بتایا کہ احادیث صحیحین اصول روایت کے رو سے صحیح ہین یا سب کے سب غیر صحیح یا بعض صحیح بعض موضوع۔ ہمارے سوال کا یہی جواب تھا جسکا کوئی حصہ بھی آپ کی تمام کلام مین پایا نہین جاتا۔ پورا جواب کہان۔

سلہ احادیث صحیحین کا واجب العمل ہونا باوجود ظنی تسلیم ہونے کے شرط توافق قرآن کریم سے مشروط نہین۔ وہ احادیث بلا مراجعت قرآن واجب العمل ہین۔ اور کوئی حدیث صحیحین قرآن شریف کے مخالف نہین۔

سلہ یہ پیمانہ ہونا کسنے کہا۔ اور کسنے اس سے سوال کیا۔ یہ چھٹی دفعہ آپنے بحث سے خروج کیا۔ کہ ایک ایسے امر سے تعرض کیا جس سے بحث و سوال نہ تھا۔

خروج وغیرہ

کہ آپکے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کسی حدیث کو بخاری و مسلم کی کیون نہو صحیح و لائق قبول نہین جانتے جبتک کہ اوسکا مطابق قرآن ہونا ثابت نہو۔ و بناءً علیہ اُن کتب کی احادیث کی نسبت یہ عام حکم نہین لگاتے کہ وہ صحیح ہین یا موضوع ہین۔ اور نہ یہ تفصیل و تشقیق کرسکتے ہین کہ فلان حدیث صحیح ہے فلان موضوع۔ بجز احادیث متعلقہ ابن صیاد و دجال جنکی ایک جانب کو آپ موضوع جانتے ہین۔ آپکے کلام کا یہی مطلب ہے تو آپ صرف ہان کہدین اور اوس کے ساتھہ یہ بھی بیان فرماوین کہ اس اعتقاد و بیان مین سلف صالحین سے آپکا

سلہ ہمارے اس اظہار مفہوم پر بعض دجاجلہ اتباع قادیانی نے اعتراض کیا ہے۔ کہ جب انکو اس مفہوم کا علم و اعتراف ہے تو یہ کیون کہتے چلے گئے ہو کہ ہمارے سوال کا جواب نہین دیا۔ اس کے جواب دو ہین۔ اول یہ کہ اس مفہوم کی نسبت قادیانی سے اسی مقام مین یہ سوال کیا گیا "ہماری کلام کا یہی مطلب ہے تو صرف ہان کہدو"۔ تو اسنے اسکے جواب مین ہان نہین کہا۔ لہذا سوال و استفسار کا حق رہا۔

جواب دوم یہ کہ یہ مفہوم قادیانی کے لفظ لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ مگر ہم اس سے صاف اقرار کرانا چاہتے تھے۔ اور عوام اہل حدیث پر جو اسکو اہل حدیث اور قائل صحت صحیحین جانکر اسکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین اسکا منکر صحت صحیحین ہونا اسکے اقرار سے ثابت کرنا پیش نظر رکھتے تھے۔ سو اگرچہ اسنے یہ صریح اقرار نہین کیا۔ مگر باربار کا مفہوم و اشارہ بہی صریح اقرار کے مانند ہو جاتا ہے۔ اسیوجہ سے ہمنے تحریر نمبر ۹ مین اسکو یقیناً منکر صحت صحیحین ٹھرا دیا اور اسپر جو حکم مناسب تھا لگایا۔

سلہ یہ وہی سوال ہے جسکا ذکر حاشیہ سابق مین ہے۔ قادیانی نے اسکا جواب صاف

کون امام[سلہ] ہے - اور آپ سے پہلے کون اسکا قائل - اسکا مطلب کچہ اور ہے تو وہ بیان کرین نمبر ۲ - آپنے یہ بھی بیان کیا کہ تم کتب احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے برابر سمجھتے ہو - اسکی نسبت یہ سوال ہے کہ میرے کس لفظ سے آپنے یہ مطلب سمجھا ہے نمبر ۳ - آپنے یہ دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث اجتہادی فرمائی ہین - اس سے آپکا یہ مقصود ہے کہ وہ وحی الٰہی نہین ہے یا کچھ اور ہے یہی ہے تو فرمایئے کہ احادیث متعلقہ ابن صیاد اسی قسم اجتہادی سے ہین یا نہین - نمبر ۴ - آپنے لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اجماع تھا کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اس پر کتب حدیث مین کہان شہادت پائی جاتی ہے - جس سے اجماع ثابت ہو - مگر اسکے ساتھ یہ بھی بیان کرین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے - نمبر ۵ - آپنے دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے - کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون - کتب حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے -

نمبر ۶ - آپ نے جو مضمون اشاعۃ السنتہ سے نقل کیا ہے - اوسکی تصحیح نقل کرین اور اس کے ساتھ یہ بھی بیان کرین کہ اس امر کی نسبت مین نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہے ان سوالات کا آپ جواب دین گے تو آپ کے طولانی جواب پر مفصل بحث ہوگی بلا حصول جواب سوالات مذکورہ اوسپر تفصیلی بحث نہین ہو سکتی -

۲۱ جولائے ابو سعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

نہین دیا - اور "ہان" قلم و موُنہہ سے نہ کہا -

[سلہ] ناظرین خیال رکھین کہ ہمنے کس اعتماد و بیان مین قادیانی کے امام کا نام دریافت کیا ہے - اور قادیانی نے جواب مین کس مسئلہ مین اپنے لئے امام کا غیر ضروری ہونا بتایا ہے

تحریر نمبر ۵ - از جانب قادیانی

میری طرف سے مکرر گذارش یہ ہے کہ ائمہ حدیث جس طور سے صحیح اور غیر صحیح حدیثوں میں فرق کرتے ہین اور جو قاعدہ تنقید احادیث انہون نے بنایا ہوا ہے وہ تو ہر یک پر ظاہر ہے۔ کہ وہ راویون کی حالات پر نظر ڈالکر باعتبار انکے صدق یا کذب اور سلامت فہم یا عدم سلامت اور باعتبار انکے قوت حافظہ یا عدم حافظہ وغیرہ امور کے جنکا ذکر اس جگہ موجب تطویل ہے کسی حدیث کی صحیح یا غیر صحیح ہونے کی نسبت حکم دیتے ہین۔ مگر انکا کسی حدیث کی نسبت یہ کہنا کہ یہ صحیح ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ وہ حدیث [illegible] اسمین امکان غلطی کا نہیں بلکہ انکا مطلب صحیح کہنے سے صرف اسقدر ہوتا ہے کہ وہ بخیال انکے ان آفات اور عیوب

---

۱ محدثین پر ظاہر ہونے مین کیا شک ہے۔ مگر آپ پر تو وہ قاعدہ تنقید ایسا مخفی ہے جیسے شب پر آفتاب۔ آپکے الفاظ "سلامت فہم وغیرہ" جنکی پیچھے کر (تحریر نمبری ۸) مین آپ تاویل کی ہے بتا رہی ہین۔ کہ آپ اس کوچہ مین کبھی نہین گزرے۔

۲ موجب تطویل نہ کہئے یہ فرمایئے ہمکو انکا علم نہین۔ مگر یہ تب ہو جبکہ آپ کو بے ریائی وانکسار سے کوئی تعلق ہو۔ یہان تو تمام سلسلہ کی بنا ہی بناوٹ اور جھوٹ اور تکلف اور نمایش پر ہے۔ پھر لاعلمی کا اقرار کیونکر ہو۔

۳ جسقدر ثبوت عمل کے لئے کافی ہے وہ تو کامل و مکمل احادیث صحیحین کو حاصل ہے۔ آپ کی قید عدم امکان غلطی سو محض دھوکہ ہے۔ عمل کے لئے یہ امر ضروری نہین ہے اور حدیث صحیح باوجود امکان غلطی واجب العمل ہے۔

ٹہرا ہے جو غیر صحیح حدیثون مین پائے جاتے ہین اور ممکن ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے کے پہر بھی واقعی اور حقیقی طور پر صحیح نہو۔ غرض علم حدیث ایک ظنی علم ہے جو مفید ظن ہے۔ اگر کوئی اسجگہہ یہ اعتراض کرے کہ اگر احادیث صرف مرتبہ ظن تک محدود ہین تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ صوم و صلوۃ و حج و زکوۃ وغیرہ اعمال جو محض حدیثون کے ذریعہ سے مفصل طور پر دریافت کئے گئے ہین وہ سب ظنی ہون تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بڑے دھوکہ کی بات ہے کہ ایسا سمجہا جائے کہ یہ تمام اعمال محض روایتی طور پر دریافت کئے گئے ہین۔ و بس بلکہ انکے یقینی ہونے کا یہ موجب ہے کہ سلسلہ تعامل ساتہہ چلا آیا ہے۔ اگر فرض کر لین کہ یہ فن حدیث دنیا مین پیدا نہوتا پھر بھی یہ سب اعمال و فرائض دین سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے یقینی طور پر معلوم ہوتے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جس زمانہ

۵۱ صحیحین کی احادیث واقعی صحیح نہون تو انکی صحت پر قسم کہانے سے کفارہ لازم آوے حالانکہ یہ کفارہ لازم نہین ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر نمبری ۸۔ مین اسکا بیان آتا ہے ان کتابون کی صحت پر امت کا اتفاق واقعی صحت کا مثبت ہے۔ کیونکہ امت اپنے اتفاق مین معصوم ہے اسکا بیان بہی نمبری ۸۔ مین ہے۔

۵۲ نماز روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ اعمال کے اتفاقیہ ارکان گو تعامل سے ثابت و معلوم ہین۔ مگر انکی اختلافی اجزا و مسائل تعامل سے ثابت نہین۔ انکا ثبوت احادیث ہی سے ملتا ہے۔ حدیث نہو تو ان مسائل کے ثبوت کا پتہ نہ لگے۔ ان پر تعامل پایا جاتا تو انمین اختلاف واقع نہوتا۔ قادیانی جو ان سب کو تعامل سے ثابت بتاتا اور انکو یقینی ٹہراتا ہے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ تعامل کے معنے جانتا ہے اور نہ ان اختلافات سے واقف ہے جو ان اعمال کی اجزا و مسائل مین پائے جاتے ہین۔ اسکی تفصیل بہی ہماری نمبری ۸۔ اور اسکے حواشی مین ہو گی۔

تک حدیثین جمع نہین ہوئی ہین کیا اسوقت تک لوگ حج نہین کرتے تھے یا نماز نہین پڑھتے تھے یا زکوۃ نہین دیتے تھے۔ ہان اگر یہ صورت پیش آتی کہ لوگ ان تمام احکام و اعمال کو یکدفعہ چھوڑ بیٹھتے اور صرف روایتون کے ذریعہ سے وہ باتین جمع کی جاتین تو بے شک یہ درجہ یقین وثبوت تام جو اب انہین پایا جاتا ہے ہرگز نہوتا سو یہ ایک دھوکہ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کے ذریعہ سے صوم وصلوۃ وغیرہ تفاصیل معلوم ہوئی ہین بلکہ وہ سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے معلوم ہوتے چلے آئے ہین۔ اور درحقیقت اس سلسلہ کو فن حدیث سے کچھ تعلق نہین وہ تو طبعی طور پر ہر یک مذہب کو لازم پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور میرا مذہب احادیث بخاری اور مسلم کی نسبت یہ نہین ہے کہ مین خواہ مخواہ انکی کسی حدیث کو موضوع قرار دون بلکہ مین ہر یک حدیث کو

[illegible]

کہلاتین جو کسی کتاب مین جمع ہون اور لکھی جا چکی ہون۔ صدر اول مین تو احادیث زبانی روایت کیجاتی تھین اور سینون مین محفوظ تھین۔ اور ان ہی حدیثون کی ہدایت کے موافق صدر اول کے لوگ نماز و روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ اعمال و ارکان اسلام بجالاتے اور کسیوقت مین وہ احادیث سے مستغنی نہین ہوسکے۔ حدیث نہوتی تو اسلام کے ایک رکن پر مطلق عمل جاری نہوتا۔ تعامل کیسا اور کسکا۔

۲ ان اعمال کے جملہ ارکان و مسائل کا یقینی ثبوت انکو ہوگا۔ مسلمان تو عموما ان کی اختلافی تفصیلات کے لئے وہی مرتبہ ثبوت تجویز کرتے ہین جو احادیث صحیحہ کا مرتبہ ثبوت ہے۔ یعنی ثبوت بظن غالب یہی وجہ ہے کہ ان اختلافی مسائل مین ایک فریق دوسرے کی تکفیر وتفسیق نہین کرتا۔

۳ خواہ مخواہ کیون موضوع کہینگے۔ آپ کوئی وجہ نکالکر موضوع قرار دینگے۔ مخالفت قرآن کی وجہ وجیہ آپ کو ہاتھ لگ گئی ہے۔ جس حدیث کو چاہا مخالف قرآن قرار

قرآن کریم پر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہون - اگر قرآن کریم کی کوئی آیت صاف اور کھلے کھلے طور پر انکی مخالف ہو تو مین بسر و چشم اسکو قبول کرونگا - بلکہ اگر مخالفت بہی ہو تو کوشش کرونگا - کہ وہ مخالفت اوٹھ جاے لیکن اگر کسی طور سے وہ مخالفت دور نہ ہو سکے تو پھر البتہ کھونگا کہ اس حدیث کے بیان کرنے مین تغیر الفاظ یا پیرایہ بیان مین کچھ فرق آگیا ہو گا یا جو کچھ کسی صحابی نے بیان فرمایا ہو گا اسکے تمام الفاظ تابعی وغیرہ کے حافظہ مین محفوظ نہین رہے ہونگے - مگر ابتک تو مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قرآن مجکو ملی ہو - جسکی مین کسی وجہ سے تطبیق نہ کر سکا بلکہ جو کچھ بعض احادیث مین کچھ تعارض پایا جاتا ہے خدا تعالی نے اس تعارض کو دور کرنیکے لئے بہی [illegible] دی ہوئی ہے -

دیکر موضوع قرار دیدیا - جیسا کہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو آپنے مخالف قرآن و توحید قرآن قرار دیکر موضوع قرار دیدیا ہے نمبر ۴ کے صفحہ ۱۱۱ - ۱۲۵ - ۱۲۷ مین فتوے ملاحظہ ہو -

۵ اور ۲ جس طور سے تطبیق احادیث بقرآن آپ کرتے اور اسکو خدا کی مدد سمجھتے ہین وہ صریح انکار احادیث سے بدتر ہے - آپ اگر ان احادیث کی نسبت (جنکو بزعم خود قرآن کے مخالف سمجھتے) صاف یہ کہدین کہ یہ احادیث موضوع ہین تو اس سے اسلام اور مسلمانون کا کچھ نقصان نہو - مسلمان اس دعوے موضوعیت مین آپ کو مبتدع سمجھین اور ان احادیث کا موافق قرآن ہونا علماء اسلام دریافت کرلین - مگر جب ناواقف اردو خوان مسلمان آپ کی کلام مین ان احادیث کو قرآن سے تطبیق دیکھتے ہین اور ایسے ایسی معانی سنتے ہین - جو زمانہ حضرت رسالت سے اسوقت تک کسی مسلمان کے خیال

ہاں میں دعوے

مین نہین آئی تو وہ اس سے سخت گمراہ ہوتے ہین۔ اور وہ ان احادیث کے ظاہری معانی کو جو ابتدا سے آجتک مسلمانون مین متوارث چلی آئے ہین اور حقارت کی نگاہ سے دیکھکر انسے انکاری ہوجاتے ہین جسکا نتیجہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ پورے ملحد و باطنی ہوجائنگے۔ اور صوم و صلوۃ کی ظاہری معانی سے ہی انکار کرینگے۔ اسکی تمثیلات فرقے اور ریویو مین بکثرت بیان ہوئی ہین اس مقام مین ایک مثال ذکر کی جاتی ہے۔

حدیث متفق علیہ صحیحین مین آیا ہے کہ مسیح آئینگے تو وہ خنازیر کو قتل کرینگے جس سے مراد یہ کہ وہ خنزیر پالنے اور اسکو کام مین لانے کو موقوف کردینگے۔ موجودہ خنزیرون کو قتل کا حکم دینگے اور آیندہ خنزیر رکھنے سے لوگون کو روک دینگے۔

آپنے جب دیکھا کہ عام دنیا کو خنزیر پالنے سے روکنا تو ریاست و سیاست کا کام ہے۔ اور حاکم وقت کے سوا کسی سے ممکن نہین ہے۔ اور آپ کا حکم تو خاص کر قادیان کے ایک محلہ مین ہی نہین چلتا۔ حکم کیسا آپکو تو اپنی جان بچانے کی لالی پڑی ہوئی ہیں۔ قادیان مین سے چھپا کر زندگی بسر کر رہے ہین۔ دہلی گئے تو پولیس کی پناہ مین رہے۔ پھر آپ مسیح موعود بنین تو کیونکر بنین یہ سوچکر آپنے پہلے اس حدیث کے معنے کو بگاڑا۔ اور اسکو لائق کر دیا کہ آپکے بے علم اتباع کی نظر مین انکا مخالف قرآن ہوتا دکھائی دے۔ اور کہا کہ اس حدیث کے ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت مسیح جنگلون مین خنزیرون کا شکار کھیلتے پھرینگے۔ اور چوہڑی (بھنگی) اور سانسی (پنجاب مین ایک قوم ہے جو چوہڑون کی طرح مردار کھاتے ہین) گھنڈ بے اور سکھ اور شکاری کتے آپکے ساتھ ہون گے۔

نہین کرسکتا

پہران معنے کے مخالف قرآن نے کے نبوت بین فرمایا کہ یہ معنے نبی کی اس شان کے برخلاف ہین جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ لہذا یہ حدیث اپنے ظاہری معنے کے روسے قرآن کریم کے مخالف ہے۔ پھر اس حدیث کے قرآن سے تطبیق کرلے کی غرض سے اسکی یہ تاویل فرمائی کہ اس حدیث این خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہین اور قتل سے انکا مغلوب کرنا۔ اور اس معنے سے یہ حدیث قرآن کے موافق ہوسکتی ہے۔ (دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۳ اور ازالہ صفحہ ۱۱۱ وغیرہ)۔

اس تاویل و تطبیق قادیانی کو جو لوگ مان چکے ہین وہ قتل خنزیر کے ظاہری معنے پر خوب قہقہ اڑا رہے ہین اور تمام مسلمانون کو جو زمانہ رسالت سے اس وقت تک اسکے ظاہری معنے مراد سمجھتے چلے آئے ہین یہ گمان کربیٹھے ہین کہ وہ حضرت مسیح کی نسبت خنزیرون کا شکار کھیلنے اور چوہڑون اور چمارون اور کہنڈیلون اور کتون کو ساتھ لیکر جنگلون مین دوڑتے پھرنے کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہین اور اس گمان سے وہ نصوص نبویہ اور قرآنیہ کے ظاہری معنے مراد لینے کو ایک نہایت شرمناک اور غیر مہذبانہ و احمقانہ خیال سمجھنے لگے ہین۔ جسکا عنقریب یہ نتیجہ ظاہر ہوگا کہ وہ آیات حرمت خنزیر مین بھی خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد لینگے۔ اور اصلی خنزیر کو حلال سمجھکر نوش جان فرمائینگے

اس اصول پر وہ نماز و روزہ و حج زکوٰۃ کی نصوص وہ تاویلین کرینگے جو فتوحات صفحہ ۱۴۱ مین باطنیہ سے منقول ہوئی ہین۔ اسوقت تک تو وہ احادیث کے ظاہری معانی پر قہقہے اوڑا رہے ہین۔ چند روز کے بعد جب اصول تاویل قادیانی انکے خیال مین استحکام کے ساتھ جاگزین ہوگا تو وہ آیات قرآن کے ظاہری

کہ مین ہر ایک تعارض کو دور کر سکتا ہون - کیونکہ جو حقیقی اور واقعی تعارض ہوگا اوسکو

ظاہری معانی پر انکو دوسری آیات اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے برخلاف سمجھکر تیچھے ادڑ لینگے - اور ان ظواہر سے انکار کرینگے - اس انکار ظواہر آیات کی پیٹری بہی انکے پیغمبر قادیانی نے جما دی ہے - اور آیات لیلۃ القدر و سجود آدم و معجزات مسیح از قسم احیاء موتے و خلق طیور وغیرہ کے ظاہری معانی کو خلاف تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی و برخلاف حقائق نفس الامریہ قرار دیکر انکی تاویل کردی ہے - اور یہ انکار انکا حدیث نبوی کے ظاہری معانی مین محدود و محصور نہین ہا - ظواہر حدیث کو تو آپنے ظنی ہونے کے بہانہ سے نشانہ بنایا ہے - ظواہر قرآن کو اس حیلہ سے اونکا انکار شروع کر دیا ہے - کہ وہ ظواہر دوسری آیات کے مخالف ہین - اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے منافی ہین جس سے یقین ہوتا ہے کہ آپکی یہ تطبیق و تاویل آپکے اتباع مین مسلم ہوگی - (خدا اسکو مسلم ہونے دے اور باطل و مضمحل کردے) تو آپ اور آپکے اتباع جملہ نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے ظواہر و حقائق سے منکر ہو جاینگے - اور پکے اور پورے باطنی و ملحدین جاینگے - اے خدا تو اونکو اس بلا سے بچا۔

ملہ یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ آپ کے نزدیک صحیحین کی بعض احادیث مین حقیقی اور واقعی تعارض بہی موجود ہے جسکو نہ آپ دور کر سکتے ہین نہ آپکے زعم مین کوئی اور شخص - اور تعارض آپکے نزدیک وضع و تحریف کی علامت ہے چنانچہ آپکی تحریر نمبر ۴ وغیرہ مین آپ بیان کر چکے ہین ان دونو مقدمات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ صحیحین مین آپکے نزدیک بعض احادیث موضوع بہی موجود ہین - یہ احادیث صحیحین پر آپکا تیرہوان حملہ ہے۔

مین کیونکر دور سکتا ہون یا کوئی اور شخص کیونکر دور سکتا ہے اور آپنے جو مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ جو تعارض[سلہ] ابن صیاد والی حدیث اور گرجا والے دجال والی حدیث مین پایا جاتا ہے اس تعارض کے ماننے مین کون تمہارے ساتھ ہے۔ اس سوال سے مین متعجب ہون کہ جس حالت مین مدلل اور موجہ طور پر مین تعارض کو ثابت کر چکا ہون تو پھر میرے لئے ضرورت کیا ہے کہ مین کسی کی سلف مین سے تقلید ضروری سمجھون اور آپ بھی تو ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۱ مین اس بات کو قبول کر چکے ہین کہ بلا تقلید غیری استدلال منع نہین۔ چنانچہ آپ اس صفحہ مین فرماتے ہین کہ ہمارے معاصرین جو باوجود ترک تقلید تقلید کے خوگیر ہین۔ بلا واسطہ سابقین کسی آیۃ یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور آپکا یہ [illegible] احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے مرتبہ صحت سے برابر سمجھتا ہون یہ مجھے آپ کی فحوائی کلام سے خیال گذرا تھا۔ اگر آپکا یہ منشاء نہین ہے اور آپ میری طرح احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کریم کے مرتبہ صحت سے متنزل سمجھتے ہین اور قرآن کریم کو امام قرار دیتے ہین۔ اور محک[۵۲]

سلہ مین نے یہ سوال نہین کیا۔ حاشیہ نمبر ۲ و صفحہ (۲۵۲) اور متن صفحہ مذکور ملاحظہ ہو۔ اور جو اس سوال کے جواب مین آپنے کہا ہے وہ بھی بے محل ہے۔ اور جس عبارت ریویو سے آپنے استدلال کیا ہے وہ بھی آپکی مدعا سے اجنبی ہے۔ اس عبارت مین آیۃ و حدیث کے ہوتے تقلید کو غیر ضروری بتایا گیا ہے۔ اور آپکا دعوے تعارض احادیث ابن صیاد و دجال محض باطل خیال ہے احادیث نبویہ سے اسپر شہادت پائی نہین جاتی حاشیہ نمبر ۱ و صفحہ ۲۱۱ ملاحظہ ہو۔

۵۲ حدیث صحیح کا مرتبہ ثبوت مین قرآن کریم کے مساوی نہوتا تو مینے ظاہر کیا تھا مگر قرآن کا

صحت احادیث ٹہراتے ہین تو پھر میری غلطی ہے کہ مینے ایسا خیال کیا
لیکن اگر آپ در حقیقت قرآن کریم کا اعلیٰ مرتبہ مانتے ہین اور اسکو واقعی طور
پر محک صحت احادیث قرار دیتے ہین اور اسکی مخالفت کیحالت مین کسی حدیث
کو قبول نہین کرتے تو پھر تو آپ مجھ سے متفق الراے ہین پھر اس لمبی چوڑی تکرار
سے فائدہ کیا ہے

اور یہ جو آپنے مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اجتہاد سے کیا مطلب ہے تو مین عرض کرتا ہون کہ اس جگہہ اجتہاد سے مراد اس عاجز
کی اجتہاد فے الوحی ہے۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے اور آپکو معلوم ہوگا کہ انحضرت وحی مجمل مین

محک صحت احادیث صحیحہ ہونا اپنی اپنی طرف سے ملاکر پہلے ان دونو باتونکا قایل قرار
دیا اور ہمین اپنی وجالیت کا ایک ثبوت پیش کیا ہے۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ احادیث
صحیحہ کا معیار صحت اصول روایت ہین۔ اور احادیث صحیحہ ثبوت صحت کے بعد
خود بخود موافق قرآن ہوجاتی ہین۔ احادیث صحیحہ کی صحت کو قرآن سے نہین پہچانا
جاتا۔ ممکن ہے کہ ایک حدیث کا مضمون قرآن کے مطابق ہو اور وہ حدیث صحیح نہو۔

۵۱ یہ غلطی کا اعتراف منافقانہ ہے۔ یہ اعتراف صادق اور دل سے ہوتا تو میرے
اس اعتقاد کو کہ "احادیث صحیحہ کی صحت کا مرتبہ قرآن کے برابر نہین" بیان و تسلیم
کرنے کے بعد آپ اس مانی منائی ہوئی بات کو میرے خطاب مین پیش نکرتے
حالانکہ آخری تحریر تک اس بات کا اپنے پیچھا نہین چھوڑا۔ ہر یک تحریر مین اسکا
اعادہ کیا ہے۔

۵۲ اس قول مین قادیانی نے عجیب تدلیس و تلبیس سے کام لیا ہے اور اپنا دجال
ہونا بہت زور سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اسکی جملہ تلبیسات و تحریفات مخصوص

اجتہادی طور پر

قرآن وحدیث کا اصل اصول یہی امر ہے۔ جو اس قول مین اسنے اختیار کیا ہے۔
ناظرین اسکی شرح توجہ سے سنین۔ اس قول مین آپنے دعوی یہ کیا ہے۔ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وحی مجمل مین اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کیا کرتے۔ جو جملہ مجملات
وحی متلو (قرآن مجید) اور وحی غیر متلو (حدیث شریف) کو شامل ہو اور اس دعوی
سے قادیانی نے یہ جتایا ہے کہ قرآن کی جو آیہ مجمل ہے یا احادیث نبویہ سے جو حدیث
مجمل ہے وہ محل اجتہاد ہے۔ اور اسمین غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی نظر سے
قادیانی نے اپنی تحریر نمبر ۴ مین یہ دعوی کیا تھا کہ بعض حدیثین اجتہادی طور سے
آنحضرت ؐ نے فرمائی ہین اس وجہ سے انمین باہم تعارض ہو گیا ہے۔ جیسے ہمنے
اپنی تحریر نمبری ۵ مین سیئے اجتہاد سے سوال کیا تھا۔ اوسیکا جواب قادیانی
نے اس قول مین دیا ہے۔ جسکا مطلب مضمون تحریر نمبری ۴۔ اور ازالہ قادیانی کا
مضمون صفحہ وصفحہ وغیرہ ملا کر یہ ہوا کہ بعض آیات واحادیث
کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمل ہوتی۔ آنحضرت ؐ اپنے اجتہاد سے
اسکی تفسیر وتشریح فرماتے۔ اور اسمین غلطی بھی کیا کرتے۔ اسیوجہ سے ان
مین تعارض واقع ہو گیا ہے۔ اور احادیث
متعلقہ دجال وابن صیاد وحضرت مسیح اسی قسم سے ہین آنحضرت
کو اس باب مین کچھہ مجمل وحی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی
تشریح وتفسیر اپنے اجتہاد سے کر کے وہ حدیثین فرمادی ہین۔ اور انمین
غلطی کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان احادیث مین تعارض واقع ہو گیا ہے ''
اس عام دعوے (وحی مجمل قرآن وحدیث کو آنحضرت ؐ کے اجتہاد سے تفسیر کرنے

دخل دیا کرتے تھے

ور اسمین غلطی کے مرتکب ہونے) پر جو دو دلیلین قادیانی نے پیش کی ہین وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب ہین (چنانچہ حاشیہ آئندہ متصلہ مین ان کی تشریح ہوگی)۔ اور نبی کا خواب گو ایک خاص قسم کی وحی ہے جسکی تعبیر اجتہادی ہوسکتی ہے۔ اور اسمین غلطی ممکن ہے۔ مگر اس خاص قسم وحی کو محل اجتہاد و غلطی ہونے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ہر قسم کی وحی مجمل قرآن وحدیث کی تفسیر آنحضرت صلعم اجتہاد سے فرماتے۔ اور اسمین غلطی کیا کرتے۔

دعوے تو آپنے عام کیا کہ ہر ایک وحی مجمل قرآن وحدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کے مرتکب ہوتے اور دلیل خاص ایک قسم (خواب) مین آنحضرت صلعم کا اجتہاد و غلطی کرنا پیش کیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اس دہوکہ سے اپنا دجال ہو ثابت کیا۔ مسلمان اور غیر مسلم سبھی عقلا اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ دلیل خاص سے دعوے عام ثابت نہین ہوتا۔ مگر آپ کو ایسے اتباع ملگئے ہین جو عقل سے بہی اب کوئی تعلق نہین رکھتے۔ جیسا کہ نقل کو پہلے ہی سے آپ سے بعیت کرکے سلام کہہ چکے تھے۔ لہذا آپ بے دہڑک و بلا پابندی نقل وعقل جو چاہتے ہین کہہ دیتے ہین۔ اور وہ ”آمنا کل من ربنا“ کہکر اسکو تسلیم کرلیتے ہین آپ دو تین خوابون کی تعبیر مین آنحضرت صلعم کے اجتہاد و خطا کو تہکھنڈا بناکر انہین کی دست آویز سے جس پیشین گوئی قرآن وحدیث کو چاہتے ہین وحی مجمل قرار دیتے ہین اور اسکو آنحضرت صلعم کے اجتہاد کا ایک غلط نتیجہ ٹہراکر اسکے ظاہر معانی کو بیکار و بے اعتبار ٹہراتے اور اپنی تاویل کا محل بنالیتے ہین۔ اور نصوص قرآن وحدیث کو زیر و بالا کردیتے۔ اور وہ لوگ عقل و نقل سے ازاد اسکو

اور بسا اوقات

حقائق و معارف سمجھکر اسپر ایمان لاتے ہین - وہ لوگ تو ہماری کلام کو شاید سمجھ بہی نہ سکینگے - ہم ناواقف اہل اسلام کو یہ بتاتے ہین کہ اسلام مین مجملات قرآن حدیث کا کیا حکم مقرر و مسلم ہے -

اسلام و مسلمانون مین مجملات قرآن حدیث کا یہ حکم مسلم و مقرر ہے کہ جس مخزن و مخرج سے مجمل کا صدور ہوتا ہے اسی مخزن و مخرج سے اسکا بیان صادر ہوتا ہے یعنی وحی الٰہی و نص شارع سے جسکو اجتہاد اور اجتہادی غلطی ہرگز نہین کہاجاسکتا -

مسلمانون کی ایک چھوٹی سی کتاب اصول فقہ حسامی مین لکھا ہے

وضد المفسر المجمل - وهو ما ازدحمت فيه المعاني فاشتبه المراد به اشتباهًا لا يدرك الا ببيان من المجمل كالربوا وحكمه التوقف فيه على اعتقاد حقية المراد به الى ان ياتيه البيان (حسامی صـ)	مفسر کی ضد مجمل ہے جسکی مراد مین کثرت معانی کے سبب ایسا اشتباہ واقع ہو جو بلا بیان شارع رفع نہو - جیسے آیہ ربو ہے - اسکا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا جائے جب تک کہ شارع سے بیان وارد نہو - آیہ ربو کے مجمل ہونے کی وجہ یہ بیان کی

گئی ہے کہ ربو عربی زبان مین ہر ایک بڑہوتری کو کہا جاتا ہے اور کوئی بیع ایک جانب کی بڑہوتری سے خالی نہین - لہذا یہ معنے لغوی ربو کے اس آیہ مین مراد نہین ہوسکتی - اور وجوہات سے بڑہوتری مراد لین تو انمین کثرت وجوہات کے سبب اشتباہ واقع ہے - اور کسی خاص وجہ کی بڑہوتری مراد نہین لیجاسکتی -

وہ تفسیر اور تشریح

لہذا اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا گیا - یہانتک کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی مراد کو خود بیان کردیا اور صاف فرمادیا کہ چھ چیزون گندم - جو - نمک - کھجور - سونا - چاندی کا اپنی ہم جنس سے مبادلہ ہو تو اسمین ایک جانب کی بڑھوتری ربو ہے - تو وہ اشتباہ رفع ہوا - اس بیان نبوی کی نسبت کوئی مسلمان یہ تجویز نہیں کرتا کہ آنحضرتؐ نے یہ بیان اجتہاد سے فرمایا ہے جسمین خطا کا احتمال ہے - بلکہ بالاتفاق یہی تسلیم کیا جاتا ہے - کہ یہ بیان وحی الہی سے ہوا ہے - جسکو شریعت کہا جاتا ہے - اور اس بیان مین اسکو ناحق تسلیم کیا جاتا ہے - اسکی مثالین کتاب [illegible] کتاب اللہ کی اور تمثیلات کا کوئی سائق ہو تو تفسیر اتقان مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۰۸ مین دیکھے - اور احادیث کی تمثیلات کتب احادیث مین -

نبی کے خواب کی مجملات اس حکم سے مستثنے ہین اور اسکی تعبیر وحی الہی پر موقوف نہین وہ اجتہاد سے بھی ہو سکتی ہے -

نبیؐ کا خواب گو ایک قسم کا وحی ہے - چنانچہ ابن ابی حاتم اور بخاری کی حدیث مین آیا ہے - مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوابون کے اجتہاد سے تعبیر کی اور اوسمین بعض جگہ (جنکا ذکر حاشیہ آیندہ مین ہے) غلطی بھی ظاہر ہوئی - تو اس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کی مجمل وحی منامی کا حکم عام مجملات قرآن وحدیث سے متغائر ہے اسمین اجتہاد سے کام لینا جائز ہے - اور شرع اور وحی سے ورود بیان کی

> رویا الانبیاء وحی رواہ ابن ابی حاتم مرفوعًا والبخاری من قول عبید بن عمر -

جواں حضرت

تعبیر خواب مین ضرورت نہین ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس قسم وحی منامی کے چھیالیسوین حصہ (مومنون کی خواب مین جسکو بخاری کی حدیث نبوی مین نبوت کا چھیالیسوان حصہ کہا گیا ہے اجتہاد سے تعبیر کو جائز رکھا گیا ہے۔ اور

رؤیا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءًا من النبوة (بخاری ص ۱۰۳۵)

اگر اس قسم کی وحی کی تعبیر بھی بیان شارع پر موقوف رکھی جاتی تو اسکی جزء (چھیالیسوان حصہ) مین بھی اس بیان شارع کے کسی جزء کی ضرورت ہوتی۔ اور چونکہ یہہ ناممکن امر ہے ہر ایک مومن کی سچی خواب کی تعبیر کا کوئی حصہ بیان شارع مین پایا جائے۔ لہذا اسکو کل یعنے وحی منامی نبوی مین بھی اس بیان کی ضرورت کو اٹھا یا گیا اور اجتہاد سے اسکی تعبیر کو جائز رکھا گیا۔

الحاصل خاص خواب کا حکم اور ہے۔ عام مجملات قرآن وحدیث کا حکم اور قادیانی مسلمانون کو دھوکہ دیتا ہے کہ عام وحی مجمل قرآن وحدیث کو خواب کے حکم مین ٹھہرا کر جس آیہ حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل قرار دیکر اجتہادی غلطی کا قرار دیتا اور اسمین جو تاویل چاہتا ہے کرتا ہے۔

یہ آپکے ملحدانہ اصول کا ابطال ہے۔ اب اس باطل اصول کے بد اثر سے ان احادیث کو بری کیا جاتا ہے جنکو اس اصول کے شکنجہ مین پھنسا کر قادیانی نے خواب یا تعبیر ٹھہرا کر محل اجتہاد وغلطی اجتہادی و ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ یعنے احادیث متعلقہ دجال وابن صیاد خصوصًا حدیث تیم داری جسکو خصوصیت کے ساتھہ قادیانی نے تحریر نمبری ۴ مین نشانہ بنایا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

یہ جس قدر صحیح احادیث میں دجال کی آمد کی خبر ہے انمین ایک حدیث بہی ایسی
نہین جسمین کسی قسم کا اجمال ہو یا احادیث ابن صیاد سے اسکا تعارض ہو۔ یا اسمین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی حکایت یا کسی خواب کی تعبیر ہو۔ یا اسکا خلاف
مشاہدہ مین آیا ہو۔ جس سے ثابت و مفہوم ہو کہ وہ اجتہادی تعبیر تہی جو خلاف
واقعہ نکلی بلکہ وہ احادیث اپنے منطوق و مفہوم و الفاظ و سیاق سے صاف بتا رہی
ہین کہ ان احادیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حالات بیان کئے ہین وہ ان
حضرت کی حیثیت سے واقعات ہین جو مشاہدہ یعنی بوحی الٰہی آپ پر منکشف ہوئے
ہین۔ اور ان احادیث مین کسی قسم کا تعارض و تخالف نہین ہے۔ احادیث متعلقہ
ابن صیاد کا احادیث دجال سے متعارضہ ہونا حاشیہ نمبر ۱۲ صلک مین بیان
ہو چکا ہے۔ اور احادیث دجال کا آپسمین متعارض نہونا ریویو ازالہ قادیانی مین
ثابت کیا جائیگا اور حدیث تمیم داری بالفاظ ہماری نمبر ۸ مین منقول ہے۔
اس مقام چند احادیث متعلقہ آمد دجال نقل کیجاتی ہین جو ابطال عموم دعویٰ قادیانی
کے لئے کافی ہین۔ ناظرین انصاف سے دیکہین کہ انمین کسی قسم کا اجمال یا انکا خواب
یا تعبیر خواب ہونا۔ یا انکا اجتہادی ہونا کسی لفظ سے مفہوم ہوتا ہے ؟۔
حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون مین

عن عبد الله بن عمر رض قال قام
رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الناس
فاثنی علی الله بما هو اهله ثم ذکر الدجال
فقال انی لانذرکموه وما من نبی

(خطبہ کے لئے) کہڑے ہوئے۔ پہر
خدا کی تعریف کے بعد آپنے دجال کا ذکر
کیا تو فرمایا کہ مین تمہین اس سے ڈراتا
ہون اور کوئی نبی ایسا نہین گزرا جسنے

فرمایا کرتے تھے

الا انذر ہ قومہ ولاکنی ساقول
فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ
اعور وان اللہ لیس باعور
(بخاری ص۱۰۵۵ ومعناہ مسلم ص۴۰۰)
عن انس بن مالک ما بعث نبی الا انذر
امتہ الاعور الکذاب وان ربکم
لیس باعور وان بین عینیہ مکتوب کافر
[illegible]
(بخاری ص[illegible] ومسلم ص[illegible])
وفیہ یقرؤہ کل مؤمن کاتب وغیر کاتب
عن حذیفہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ان الدجال ان معہ ماءً
ونارًا فنارہ ماءٌ بارد وماؤہ نار
(بخاری ص۱۰۵۶ ومسلم ص[illegible])
وفیہ فاما ادرکن احدٌ فلیات
النہر الذی یراہ نارًا فلیغمس
وعن ابی سعید الخدری قال
حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یومًا حدیثا طویلًا عن الدجال
فکان فیما حدثنا قال یاتی وھو

اس سے اپنی قوم کو ڈرایا ہو۔ ولیکن
مین اسکے حق مین ایک ایسی بات کہتا
ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین کہی وہ
یہ ہے کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور خدا
تعالےٰ کانا نہین ہے۔
حضرت انس آپ سے یہ نقل کرتے
ہین کہ کوئی نبی نہین ہے جس نے اس
[illegible]
کانے کذاب سے ڈرایا ہو۔ اور تمہارا رب کانا
نہین ہے۔
اس کانے کذاب کی دو آنکھون کے
ما بین لفظ ک ف ر یعنے کافر لکھا ہوگا
جسکو ہر ایک مومن پڑھا ہوا اور ان پڑھ
پڑھ لے گا۔
حضرت حذیفہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا ہے کہ دجال کے ساتھ پانی بھی
ہوگا آگ بھی ہوگی۔ تو اسکی آگ۔
(واقعہ مین) پانی ہوگا۔ اور پانی (واقعہ
مین) آگ بس اگر کوئی اسکو پائے تو
جو آگ نظر آوے اسمین غوطہ لگائے۔

(81)

صحیح اور سچی

محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ
فینتھی الی بعض السباخ التی تلی
المدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل
ھو خیر الناس او من خیر الناس
فیقول اشھد انک الدجال الذی
حدثنا رسول اللہ صلعم حدیثہ
فیقول الدجال ارایتم ان قتلت
ھذا ثم احییتہ اتشکون فی
الامر فیقولون لا قال فیقتلہ
ثم یحییہ فیقول حین یحییہ
واللہ ما کنت فیک قط اشد
بصیرۃ منی الآن فیرید الدجال
ان یقتلہ فلا یسلط علیہ۔
(مسلم ص ۴۰۰ وبخاری ص ۱۰۵۶)
عن انس بن مالک قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یجیئی الدجال
حتی ینزل فی ناحیۃ المدینۃ
ترجف ثلث رجفات فیخرج
الیہ کل کافر ومنافق۔

حضرت ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ
آنحضرت صلعم نے ہمکو ایک دن دجال کے
حق مین ایک لنبی حدیث سنائی اسمین
یہ ذکر بہی تہا کہ دجال پر شہر مدینہ کے
دروازون مین داخل ہونا حرام کیا جائیگا
وہ مدینہ کے متصل بعض زمین شور مین
ہوگا تو اسکی طرف ایک ایسا شخص
نکلیگا جو اسدن تمام لوگون سے
بہتر ہوگا۔ (علما کہتے ہیں یہ حضرت
خضر ہونگے لو پیر اور ایک مصیبت
قادیانی پر نازل ہوئی وہ حیات حضرت
مسیح کو ناممکن سمجہتا تہا۔ یہان ایک اور
بہی غیر معمولی زندہ پیر نکل آئے) وہ
شخص دجال کو کہیگا مین گواہی دیتا ہون
کہ تو وہ دجال ہے جسکی بات ہم مسلمانون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہوئی
ہے۔ دجال اپنے ذریات کو کہیگا بتاؤ اگر
مین اس شخص کو مار ڈالون اور پہر زندہ
کرون تو تمکو میرے معاملہ مین کچہ شک

ہوتی تھی۔

(بخاری ۱۰۵۳ مسلم ۵۰۵۳)

رکہیگا وہ کہینگے ہین۔ پہر وہ اوسکو قتل کریگا۔ پہر زندہ کریگا۔ تو وہ شخص کہیگا کہ مجہے جیسا اسوقت (یعنے تیرے افعال کو دیکھکر) تیرے دجال ہونے کا یقین حاصل ہوا ہے ایسا یقین پہلے حاصل نہ تہا۔ پہر وہ اسکو (دوبارہ) مارنا چاہیگا تو اسپر قدرت نہ پائیگا۔

حضرت انس رض فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال آیگا تو مدینہ کی ایک جانب اتریگا۔ اسوقت مدینہ مین تین دفعہ زلزلہ واقع ہوگا۔ جس سے ہر ایک منافق و کافر جو مدینہ مین ہوگا نکلکر دجال کے پاس چلا جائیگا

اِن احادیث کے الفاظ اور سیاق اور محل بیان (موقعہ خطبہ) صاف بتا رہے ہین۔ کہ ان احادیث مین جو حالات دجال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہین وہ آپ کی چشم دید حالات ہین۔ اور ان احادیث کے الفاظ وسیاق وسباق مین کوئی تصریح یا اشارہ پایا نہین جاتا ہے کہ یہ خواب کی حکایات یا خواب کی تعبیر ہے۔ اور آنحضرت م نے جو کچھہ انمین فرمایا ہے وہ ظن و اجتہاد سے کہا ہے۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ ان احادیث مین پایا جاتا ہے نہ کسی اور حدیث مین۔

اب ہم ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہین کہ قادیانی نے ان احادیث کو اپنے اس باطل اصول کے شکنجہ مین کیونکر پہنسایا اور کس تحریر مین انکو خواب ٹہراکر اجتہادی وناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ اور اسکا جواب کیا ہے جس سے ان احادیث کی خواب ہونے سے برائت ہو۔ پس واضح ہو کہ قادیانی نے ایک تو مسلم کی حدیث دمشقی روایت نواس بن سمعان سے دجال کے حق مین۔ آنحضرت

اور بعض لوقات

کا لفظ "کانی اشبہہ بعبد العزی" جسکے معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گویا دجال کو عبد العزی سے تشبیہ دے رہا ہون لے لیا اور اس لفظ کو اس امر کا شعر ٹھرایا ہے کہ آنحضرت ؐ نے دجال کو حقیقۃً نہین دیکھا تھا۔ بلکہ کشف یا خواب کیحالت مین دیکھا تھا۔ تب ہی لفظ گویا فرمایا۔

دوسری بخاری کی وہ حدیث لے لی ہے جو اسکے صفحہ ۴۸۹ وغیرہ مین مروی ہر اور جسمین یہ ذکر ہے۔ کہ آنحضرت ؐ نے خواب مین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا" اس حدیث کے بیان خواب اور حدیث نواس بن سمعان کے لفظ [illegible]

تمام حدیث اور حضرت مسیح اور دجال کی جملہ احادیث خواب و مکاشفات ہین جو تعبیر و تاویل کی محتاج ہین نہ حقائق واقعیہ چنانچہ ازالہ کے صفحہ ۲۰۳ مین حدیث نواس بن سمعان کے لفظ مذکورہ سے استدلال کرکے قادیانی نے کہاہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت عیسے اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے تھے وہ حقیقت مین سب کے سب مکاشفات نبویہ تھے جو اپنے اپنے محل پر مناسب تاویل و تعبیر رکھتے ہین۔ ان ہی مین سے یہ دمشقی حدیث بھی ہے جو مسلم نے بیان کی ہے۔ جسکا اسوقت ہم ترجمہ کر رہے ہین۔ آگے ہمارے اس بیان پر کہ تمام پیشینگوئیان مکاشفات نبویہ ہین۔ اور رویا صالحہ کیطرح بالتزام قرائن محتاج تعبیر ہین۔ خود آنحضرت ؐ کے بیانات مقدسہ شاہد ہین۔ پھر اسکی تمثیل دنا یہ مین صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ مین بخاری کی حدیث مذکورہ متضمن خواب طواف دجال نقل کرکے صفحہ ۲۰۶ مین اسکی نسبت کہاہے کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا پڑی

غلطی بھی

غلطی ہے۔ یہ درحقیقت مکاشفات اور خوابون کے پیرایہ مین بیانات ہین
جنکی تعبیر و تاویل کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ عام طور پر خوابون کی تعبیر کیجاتی ہے
سو اسکی تعبیر یہ ہے کہ دجال اپنے ظہور کے وقت مین فتنہ اندازی کے
کام کے گرد پہریگا" اس کے بعد بڑے زور و شور کے ساتہہ جلی قلم سے لکھا ہے
کہ اب کہان ہین وہ حضرات مولوی صاحبان جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت
پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور انکے معانی کو ظاہر عبارت سے پہیر نا کفر و الحاد
سمجھتے ہین وہ ذرہ اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین کہ سلف صالحین نے اس
حدیث کے معنے کرنے کے وقت مسیح دجال کے طواف کرنے کو ایک خواب کا
معاملہ سمجھکر کیسی اسکی تاویل کر دی جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے۔ پہر
جس حالت مین لاچار ہو کر ان مکاشفات کی ایک جزو کی تعبیر کی گئی تو پہر کیا وجہ
کہ باوجود موجود ہونے قرائن قویہ کی دوسری جزو کا تعبیر نہ کیجائے۔ اسکے بعد
صفحہ مین لکھا ہے کہ جسطرح ہمارے علماء نے مسیح دجال کے طواف کو ایک
کشفی امر سمجھکر اسکو ایک روحانی تعبیر کر دی ایسا ہی جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم نے کئی مقامات مین ظاہر فرمایا ہے کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کھلتا ہے
جب تک سبحانہ اللہ قطعی اور یقینی معنے اسکے معلوم نہون مین ظاہر پر حمل نہین

٭ جس معنے کر قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتا ہے اسکی تشریح فتوی میں بصفحہ (۱۶۶ و ۱۶۱ و ۱۶۷) ہو چکی ہے ایسے الفاظ وہ مسلمانون کو اپنی دام مین لانیکے لئے بولتا ہے۔ اور حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اپنے آپ کو نبی مرسل سمجھتا ہے۔ حاشیۃ الحاشیہ ٭

ہو جاتی تھی۔

کرسکتا۔ پیر اسکی تمثیل مین ایک حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۱۵۵ سے یہ نقل کی ہے
آنحضرت صلعم کو خواب مین بی بی عائشہ صدیقہ رضہ دکہائی گئین اور یہ کہا گیا کہ
یہ تیری زوجہ ہے۔ تسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر خدا کیطرف سے
ہے۔ تو خدا اسکو نافذ کریگا۔ دوسری حدیث خواب مین مقام ہجرت دیکھنے
کی۔ جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۸۳ مین ہوگا۔

یہ قادیانی کی تقریر پر تزویر ہے۔ جسمین اوسنے احادیث متعلقہ دجال اور حضرت
مسیح کو اپنے اصول کے شکنجہ مین پہنسا کر خواب قرار دیا ہے۔ اسکا جواب اس طرح سے مین
قادیانی نے جو کچھ اس تقریر میں کہا ہے اسکا مطلب وماحصل وہی ہے جو ہم نے
بصفحہ (۲۶۵) بیان کیا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کی دو تین خوابون کو تہ کہنڈا بناکر
انکے ذریعہ سے جس آیہ یا حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل اور خواب یا مکاشفہ
محتاج تعبیر وتاویل بنادیتا ہے۔

اور اسکا جواب بہی گزرچکا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور صاف دہوکہ ہے۔
بعض احادیث مین جو آنحضرت صلعم کی خاص خوابونکا بیان ہے وہ جملہ احادیث
نبویہ متعلقہ دجال وحضرت مسیح کو وحی مجمل اور خواب نہین بنا سکتا۔ اور دلیل خاص
سے دعوی عام ثابت نہین ہوتا۔ اور خاص خواب کا حکم اور ہے اور عام مجملات
قرآن وحدیث کا حکم اور ہے۔ مگر اسمقام مین قادیانی کے مغالطات مسلمانون پر
ظاہر کرنے کی غرض اس جواب کی اور تشریح کیجاتی ہے۔

قادیانی کا حدیث نواس بن سمعان کے لفظ کانی (یعنے گویا) کو شہر کشف یا خواب
کہنا۔ پہر کشف اور خواب دونو کو یکسان محتاج تعبیر وتاویل کہنا پہر اس لفظ

چنانچہ اسکی

کی شہادت سے تمام حدیث نواس بن سمعان کو ایک کشف یا خواب قرار دینا مغالطہ در مغالطہ ہے۔

اسمین ایک مغالطہ قادیانی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ کے رویت دجال کو خواب تجویز کرنا ہے جو محتاج تعبیر و محل تاویل ہوتا ہے۔ **دوسرا مغالطہ** اس خواب کے ساتھ لفظ "یا کشف" ملا دینا تاکہ ناظرین کو یہ متوہم ہو کہ وہ کشف بھی خواب مین ہی ہوگا۔ یا یہ کہ کشف بھی خواب کی طرح محتاج تعبیر و محل تاویل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ آگے چلکر یہ بات اس نے بتصریح بھی کہدی ہے یہ **دونون مغالطے** اس ایک تجویز سے **دفع** ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بحالت بیداری دجال کی اصل صورت دکھائی [illegible]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کذبتنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی البیت المقدس فطفقت اخبرهم عن ایاته وانا انظر الیه متفق علیہ + (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۲)

عن ابن عمر ان عمر بعث جیشا وامر علیه رجلا یقال له ساریه فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساریه الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فهزمونا فاذا بصائح

بیت المقدس کو اہل مکہ کو نہ ماننے کے وقت بیت المقدس کی اصلی صورت آپکو دکھائی تھی۔ آپ مکہ کے مقام حجر مین بیت المقدس کو بچشم خود دیکھ رہے اور کفار قریش کو اسکے پتے بتاتے جاتے تھے۔ **یا جیسے** حضرت عمر فاروق رض کو خطبہ کی حالت مین منزلون کے فاصلہ پر ایک امیر لشکر (ساریہ نامی) کے (جو اپنی لڑائی مین بے موقع کھڑا ہونے کے سبب شکست پا چکا تھا) صورت وحالت خدا تعالےٰ نے دکھادی تو آپ نے اسی حالت خطبہ مین چلا کر یہ بات کہی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لی۔ اور ادھر ساریہ کو

نظیرین

یصیح یاساری الجبل فاسندنا ظهورنا الی الجبل فهزمهم الله تعالی (رواه البیهقی فی دلایل النبوت مشکوۃ صفحہ ۵۳۰)	خداتعالی نے یہ آواز سنادی تو اس نے پہاڑ کو پس پشت لیکر جنگ کی اور فتح پائی - یہ رویت عینی اور کشف بحالت بیداری ہوا تھا جو کسی تاویل کا محل

اور تعبیر کا محتاج نہین سمجھا گیا اور زمانہ صحابہ سے اس وقت تک کے اہل اسلام کے نزدیک اپنے ظاہری معانی پر محمول ہوا۔ پھر کیون جائز نہین کہ آنحضرت کا دجال کو دیکھنا بھی ایسا ہوا ہو۔ اور جو آنحضرت نے اس رویت کے بیان۔ اور صورت دجال کی تشبیہ کے وقت بلفظ "کانی" (یعنے گویا) تردد ظاہر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ رویت اس تشبیہ و بیان کے وقت سے پہلے کسی وقت ہوئی ہو۔ اور بوقت تشبیہ دجال کی پوری صورت آپکے یاد و خیال سے جاتی رہی ہو۔ اس لئے "کانی گویا" کا لفظ فرمایا۔ **اسمین تیسرا مغالطہ** یہ ہے کہ قادیانی اس رویت صورت دجال کا وقوع خواب یا کشف مین تجویز کر کے جملہ مضامین حدیث دمشقی روایت نواس بن سمعان کو خواب یا کشف قرار دیدیا۔ حالانکہ اس حدیث کے واقعات و احکام و ہدایات صاف شہادت دے رہے ہین کہ وہ خواب یا کشف نہین بلکہ واقعات خارجیہ و احکام نفس الامریہ ہین۔

اسمین **ایک** یہ **ہدایت** ہے کہ جو شخص دجال کو پاوے وہ اس کے سامنے سورۂ کہف پڑھے وہ دجال کے فتنے سے اس کی محافظہ ہوگی۔ **ایک واقعہ** آئندہ اسمین یہ بیان ہوا ہے کہ جب دجال نکلیگا چالیس روز زمین پر ٹہریگا۔ جس مین ایک دن برس روز کا ہوگا۔

اسکو صحابہ نے ظاہری معانی پر محمول کر کے ایک واقعہ آئندہ خارجی سمجھا

بخاری

تو اُس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا - کہ کیا برس روز کے دن مین ہکو ایک ہی دن کی نمازین کافی ہونگی - تو اُس کے جواب مین یہ حکم ہوا کہ کافی نہونگی - بلکہ اوقات پنجگانہ کا اندازہ کر کے نمازین پڑہنی ہونگی - یعنے نماز صباح سے چھ یا سات گھنٹہ کے بعد نماز ظہر - پہر تین یا چار گھنٹہ کے بعد نماز عصر - پہر دو یا تین گھنٹہ کے بعد نماز مغرب - پہر ایک گھنٹہ کے بعد نماز عشا - پہر بارہ یا تیرہ گھنٹہ کے بعد نماز فجر و علی ہذالقیاس - اسی قسم کے واقعات و احکام اس حدیث مین اور بیان ہوئے ہین جنکو کوئی [illegible] بیان [illegible] خواب نہین کہہ سکتا [illegible] خواب ہوتا تو اس کے سامعین اصحاب اسپر اس قسم کے سوالات نکرتے اور نہ آنحضرت اسکے متعلق یہ احکام ہدایات فرماتے -

اور قادیانی کا حدیث طواف دجال سے استدلال بہی مغالطات کا مجموعہ ہی ہے اسمین ایک مغالطہ تو قادیانی نے یہ دیا ہے کہ اس ایک واقعہ خواب سے جملہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو خواب بنا دیا اور یہ کہدیا کہ آنحضرت صلعم کو جو امور حضرت عیسیٰ اور دجال کی نسبت معلوم ہوئے ہین وہ سب کے سب مکاشفات نبویہ تہے - اسکا جواب گذر چکا ہے کہ حدیث طواف دجال مین ایک واقعہ خواب بیان ہوا ہے - اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت نے جو کچھ دجال اور مسیح کے باب مین فرمایا ہے - وہ سب کا سب اس واقعہ خواب کا بیان یا تعبیر ہے یہہ بات نہ اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے نہ کسی اور حدیث مین پائی جاتی ہے - اور نہ عقل اس کی مجوز ہے - کیا جو شخص ایک دفعہ زید کو (مثلاً) خواب مین دیکھے اور پہر وہ زید کے حالات واقعیہ و سوانح عمری (کہ وہ عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کا باپ اور وہ تجارت

اور مسلم مین

پیشہ ہے۔ دہلی مین دس برس رہا۔ کلکتہ مین پچاس برس اور سال آیندہ وہ بمبئی جانیوالا ہے) بیان کرے تو ان واقعات وحالات کو سنکر کوئی عاقل سلیم الحواس یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اسے خواب کی تعبیر یا بیان ہے۔ ہرگز نہین۔

اور اسمین **دوسرا مغالطہ** قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ مکاشفات رویا صالحہ کی مانند محتاج تعبیر ہین۔ اسکا جواب بھی گذر چکا ہے۔ کہ مکاشفات بحالت بیداری محتاج تعبیر نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہوتے ہین۔ جیسے مکاشفہ بیت المقدس و مکاشفہ جنگ ساریہ وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا مغالطہ حدیث طواف دجال کو نقل کرکے قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے"۔

اسمین قادیانی نے پیش تو وہ حدیث خواب طواف دجال کے ہے جو کسیکے نزدیک ظاہر معنی پر محمول نہین۔ مگر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کا خواب ہین اور ظاہری معنی پر محمول نہین اسکا جواب بھی سابق مین ادا ہو چکا ہے کہ بیشک حدیث طواف دجال ایک خواب ہے جو ظاہری معنی پر محمول نہین ہے مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح (جن مین واقعات خارجیہ و مشاہدات عینیہ و احکام عملیہ کا بیان ہے اور ان کو کوئی مسلمان خواب یا تعبیر خواب نہین کہہ سکتا۔) خواب یا تعبیر خواب ہون اور ظاہری معانی پر محمول ہون۔

چوتھا مغالطہ حدیث طواف دجال کی تعبیر کرنے کے بعد قادیانی کا قلم جلی سے یہ لکھنا ہے۔ کہ کہان ہین وہ علماء جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین اور ان کے معانی کو ظاہر عبارت سے پہیرنا کفر و الحاد سمجھتے ہین"۔ اسمین آپنے وہی

بحث

(تیسرا) دھوکہ دیا ہے کہ پیش توایک حدیثِ خوابِ طوافِ دجال کی اور اس سے ان سب حدیثون کا جو دجال اور حضرت مسیح کے باب مین وارد ہین ظاہر پہ محمول ہونا اور ان کی تاویل کا کفر ہونا نکالکر علماء پہ اعتراضی سوال قائم کردیا۔

اسکا جواب بھی وہی ہے کہ کوئی عالم ایسا نہین کہ حدیث طواف دجال کو ظاہر پر حمل کرتا ہوا اور اسکی تعبیر وتاویل کو کفر والحاد سمجھتا ہو۔ آپ کو جو علماء ر وقت کافر وملحد کہتے ہین تو وہ حدیثِ خوابِ طوافِ دجال کی تاویل کے سبب نہین کہتے بلکہ اسلئے کافر وملحد کہتے ہین کہ آپ اور نصوص قطعیہ قرآن واحادیث مین (جنمین احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح بھی شامل ہین) تاویل وتحریف کرتے ہین اور بلاوجہ قوی دافع قطعی ان کے ظاہری معانی کو چھوڑتے جاتے ہین جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

پانچوان مغالطہ قادیانی کا تاویل طواف دجال کو ذکر کرکے یہ کہنا ہے کہ جس حالت مین لاچار ہوکر ان مکاشفات کی ایک جز کی تعبیر کی گئی ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ دوسری جزون کی تعبیر نہ کیجاوے۔ اسمین قادیانی نے حدیث طواف دجال کو ایک جز ٹہرادیا ہے۔ اور دوسری احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کو دوسری اجزاء۔ اور ان سب روایات کو ایک حدیث قرار دیا ہے سا وزنا واقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔

اسکا جواب بھی جوابات سابقہ مین ادا ہوا۔ اور ثابت ہوچکا ہے کہ یہ محض کذب وکید کادیانی ہے۔ حدیث طواف دجال خاص ایک وقت کا واقعہ ہے جنکو دوسری احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح سے کوئی اتحاد نہین ہے۔ نہ وہ اسکی اجزا ہین نہ یہ انکا جز۔ نہ جانبین کسی تیسری حدیث کا جز۔

اخیر تقریر مین جو قادیانی نے کہا کہ آنحضرت نے کئی مقامات مین فرمادیا ہی

ہین۔

کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کہتا ہے مین اسکو ظاہر معانی پر حمل نہین کر سکتا۔ جبتک منجانب اللہ اسکے قطعی اور یقینی معنے معلوم نہون ہیہ

بھی کادیانی نے محض جہوٹ بولا ہے اور اس سے اُسنے مسلمانون کو بھی سخت دہوکا دینا چاہاہے کہ جو تاویل و تحریف نصوص قرآن وحدیث کا ملحدانہ اصول اُسنے بیان کیا ہے وہ خود آنحضرت کا فرمودہ ہے لہذا اسمین کسی مسلمان کو جائے کلام نہین ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہہ ملحدانہ اصول اور قول ہرگز نہین فرمایا اور نہ مکاشفات عموماً حالت بیداری کے اپنے ظاہری معنے پر حمل کرنے سے کہین انکار یا توقف و تردد ظاہر فرمایا ہے۔ یہ کادیانی نے آنحضرت پر محض افترا کیا ہے۔ اس کذب صریح و بہتان قبیح کی ثبوت مین جو حدیثین قادیانی نے پیش کی ہین انمین یہ ملحدانہ قول و اصول پایا نہین جاتا۔ پہلی حدیث مین صرف یہ بیان ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ صدیقہ خواب مین دکہائی گئین۔ اور یہہ کہا گیا یہ تیری زوجہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر خدا کی طرف سے ہے توخدا اسکو نافذ کرے گا۔

تو دیکھو اسمین آنحضرت صلعم نے صرف ایک خواب کو ظاہری معنے مراد ہونے مین اپنا تردد ظاہر فرمایا ہے نہ اسکو تمام خوابون کی نسبت عام اصول و قانون بنایا ہے۔ اور نہ خواب کے سوا مکاشفات حالت بیداری کی نسبت اسمین کچھ ارشاد کیا ہے۔ پہر کادیانی نے جو اس خاص خواب کی تعبیر مین آنحضرت کے متردد ہونیسے وہ عام ملحدانہ اصول نکال لیا اور اسکو

نوٹ: قادیان قاف سے لکہا جاتا ہے مگر جب اوسکی نسبت مرزا غلام احمد کیطرف ہو تو اوسکو کاف سے لکہنا مناسب ہے کیونکہ اوسکو کید کادیانی سے پوری مناسبت ہے، یہ الہامی اشتقاق ہے جس کا خدا کی طرف سے خاکسار کے دل پر القا و الہام ہوا ہے

اور حدیث تفتہ ذہب وہلی

آنحضرت کا قول قرار دیا ہے۔ یہ آنحضرت پر افترا اور کذب محض نہین تو کیا ہے۔

دوسری حدیث مین بھی آنحضرت کا خواب مین اپنے ہجرت کی جگہہ کو دیکہنا اور پہر تعبیر مین وہم کرنا بیان ہوا ہے (چنانچہ حاشیہ آیندہ مین بیان ہوگا) اسمین بھی نہ کادیانی کے اصول ملحدانہ کا نام ونشان ہے نہ بجز خواب مکاشفات خارجیہ حالت بیداری کا حکم پایا جاتا ہے [illegible] کذب ومغالطہ ہے۔ اس سے احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب اور محتاج تعبیر ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کادیانی کے ملحدانہ اصول کے اثر سے بری نہین

وہ احادیث وحی مجمل اور اجتہادی اور خواب اور ظاہری معنے سے مصروف ومحتاج تعبیر ہرگز نہین ہوسکتین بلکہ وہ اپنی معانی مین نصوص ہین اور ظاہری معانی پر محمول ہین۔

ؔ یہ حدیث بخاری مین ہے جسکا پورا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مینے خواب مین دیکھا ہے کہ مین مکہ سے ایسی زمین کیطرف ہجرت کرتا ہون جسمین درخت خرما ہین۔ پس میرا وہم اسطرف گزرا کہ وہ

عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اہاجر من مکۃ الی ارض بہا نخل فذہب وہلی الی انہا یمامۃ او ہجر فاذا ہی مدینۃ (صحیح بخاری ص۵۵۱)

بھی اسکی شاہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت کثیر کے ساتھ مدینے سے مکہ معظمہ کی طرف بعزم طواف کعبہ سفر کرنا یہ بھی ایک اجتہادی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۲

(زمین) یمامہ ہے یا (موضع) ہجر ہے ناگاہ وہ مدینہ نکلا اسحدیث کو ناظرین بنظر غور و انصاف ملاحظہ کرین اسمین خاص ایک واقعہ خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو وہم ہو جانا بیان ہوا ہے اس سے عام وحی مجمل قرآن حدیث کا محل اجتہاد و غلطی ہونا ثابت نہین ہوتا (جسکا قادیانی کو اس تحریر نمبر ۵ مین دعوے ہے) اور نہ اسحدیث مین آنحضرت کا یہ قول پایا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھہ پر کشفی طور پر کہلتا ہے مین اسکو ظاہر پر حمل نہین کر سکتا (جسکا قادیانی نے ازالہ کے صفحہ ۶۸۱ مین دعوی کیا ہے) قادیانی نے اس و[illegible] کذب کا [illegible] آنحضرت صلعم پر افترا کیا ہے

۵ یہ اجتہاد دیا اسمین غلطی آنحضرت صلعم سے نہین ہوی بلکہ آنحضرت کو ایکخواب کی تعبیر مین بعض صحابہ سے یہ غلطی ہوی ہے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تہا کہ آپ اور آپ کے اصحابہ مکہ مین داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کر رہے ہین اس خواب کو

آنحضرت نے اصحاب کے پاس بیان کیا تو انہون نے اسکی تعبیر مین یہ سمجہہ لیا کہ اسی سال آپ مکہ فتح کرین گے اور اسمین داخل ہو کر طواف کرین گے۔

اور جب آنحضرت صلعم اس سال بعزم عمرہ و زیارت کعبہ د بحکم و حکمت الہی جسکا ظہور بیعہ الرضوان سے ہوا

وقد کان اصحاب رسول اللہ خرجوا وهم لا یشکون فی الفتح لرؤیا راها رسول اللہ (معالم التنزیل ص ۹۳)

قال عمر رضی اللہ عنہ قلت له علیه السلام اولیس کنت تحدثنا انا سنا تی البیت فنطوف به وعند الواقدی انه صلی اللہ علیہ وسلم کان رای فی منامه قبل ان یعتمر انه دخل هو و اصحابه

غلطی ہے زیادہ لکہنے کی حاجت نہین - پہر آپ مجہسے دریافت فرماتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر صحابہ کا کہان اجماع تہا اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اجماع مسلم کی حدیث سے جو ابی سعید الخدری سے بیان کی ہے

البیت فلما اراو اتاخیر ذالک شق علیہم قال علیہ السلام بلی فاخبرتک انا ناتیہ العام ہذا قال عمر قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ قال عمر فاتیت ابا بکر فقلت [illegible] کان یحدثنا انا سناتی البیت ونطوف بہ قال ابو بکر بلی افاخبرک علیہ السلام انک تاتیہ العام ہذا قال عمر قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ (قسطلانی جلد ۴ صفحہ ۵۰۶)

نہ بنا بر تعبیر خواب خود) مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ مین کفار مکہ کیطرف سے روکی گئے تو وہ صحابہ اپنی تعبیر کی غلط فہمی سے آپ [illegible] تہے کہ ہم کعبہ مین داخل ہونگے اور اسکا طواف کرینگے اسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ کیا مینے یہ کہا تہا کہ ہم اسی سال مین داخل ہونگے انہونے عرض کیا کہ یہہ تو آپنے نہین فرمایا تسپر آپنے ارشاد کیا کہ پہر تم ضرور (یعنی ایک نہ ایک دن) اسمین داخل ہوگے - اور اسکا طواف کروگے - اور حضرت صدیق اکبر رض بھی آنحضرت کیطرف سے یہی جواب دیا اور ان لوگون کو مطمئن کیا جب انکے سامنے یہ اعتراض پیش ہوا -

یہ صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی اور تفسیر معالم التنزیل کے بیان کا خلاصہ ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اس خواب کی تعبیر مین جو غلطی ہوئے ہے وہ آنحضرت سے نہین ہوئی - وہ بعض صحابہ کی فہم کی غلطی تہی - آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر نے انکی غلطی ان پر ثابت کردی - اور اس غلطی سے آپکی برابرت ظاہر کی +

ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث مین ابن صیاد کہتا ہے کہ لوگ کیون مجھے دجال معہود کہتے ہین اب ظاہر ہے کہ اسوقت کہنے والے صرف صحابہ تہے اور کون لوگ تہے جو اسکو دجال کہتے تہے یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ صحابہ کا اسبات پر اجماع تہا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے صحابہ کوئی ایسی بڑی جماعت نہین تہے جنکے اجماع کا حال معلوم ہونا محالات مین سے ہوتا بلکہ انکا اجماع بباعث وحدت مجموعی انکی کے بہت جلد معلوم ہو جاتا تہا۔

نمبر ۵ حاشیہ صفحہ ۳۴۲

کادیانی نے جو اس غلطی کو آنحضرت کے اجتہاد کی غلطی قرار دیا ہے تو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔ اور مسلمانون کو دہوکا دیا۔

۵ - یہ [illegible] اس حدیث [illegible] اجماع صحابہ کا [illegible]

ہے اور نہ وہ اجماع اس کے کسی لفظ سے مستنبط و مفہوم ہو سکتا ہی۔ ابن صیاد کے ان الفاظ سے کہ لوگ مجھے دجال سمجھتے ہین" یہ اجماع مستنبط نہین ہو سکتا۔ ہان بجاے لفظ لوگ" لفظ "سبہی لوگ" ہوتا تو ابن صیاد کے بڑے بہائی اور اسکو سچا جاننے والے کادیانی کو اجماع استنباط کرنیکا موقع ملتا۔ اور جس حالت مین اس نے یہ لفظ نہین کہا۔ اور بہت سے صحابہ کا ابن صیاد کو دجال نہ کہنا کتب حدیث مین ثابت و موجود ہے۔ چنانچہ حواشی صفحہ ۲۳۶ مین بیان ہوا ہے۔ اور آیندہ تحریر نمبر ۸ آٹھ مین اور بھی بیان ہوگا۔

تو پہر کادیانی کا اس قول ابن صیاد کی تمسک سے دعوے اجماع کذب یا مغالطہ نہین تو اور کیا ہے۔

پہر تین صحابیون کا قسم کہانا کہ حقیقت مین ابن صیاد وہی دجال معہود ہے صاف
اجماع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انکی مخالفت منقول نہین ۔

پہر بعد اسکے آپ دریافت فرماتے ہین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے مین
نہین سمجہہ سکتا کہ اس سوال سے آپکا مطلب کیا ہے ۔ ایک جماعت کا
ایک بات کو باتفاق مان لینا ہی اجماع کی حقیقت ہے، جو صحابہ مین بآسانی محقق
ہو سکتی تہی اگرچہ دوسرون مین نہین ۔ اور یہ جو آپنے دریافت فرمایا
ہے کہ کہان یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیاد
کے دجال ہونے پر

[illegible] ایک صریح جھوٹ بولا ہے اور ایک مغالطہ دیا ہے
اس کا صریح جہوٹ تین صحابہ (حضرت عمرؓ و حضرت جابرؓ و حضرت ابن عمرؓ جنکا نام وہ
تحریر نمبری ۴ مین بتا چکا ہی) کو اس بات کا قایل بنانا ہی کہ ابن صیاد دجال معہود
ہے ۔ حالانکہ ان حضرات ثلثہ سے صرف ایک ابن عمرؓ ہین جنہون نے ابن صیاد کو مسیح دجال کہا ہے
باقی حضرت عمرؓ و حضرت جابرؓ نے تو اسکو صرف دجال کہا ہے جسکے یہ معنی ہو سکتی ہین کہ وہ
منجملہ ان تیس ۳۰ دجالونکے ایک دجال ہی جنکے خروج کی خبر آنحضرت نے دی ہی، نہ دجال معہود حاشیہ
صفحہ ۲۲۳ ملاحظہ ہو اور اس کا مغالطہ صرف تین صحابہ کی (بزعم خود) اتفاق کو اجماع قرار دینا ہے
حالانکہ صحابہ مین سے صرف تین یا دس بیس صحابہ کا اتفاق شرعی اجماع نہین کہلاتا اسکا
مفصل بیان تحریر نمبری ۸ مین ہوگا ۔

۵ یہ بہی کذب یا مغالطہ ہی ۔ ایک جماعت کا اتفاق اجماع نہین کہلاتا بلکہ اجماع
اتفاق کل کا نام ہے ۔ اور کل مین سے ایک شخص کا خلاف بہی مانع انعقاد اجماع ہے
اسکا ثبوت بہی تحریر نمبری ۸ مین ہے ۔

تتمہ جواب سوال صحیح ہو کر وہ حدیث مشکوۃ مین بحوالہ شرح السنۃ موجود ہے
اصل عبارت حدیث کی یہ ہے فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس سوال و جواب کے بیان مین بہی کادیانی نے اپنا شیوہ کید و مغالطہ پورا ظاہر کیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکہایا ہے - ناظرین اسکا بیان توجہ سے سنین -

نہ ہمنے اوس سے یہہ دریافت کیا تہا کہ کہان یہہ حدیث ہے کہ آنحضرت ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تہے - اور نہ اسنے صرف ابن صیاد کے دجال ہونیسے آنحضرت م کی فعل ڈرنیکا دعوے کیا تہا - تاکہ اسکا ثبوت اس سے طلب کیا جاتا انسے تحریر نمبری ۲ مین آنحضرت کے قول کا دعوے کیا اور یہہ کہا تہا کہ آنحضرت صلعم نے آپ بہی فرمایا ہے کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونیکی نسبت ڈرتا ہون جسپر تحریر نمبری ۵ مین ہمنے یہ سوال کیا ہے کہ "آپنے دعوے کیا ہو کہ آنحضرت نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون - کتب حدیث مین اسکا ذکر کہان ہے" - اس سوال کی جواب مین کادیانی نے اخیر مباحثہ تک نہ بتایا کہ آنحضرت کا یہہ قول فلان فلان کتب حدیث مین ہے بلکہ **اوّل تو** ہمارے سوال کو بدلا دیا - اور ہمکو بہلانا چاہا - اور بجاے سوالِ ثبوتِ قول نبوی سوالِ ثبوتِ فعلِ نبوی (خوف کرنے کا) ہماری طرف سے قایم کیا - اور اس کے جواب مین حدیث شرح السنہ کو ثبوتِ فعل مین پیش کر دیا اور اس چالاکی سے یہ ثابت کر دیا کہ مخاطب کو دہوکہ دینے اور اسکا سوال اسکو بہلا دینے مین آپ اپنا ثانی نہین رکہتے -

اور اس وجہ سے آپ ہمیشہ تحریری مباحثہ کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایسی بات زبانی کہین تو حاضرین مجلس سے کوئی تو اوسکو سمجہہ لے اور ایسی بات کو واپس لینے پر

مشفقانہ ہو الدجال اور آپنے جو

انکو مجبور کرے طولانی تحریرون مین ایسی باتین پڑہی جاتی ہین تو غالبًا
انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہے اور آپکا داؤ چل جاتا ہے۔ پہر جب کہ آپ کی اس
ہیرپہیر بہلیان کو ہمنے سمجھ لیا۔ اور آپکے اس جوابکا اپنی تحریر نمبری ۲ مین یہ
جواب دیا کہ شرح السنہ سے جو حدیث اپنے نقل کی ہی اسمین آنحضرت م کا کوئی
قول منقول نہین۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے جو اسکے فہم مین
آتا ہے (کہ آنحضرت م ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تھے) اس قول صحابی کو
[illegible]
تو آپنے تحریر نمبری ۲ سے یہ کہنا شروع کیا کہ صحابی نے آنحضرت کو یہ کہتے ہوئے
سنا ہوگا کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے ڈرتا ہون تب ہی اُسنے آپسے یہ فعل
نقل کیا کہ ''آپ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تھے'' جسکا جواب تحریر نمبری
۷ مین مفصل دیا گیا ہے

اسمقام کے بیان سے اور بیان ہای تحریرات آئندہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا
کہ یہ قول کہ ''مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون'' آنحضرت سے
کسی کتاب حدیث مین مروی و منقول نہین ہے۔ اور نہ کادیانی نے اس قول
کا ثبوت کسی کتاب کی نقل سے پیش کیا ہے۔ اس قول کو آنحضرت کیطرف منسوب
کرنےمین اُسنے صریح جہوٹ بولا ہے۔ اب اس جہوٹ کو سچ بنانیکے لئے اِن احتمالات
سے کہ آنحضرت نے یہ قول فرمایا ہوگا۔ یا صحابی نے آپکے اشارہ سے یہ قول
سمجھ لیا ہوگا۔ ہاتھ پاؤن مارتا ہے۔ جنکے مقابلہ مین ایسے احتمال بہی موجود
ہین جنسے ممکن و قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت م نے ابن صیاد کو ایسے

صیاد قت فرمایا تہا کہ بعض اکابر کا قول اشاعۃ السنۃ مین کہان ہے جسمین یہ لکہا ہو کہ بعض
موضوع حدیثین کشف کے ذریعہ سے صحیح ٹہیر سکتے ہین اور صحیح موضوع ٹہیر سکتے ہین سو وہ قول
ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۸ مین موجود ہے جسمین آپنے بتائید اپنے خیال کے شیخ ابن
عربی صاحب کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت سے احادیث کی تصحیح
کرا لیتے ہین بہتری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے
نزدیک صحیح نہین اور بہتری حدیثین انکی نزدیک موضوع اور آنحضرت کے قول سے
بذریعہ کشف صحیح ہوجاتی ہین۔

معاملات کئے جنسے آنحضرت کا ابن صیاد سے ڈرنا صحابی کے خیال مین آیا۔
(جیسے آنحضرت کا جب کہ ابن صیاد کے حالات دیکہنا اور اسکا امتحان
کرنا وغیرہ جو ہماری تحریر نمبری ۷ و ۸ بیان ہوئے ہین) تو اس صحابی نے
کہدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیاد سے ڈرتے تہے۔
لہذا اس کہنے سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ کہ مین ابن صیاد کے دجال ہو
ہونیسے ڈرتا ہون" آنحضرت نے خود فرمایا۔ اور صحابی نے اسکو آنحضرت ؐ کے
منہہ سے سُنا۔

۵ اس سوال وجواب مین ہی آپنے تدلیس وتلبیس سے کام
لیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے نہ ہمارا سوال پورا نقل کیا ہے
اور نہ اُسکا جواب پورا دیا۔ ہمارا سوال تحریر نمبری ۵ مین
بصفحہ (۲۵۴) اور آپ کا دعوٰے تحریر نمبری ۴ مین بصفحہ (۲۳۱)
جسپر وہ سوال کیا گیا تہا ناظرین ملاحظہ کرین وانصاف سے کہین کہ
ہمارا صرف یہی سوال تہا؟ اور اوسکا یہی جواب ہے؟۔

اب[۱] اگرچہ مین اسبات پر زور نہین دیتا کہ ایمانی طور پر آنمکرم کا یعنی آپکا یہی عقیدہ ہے لیکن مین آپ کے فحوای بیان سے سمجہتا ہون بلکہ ہر ایک متدبر کرنیوالا سمجہ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپکا یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہ امر بکلی آپ کے عقیدہ سے باہر تہا تو پہر اسکا ذکر کرنا بطور لغو ٹہیرتا[۲] ہے جو آپ کی شان سے بعید ہے انسان جس کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو مین بطور نقل کے ذکر کرتا ہے وہ اپنے مویدات دعوے اور راے کی مد مین لاتا ہے اور یا اسکے رد کی غرض سے لیکن صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنے مویدات دعوے کے ضمن مین لائے ہین چنانچہ آپنے بغیر اسکے ایسے دعوے کی تائید کے لیے ایک

---

[۱] اب آپکو سوجہا کہ ہمارا جواب پورا جواب نہین تو آپکو برطبق مثل "چور کی ڈاہڑی مین تنکا" یہ کہٹکا ہوا کہ اس سوال مین یہ امر بہی تو درج تہا کہ کشف سے احادیث کو صحیح و موضوع قرار دینے کی نسبت مولف رسالہ اشاعۃ السنۃ نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہی جسکا ہمنے کوئی جواب نہین دیا تو آپنے تنکا نکالنے کے لئے یہ کہا ہے کہ اگرچہ اس امر کی نسبت آپنے اپنا اعتقاد ظاہر نہین کیا مگر آپکی فحوائے کلام سے سمجہ مین آتا ہے کہ آپکا عقیدہ اسکے موافق ہوگا ورنہ وہ قول آپکی مویدات مین مذکور نہ ہوتا۔ اسکا جواب ہمنے تحریر نمبری ۲ و ۷ مین مفصل دیدیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشف کے ذریعہ سے احادیث کی تصحیح و تضعیف سے ہمنے اشاعۃ السنۃ مین اتفاق نہین بلکہ اختلاف ظاہر کر دیا تہا۔ اور اس قول کی نقل سے ہمارا اور ہی مقصود تہا جسسے اس قول کو تسلیم کرنا لازم نہین آتا۔ صفحہ ۳۰۱ ملاحظہ ہو۔

[۲] اسصورت مین لغو ٹہیرتا ہی کہ اسکی نقل سے کوئی اور مقصود نہ ہو۔ اور جس حالت مین اس قول کے نقل سے اور مقصود ہے جو پرچہ اشاعۃ السنۃ مین (جہان یہ قول منقول ہے) بیان ہو چکا ہے تو پہر اسکی نقل بلا اعتقاد کو لغو ٹہیرانا خود لغو کہنا ہے۔

[illegible] تصریح بھی کی گئی ہے کہ محدث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ مطلب کو آپ نے کھلے طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ آپ اسی قول کے حامی ہین گو ایمانی طور پر نہین مگر استدلالی طور پر ضرور حامی ہین اور میرے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کیونکہ میرا مطلب تو صرف اسیقدر ہے کہ حدیثین اگرچہ صحیح ہی ہون لیکن انکی صحت کا مرتبہ ظن یا ظن غالب سے زیادہ نہین سو ان حدیثون کی حقیقی صحت کا پرکھنے والا قران مجید ہے اور قران مجید جسقدر اپنے معاد اور اپنے کمالات بیان کرتا ہے انپر نظر غور ڈالنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنے تئین اپنے ماسوا کی تصحیح کے لئے محک ٹھہرایا ہے اور اپنے ہدایتون کو کامل اور اعلے درجہ کی ہدایتین بیان فرمایا ہے جیساکہ وہ اپنی شان مین فرماتا ہے ۔

۱ے اس حدیث کی نقل و تسلیم صحت سے یہ لازم نہین آتا کہ کشف کے ذریعہ سے احادیث صحیحہ کا موضوع ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے ہمارے نزدیک جو محدث ہونیکا دعوے کرے اور احادیث صحیحہ اتفاقیہ کو کشف کے ذریعہ سے موضوع کہے وہ محدث نہین شیطان ہے ۔ ہماری تحریر نمبری (۸) ملاحظہ ہو۔

۲ے اسقدر کیون ۔ یہ مقدار کسنے مقرر کر دیا ۔ اور اس امر مین کہ احادیث صحیحہ کا مرتبہ ظن یا غالب ظن سے زیادہ نہین کسنے آپسے نزاع کی تھی ۔ اور یہ مسئلہ آپسے کسنے پوچھا تھا جسپر آپکو اس مقدار کے بیان و تقریر کی ضرورت ہوئی ۔ آپنے اس بیان اور تقریر مین ناحق و بلا ضرورت خروج از بحث کیا جسکی یہ ساتوین دفعہ ہے ۔

۳ے حقیقی صحت کے لفظ سے اگر آپکی مراد قطعی صحت ہے تو اسکو پرکھنے کیلئے قرآن معیار نہین ہو سکتا جو حدیث ظنی ہے وہ موافقت قرآن کی حالت مین بھی ظنی رہیگی ۔ موافقت مضمون قرآن اوسکو قطعی نہ بناویگی ۔ اور اگر موافقت مضمون قرآن موجب صحت یا قطعیت ہو سکتی ہے ۔ تو چاہیے کہ ایک موضوع حدیث جسکا مضمون قرآن کے موافق ہو صحیح یا قطعی ہو (جسکا کوئی مسلمان قائل نہین)

فیہا کتب قیمۃ - فصلناہ علی علم - یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمت الی النور - ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون - قل ان ھدی اللہ ھو الھدی فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی - لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ - فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا - ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم - ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین وانہ لحق مبین - حکمۃ بالغۃ - تبیانا لکل شیء روحا من امرنا - نور علی نور - انزل الکتاب بالحق والمیزان - ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان - انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون فصلناہ علی علم انہ لقول فصل لا ریب فیہ - وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ و

اور اگر اس قطعی صحت کا مطلب کچھ اور بطن قائل ہے تو اسکے اظہار پر اسمین گفتگو کی جائیگی۔

۱؎ ان آیات کا ترجمہ وہی خصوصیات و صفات ہین جنکو قادیانی نے بعد ختم آیات بنمبروار بیان کیا ہے ان صفات و خصوصیات مین ایک خصوصیت بھی ایسی نہین جس سے ثابت ہو کہ قرآن احادیث صحیحہ نبویہ کی صحت و قطعیت کیلئے معیار و محک ہے - ناظرین غور و انصاف سے ان خصوصیات و صفات کو ملاحظ کرین اور داد انصاف دیکر کہین کہ ان آیات کی نقل و بیان مین قادیانی نے خروج از مبحث کیا ہے جسکی آٹھوین دفعہ یا ان آیات کو سوال زیر بحث سے تعلق ہے ہے خصوصیت نمبری ۱۱ مین آپنے قرآن کا سچ کی شناخت کیلئے محک ہے نابیان کیا ہے سو وہ ان آیات مین سے کسی آیت کا ترجمہ نہین ہے ہوتا تو بھی احادیث صحیحہ نبویہ سے اسکا کچھ تعلق نہوتا - حدیث صحیح نبوی بذات خود حق ہے - وہ صحت و ثبوت کے بعد اپنے حق ہونیکے ثبوت مین کسی اور کسوٹی پر لگانیکی محتاج نہین ہے ۔

۲؎ یہ متعدد آیات کے الفاظ ہین جسکو آپنے ایک آیت قرار دیا ہے - اور انکا ترجمہ بھی نمبری ۱۴ مین ایسا کیا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ اسکو ایک آیت سمجھتے ہین مگر مسلمانونکی قرآن عربی مین اس آیت کا بین الفاظ و ترتیب منقدر پیش نہین

وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون - قل نزلہ روح القدس من ربک لیثبت الذین امنوا وھدی وبشری للمسلمین ھذا بیان للناس وموعظۃ للمتقین - بالحق انزلناہ وبالحق نزل - قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء - ماکان حدیثا یفتری - اب ظاہر ہے کہ خداتعالی نے ان ایات مین کئے قسم کی خصوصیتین اور صفتین قرآن کریم کی بیان فرمائی ہین ازانجملہ ایک یہ کہ وہ تمام صداقتون پر مشتمل ہے (۲) وہ مفصل کتاب ہے - (۳) وہ ان لوگونکو ہدایت دیتا ہے کہ جو خداتعالی کی رضامندی کی اور دارالسلام کے طالب ہین - (۴) وہ ظلمات سے نور کیطرف نکالتا ہے اور نامعلوم باتین سکہاتا ہے (۵) ہدایت اسکی ہدایت ہے - (۶) باطل اسکی طرف کسیطور سے راہ نہین پاسکتا - (۷) جسنے اس سے پنجہ مارا وہ وثقی کو پنجہ مارا (۸) وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ بتلاتا ہے (۹) وہ روح القدس سے [illegible] ہین (۱۰) وہ حکمت بالغہ ہے اسمین ہریک چیز کا بیان ہے (۱۱) وہ حق ہے یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ کی شناخت کیلئے محک بھی ہے - (۱۲) وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتونکی اس مین تفصیل ہے اور حق وباطل مین فرق کرتا ہے (۱۳) وہ قرآن کریم ہے کتاب مکنون ہے جسکے ایک معنے یہ ہین کہ صحیفہ فطرت مین اسکی تعلیمین منقوش یعنے اسکی تعلیم فطرتی ہے جیسا کہ

انا انزلناہ قریبًا مِّنَ الْقَادِيَان والی قران مین اسکا پتہ تو خبر نہین - ایسا ہی اور آیات مین آپنے تصرف کیا ہے اور کئی آیت اخذ قرار دیا ہے اور کہتین پیچ بڑہا گہٹا دیا جس شخص کا الفاظ قرآن کی حفظ وضبط یہ حال ہو وہ قرآنکی حقایق ومعارف کیا خاک بیان کریگا - لاہور کی مباحثہ مین جو مولوی عبدالحکیم صاحب سے ہوا تہا آپنے آیات قرآن کو غلط پڑہا ایک کتاب حدیث کی عبارت پڑہی تو غلط پڑہی جس سے حاضرین کو یقین ہو گیا کہ آپ ایک رکوع قرآن شریف اور ایک حدیث صحیح نہین پڑہ سکتے -

له اس فطرت کی ذرا توضیح وتشریح کی ہوتی جسمین یہ تعلیم قرآن مکنون ومنقوش ہے تاکہ اچہی طرح آپکا نیچری ہونا ناظرین پر ثابت ہوتا - شاید اسی خوف سے آپنے اس توضیح سے سکوت کیا اور نقل آیت پر اکتفا فرمایا - جو لوگ اسکی نیچری اصول پر توضیح چاہین وہ سرسید کے

فرمایا ہے فطرۃ التی فطر الناس علیہا (۱۴) وہ قول فصل ہے اسمین کچھ بہی شک نہین (۱۵) وہ اختلاف کے دور کرنیکے لئے بہیجا گیا ہے (۱۶) وہ ایمان وارون کے لئے ہدایت وشفا ہے۔ اب فرمائی کہ یہ عظمتین اور یہ خوبیان کہ جو قرآن کریم کی نسبت بیان فرمائی گئی احادیث کی نسبت ایسی تعریفونکا کہان ذکر ہے پس میرا مذہب فرقہ ضالہ نیچریہ کیطرح یہ نہین ہے کہ مین عقل کو مقدم رکھہ کر قال اللہ او رقال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کرون ایسے نکتہ چینی کرنے والون کو ملحد

تصانیف مغالطہ کرین۔ اور اگر اسلامی مولہ فطرت اور آیت فطرتکی شرح مطلوب ہو تو اشاعۃ السنۃ ملاحظہ فرماوین۔

۱ـ ان عظمتون اور خوبیون [illegible] بلا ضرورت ان خوبیون کو بیان کیا۔ اور تحصیل حاصل اور خروج از بحث کا ارتکاب کیا جس کی یہ نوبت وقعہ

۲ـ ایکی اس قسم کی نکتہ چینیان کہ تیس یا چالیس ہزار فٹ سے اوپر ہوا نہین۔ لہذا آسمان پر کسی زندہ کا جانا ممکن نہین وبنا برعلیہ آنحضرت کا جسمانی معراج اور حضرت مسیح کا جسم سے آسمان پر عروج ممکن نہین ہے مسیح اسمانون پر ہین تو وہان کیا کہاتے ہونگی اور آپکے بال بڑہ گئے ہونگے اور اگر حضرت جبرائیل امین بذات خود زمین پر نازل ہون تو سب زمین (جو انکا ہیڈ کوارٹر ہے نابود اور معدوم ہو جائیگا) اور حضرت مسیح نے واقعی کوئی جانور نہین بنایا اور کوئی مردہ زندہ نہین کیا اور کوئی کوہڑی اور اندہا اچھا نہین کیا۔ صرف مسمریزم کا عمل کیا کرتے یا اپنے باپ یوسف نجار سے سیکہی ہوئی کام نجاری سے کلین اور کہلونے بناتے اور ان چیزون کے ظاہری مراد لینا عقل و ایمان وتوحید قرآن کے مخالف ہین وغیرہ وغیرہ نیچریون کیطرح نکتہ چینی نہین تو آپ بیان کرین کہ بجز کس صحابی یا تابعی یا امام ومجتہد قرون ثلاثہ سے اسی قسم نکتہ چینی قال اللہ وقال الرسول پر مروی وثابت ہے۔

ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہون بلکہ مین جو کچھ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے کیطرف سے ہمکو پہنچایا ہے اُس سب پر ایمان[۲] لاتا ہون۔ صرف عاجزی[۳] اور انکساری کے ساتھہ یہ کہتا ہون کہ قرآن کریم ہر ایک وجہ سے احادیث

---

[۱] الحمد للہ۔ رجل قضی علی نفسہ آپنے اپنے نفس پر خود ہی فیصلہ کیا اور صحیح فتوی لگایا اسی نظر سے کہ ایسے نکتہ چینی کرنے والے آپ کے اعتراف سے ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین آپکو علماء اسلام ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

[۲] محض کو بسبب ہے اور الہام ... [illegible] ... آپ گو ان الفاظ پر جو خدا و رسول نے فرمائے ہین ایمان رکھتے ہین۔ مگر ان معانی پر جو ان الفاظ سے خدا و رسول نے مراد رکھے ہین۔ اور زمانہ رسالت سے اسوقت تک مسلمانون مین وہ مراد خدا و رسول تسلیم کی گئی ہے آپ ہرگز ایمان نہین رکھتے۔ اور لفظی ایمان (جو آپ رکھتے ہین) نیچری بھی رکھتے ہین۔ وہ ملک جبریل وحی نزول وغیرہ الفاظ زبان پر لاتے اور انکو مانتے ہین وبا اینہمہ وہ آپکے اقرار لسانی کے بموجب ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین تو پھر آپ کیون خارج نہوئے۔ فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

[۳] یہ عاجزی دلی اور مخلصانہ نہین بلکہ لفظی اور منافقانہ ہے مصداق بیت صائب

سنگین دل است ہر کہ بظاہر ملائم است ۔ صائب درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را

اور یہ ظاہری اور لفظی عاجزی بھی بعض تحریرون مین ہے۔ آپنے بعض تحریرون مین تو آپنے درشتی اور سخت گوئی اس وسعت سے اختیار کی ہے کہ اس سے صحابہ تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علماء دین قرون اولی بھی لیکر اسوقت تک نہین چھٹے۔

احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت عدم صحت پرکھنے کے لئے وہ محک[۵۲] ہے اور مجکو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی اشاعت[۵۳] کے لئے اموور کیا ہے تا مین جو ٹہیک ٹہیک منشار قرآن کریم کا ہے لوگون پر ظاہر کرون اگر اوس خدمت گذاری مین علماے وقت کا میرے پر اعتراض ہو اور وہ

آپ ان لوگون کو اعتقاد حیات و معجزات مسیح علیہ السلام کی سزا مین مشرک واحمق و بے حیا و بے ایمان رکھہ چکے ہین کیا عاجزی وانکساری اسی کا نام ہے؟ یہ تو پرلے سرے کی رعونت وتکبری ہے۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق مطلوب [illegible]

۵۱ محض کذب ہے اور صریح مغالطہ ہر چند قرآن کریم رتبہ ثبوت مین حدیث سے مقدم ہے۔ مگر حدیث صحیح اپنے منصب وخدمت تشریح وتفسیر مین قرآن سے مقدم ہے۔ حدیث نہ ہو تو قرآن مجید کے بہت سے احکام سمجھہ مین نہ آوین اور نہ وہ دستور العمل ہوسکین فتوے کا صد ۱۸۳ ملاحظہ ہو۔

۵۲ غلط محض ومغالطہ ہے۔ چنانچہ بارہا بیان ہوا ہے آپ باربار ایک ہی بات کا اعادہ کرتے ہین ہم کہانتک اسکے جواب کا اعادہ کرین۔

۵۳ اشاعت نہین آپ بزعم خود قرآن کا اخمال اور اماتت چاہتے ہین کیا قرآن کی یہی اشاعت ہے کہ اسکے معجزات کے حقائق مشہورہ متوارثہ کو مٹا دین۔ اور اسکی اخبار اور پیشنگوئیون کو نیست نابود کرنا چاہین جو آپ کر رہے ہین مگر آپ خوب یاد رکہین کہ خدا تعالےٰ قرآن کا محافظ خود ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور وہ اپنے نور کو آپ پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ منکر ناخوش ہون۔ "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔"

یہ کفریات بتو خالہ نیچریہ کیطرف منسوب کرین تومین انپر کچہ افسوس نہین کرتا بلکہ خداتعالے سے چاہتا ہون کہ خداتعالے وہ بصیرت اُنہین عطا فرماوے جو مجہے عطا فرمائی ہے نیچریونکا اول دشمن مین ہی ہون اور ضرور تہا کہ علما

سلہ اپ نیچریون کے شاگرد اور اس گہرانے کے فیض یاب سے بابا کے بیان سے کون لایا + جنسے پایا یہین سے پایا۔ اور پہر مدعی عداوت اِنکے خوردن اور نمکدان شکستن اِسیکا نام ہے۔ حضرت اپنے جو عقائد باطلہ ظاہر کئے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہین اور وہ سولی چڑہائے گئے ہین اور انکے معجزات مسمریزم کا اثر تہا وغیرہ وغیرہ۔ یہین بہر سر سید کی زلہ [illegible]
کے ساتہہ ثابت کیا جائیگا۔ پہر آپکا یہ دعوے کہ نیچری کا اول دشمن مین ہون اس خاندان کا کفران نعمت نہین تو کیا ہے۔ اس خاندان کے متوسلیں خصوصًا امرتسر و گجرات کے ساکنین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ ایسے ناشکر و عاق شاگرد سر سید کو آپ لوگ سر سید کا خلیفہ سمجہکر اس سے حسن عقیدت رکہتے ہین یہ سر سید کی حق تلفی و ناشکری ہے۔ اور بڑے افسوس اور کمال شرم کی بات سر سید کا دیانی کا یہہ کلمہ سنین اور پہر کا دیانی کے حق مین اپ لوگون کے حسن عقیدت پر مطلع ہون تو یقینًا آپ لوگون سے دل سے ناخوش ہون گو فرط مروت سے بظاہر کچہ نہ کہین۔

بہتر ہے کہ آپ لوگ غیرت و حمیت مذہبی کو کام مین لاوین اور کادیانی کے شاگرد ہوکر مدعی عداوت ہونے پر اسکا ساتہہ ندین۔ اور یہ تو سوچین اور کہین کہ وہ کون نیچرل عقدہ ہے جو سر سید سے حل نہین ہوا۔ اور اسکو کادیانی نے حل کر دیا ہے۔

میری مخالفت کرتے کیونکہ بعض احادیث[۹۱] کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماے اسکی مخالفت کرینگے اسیکی طرف مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے آثار القیامۃ[۹۲] مین اشارہ کیا ہے اور حضرت مجدد[۹۳] صاحب سرہندی نے

۲۹۶

جس کی وجہ سے آپ اس کے پیچھے لگ گئے ہین۔ ایسا کوئی عقدہ بیان نکرسکین تو خیال فرماوین کہ پہر سید کو چھوڑ کر اسکا اتباع آپکے لئے کب زیبا ہے؟

۹۱ و ۹۲ و ۹۳ ان تینون فقرات مین آپنے کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے۔ اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔ کسی حدیث مین یہہ پایا نہین جاتا کہ حضرت مسیح آئینگے تو علمار وقت انکی مخالفت کرینگے اور نواب صاحب مرحوم [illegible] کی کتاب آثار قیامۃ مین یہہ بات لکہی ہے۔ حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بہی مکتوبات کے صفحہ ۱۰۷ مین یہ نہین کہا کہ علمار وقت حضرت مسیح کو اہل الراے کہینگے اور یہ خیال کرین گے کہ یہہ حدیثون کو چھوڑتا ہے۔ اور صرف قرآن کا پابند ہے جیسا کہ آپ نے انسے نقل کیا اور اسکو مسیح موعود کا خاصہ سمجھکر اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ بلکہ مجدد صاحب نے اس مقام مین جو کہا ہے وہ یہہ ہے نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اور اعلٰے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند۔ اس قول مین مجدد صاحب کی صاف تصریح ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح کے مجتہدات پر انکار کرینگے وہ انکو کتاب و سنت دونو کے مخالف قرار دین گے نہ قرآن کے موافق اور صرف حدیث کے مخالف یہہ آپکے کذب کا ثبوت ہے۔ آپ اپنا مغالطہ سنئے کہ آپ نے صرف الزام مخالفت حدیث کو مورد ہونے سے اپنا مسیح ہونا نکال لیا اور اس مغالطہ سے ناواقف مسلمانون کی آنکھون مین خاک ڈالکر ان کو

بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماء
وقت اسوقت کے اہل الرائے کہینگے یعنے خیال کرینگے کہ یہ حدیثونکو چھوڑتا ہی
اور صرف قرآن کا پابند ہے اور اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائینگے۔

والسلام علی من اتبع الہدی۔ غلام احمد ۲۱ جولائے سنہ ۹۱ء

اس روشن بات کے دیکھنے سے انکار کرنا چاہیے کہ حدیث بلکہ قرآن کے ہزاروں
مخالف ہر زمانہ میں گذر چکے ہیں اور علماء وقت انکو منکر و ملحد و بے دین
کہتے چلے آئے ہیں پہر وہ کیا صرف اس الزام مخالفت کا مورد ہونے سے
مسیح بن گئے ہرگز نہیں۔

ہم ان [illegible] اس [illegible] عرض [illegible]
کرتے ہیں کہ مسیح کا خاصہ صرف یہی نہیں جو آپنے انکا خاصہ
قرار دیا ہے۔ بلکہ انکی خواص و علامات وہ برکات و معجزات ہیں
جو قرآن اور حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ اور زمانہ نزول قرآن
سے اسوقت تک اہل اسلام میں مسلم چلے آئے ہیں۔ اور آپ کی
ذات میں ان خواص و علامات کا نام و نشان نہیں بلکہ مسیح صفات و خواص کی
کے اضداد آپ میں موجود ہیں۔ جنکی نظر سے آپ کو ضد المسیح کہنا عجیب ہے۔ حضرت مسیح نے مردے
کیسے کو ہرے اچھے کئے آپ خود ہمیشہ انواع امراض میں مبتلا رہتے ہیں جنکی نظر سے آپکو حوارین آپکو
میں بلسان حال یہ کہتے ہیں ؎ جو طبیب اپنا تہا وہ خود ہی مریض ہو رہا ہے۔ وہ بادام مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
حضرت مسیح ایسے خلیق مجسم تھے کہ خنزیر پاس سے نکلا تو اس کو سلام سے مخاطب کیا۔ آپ ایسے بد خلق ہیں کہ
مسلمانوں کو کتوں اور خنزیر کا خطاب دیتے ہیں دیکھو ازالہ صفحہ ۔ وغیرہ حضرت مسیح برائی کے بدلے میں بھی برائی
نہ کرتے آپ ناحق و ناکردہ گناہ مسلمانوں کو گالیاں دیتے ہیں اشتہار ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۹۱ء و فیصلہ آسمانی
ملاحظہ ہو۔ لہذا ممکن نہیں کہ ان اضداد صفات مسیح کے ساتھ صرف اس خیالی الزام کے سبب آپ مسیح بن سکیں۔

تحریر نمبر ششم از جانب خاکسار

آپ نے باین ہمہ تطویل میرے سوال کا جواب پہر بہی صاف ندیا اور آپکی اس کلام مین وہی اضطراب واختلاف پایا جاتا ہے جو پہلی کلام مین موجود ہے آپ شرط صحت کو جو آپ کے خیال مین ہے پیش نظر رکہ کر صاف صاف الفاظ مین دو حرفی جواب دین کہ احادیث کتب حدیث خصوصًا صحیح بخاری وصحیح مسلم بلاتفصیل صحیح وواجب العمل ہین یا بلاتفصیل غیر صحیح وناقابل عمل یا انمین تفصیل ہے۔ یعنے بعض احادیث صحیح ہین اور بعض غیر صحیح وموضوع [illegible] ہے یعنے آپنے اپنی کسی تصنیف مین کسی حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم کو غیر صحیح وموضوع کہا ہے یا نہین۔

(۲) آپنے جو میرے اس سوال کا کہ سلف مین آپکا کون امام ہے جواب دیا ہے وہ میرے سوال کا جواب نہین ہے یعنے ابن صیاد کی نسبت وہ سوال نہین کیا تہا بلکہ آپ کے اس اعتقاد کی نسبت سوال کیا تہا کہ صحت احادیث کا معیار قرآن ہے اور جو حدیث قرآن کے موافق نہو وہ موضوع ہے۔ اب بہی آپ فرماوین (اگر آپکا اعتقاد فرقہ نیچریہ ضالہ کے موافق نہین ہے) کہ صحت احادیث کا معیار توافق قرآن کو ٹھرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے۔

(۳) اجماع کی تعریف مین جو آپ نے کہا ہے یہ کس کتاب اصول وغیرہ مین پایا جاتا ہے تین چار صحابہ کے اجماع کو علماے اسلام سے کون شخص اجماع قرار دیتا ہے

(۴) شرح السنہ سے جو حدیث آپنے نقل کی ہے اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اوسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا

ہے جو اوسکی فہم مین آیا ہے اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین تو کیا ہے۔

۵۔ اشاعت السنہ مین جو مینے محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے اوسکی نسبت کیا مین نے آخر ریویو مین بصفحہ ۳۴۵ ظاہر نہین کیا کہ مجھے اس سے اتفاق نہین ہے اوس صفحہ مین کیا یہ عبارت درج نہین کہ یہی جتانا اس امر سوم کے بیان سے ہمارا مقصود تھا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بھی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم غیر نبی کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین نہ خود الہامی ہین نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے [illegible] قول ابن عربی کا ہکانی قائل بنانا مجھپر افترا نہین تو کیا ہے آیات قرآن جو آپنے نقل کی ہین اونکو امر متنازعہ سے کچہ تعلق[1] نہین ہے مین اس امر کو اپنے تفصیلی جواب مین بیان کرونگا جب سوالات مذکورہ کا جواب پاؤنگا۔

۲۱ - جولائی ابو سعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ششم از جانب کادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

آپ نے پھر میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ مینے آپ کے سوال کا جواب صاف نہین دیا۔ مین حیران ہون کہ مین کن الفاظ مین اپنے

[1] حاشیہ صفحہ ۲۹۲ ملاحظہ ہو۔

جواب کو بیان کرون۔ یا کس پیرایہ مین ان گذارشون کو پیش کرون تا آپ اسکو واقعی طور پر جواب تصور فرماوین آپ کا سوال جو اس تحریر اور پہلی تحریرون سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہے کہ احادیث کتب حدیث خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم

سا۔ پیرایہ تو آپکو معلوم ہے اور الفاظ بھی مخفی نہین۔ الفاظ صرف ہست یا نیست ہین۔ اور پیرایہ یہہ کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح ہین یا نہین۔ یا بعض صحیح ہین بعض غیر صحیح۔ مگر ان الفاظ اور اس پیرایہ مین جواب دینا آپکو مشکل ہے اسلیے آپ حیران اور یہہ سوچ رہے ہین کہ اگر کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح یا ضعیف [illegible] تو آپکے [illegible] فریق اہلحدیث (خصوصاً منشی [illegible] ناصر [illegible] اور حافظ محمد یوسف و منشی عبد الحق اور اسکے پارٹی) دام سے نکلتے ہین۔ کیونکہ یہہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہین اور آمین بالجہر کرتے ہین۔ اور آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین پھنسے ہوئے ہین۔ لہذا احادیث صحیحین کی صحت سے صریح انکار پر اُنکے منحرف ہو جانیکا اندیشہ ہے اور اگر سب احادیث صحیحین کو صحیح مانتے ہین۔ تو آپکے جملہ خیالات و مقالات مسئلہ (مثلاً حضرت مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہین اور آنے والے مسیح وہ نہین ہین آپ ہین وغیرہ وغیرہ) کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کتب کی حدیثون مین ان خیالات کا صریح خلاف موجود ہے۔ اس حیرت و تردد مین آپکا اور جانب کا بھی حال ہو خیال ہے۔ جو چھپکلی کو منہ مین لیکر یہہ سوچ رہا تھا کہ اسکو کھاتا ہون تو کوڑھی بنتا ہون چھوڑتا ہون تو اندھا کہلاتا ہون۔ جیسی پنجابی زبان کی اس مثل مین حکایت ہے۔ کھاوے تان کوڑھی چھوڑے تان انّھی۔

صحیحین کی کل حدیثیں صحیح ہیں یا غیر صحیح. مقصود یہ ہے کہ آپ میرے منہ سے یہ کہلانا چاہتے ہیں کہ میں اس بات کا اقرار کرون کہ یہ سب کتابیں صحیح اور واجب العمل ہیں اگر میں ایسا کرون تو جناب بہت خوش ہو جائینگے اور فرمائینگے کہ اب میرے سوال کا جواب پورا پورا آگیا لیکن میں سوچ میں ہوں کہ کس شرعی قاعدہ کے رو سے ان تمام حدیثوں کو بغیر تحقیق و تفتیش کے واجب العمل یا صحیح قرار دے سکتا ہوں طریق تقوی یہ ہے کہ جب تک فراست کاملہ اور بصیرت صحیحہ حاصل نہ ہو تب تک کسی چیز کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت حکم ناطق نہیں کیا جائے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا

اور ۲ - آپ یہ قرار دین کہ ... بعض احادیث صحیحین غیر صحیح و موضوع قرار دین تو اسمین بھی ہم خوش ہین۔ کیونکہ اسمین آپ کی قلعی کھلتی ہے۔ اور ان لوگون کی جو آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین مبتلا ہین۔ آپکے پنجہ سے نجات اور ہدایت متصور ہے۔ آپ یہ بات صاف و صریح طور پر لکھکر دیکھین ہم آپ پر کیسی مسرت ظاہر کرتے ہین اور اس سے کیا نتائج نکالتے ہین۔

۳ - اس صورت مین تقوی کا طریق یہ ہے کہ اپنی لاعلمی کا اظہار کیا جائے اور "لا ادری" یعنے مین نہین جانتا ہون کہا جائے جو نصف العلم کہلاتا ہے۔ اور نہ یہ کہ نہ اقبال کرین۔ نہ صاف انکار اور ادھر اودھر کی باتون مین جواب کو ٹلا دین۔ جیسا کہ آپ کر رہے ہین۔ اور اگر اس قول سے یہ مقصود ہے کہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح کہنا بے بصیرتی ہے تو یہ محدثین سلف و خلف پر جو ان احادیث کو صحیح سمجھتے ہین تعریض و طعن ہے۔

سو اگر مین دلیری کر کے اس معاملہ مین دخل دون اور یہہ کہون کہ میرے نزدیک جو کچھ محدثین خصوصًا امامین بخاری اور مسلم نے تنقید احادیث مین تحقیق کی ہے اور جسقدر احادیث وہ اپنی صحیحون مین لائے ہین وہ بلاشبہ بغیر حاجت کسی آزمایش کے صحیح مین تو میرا ایسا کہنا کن شرعی وجوہات و دلائل پر مبنی ہوگا یہہ تو آپکو معلوم ہے کہ یہہ تمام ائمہ حدیثون کے جمع کرنے مین ایک قسم کا اجتہاد کام مین لائے ہین اور مجتہد کبھی مصیب اور کبھی مخطی بہی ہوتا ہے جب مین سوچتا ہون

- یہ لفظ پکار رہا ہے کہ آپ احادیث صحیحین کو صحیح نہین سمجھتے اور ان کے صحت کے دعوے کو بڑی دلیری کا کام خیال کرتے ہین اور محدثین سلف [illegible]
[illegible]
اگر اس سے یہہ مقصود ہے کہ محدثین سلف و خلف کو ان احادیث کی صحت کی وجوہات معلوم ہو نگی۔ اسلیے انکا صحیح کہنا بجا تھا۔ مجھکو معلوم نہین اسلیے مین دلیری نہین کر سکتا۔ تو اس صورت مین اولًا آپکو اپنی لاعلمی کا اعتراف ضروری تہا۔ ثانیًا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک کسی حدیث کی وجہ صحت معلوم نہو وہ آپ کے نزدیک لائق تسلیم نہین ہے۔ اور اس باب مین محدثین کی تحقیق پر اعتبار جائز نہین۔ اور اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ آپ کے اور آپکے اتباع کے نزدیک جملہ احادیث بیکار و بے اعتبار ہین۔ کیونکہ انکی وجہ صحت کا آپکو علم حاصل نہین اور نہ اسوقت بدون اتباع محدثین یہ علم آپکو یا کسی اور کو ہو سکتا ہے۔

کسی حدیث کے مضمون کا قرآن کے مطابق و موافق ہونا یا کسی حدیث پر بعض لوگونکا عمل کرنا اس حدیث کی صحت کی وجہ نہین ہو سکتی۔ کیونکہ بعض موضوع

کیا رے بہائی مسلمان موحدین نے کس قانون قطعی اور یقینی کے رو سے ان تمام احادیث کو واجب العمل کر دیا ہے ۔ تو میرے اندر سے نور قلب یہی شہادت دیتا ہے کہ صرف یہی ایک وجہ انکے واجب العمل ہونے کی پائی جاتی ہے کہ یہہ خیال کرلیا گیا ہے کہ علاوہ اوس خاص تحقیق کے جو تنقید احادیث مین ائمہ حدیث نے کی ہے وہ حدیثین قرآن کریم کے کسی آیۃ محکمہ اور بینہ سے منافی اور مغائر نہین ہین اور نیز اکثر احادیث جو احکام شرعی کے متعلق ہین تعامل کے سلسلہ سے قطعیت اور یقین تام کے درجہ تک پہونچ گئے ہین ورنہ اگر ان

کا مضمون بہی قرآن کے موافق ہے ۔ اور انپر بعض لوگون کا عمل ہی پایا جاتا ہے ۔ حالانکہ انکو کوئی مسلمان صحیح نہین کہہ سکتا ۔ حاشیہ ص۲۱ مین ملاحظہ ہو ۔

ط ۔ موحدین کے لفظ سے آپ ان لوگون کی مراد رکھتے ہین جنکو عام لوگ غیر مقلد یا وہابی کہتے ہین ۔ یہ لفظ کہکر آپنے جتانا چاہا ہے ۔ کہ احادیث صحیحین کو صرف غیر مقلد یا وہابی لوگ صحیح اور واجب العمل جانتے ہین نہ مقلدین مذہب حنفی وغیرہ مذاہب جس سے ناواقف مقلدین حنفیہ کو اپنے ساتھ ملانا اور صحت احادیث صحیحین سے انکو منکر بنانا آپ کا مقصود ہے ۔

اور یہ محض غلط اور مغالطہ ہے ۔ احادیث صحیحین کو غیر مقلدین و مقلدین و فقہا و محدثین سبہی یکسان صحیح و واجب العمل جانتے ہین ۔ ہماری تحریری نمبر ۸ مین عبارات فقہا و محدثین اس امر کی تصدیق مین ناظرین کی نظر سے گذرینگی ۔

۱۶ و ۲۳ و ۲۶ بعلامت کنندہ ۔ پہر آپنے قطعی یقینی ثبوت کی بحث کو چہیڑا اور ایک ایسے امر سے تعرض کیا

دونو وجوہ سے قطع نظر کیجائے تو پہر کوئی وجہ انکے یقینی الثبوت ہونیکی معلوم نہین ہوتی ہان یہہ ایک وجہ پیش کیجائیگی کہ اسی پر اجماع ہوگیا ہے لیکن آپ ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۳۰ مین اجماع کی نسبت لکھ چکے ہین کہ اجماع اتفاقی دلیل نہین ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ اجماع مین اولاً یہہ اختلاف ہے کہ یہہ ممکن یعنی ہو بہی

جبتک نہ ہمکو دعوے ہے نہ آپکو اس سے انکار کی ضرورت ہے اوراس بحث مین آپنے (دسوین) دفعہ خروج از بحث کیا۔

۵۲ ـ ریویو براہین احمدیہ کی جو عبارت آپنے نقل کی ہے اسمین اجماع کے متعلق اختلاف علما اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ اجماع باوجود محل اختلاف ہونیکے شرعی حجت اور معتبر سمجھا گیا ہے تو پہر الہام غیر نبی محل اختلاف ہونے کے سبب کیون نامعتبر ہو۔

یہہ غرض عبارت منقولہ کادیانی کی ماقبل ومابعد مین تصریح بیان کی گئی ہے اس عبارت کے ماقبل بصفحہ ۳۳۰ رسالہ اشاعۃ السنۃ ۱۱ کے کہا ہے۔ اس الہام کے متفق علیہ نہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلیے ثابت نہین ہو تاکہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے۔ یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہو حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑہکر ہے۔ اور ہر ایک فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجہتا ہے۔

دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکہلو۔

کیا یہ چارون دلیلین اتفاقی دلیلین ہین ہرگز نہین انمین دو دلیلین کتاب و سنت تو اتفاقی ہین اور دو باقی اجماع و قیاس اختلافی ہین اسکے بعد وہ عبارت مرقوم ہے جو کادیانی نے نقل کی ہے۔ اسکے بعد کے صـ۳۳۱ مین کہا ہے۔

سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان کو ہی نہین مانتے پہر ماننے والونکا اسمین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین ایک جماعت امکان علم کے بہی منکر ہین امام فخرالدین رازی نے کتاب محصول مین یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مؤمنین اہل اجماع بہت تہوڑے تھے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تہی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی کوئی سبیل نہین اسی کے مطابق کتاب حصول المامول مین ہے جو کتاب

پہر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ (خصوصًا ادلہ اربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ) بے اعتبار ہوگئے تو اختلاف کے سبب الہام کیونکر بے اعتبار [illegible] عبارات ماقبل و مابعد عبارت منقولہ کادیانی صاف پکار رہی ہین کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ کے نزدیک اجماع کی نسبت وہ اختلافات جو عبارات منقولہ کادیانی مین بیان ہوئے ہین لائق لحاظ و اعتبار نہین ہین۔ اور اجماع باوجود محل اختلاف ہونے کے حجت شرعی اور معتبر ہے۔

کادیانی نے اس عبارت کی نقل و بیان مین وہی کام کیا ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تو لے لیا اور اَنْتُمْ سُکَارٰی کو چہوڑ دیا یعنے اس عبارت کا ماقبل ومابعد اڑا دیا اور صرف درمیانی عبارت متضمنہ اختلافات متعلقہ اجماع کو نقل کرکے مؤلف اشاعۃ السنہ کو اسکا قائل و مصدق بنا دیا۔ اور ناظرین کو یہ جتایا کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ وجود اجماع اور اسکے حصول علم سے اور حجت ہونے سے منکر ہے۔ پہر احادیث صحیحین کی صحت پر دعوے اجماع کیون کرتا ہے۔ اور

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اسمین کہا ہے جو یہ دعوی کرے کہ ناقل اجماع ان سب علماء دنیا کی جو اجماع مین معتبر ہین معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے مین حد سے نکل گیا۔ اور جو کچہ اسنے کہا اُنکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ اُنہون نے صاف فرمادیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے فقط اب مین آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہون کہ بخاری و مسلم کی احادیث کی نسبت جو اجماع کا دعوے کیا جاتا ہے۔ یہہ دعوے کیونکر راستی کے رنگ سے رنگین سمجہ سکین حالانکہ آپ اسبات کے قائل ہین کہ صحابہ کے عہد کے بعد کوئی اجماع حجت نہین

[illegible]

ناظرین اصل عبارت اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۷ مین ملاحظہ فرماوینگے۔ تو کاویانی کے اس جعل وتصرف کا مشاہدہ کرکے اسکے دجال ہونے کا کامل یقین کرین گے۔

۳۲ - حاشیہ سابقہ مین بیان ہوا ہے کہ جو کچہ آپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے۔ اسمین دجالیت سے کام لیا ہے۔ تو اَب ان سوالات کا موقع نہین رہا۔ ہمارے نزدیک اور ہر ایک محقق قائل اجماع کے نزدیک وہ دعوی درست ہے۔ اور راستی کے رنگ سے رنگین۔

عبارات فقہا و محدثین اس اجماع کے مثبت و مصدق تحریر نمبری ۵ مین منقول ہونگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

۳۳ - یہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ خاکسار ہرگز اسبات کا قائل نہین ہے کہ عہد صحابہ کے بعد کوئی اجماع حجت نہین ہوسکتا۔ بلکہ تصریح کر چکا ہے کہ اجماع باوصف محل خلاف ہونیکے حجت ولائق اعتبار ہے حاشیہ صـ ۳۰۷ ملاحظہ ہو۔

* ایسا ہی کادیانی کی تحریر مین لفظ راست لکہا ہے۔

ہو سکتا کہ آپ امام احمد صاحب قول پیش کرتے ہین کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری و مسلم کی صحت پر بھی ہرگز اجماع نہین ہوا چنانچہ واقعی امر بھی ایسا ہی ہے کہ بہت سے فرقے مسلمانون کے بخاری اور مسلم کی اکثر حدیثون کو صحیح نہین سمجھتے۔ پھر جبکہ ان حدیثون کا یہ حال ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہین کہ بغیر کسی شرط کے وہ تمام حدیثین واجب العمل اور قطعی الصحت ہین۔ ایسا خیال کرنے مین دلیل شرعی کونسی ہے۔ کیا کوئی قرآن کریم مین ایسی آیۃ پائی جاتی ہے۔ کہ تمنے بخاری اور مسلم کو قطعی الثبوت سمجھا اور اسکی کسی حدیث کی نسبت

سلہ۔ امام احمد کے اس قول سے ہمنے اپنی رضا و تسلیم ظاہر نہین کی۔ اور اسکی نقل کرنے سے جو غرض ہے وہ حاشیہ [illegible] مین بیان ہو چکی ہے امام احمد کا یہ قول لائق تسلیم ہے تو اسکا محل و متعلق اختلافی اور اڑتے پڑتے اجماع ہین جنکی سند و ثبوت کا پتہ نہین نہ وہ اجماع جنکی سند و ثبوت پر اتفاق ہو جیسا کہ صحت احادیث صحیحین پر اجماع ہے۔

ﷺ۔ یہ محض کذب ہے اتفاقی احادیث صحیحین کو کوئی مسلمان (جسکے قول کا اجماع و اختلاف مین لحاظ ہو) غیر صحیح نہین جانتا اور بعض احادیث سے انکا عمل نکرنا اور وجوہات اجتہادیہ پر مبنی ہے۔ حاشیہ (صفحہ ۲۳۴) ملاحظہ ہو۔

۳ﷺ۔ پھر آپنے قطعی صحت کیطرف رجوع کیا اور گیارہوین دفعہ بحث سے خروج کیا۔ قرآن کریم مین یا آنحضرت ؐ کی وصایا مین خاص بخاری و مسلم کا نام لیکر حکم بیان ہوتا تو انکی احادیث سے انکار پر آپکو اور دیگر مبتدعین کو جو بخاری مسلم کو نہین مانتے قطعی کافر کہا جاتا۔

آپکو اور دیگر منکرین بخاری و مسلم کو تو اس انکار کے سبب صرف فاسق مبتدع

اعتراض نکرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تحریری موجود ہے جسمین ان کتابون کو بلا لحاظ کسی شرط اور بغیر توسط محک کلام الٰہی کے واجب العمل ٹھرایا گیا ہو۔ جب ہم اس امر مین غور کرین کہ کیون ان کتابونکو واجب العمل خیال کیا جاتا ہے۔ تو ہمین یہہ وجوب ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے حنفیونکے نزدیک اجتہادات کا وجوب ہے کہ امام اعظم صاحب کے یعنے حنفی مذہب کے تمام مجتہدات واجب العمل ہین لیکن ایک ادنے سوچ سکتا ہے کہ یہہ وجوب شرعی نہین بلکہ کچھ زمانہ سے ایسے خیالات کے اثر سے اپنی طرف سے یہہ وجوب ٹھہرا گیا ہے جس حالت مین حنفی مذہب پر آپ لوگ یہی اعتراض کرتے ہین کہ وہ نصوص شرعیہ کو چھوڑ [illegible] اور ناحق تقلید شخصی کی راہ اختیار کرتے ہین تو کیا یہی اعتراض آپ پر نہین ہو سکتا کہ آپ بھی یہین

کہا گیا ہے۔ پھر آپ آیتہ یا وصیت نبوی کیون پوچھتے ہین۔

آیات قرآن اور وصایا نبویہ مین عموماً احادیث صحیحہ کے قبول کرنے کا حکم وارد ہے۔ اور اس احادیث مین بخاری و مسلم داخل ہین۔ اس عموم کے ترک عمل وانکار قبول سے صرف فاسق و مبتدع ہونے کا فتوے لگایا جا سکتا ہے۔ جو آپ پر لگایا گیا ہے۔

۵۱ علماء محققین حنفی مذہب کا یہہ قول نہین اور نہ اسپر انکا عمل ہے۔ وہ لوگ سبھی مجتہدات حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ پر عمل نہین کرتے بلکہ انکے بعض مجتہدات چھوڑ کر نصوص شرعیہ پر عمل کرتے ہین یا اقوال دیگر آئمہ مذہب حنفی پر۔ آپنے ناحق یہہ الزام اہلحدیث کیطرح سے حنفیہ پر قائم کیا اور انکو اہلحدیث سے لڑانا چاہا ہے۔

۵۲ - اہلحدیث اور مقلدین مذاہب بوجہ صحیحین کی احادیث کو صحیح ماننے مین کسی نص قرآنیہ

بینہ بعقیدہ پر مدار ہے ہیں حقیقی بصیرت اور معرفت کے کیون طالب نہیں ہوتے
ہمیشہ آپ لوگ بیان کرتے تھے کہ جو حدیث صحیح ثابت ہو اسپر عمل کرنا چاہئیے اور جو غیر
صحیح ہو اسکو چھوڑ دیا جاوے اب کیون آپ مقلدین کے رنگ پر تمام احادیث کو بلا شرط
صحیح خیال کرتے ہیں اسپر آپکے پاس شرعی ثبوت کیا ہے کہا نسے امام محمد اسمعیل یا مسلم
کی معصومیت ثابت ہو گئی ہے۔ کیا آپ اس بات کو سمجھ نہیں کہہ سکتے کہ جسکو خدا تعالے اپنے
فضل و کرم سے فہم قرآن عطا کرے اور تفہیم الٰہی سے وہ مشرف ہو جائے اور اسپر
ظاہر کر دیا جاوے کہ قرآن کریم کی فلان آیۃ سے فلان حدیث مخالف ہے اور یہ
علم اسکا کمال یقین تک پہونچ جائے تو اسکے لیے یہی لازم ہوگا کہ حتی الوسع اول

آیۃ یا حدیث کی مخالف نہیں ہیں۔ یہ انہی کا اعتراض تقلید مقابل نصوص بینہ (جو
[illegible]
حنفیہ پر اپنے ناحق قائم کیا ہے) کیونکہ قائم ہو سکتا ہے۔ اس اعتراض کے دعوے
میں آپنے (دروغ گویم بر روی تو) پر عمل کیا۔ اور ناظرین کو دھوکہ دیا۔

ےلہ ۔ یہ تقلید نہیں ہے بلکہ اجماع امت کی پیروی ہے جو ایک دلیل شرعی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۲۳۵ ملاحظہ ہو

۲ و ۳ ۔ احادیث صحیحین کی صحت باجماع امت ثابت ہے تو تمام احادیث صحیحین کو صحیح
ماننا ہمارے اس بیان کے کہ جو حدیث صحیح ہو اسپر عمل کرنا چاہیے اور جو غیر صحیح ہو اسکو
چھوڑ دینا چاہیے مخالف نہیں ہے۔ بلکہ عین مطابق و موافق ہے۔
اس اعتراض میں اپنے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

ےہ ۔ اس قول میں بھی آپنے مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔ اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا مسلمانوں نے حرف
امام بخاری اور امام مسلم کو معصوم سمجھکر انکی احادیث کو صحیح نہیں مانا۔ بلکہ تمام امت محمدیہ کو جنکا
ان کتابوں کی صحت پر اجماع ہے معصوم مانکر انکے اجماع کی شہادت سے ان کتابوں کی احادیث کو صحیح

ےہ ۔ کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہیں ہوتی۔ (حاشیہ صفحہ ۲۲۸ و ۲۳۵ میں ملاحظہ ہو) اور

ادب کی راہ سے اس حدیث کی تاویل کر کے قرآن شریف سے مطابق کرے اور اگر مطابقت محالات میں سے ہو اور کسی صورت ہو نہ سکے تو بدرجہ لاچاری اس حدیث کے غیر صحیح ہونے کا قائل ہو۔ کیونکہ ہمارے لیے یہہ بہتر ہے کہ ہم بحالت مخالفت قرآن شریف حدیث کی تاویل کی طرف رجوع کریں لیکن یہہ سراسر الحاد اور کفر ہوگا کہ ہم ایسی حدیثوں کی خاطر سے کہ جو انسان کے ہاتھوں سے ہمکو ملی ہیں۔ اور انسان کی باتوں کا انہیں ملنا صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے قرآن کو چھوڑ دیں۔

اسکو جو یہہ تفہیم ہوتی ہے کہ بعض احادیث صحیحین قرآن کے مخالف ہیں تو یہ تفہیم شیطان کیطرف سے نہ خدا کیطرف [illegible]

۵۱۔ آپنے بخاری و مسلم کو غیر معصوم قرار دیکر انکی احادیث کا مخالف قرآن ہونا تجویز کرکے ان احادیث کی نسبت یہ بات کہی ہے۔ یہ بخاری و مسلم پر ایکا (تبرہوان) حملہ ہے۔ کادیانی کو اہلحدیث جاننے والو اب بھی اسکو اہلحدیث کہو گے؟

۵۲۔ یہہ کفر و الحاد آپ ہی کیطرف رجوع کرتا ہے جو صحیحین کو اصح الکتب مانکر پھر انکی بعض احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر انکے چھوڑنے پر مستعدی ظاہر کرتا ہیں بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والے مسلمانوں کے نزدیک تو انکی کوئی حدیث ایسی نہیں جو قرآن کے مخالف ہو۔

۵۳۔ اس کلمہ سے کادیانی نے اپنا ملحد و دجال و منکر قرآن ہونا ثابت کیا ہے۔ قرآن بھی تو زید ابن ثابت وغیرہ انسانوں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ لکھا لکھایا عالم بالا سے نہیں اترا۔ بناءً علیہ کادیانی کے نزدیک قرآن میں بھی انسانی باتوں کا ملنا نہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے۔ پھر اسکا بار بار قرآن کریم کیطرف رجوع کرنا اور یہہ لفظ زبان پر لانا مسلمانوں کے پھنسانے کے لیے

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ تفہیم الٰہی میرے شامل ہے۔ اور وہ عزاسمہ جبوقت چاہتا ہے بعض معارف قرآنی میرے پر کھولتا ہے اور اصل منشا بعض آیات کا معہ انکے ثبوت کے میرے پر ظاہر کرتا ہے اور میخ آہنی کیطرح میرے دل کے اندر داخل کر دیتا ہے۔ اب میں اس خداداد نعمت کو کیونکر چھوڑ دوں اور جو فیض بارش کیطرح میرے پر ہو رہا ہے کیونکر اس سے انکار کروں۔ اور یہہ بات جو آپنے مجھسے دریافت فرمائی ہے کہ اب تک کسی حدیث بخاری یا مسلم کو بھی موضوع قرار دیا ہے یا نہیں۔ سو میں آپ کیخدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنی کتاب میں کسی حدیث بخاری یا مسلم کو ابھی تک

ایک جاہل نہیں تو اور کیا ہے۔

مسلمانوں خدا کے لیے داد انصاف دو اور بتاؤ کہ اس کلمہ کے لکھنے کے بعد کادیانی مسلمان

[illegible]

۵۱ ... میں آپکو یقین دلاتا ہوں اور خود یقین رکھتا ہوں جسپر میں قسم کھانیکو تیار ہوں کہ خذلان یکا شامل حال ہے اور شیطان آپ پر مسلط ہے وہی اس قسم کے ملحدانہ خیال آپکے دلمیں ڈالتا رہتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی تفہیم اور اسکا انعام والقا آپ جیسے شخص کے حق میں احاطۂ امکان سے خارج ہے۔ خدا تعالےٰ نے قرآن میں قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جھوٹے بدکاروں کے پاس شیاطین آتے اور وہی انکے دلمیں ایسی باتیں القا کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)	کہ شیاطین اپنے دوستوں کے دلمیں (ایسے ملحدانہ) خیال ڈالتے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں سے لڑیں اور جھگڑیں۔
ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم (شعرا ع ۹)	اور ارشاد فرمایا۔ میں بتاؤں کہ شیطان کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں وہ ان لوگوں پر اترتے ہیں جو بڑے جھوٹے ہیں اور بدکار۔

۵۲ کفر کی بیخ اور وساوس شیطانی کی بارش ہے۔

موضوع قرار نہین دیا بلکہ اگر کسی حدیث کو مینے قرآن کریم سے مخالف پایا ہے تو خدا تعالی نے تاویل کا باب میرے دل پر کہولدیا ہے اور آپ نے یہہ سوال جو مجہ سے کیا ہے کہ صحت احادیث کا معیار ٹہرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے میری اسکو جواب مین یہہ عرض ہے کہ اس بات کا بار ثبوت میرے ذمہ نہین بلکہ مین تو ہر یک ایسے شخص کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے خواہ وہ گذر چکا ہے یا موجود ہے اسی اعتقاد کا پابند جانتا ہون کہ وہ احادیث کے پرکہنے کے لیے قرآن کریم کو میزان اور معیار اور محک سمجہتا ہو گا کیونکہ جس حالت مین قرآن کریم خود یہ منصب اپنے لیے تجویز فرماتا ہے اور کہتا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون اور فرماتا ہے قل ان ھدی اللہ ھو الھدی

---

۵۱ - [illegible] احادیث [illegible] آپ موضوع [illegible] جن [illegible] ملاحظہ ہو۔

۵۲ - یہہ آپ نے عجیب طریق اختیار کر رکہا ہے۔ جس دعوی کا ثبوت نہ دے سکے اُس دعوی کو بدیہی و اتفاقی و مسلم کل بنا دیا - اور بار ثبوت اپنے اوپر سے ہٹا دیا - اس طریق کا ابطال یہہ ہے کہ یہہ ادعا آپ کا محض دروغ ہے - آپکے خصم کو اس قسم کے دعوی مین یہہ کلام ہے کہ کوئی مسلمان ان باتونکا قائل نہین - پس آپکا فرض ہے کہ آپ کوئی قائل بتائین ورنہ دروغ گو سمجہین جاینگے -

قرآن کریم بے شک بلا ریب مسلمانونکے نزدیک ہدایت ہی حبل اللہ ہے - قول فصل ہے - اور جو کچہہ اسکے شان مین خدا تعالی نے فرمایا ہے اُسپر مسلمانون کا ایمان ہے مگر کسی آیہ قرآن مین یہہ بیان نہین ہوا کہ قرآن مجید صحت احادیث صحیحہ کا معیار و محک ہے - اور جس حدیث کا مضمون قرآن کریم کے موافق نہو وہ حدیث لائق تسلیم نہین ہے - حاشیہ صفحہ ۲۹۲ ملاحظہ ہو -

۵۳ - ان آیات کا ترجمہ صفحہ ۲۹۳ مین گذر چکا ناظرین اسکو ملاحظہ کر دیکہین کہ ان آیات کو کادیانی کے اس دعوے سے کہ حدیث صحیح کی صحت کا محک قرآن ہے کیا تعلق ہے -

اور فرماتا ہے فاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا اور فرماتا ہے ھدی للناس وبینات من الھدی اور فرمایا ہے انزل الکتاب بالحق والمیزان اور فرماتا ہے انہ لقول فصل لاریب فیہ تو پھر اسکے بعد کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثون کے لیے حکم مقرر نکرے۔ اور جبکہ وہ خود فرماتا ہے۔ کہ یہہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق و باطل کی شناخت کے لیے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا ایمانداری ہوگی کہ ہم خداتعالے کے ایسا فرمودہ پر ایمان نہ لاوین۔ اور اگر ہم ایمان لاتے ہین تو ہمارا ضرور یہہ مذہب ہونا چاہیے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول کو قرآن کریم پر عرض[1] کرین تاکہ ہمین معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوٰۃ وحی سے نور حاصل کرنیوالے ہین جس سے قرآن نکلا ہے یا اسکے مخالف ہیں سو چونکہ مومن کے لیے یہہ ایک ضروری امر ہے کہ قرآن کریم کو احادیث کا حکم مقرر کرے اسلیے یہ [illegible] سلف صالحین نے قرآن کریم کو حکم مقرر نہین کیا آپ کے ذمہ ہے نہ میرے[2] ذمہ۔

اسجگہ مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ قرآن کریم کا مرتبہ بخاری اور مسلم کے[3] مرتبہ کے برابر

---

[1] اس عرض کا قرآن یا حدیث مین کہین حکم نہین اور مسمات مین جو حدیث تحریر نمبری میں آپنے نقل کی ہے وہ موضوع ہے اور اس عرض وموافقت مضمون قرآن سے صحت حدیث ثابت نہین ہوسکتی ہے۔ بعض موضوعات کا مضمون بھی قرآن کے موافق ہوتا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۲۱۷ مین ملاحظہ ہو۔

[2] یہان بھی آپنے وہی طریق اختیار کیا ہے کہ جو دعوے ثابت نہوا تو اوسکو مسلم کل کا قرار دیا اور اسکو بار ثبوت کو ٹلایا۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۴ ملاحظہ ہو۔

[3] یہہ محض کذب ہے اور صریح بہتان اہلحدیث صحیح بخاری کا رتبہ صحت رتبہ کتاب اللہ کے بعد مانتے ہین نہ اسکے برابر اور کسی حدیث غیر صحیحین کو صحیحین کے مخالفت کی سبب غیر صحیح

بہی نہین سمجہتے۔ کیونکہ اگر کوئی حدیث کسی کتاب کی بخاری اور مسلم کی کسی حدیث سے
مخالف اور مباین پڑے اور کسی طور سے تطبیق نہ ہوسکے تو آپ صاحبان بلا توقف
لکھ دیتے ہین کہ وہ حدیث صحیح نہین ہے۔ مگر کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ یہہ مذہب
قرآن کریم کی نسبت آپ اختیار کرنا نہین چاہتے۔

اور اجماع کی نسبت جو آپنے دریافت فرمایا ہے تو مین تو پہلے ہی عرض کرچکا کہ ابن صیاد
جو مسلمان ہوگیا تہا بیان کرتا ہے کہ لوگ مجہے ایسا کہتے ہین اسکی شہادت مین
کوئی استثنا نہین جس سے سمجہا جاتا ہے کہ عام طور پر صحابہ کا یہی خیال تہا کہ ابن صیاد
ہی دجال معہود ہے ماسوا اسکے حدیثوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ
کا یہہ مذہب ہوگیا تہا کہ حقیقت [illegible] دجال معہود ہے اس صورت مین دوسرے
صحابیونکا خاموش رہنا صریح اسبات پر دلیل ہے کہ وہ اس مذہب کو مان چکے ہین۔
اور اگر انکی طرف سے کوئی مخالفت اور انکار ہوتا تو ضرور وہ انکار ظاہر ہو جاتا۔ پس صحابہ
کے اجماع کے لیے اسی قدر کافی ہے بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہاکر بیان کرنا کہ درحقیقت ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔

قرار نہین دیتے۔ بلکہ اس حدیث کی صحت ثابت ہو تو اسکو حدیث صحیحین کیموافق کرتے اور
انمین باہم تطبیق دیتے ہین۔ نیز جو کچہ اسبات مین کہا ہے آپنے افترا کرکے اپنا دجال
ہونا ثابت کیا ہے۔

۳۰۲ و ۳۰۴ وہ اسبات مین بہی آپنے جوکچہ کہا ہے محض کذب و مغالطہ ہے۔ نہ تمام صحابہ نے یہ کہا ہے کہ
ابن صیاد دجال معہود ہے اور نہ ان سے صحابہ نے اسپر سکوت کیا۔ اور نہ حضرت عمر رضی
عنہ نے ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر قسم کہائی نہ حضرت نے اسپر خاموشی
اختیار فرمائی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۲۲۶ مین ملاحظہ ہو۔

صریح دلیل اجماع پر ہے۔ کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ سے اکیلے نہین ہوتے تھے اور غالبًا جسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی ہوگی اسوقت بہت سی جماعت صحابہؓ کی موجود ہوگی۔ پس انکی خاموشی صریح اجماع پر دلیل ہے۔

پہر آپنی بیان فرمایا ہے کہ شرح السنہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے سو حضرت اسکے جواب مین اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ آپ لوگون کے نزدیک تو صحابی کا قول بھی ایک قسم کی حدیث ہوتی ہے گو منقطع ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین کر سکتا اور ڈرنے کی بابت ایک ایسی بات [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] یا ظاہر [illegible]

سلہ ۔ جماعت صحابہ کی خاموشی کا جواب تو حاشیہ سابق مین دیا گیا ہے ۔ ایک جماعت کی سکوت یا اتفاق کا اجماع نہونا۔ حاشیہ صفحہ ۲۹۶ مین بیان ہوا ہے۔

سلہ ۔ دیکہو دجال کی چال۔ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قولی حدیث کا کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون" جسکو آپنے آنحضرتؐ پر افترا کیا تہا یہ پوچھا تہا۔ آپنے اسکے جواب مین جابر بن عبداللہ صحابی کے اس قول کو کہ "آنحضرتؐ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے" شرح السنہ سے نقل کر دیا۔ جسپر ہمنے یہہ سوال کیا تھا کہ یہہ آنحضرتؐ کا قول نہین ہے۔ اسکے جواب مین اب آپنے کہا ہے کہ صحابی کا قول بہی ایک قسم کی حدیث ہوتی ہے۔ اور خرم دہیا کو کام مین لا کر یہہ خیال نہ کیا کہ مطلق حدیث سے یا ہر قسم کی حدیث سے سوال نہ تھا۔ بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث سے

بیان نہ فرماتے تو صحابی کی کیا مجال تھی کہ خود بخود آنجناب پر افترا کر لیتا۔ بلا شبہ اسنے سنا ہوگا تب ہی تو اوسنے ذکر کیا ہو جو کچھ اسنے سنا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے ظاہر نہین کیا۔ لیکن ایک بچہ کو بھی سمجھ آسکتا ہے کہ اسے ضرور سنا ہی بیان کیا پس ظاہر ہے کہ یہ افترا نہین بلکہ بیان واقعہ ہے۔ کیا آپ اس صحابی پر حسن ظن نہین رکھتے اور یہ خیال رکھتے ہین کہ نبیر سننے کے اسنے کہدیا۔

اپ فرماتے ہین کہ اس نے خیال ظاہر کیا مین کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مافی الضمیر پر اسکو کیا علم تہا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃ یا صراحتاً آپ ظاہر نفرماتے۔

پھر آپ [illegible] ہین کہ مینے اشاعۃ السنہ مین محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے۔ اور آخر مین اسنے لکھدیا ہے کہ ہم الہام کو حجت اور دلیل نہین جانتے۔ اسکے جواب مین بادب ملتمس ہون کہ آپ اگر اس قول کے مخالف ہوتے

سوال تہا۔ اور ہر ایک قسم کی حدیث تو موضوع حدیث بہی ہوتی ہے۔ تہر اس سوال کے جواب مین یہی کہا ہوتا کہ گو وہ حدیث جو ہمنے بیان کی وضعی اور ہماری بناوٹی ہے۔ مگر آخر یہہ بہی تو ایک قسم کی حدیث ہے۔

صلہ - افترا کون کہتا ہے۔ صحابی جابر بن عبد اللہ نے آنحضرت ؐ کی خوفناک حالت کو دیکھا تو اس سے سمجہ لیا کہ آپ اسکے دجال ہونے سے ڈرتے ہین۔ اور یہ کلمہ فرما دیا کہ آپ اسکو دجال ہونے ڈرتے تہے۔ آنحضرت ؐ کیطرف تو انہون نے کوئی قول منسوب نہین کیا پہر افترا کیونکر ہوا حاشیہ صہ ملاحظہ ہو۔

۲و۳ - حسن ظن رکہتے ہین تب ہی تو یہ تجویز کرتے ہین کہ اُسنے آنحضرت ؐ کیحالت خوف کو دیکھا تو اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ اس سے ڈرتے تھے۔

صکہ - ظاہری حال مافی الضمیر پر دال ہوتا ہے۔

تو کیون ناحق اسکا ذکر کرتے۔

غایت کار آپ کی کلام مین تناقض ہوگا کیونکہ اول صاف تسلیم کر آئے ہین[۱۵] کہ الہام ملہم کے لیے حجت شرعی کے قائمقام ہوتا ہے علاوہ اسکے آپ تو صاف طور پر مان چکے ہین بلکہ بحوالہ حدیث بخاری بتصریح بیان کر چکے ہین کہ الہام محدث[۱۶] کا شیطانی دخل سے منزہ کیا جاتا ہے ماسوا اسکے ہم[۱۷] مین اسباب کے لیے آپکو مجبور نہین کرتا کہ آپ الہام کو حجت سمجھ لین۔ مگر یہ تو آپ اسی ریویو مین خود تسلیم کرتے ہین کہ ملہم کے لیے وہ الہام حجت ہو جاتا ہے سو میرا دعوی[۱۸] اسی قدر سے ثابت ہے ہین

سلہ۔ ناحق کیون۔ جس غرض سے ہمنے وہ قول نقل کیا ہے وہ ہم صفہ ۲۹ مین بیان کر چکے ہین۔ لہذا اسکی نقل کرنے سے اسکے مضمون سے اتفاق ثابت نہین ہوتا۔

۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵۔ اس آخری کلام مین بہی کادیانی نے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

یہان بحث وسوال اس امر کا نہ تھا کہ الہام غیر نبی حجت ہے یا نہین۔ جسکا یہ کلام جواب ہو سکتا۔ خاکسار کا سوال تو یہہ تھا کہ مینے شیخ اکبر کے اس قول کو کہ کشف کے ذریعہ سے بعض احادیث موضوع اور بعض غیر صحیح ٹہیر سکتی ہین" مولف اشاعۃ السنۃ نے کب صحیح تسلیم کیا۔ اور اسکی نسبت اپنا توافق رائے کہان ظاہر کیا ہے اسکا جواب اپنی تحریری نمبری (۵) مین یہہ دیا تھا۔ کہ آپکے نزدیک وہ قول لائق تسلیم نہو تا تو اسکو کس غرض سے نقل کیا جاتا۔ اسکا جواب تحریر نمبری (۶) مین خاکسار نے یہ دیکہ اس قول و نقل سے جو غرض ہے وہ اشاعۃ السنہ ۱۱

بھی آپکو مجبور کرنا نہین چاہتا۔

۲۱- جنوری غلام احمد بقلم خود ۱۸۹۱ء

جلد (۷) صفحہ مین بیان ہو چکی ہے۔

اور اس صفحہ مین اس قول کے مضمون سے ہمنے اپنا خلاف صاف طور پر ظاہر کردیا اور کہدیا ہے کہ ہم الہام غیر نبی کو حجت و دلیل شرعی نہین جانتے جسکو کادیانی نے اس مقام مین نقل کیا ہے لہذا اسکے جواب مین کادیانی کا آپ اِن امور کو پیش کرنا کہ (۱) "اس قول کے آپ مخالف ہوتے تو اسکو نقل کیون کرتے۔ (۲)۔ اور الہام آپکے نزدیک ملہم کے حق مین تو حجت ہے۔ (۳)۔ اور محدث کا الہام دخل شیطانی [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] اس بات کے لیے مجبور نہین کرتا" سوال و جواب متنازع فیہ سے کوئی تعلق نہین رکھتا۔ اور یہہ بجز دجالی دجال کے (جس سے سائل کو اسکا سوال بُھلا دینا۔ اور اصل متنازعہ فیہ کو چھوڑ کر دوسری طرف لیجانا مقصود ہوتا ہے۔) اور کچہ نہین ہو سکتا۔ ان امور سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ مؤلف اشاعۃ السنہ نے الہام کے ذریعہ احادیث صحیحہ کے موضوع اور موضوعہ کے صحیح ہو سکنے کو رسالہ مین تسلیم کیا ہے۔ اور اسیکو ثبوت کا کادیانی نے مطالبہ کیا تھا۔

انتباہ

کادیانی کی تحریری نمبری ۶ ختم ہوئی۔ اس تحریر کو معہ اسکے نوٹون اور حواشی کی ناظرین توجہ سے پڑہینگے تو یقین کرینگے کہ اس تحریر مین بھی کادیانی نے بجز اِن دو پُرانی باتون خارج از مبحث کے کہ (۱) جس حدیث کا مضمون قرآن کے مخالف ہوگا وہ صحیح و لائق قبول نہین (۲) اور حدیث صحیح بھی ہو تو وہ رتبہ صحت مین قرآن کے برابر نہین اور کچہ نہین کہا۔ اور ہمارے اس سوال کا کہ بخاری مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہین یا غیر صحیح یا مختلط کوئی قطعی اور صاف جواب نہین دیا۔

تحریر نمبر ہفتم از جانب خاکسار

مین افسوس کرتا ہون کہ آپنے پھر بہی میرے سوال کا جواب صاف الفاظ مین نہین دیا۔

آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ مین آپسے ان کتب کی صحت تسلیم کرانا چاہتا ہون اور آپ اس تسلیم کو صحیح نہین سمجہتے بلکہ اسکو ایک غلط اصول فرضی وخیالی اجماع پر مبنی قرار دیتے ہین۔ پہر صاف الفاظ مین کیون نہین کہتے کہ صحیحین کی جملہ احادیث بلا وقفہ و نظر واجب التسلیم اور صحیح نہین ہین بلکہ اسمین موضوع یا غیر صحیح [illegible] کا احتمال ہے جب تک آپ ایسے صریح الفاظ مین اس مطلب کو ادا نکرینگے اس سوال کے جواب سے سبکدوش نہونگے خواہ برسون گزر جائین۔

آپ حدیث ان من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ کو پیش نظر رکھکر خارج از سوال باتون سے تعرض کرنا چہوڑ دین اور دو حرفی جواب دین کہ صحیحین کی حدیثین سب کی سب صحیح ہین یا موضوع ہین یا مختلط ہین۔

(اور کہین ضعیف بمعنی موضوع ع)

(۲)۔ آپ فرماتے ہین کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث صحیح بخاری و مسلم کو موضوع نہین کہا (لفظ موضوع آپکے کلام مین غیر صحیح کے معنو مین مستعمل ہوا ہے

ل اسوجہ سے آپکا بعض احادیث کو ضعیف کہنا موضوع کہنے کی مانند ہے۔ اور بعض احادیث کی نسبت تو آپنے صاف اور صریح لفظ موضوع استعمال کیا ہے۔ چنانچہ متن مین اسکی تفصیل ہے اور حاشیہ نمبر ۱ و ۲ صـ ۱۱ و ۱۲ مین بعض تمثیلات گذر چکی ہین۔

اور یہہ امر کمال تعجب کا موجب ہے کہ آپ جیسے مدعیان الہام ایسی بات خلاف واقعہ کہین آپنے رسالہ ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۰ - مین دمشقی حدیث کی نسبت کہا ہے یہہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحبنے لکہی ہے - جسکو ضعیف سمجہکر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری نے چہوڑ دیا ہے اب انصاف سے فرماوین کہ اسحدیث صحیح مسلم کو آپنے ضعیف قرار دیا ہے یا نہین اور اگر آپ یہ عذر کرین کہ مین صرف ناقل ہون اسکو ضعیف کہنے والے امام بخاری ہین تو اب تصحیح نقل کرین اور صاف فرماوین کہ امام بخاری نے فلان کتاب مین اسکو ضعیف قرار دیا ہے یا کسی اور امام محدث سے نقل کرین کہ انہون نے امام بخاری سے اسحدیث کی تضعیف نقل کی ہے ورنہ آپ اس الزام سے بری نہین ہو سکینگے کہ آپنے صحیح مسلم کی حدیث کو ضعیف قرار دیا اور بہ اس [illegible] ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۲ مین آپ فرماتے ہین اب بڑے مشکلات یہہ پیش آتے ہین کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی اون حدیثون کو صحیح سمجہین جو دجال کو آخری زمانہ مین اوتار رہے ہین تو یہ حدیثین موضوع ٹہیرتی ہین اور اگر ان حدیثون کو صحیح قرار دین تو پہر اونکا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے - اور اگر یہہ متعارض و متناقض حدیثین صحیحین مین نہوتین صرف دوسرے صحیحون مین ہوتین تو شاید ہم ان دونو کتابونکی زیادہ تر پاس خاطر کرکے اون دوسری حدیثون کو موضوع قرار دیتے مگر اب مشکل تو یہ آپڑی کہ ان ہی دونو کتابونمین یہ دونو قسم کی حدیثین موجود ہین اب جب ہم ان دونو قسم کی حدیثون پر نظر ڈالکر گرداب حیرت مین پڑجاتے ہین کہ

صفحہ ۲۰۱ و ۳۰۲ ملحوظ ہیدہ - ان الفاظ کو ناظرین توجہ سے ملاحظہ فرماوین اور داد انصاف دین کہ کیا کادیانی احادیث صحیحین کو موضوع و غیر صحیح و ضعیف جکو اوسنے موضوع کے قائم مقام استعمال کیا ہے - نہین کہتا -

کس حدیث کو صحیح سمجھیں اور کسکو غیر صحیح[۱] تب ہمکو عقل خداداد یہہ طریق فیصلہ کا بتاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچہ اعتراض نہیں اونہیں صحیح سمجھنا چاہئے۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے مسلم کی اسحدیث کو جسمین یہہ بیان ہے کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکہا ہوگا (جو صفحہ ۱۰۵۶۔ بخاری مین بہی مروی ہے) یہہ کہکر اوڑا دیا ہے کہ یہہ حدیث مسلم کی اوس حدیث کے برخلاف ہے جسمین یہہ وارد ہے کہ یہہ دجال مشرف باسلام ہو چکا تہا۔ ایسا ہی آپنے صحیحین کی اون احادیث کو اوڑا دیا ہی جن مین دجال کے ان خوارق کا بیان ہے کہ اوسکے ساتہ بہشت اور دوزخ ہونگے اور اوسکے کہنے سے زمین شور سرسبز ہو جائیگی وغیرہ وغیرہ پہر آپکا اس مقام مین یہہ کہنا کہ میں نے صحیحین کی کسی حدیث کو موضوع[۲] یا غیر صحیح قرار نہیں دیا اور ان احادیث کے صحیح معنے بیان کرنے ... ہی ... خلاف ... [illegible] آپ صحیحین کی حدیث کو موضوع جانتے ہین اور ساقط الاعتبار سمجھتے ہین پہر اس اعتقاد کو جو طولانی تقریرون اور ملمع سازیونسے چھپاتے مین اور یہہ خیال نہیں فرماتے کہ جن باتون کو آپ چھاپ چکے ہین وہ کب چھپتی ہین۔

۳۔ آپ لکھتے ہین کہ قرآن کو حدیث کا معیار صحت ٹھرانے مین امام کی نشان دہی کا بار ثبوت آپکے ذمہ نہیں ہے اور یہ دعوی کرتے ہین کہ ہر ایک مسلمان احادیث کی تصحیح کا معیار قرآن کو سمجھتا ہے۔ مین آپکے اس دعوے کا بہی منکر ہون اور[۳] یہہ کہہ سکتا ہون کہ کوئی مسلمان جنکے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے اس بات کا قائل نہیں آپ کم سے کم ایک مسلمان کا علماے سلف سے نام لین جو آپکے خیال کا شریک ہو اور اگر باوجود ان دعادی کے آپ پر بار ثبوت نہیں ہے تو آپ یہہ امر کسی منصف

ملاحظہ۲ حاشیہ صفحہ سابقہ ملاحظہ ہو۔ اور متن صفحہ ۳۲۱

ملاحظہ۳۔ صفحہ (۳۱۴) و (۳۱۵) ملاحظہ ہو۔

سے مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کہلاوین اس باب مین جو آیات آپنے نقل کین ہین اونکو آپکے دعاوی سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اسکی تفصیل جواب تفصیلی مین ہو گی۔ انشاء اللہ تعالے۔

۴ - اجماع کے باب مین میرے کسی سوال کا آپنے جواب نہین دیا براہ مہربانی میرے سوال پر نظر ثانی کرین اور ان باتونکا جواب دین کہ اجماع کی تعریف جو آپ نے لکھی ہے کس کتاب مین ہے اور بعض صحابہ کے اتفاق کو کون شخص اجماع سمجھتا ہے سکوت کل کا جو آپنے دعوے کیا ہے یہہ بہی محتاج نقل و ثبوت ہے۔ آپ بہ نقل صحیح ثابت کرین کہ حضرت عمر رضہ وغیرہ نے ابن صیاد کو دجال کہا تو اوسوقت جملہ اصحاب یا فلان فلان موجود تھے اور انہون نے اوس پر سکوت کیا یا وہ قول جس صحابی کو پہنچا اوس نے [illegible] الفاظ سے ثابت نہین ہو سکتی۔ ایسے دعاوی عظیمہ مین ائمہ نقل سے نقل بکار ہے نہ صرف تجویز عقل۔ اجماع کے باب مین جو کچھ ائمہ سے منقول ہے وہ آپکی تحریر مین موجود[1] ہے۔ پہر تعجب ہے کہ اوسپر آپکی توجہ نہوئی اور صرف اٹکل سے اپنی کار براری کی۔

۵ - مضمون حدیث شرح السنۃ کے متعلق آپنے بڑے زور سے دعوے کیا تھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے سے خوف کرتا ہون۔ اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضہ کو فرمایا ہے کہ ہمین اسکے حال مین ابھی اشتباہ ہے یعنے اوسکو دجال ہونے کا ہمکو خوف ہے ان اقوال کا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقینا قائل قرار دیا ہے۔ اب آپ یہہ کہتے ہین کہ صحابی نے آنحضرتؐ سے سنا ہو گا تب ہی آنحضرتؐ کی

سلہ۱ - قطع نظر اس امر سے کہ انہون نے ابن صیاد کو صرف دجال کہا تھا نہ دجال موعود و معہود۔

سلہ۲ - حاشیہ و متن صفحہ ۲۰۶ و صفحہ ۲۰۷ ملاحظہ ہو۔

طرف اس امر کو منسوب کیا کہ آپ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے۔ اب انصاف کرو اور صدق و دیانت کو پیش نظر رکھکر فرماوین کہ احتمال موجب یقین ہو سکتا ہے، کیا یہ امکان نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان معاملات سے جو ابن صیاد کی نسبت آپ سے بارہا وقوع مین آئے۔ جیسے اوسکا امتحان کرنا یا چھپ کر اُسکی حالات معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ جنکا صحیحین مین ذکر ہے اوس صحابی کو یہہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دجال سمجھتے تھے اس امکان و احتمال کے ساتھ جو حسن ظنی بحق صحابی پر مبنی ہے کیا یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اوس صحابی نے آنحضرت صلعم کو وہ باتین کہتے ہوئے سُنا جو آپ نے برخلاف واقعہ آنحضرت کیطرف منسوب کین اور کیا بلا حصول یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون اقوال کا قائل قرار دینا اور بلا کھٹکا یہ کہدینا کہ آپ ایسا فرماتے تھے، جائز ہے ہاں اور مسلمانان سلف سے یہ [illegible] ہے۔ آپ [illegible] ایک مسلمان کا نام [illegible] یہ جرأت [illegible]

۶- آپ لکھتے ہین کہ قول ابن عربی کے آپ مخالف ہوتے تو کیون ناحق اوسکا ذکر کرتے اور اُسکے ذکر سے آپکی کلام مین تناقض پیدا ہوتا ہے۔ آپکا یہہ مفہوم میری عبارت کی صریح منطوق کے جو مینے نقل کی ہے برخلاف ہے۔ لہذا لائق لحاظ و التفات نہین ہے لہذا وہ آپکو الزام مذکور سے بری نہین کر سکتا اور نہ میری وہ تصریحات جو مینے محدث کی نسبت کین ہین آپکو اس الزام سے بری کر سکتی ہین میری کسی تصریح یا کلام مین ابن عربی کے قول کی تصدیق و تائید پائی نہین جاتی اور میرا صریح اظہار کہ مین الہام غیر نبی کو حجت نہین سمجھتا اور کتاب و سنت کا پیرو ہون نہ کسی الہامی کشفی کا مقلد صاف شاہد ہے کہ آپنے مجھپر افترا کیا ہے۔ رہا الزام تعارض و اظہار خلاف عقیدت سو اسکا جواب وسی صفحہ اشاعۃ السنۃ مین موجود ہے۔ کہ مینے ان اقوال ابن عربی وغیرہ کو اس غرض سے نقل کیا ہے کہ الہام کو حجت ماننے مین حساب

۵- احتمال جو آپ کے لفظ "ہوگا" کا مفہوم ہے۔

۶- کہ صرف احتمال سے کہ آنحضرت کو امر محتمل کا قائل بنا دیا ہو۔

براہین متفرد نہین ہی اور یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکھا نہین جسکا کوئی قائل نہو۔ جس سے صاف ثابت ہی کہ مینے ان اقوال کو نقل کرنے سے صاحب براہین کو تفردسی بچانا چاہا تھا نہ یہ جتانا کہ مین بہی ایسے الہامونکو لائق سند سمجھتا ہون۔

آپکی تحریرات مین بہت سے مطالب زائد اور خارج از بحث ہوگئے ہین جنسے مین عمداً تعرض نہین کرتا اون سی تعرض اوس تفصیلی جواب مین کرونگا جو بعد طی ہونے امور متفسرہ کے قلم مین لاونگا بالفعل مین آپکو پہر اپنے سوالات سابقہ کیطرف توجہ دلاتا ہون کہ آپ براہ مہربانی بنظر حفظ اوقات فریقین میرے سوالات کا صاف اور مختصر الفاظ مین جواب دین اور زائد باتونکی طرف توجہ نکرین مین بنظر آپکی رفع تکلیف کی پہر اپنے سوال کا خلاصہ بیان کرتا ہون۔ اوّل آپ بصراحت کی ساتھ کہین جملہ احادیث صحیحین صحیح اور واجب العمل ہین یا جملہ غیر صحیح اور موضوع یا مختلط [illegible] ضعیف نہین کہا [illegible]

دوم۔ قرآن کو صحت احادیث کا معیار ٹہرانے مین جملہ مسلمان آپکی ساتھ ہین یا کوئی امام ائمہ سلف سے

سوم۔ اجماع کی تعریف اور یہ امر کہ چند صحابہ کا اتفاق شرعاً اجماع کہلاتا ہی اور حضرت عمرؓ وغیرہ کے ابن صیاد کو دجال کہتے وقت جملہ اصحاب موجود تہے یا فلان فلان اور اسپر اونہونے سکوت کیا اور یہ سکوت فلان فلان ائمہ حدیث نے نقل کیا۔ چہارم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آنحضرت کیطرف کوئی حکم یا خیال منسوب نکرتے جبتک کہ وہ آپسے سُن نلیتے۔ اور آنحضرت صلعم کی قول یا فعل یا قضایا سے کوئی امر استنباط کرکے آنحضرت کی طرف منسوب نکرتے جیسے بعض صحابہ سے منقول ہے۔

قضی

سلہ۔ دجال بہی وہ جو موعود ہے۔ کیونکہ اسی سے ہمکو انکار ہے۔ چنانچہ صب صب مین کہا گیا ہے۔ اسیوجہ سے یہان پر اس سے تعرض نہین ہوا۔

سلہ۔ یعنے آپکا قول۔

[illegible] ۳۴۶ تک میں بقیہ نمبر ۱ لغایت اعجاز نمبر ۱۱ ہی اور ہمیں لوہانہ کی مباحثہ کا ایک حصہ درج
[illegible] صفحات کو بلحاظ ترتیب مضمون فتوے علیحدہ کیا گیا ہی جو صاحب ترتیب و نمبر صفحات کو پسند کریں

امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین معناہ یکسرہ حقیقۃ ویبطل ماتزعمہ النصاری من تعظیمہ وفیہ دلیل علی تغییر المنکرات وآلات الباطل وقتل الخنزیر من ھذا القبیل وفیہ دلیل للمختار فی مذھبنا ومذھب الجمھور انا اذا وجدنا الخنزیر فی دار الکفر وغیرھا وتمکنا من قتلہ قتلناہ انتہی۔ اور مرزا صاحب نے اپنے تئین مثیل مسیح قرار دیا ہے۔ اور ابن مریم علیہ السلام کے حقیقی نزول سے انکار کیا ہے۔ اور کہین انکار احادیث اور کہین تاویلات باطلہ کو اختیار کیا ہے چنانچہ صلیب کے توڑنے سے یہ مقصود رکہا ہے کہ وہ اظہار حرمت صلیب کرین گے جسکو مین کر رہا ہون۔

مگر راقم حیران ہے کہ [illegible] صرف مرزائی ہے یا کہ قدیم [illegible] اہل اسلام سے مشہور و معروف ہے اول تو بدیہی البطلان ہے۔ پس ثانی متعین ہے۔ اور انکی تاویل باطل ہے فہو المطلوب اور قتل خنزیر سے بہی یہ معنے لیا ہے کہ اسکی حرمت کا اظہار ہے۔ اور ظاہری معنے پر یہ اعتراض واہی کیا ہے۔ کہ کیا وہ شکار کھیلتے پہرینگے حالانکہ محاورہ اہل زبان مین شائع ہے کہ بادشاہ نے فلان کو قتل کیا۔ اور اس سے مقصود صرف یہی نہین ہوتا کہ بادشاہ اپنے ہاتہ سے قتل کا مرتکب ہوا ہے۔ بلکہ جلاد کا قتل کرنا بہی منسوب الے السلطان سمجہا جاتا ہے اور یہان پر مباشرت بنفسہ مین بہی کوئی محذور نہین ہے۔ علی ہذا کفار سے جزیہ قبول نفرماوین گے۔ بلکہ صرف اسلام ہی مقبول ہوگا۔ اور یہ امور انسے بطور تنسیخ شریعت محمدیہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام واقع نہونگے۔ کیونکہ نبی مستقل نہونگے بلکہ تابع شریعت محمدیہ ہونگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ اور مبین احکام مذکورہ ہین۔ کیونکہ آپ نے بطور پیشینگوئی کے پہلے ہی سے فرمادیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے۔ کہ احکام موجودہ انکے آنے تک ہین۔ پہر تبدیل ہوجاوین گے۔ چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین فعلی ھذا قد یقال ھذا خلاف

ما هو حكم الشرع اليوم فان الكتابی اذا بذل الجزية وجبت قبولها ولم يجز قتله ولا اكراهه على الاسلام وجوابه ان هذا الحكم ليس بمستمر الى يوم القيمة بل هو مقيد بما قبل نزول عيسى عليه السلام وقد اخبرنا النبی صلی الله عليه وسلم فی هذه الاحاديث الصحيحة بنسخه وليس عيسى صلی الله عليه وسلم هو الناسخ بل نبينا صلی الله عليه وسلم هو المبين للنسخ فان عيسى عليه السلام يحكم بشرعنا فدل على ان الامتناع من قبول الجزية فی ذلك الوقت هو شرع نبينا محمد صلی الله عليه وسلم انتهى۔ اور مال کی کثرت ہونا بہی بڑی علامت فرمائی ہے۔ کہ کوئی اسکو قبول نکریگا۔ بعض حواری مرزا صاحب اسکی تصدیق یون فرماتے ہین کہ وہ بہت مال لوگون کو دیتے ہین یعنی بذریعہ اشتہارات وعدہ انعام کا دیتے ہین اور کوئی قبول نہین کرتا سبحان اللہ کیا تاویل واہی ہے اور ایسا خیال محال ہے۔ کیونکہ کثرت مال وعدم قبول کی تشریح صاف طور پر آپنے فرمادی ہے۔ کہ کثرت کا یہ حال ہوگا۔ کہ اونٹنی جوان بیکار پڑی پہرے گی کوئی متوجہ اسکی طرف نہوگا۔ اور نیز دنیا سے نفرت اور عبادت مین لذت ہوگی۔ کہ اسوقت ایک سجدہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہوگا۔ بہلا آجکل یہ معاملہ ہے بلکہ خلاف اسکے سبکی توجہ تمام دنیا ہی کیطرف ہے حتی کہ عموماً ایک پیسہ سجدہ سے بہتر سمجہا جاتا ہے الا ما شاء اللہ۔ بلکہ خود مرزا صاحبنے یہ دنیا دون کے کمانے کا ذریعہ نکالا ہوا ہے۔ عیان راچہ بیان۔

اور یہ علامت بہی بہت بڑی فرمائی۔ کہ اسوقت لوگون مین باہمی بغض عداوت حسد سب جاتا رہے گا۔ بخلاف آجکل کے کہ زمین آسمان کا فرق ہے۔ عموماً یہ امور ایسے شائع ہین کہ اسکا انکار بدیہی البطلان ہے۔ ؎ ببین تفاوت راہ کجاست تابکجا۔ چونکہ مرزا صاحب سے ان امور صریحہ کی کوئی تاویل نہ بن سکی ادہر رخ بہی نکیا۔ اور حدیث دمشق مین دربارہ نزول ابن مریم علیہ السلام چار جگہ نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ اور نبی کا اطلاق مخالف آیت خاتم النبیین نہین اسلیے کہ یہ اطلاق باعتبار ماکان

کے ہے۔ اور محاورہ مین شائع ہے کما لایخفی علی اللبیب پس اعتراض مخالف غلط صریح ہے۔ اور فرشتون کے پرونپر اُترنا دمشق کے منارہ شرقی پر صحیح مسلم مین موجود ہے۔ اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے۔ کہ وہ دنیا مین آکر نکاح کرین گے۔ اولاد ہوگی اور وہ فوت ہونگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ مین مدفون ہونگے جیسا کہ مشکوۃ مین ہے۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء کذا فی المشکوۃ۔ اور ظاہر ہے کہ علامہ ابن جوزی محدث کو ردّ احادیث موضوعہ کے بارہ مین کسقدر مبالغہ تھا۔ پھر یہ حدیث جسکو وہ خود روایت کرتے ہین غالباً صحیح ہے۔ اور مرزا صاحب کا ان سب نصوص صریحہ سے انکار یا تاویل لاطائل کرنا صریح البطلان ہے۔ اور لفظ امامکم منکم کے یہ معنی [illegible] خیال محض ہے اسلیے کہ امامکم منکم کی تفسیر دوسری جگہ آگئی ہے۔ کہ وہ مہدی علیہ السلام ہونگے جو ان کے بھی امام بنے گے وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیمۃ قال فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ۔ رواہ مسلم بعض روایات مین جو آیا ہے کہ وہ امام بنینگے تو اس کی یہ مراد ہے کہ وہ کتاب اللہ کی اجراء و تعمیل مین امام ہونگے۔ الفاظ حدیث یہ ہین۔ فامکم بکتاب اللہ دیکھو مسلم صفحہ ۸۷ ج ۱۔

العرض مرزا صاحب کو اپنے تئین مثیل مسیح سمجھنا اور لوگون کو اسکی دعوت کرنا بالکل خلاف عقائد اہل اسلام ہے۔

علےٰ ہذا دجال کے بارہ مین احادیث صحیحہ موجود ہین. چنانچہ مسلم مین ہے وان الدجال
ممسوح العین علیہا ظفرۃ غلیظۃ مکتوب بین عینیہ کافر یقرأہ کل مومن کاتب
وغیر کاتب. اب یہ صریح علامت ہے کہ ان حروف کو ان پڑھ بھی پڑھ لیگا.
اور یہ بھی آیا ہے کہ عیسے علیہ السلام اسکو باب لد پر قتل فرمائین گے. اور یہ بھی
اسکی علامت ہے کہ چالیس روز تک رہیگا. پہلا دن سال کے برابر. دوسرا مہینہ
کے برابر. تیسرا جمعہ کے برابر ہوگا اور باقی دن اور دنو کے برابر ہونگے.

چنانچہ یہ بھی اسمین ہے قلنا یا رسول اللہ ﷺ وما لبثہ فی الارض قال اربعون
یوما یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ وسائر ایامہ کایامکم قلنا یا رسول
اللہ ﷺ فذالک الیوم الذی کسنۃ اتکفینا فیہ صلوۃ یوم قال لا اقدروا لہ قدرہ
الی اخر الحدیث. اور پھر یاجوج ماجوج کا نکلنا. اور انکی حالات عجیب اور ان سب کا
مرض وبا عام سے مرنا اور عیسے علیہ السلام کا کوہ طور سے اترنا وغیرہ وغیرہ سب
صحیح مسلم مین موجود ہے.

اب مرزا صاحب کا دجال سے مراد با اقبال قومین لینا کسقدر مخالفت و تحریف
احادیث صحیحہ ہے. کیا با اقبال قومین اسوقت موجود نہ تہین.

غرضکہ باب تاویل مین مرزا صاحب نیچریون سے بڑھ گئے ہین. اور جسطرح
احادیث موضوعہ کو صحیح بیان کرنا کذب علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے. اسیطرح
احادیث صحیحہ کا انکار یا تاویل باطل کذب علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہین. اور
حدیث صحیح مین ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار کذا فی الصحاح
الغرض یہ عقائد مرزا صاحب کے باطل مخالف عقائد اہل اسلام ہین اور خلاف
اجماع امت ہین. اور فرمایا اللہ تعالے نے ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ
ما تولے ونصلہ جہنم وساءت مصیرا. اور امت محمدیہ ہرگز گمراہی پر مجتمع نہین

سٰہ اسکا ترجمہ صفحہ ۲۷ مین گذر چکا-

ہو سکتی بلکہ جو اُنسے خارج ہووے مستحق نار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ترمذی مین ہے۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی الضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ رواہ ابن ماجۃ من حدیث انس کذا فی المشکوۃ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ۔ رواہ احمد وابو داؤد کذا فی المشکوۃ۔ اور یہ بھی حدیث صحیح مین وارد ہے کہ قیامت سے پہلے تیس دجال کذاب پیدا ہونگے اور سبکے سب رسالت کا دعوی کرین گے سو یہ دعوے بھی مرزا صاحب کی کلام مین پایا جاتا ہے۔ قال الامام النووی فی شرح المسلم وقد وجد من ہولاء خلق کثیرون فی الاعصار واہلکہم اللہ تعالی واقلع آثارہم وکذلک یفعل بمن بقی منہم انتہی [illegible] ہین؟ سلمان ہون سلمانون کی سی عقیدے رکھتا ہون۔ حالانکہ سے نہان کے ماندان رازے کزو سازند محفلہا۔ جب انکی تالیفات پکار پکار اس دعوی کی تکذیب کر رہی ہین۔ پھر کیونکر مرد عاقل دام مین آجاوے۔ اب مین خداوند کریم سے اس دعا پر کلام کو ختم کرتا ہون۔ کہ مرزا صاحب کو انہین عقائد حقہ پر جنپر اجماع امت ہے پھر عود کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ اور نیز انکی متبعین کو امور حقہ پر لاوے ورنہ سوء عاقبت کا اندیشہ ہے۔ اللہم احفظنا دنیا چندروزہ ہے عقائد واعمال صالحہ ہی وہان کام آئین گے وما علینا الا البلاغ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر خلقہ محمد خاتم النبیین والہ واصحبہ اجمعین۔

کتبہ خادم العلماء المتین راجی رحمۃ ربہ القوی علی اللہ الحمد عفا عنہ ۱۳ مل مدرس مدرسہ اسلامیہ بٹالوی رئیس سکنہ بٹالہ

علمائے شہر پٹیالہ ریاست

ہمنے مرزا کادیانی کے رسائل توضیح و فتح - ازالہ نہایت غور سے دیکھے - کادیانی کے عقائد مخترعہ - بے شک و بلا شبہ قرآن و حدیث کی تعلیم اور صحابہ کرام و سلف صالح کے عقائد سے مخالف ہین - ایسا شخص بے شک دائرہ اسلام سے خارج اور حدیث مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار کا پورا پورا مصداق ہے

(مولوی محمد اسحاق) ، (مولوی حافظ غلام مرتضی)

(کرامت اللہ) (مولوی فاضل) (مولوی غلام محمد عفی عنہ)

ھذا الجواب صحیح وحق صریح والحق احق ان یتبع -

جواب درست ہے - خدا مرزا کادیانی اور اسکے مقلدین کو راہ راست کی ہدایت فرمادے -

*حشمت اللہ سنوری

مجھکو جملہ علماء اسلام سے اتفاق ہے -

(مولوی طالب علی لاہوری مقیم پٹیالہ)

*مولوی حشمت اللہ صاحب سنوری ہین جنکی ازالہ مین خاص مریدون کی فہرست مین تعریف فرمائی ہے انکو اپنا ہمرنگ بھی لکھا ہے - اور دعائے خیر بھی دی ہے - دیکھو صفحہ ۸۰۰ ازالہ

جو شخص ملائکہ کو نفوس فلکیہ اور سلسلہ نبوت کو خواہ تامہ ہو یا ناقصہ قیامت تک جاری سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(مولوی حافظ عظیم بخش)

مجھے مولوی محمد اسحاق صاحب کی تحریر سے اتفاق ہے۔

العبد فقیر عبد العزیز

چونکہ میرزا غلام احمد کے عقائد مندرجہ فتوی سراسر خلاف عقائد اہل اسلام اہل سنت و جماعت ہیں۔ لہٰذا مجھکو بھی سب علماء دین کے ساتھ اتفاق ہے۔

(مولوی حافظ محمد سید عنایت علی)

الجواب صحیح ..... یہ جواب صحیح ہے۔

خادم امام الدین حسین

مرزا کی تحریریں جملہ اہل اسلام خصوصا عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ ایسا شخص ہرگز ملہم اور مجدد نہیں ہو سکتا۔

العبد خاکسار محمد عبد اللہ[*] عفا اللہ

[*] یہ مولوی صاحب بھی پہلے مرزا غلام احمد کے معتقد تھے۔

علمار لکھوکے ضلع فیروزپور جو پنجاب مین فقہ وحدیث کے ممتاز اور نام آور علما ہین اور صاحب برکات والہامات مشہور ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ فاطر السموٰت والارض جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلث وربٰع یزید فی الخلق ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد المبعوث فی الامیین بجوامع الکلم والکلام المبین وعلی الہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم الی یوم الدین ٭ **اما بعد**

جو عقائد کفریہ مرزا کادیانی کے سوال مین مرقوم ہین ہر ایک کفر مذکور اوسکے کافر مرتد ہونے کے لیے کافی وافی ہے معاذ اللہ اسکا مذہب ہے کہ میرے الہام قطعی مثل کتاب اللہ کے۔ جیسا کہ یہ اوس نے بعضے اشتہار ونمین صاف صریح لکھا ہے۔ لہذا وہ احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلے مین مرتدانہ کلام کرتا ہے اور کھلم کھلا کافر ہوا جاتا ہے۔

اب یہان یہ مسئلہ حقہ یاد رکھنا ضرور ہے۔ کہ ہر حدیث صحیح مرفوع جسکو علمار حدیث نے بالتحقیق صحیح ثابت کیا ہے۔ واجب القبول والعمل بالاجماع ہی اُسکا منکر مکذب اپنی رائے سے موضوع وباطل کہنے والا کافر ومرتد ہے۔ اسمین بہانہ قول امام کا یا کشف والہام کا یا عقل نافرجام کا کچہ کام نہین آتا۔ اگر حدیث متواتر ہے تو منکر کا کفر قطعی ہے ورنہ ظنی کا فر ہے۔ پس میری تحقیق مین یہ ملحد کادیانی اشد المرتدین

228

عجیب کا فروسنا فق لاثانی ہے۔ اسلیے اسنے ازالہ کے صفحہ ۲۹۷ مین سب اہل اسلام
کو جو صحابہ رضی سے لگا کر اب تک ہین ملحد صریح اور سخت بے ایمان بنا دیا ہے۔ عیسے
علیہ السلام کے معجزون پر ایمان لانے کی وجہ سے اور اسکی پوچ تاویلین قابلِ التفات
نہین۔ اور نہ لائق اعتبار ہین۔ بلکہ فی الحقیقۃ تاویلین نہین صاف تمسخر منافقانہ
اور استہزار کا فرانہ ہے۔ مثلاً دعوے الہامی اسکا کہ مین عیسے علیہ السّلام کے نزولِ
موعود کا مصداق ہون استعاریکی طور پر سراسر باطل و مردود ہے۔ کیونکہ استعارہ
مجاز کا قسم ہے۔ اور مجاز مین قرینہ مانعہ ارادہ معنے موضوع لہ سے ہونا ضرور ہے
اور یہان کوئی قرینہ مانعہ ارادہ معنے حقیقی سے نہین ہے جو وجود مبارک عیسے
علیہ السلام کا بتمامہ ہے والمجاز مفرد ومرکب اما المفرد فہی الکلمۃ المستعملۃ فی غیر
ما وضعت له في اصطلاح به التخاطب على وجه يصح مع قرينة عدم ارادته
ای ارادۃ الموضوع لہ (مختصر معانی مع متن تلخیص المفتاح)۔ والاستعارۃ
تفارق الکذب بوجہین بالبناء علی التاویل ونصب القرینۃ علی خلاف الظاہر
فی الاستعارۃ لما عرفت انہ لابد للمجاز من قرینۃ مانعۃ عن ارادۃ الموضوع لہ۔
(مختصر معانی مع متن) اور ملحد صاحب نے کوئی قرینہ مانعہ معنے حقیقی سے الفاظ نبویہ
مین قرار نہین دیا۔ اور اپنے الہام ضدِ اسلام پر ایمان لا کر خلاف تفسیر صحیح کا و کفر
حدیث متواتر کا اختیار کیا۔ معاذ اللہ فی تفسیر ابن کثیر[ا] و قولہ سبحانہ وتعالیٰ وانہ

[ا] اسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ اس قول خداوندی کی "وانہ لعلم للساعۃ" تفسیر ابن اسحٰق
سے مذکور ہو چکی ہے۔ کہ اس سے حضرت عیسے ؑ کے معجزات مراد ہین۔ جیسے مردہ کو
زندہ کرنا۔ اور مادر زاد اندھے اور کوڑھیکو اچھا کرنا۔ مگر یہ محل اعتراض ہے۔ اس سے
بعید تر وہ تفسیر ہے جو قتادہ سے منقول ہے کہ اس سے قرآن مراد ہے۔

لعلم للساعۃ تقدم تفسیر ابن اسحٰق ان المراد من ذٰلک ما بعث بہ عیسی
علیہ الصلوۃ والسلام من احیاء الموتی وابراء الاکمہ والابرص وغیر ذٰلک
من الاسقام وفی ھٰذا نظر وابعد منہ ما حکاہ قتادۃ عن الحسن البصری وسعید
بن جبیر ان الضمیر فی وانہ عائد علی القراٰن بل الصحیح انہ عائد علی عیسی
علیہ الصلوۃ والسلام فان السیاق فی ذکرہ ثم المراد بذٰلک نزولہ قبل
یوم القیمۃ کما قال تبارک وتعالی وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ
ای قبل موت عیسی الصلوۃ والسلام ثم یوم القیمۃ یکون علیھم شھیدًا ط۔
ویؤید ھٰذا المعنی القرأۃ الاخری وانہ لعلم للساعۃ ای امارۃ ودلیل علی
وقوع الساعۃ قال مجاھد وانہ لعلم للساعۃ ای اٰیۃ للساعۃ خروج عیسی بن مریم
علیہ السلام قبل یوم القیمۃ وھکذا روی عن ابی ھریرۃ وابن عباس وابی العالیۃ وابی مالک
وعکرمۃ والحسن وقتادۃ والضحاک وغیرھم وقد تواترت الاحادیث
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسی علیہ السلام قبل یوم القیمۃ
اماماً عادلاً وحکماً مقسطاً۔ انتہیٰ۔ جب تک یہ دعوی الہام کا اوس نے

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ گذشتہ ۲۰۱

اسکی صحیح تفسیر یہ ہے۔ کہ اس سے قیامت کے پہلے حضرت عیسے علیہ السلام
کا نزول مراد ہے۔ چنانچہ دوسری آیۃ میں ارشاد ہے۔ کہ جو اہل کتاب ہیں وہ حضرت عیسےٰ
کی موت سے پہلے اُنپر ایمان لائینگے۔ اور وہ حضرت قیامت کے دن اُنپر گواہ ہونگے۔ اس معنی کی
مؤید دوسری قرأت۔ انہ لعلم للساعۃ ہی۔ یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ کا نکلنا قیامت کی
علامت ہی۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضہ وابن عباسؓ اور ابو العالیہؓ ابو مالکؓ عکرمہ حسنؓ قتادہ ضحاکؒ
وغیرہ سے مروی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس باب میں آچکی ہیں
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے امام عادل ہو کر آئیں گے۔

تبیین کیا تھا۔ اور سکا اعتقاد بھی اس مسئلہ مین موافق اہل اسلام کے تھا جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ و صفحہ ۴۹۹ مین مرقوم ہے۔ پس ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کی حقیقت پر ایمان لانے سے الہام ہی اوسکو مانع ہوا۔ جیسا کہ اوس نے خود آپ تصریح کی ہے۔ صفحۂ اول توضیح مرام مین۔ میرے اس رائے کے شائع ہونے کے بعد جسمین بینات الہام سے قائم کیا گیا ہون الخ تو الہام ہی قرینہ مجاز کا اوسکے زعم مین ثابت ہوتا ہے۔ اور کوئی قرینہ عقلی نقلی اہل اسلام کے طور پر نہین ہے۔ پس لازم آئیگا کہ قرینہ مجاز کا تیرہ سنو۱۳۰۰ برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم ہوا اور آپ کی کلام ناتمام کو تمام کیا۔ اور مفید مطلب واقعی کے بنا نا ورنہ پہلی وہ کلام مفید خلاف مطلب کے تھی۔ فصاحت بلاغت کجا بلکہ ضلالت در ضلالت تھی۔ یہ تمسخر مخالفانہ استہزا نہیں تو کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ذالک جزاءھم جھنم بما کفروا [illegible] واتخذوا ایتی ورسلی ھزوا۔ اور یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال فصاحت بلاغت کو داغ لگانے کے لیے کمال شیطنت ہے۔ اور آپکی فصاحتِ بلاغت جسطرح موافق و مخالف کے نزدیک مشہور ہے اسیطرح حدیث صحیح مین بھی ثابت و مذکور ہے۔ بعثت بجوامع الکلم الخ متفق علیہ اور فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم۔ رواہ مسلم کما فی المشکوۃ فی باب فضائل سید المرسلین صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین و فی الحدیث المتفق علیہ۔ ایضا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یسرد الحدیث کسردکم کان یحدث حدیثا لو عدہ عاد لاحصاہ کما فی المشکوۃ فی باب اخلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم و فی صحیح البخاری کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلثا حتی تفھم عنہ کما فی کتاب العلم من المشکوۃ و فی صحیح مسلم فی خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس یہ صاف ظاہر ہے

ف
حسن عبارت کا
خلاصہ تو یہ
آنحضرت کی
فصاحت
و بلاغت اور
کلمات جامعہ
کا بیان
ہے۔

[illegible]

اِن احادیث صحیحہ مذکورہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریر تعلیم وافہام تفہیم مین سب انبیاء علیہم السلام پر فوقیت رکھتے تھے۔ تو پھر آپ کی کلام کے مقابے مین محدثین ملہمین کی عبارات الہامات کی کیا حقیقت رہی۔ چہ جاے کہ الہامات اس مُحدِث فے الدین مرتد بالیقین کے معاذاللہ۔

اور اللہ تعالے نے داؤد علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے۔ واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب۔ قال ابن عباس رض بیان الکلام کما فی المعالم یعنے عطا کی ہمنے داؤد کو دانائی اور کھلی بات کرنی جسکو ہر ایک بلا تکلف سمجھے۔ پس حضرت ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاولی اس کمال مین اعلے درجہ والے ہین لقولہ علیہ السّلام فضلت علی الانبیاء الخ وقولہ علیہ السلام خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہے۔ وفصل الخطاب۔ ای الخطاب الفصل البین الذی یتبینہ کل من یخاطب بہ ولا یلتبس علیہ۔ وھکذا فی المطول کفر اعظم کادیانی علماء مفسرین ومحدثین جو ظاہر علم تفسیر وحدیث کا ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے رہے ہین۔ یہ بے مغز خدمتین ہین۔ اور یہ تمام خداتعالے کے نزدیک استخوان فروشی ہے اس سے بڑھکر نہین (دیکھو فتح اسلام صث) قال اللہ تعالے ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ٭ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ جو کوئی دین کی باتون مین ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہو وہ کافر ہوا۔ نہین تو البتہ منافق ہوا۔ دین کی بات مین ظاہر وباطن باادب رہنا ضرور ہے۔ (تفسیر موضح القران)۔

اللہ اکبر۔ دین کی بے ادبی سے آدمی کافر ومنافق ہوجاتا ہے اگرچہ اعتقاداً نہو۔ معاذاللہ اگر اعتقاداً ہو جیسا کہ اس ملحد نے علم دین کی اہانت کی ہے تو پھر کفر ونفاق اسکے مین کیا شک ہے۔

مخرج بارک اللہ رحمہ اللہ مین لکھا ہے۔ ~~ف~~

جیہڑا[1] عالم یا عالمان کرے اہانت کو ÷ یا کرے اہانت شرع دی او وہی کافر ہو

اور عیسے علیہ السلام کو اس ملحد نے تبقلید نصارے صلیب پر چڑہایا ہے اور

کفر و انکار نص قرآنی کا کیا ہے۔ قال اللہ تعالی وَمَا صَلَبُوهُ۔ اور عیسی علیہ

السلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے۔ یہ بھی کفر صریح ہے۔ قرآن وحدیث کا

صاف انکار ہے۔ اور فرشتون کے عروج ونزول کا انکار بہت نصوص قرآنیہ

اور احادیث صحیحہ صریحہ کا صاف انکار وکفر صریح ہے۔ اور یہ مستلزم ہے۔

اس کفر اعظم کو کہ قرآن شریف اللہ کی کلام نہین بلکہ ان ھٰذا الا قول البشر ہے

کیونکہ فی الخارج نہ کوئی جبریل آیا۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس نے کچھ پڑھایا

خدا نے جبریل [illegible]

پس قرآن بشری کلام ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے خیالمین خدا تعالے نے

پیدا کی فی الخارج خود نہین فرمائی۔ نہ جبریل کو پڑہائی۔ اور سلف صالح کا یہ مشہور

مسئلہ تھا کہ من قال ان القرآن مخلوق فھو کافر۔

اور خروج یاجوج ماجوج کا انکار بھی کفر صریح ہے۔ اور خروج دجال سے مسیح

کذاب کا انکار اور دعوے رسول مرسل نبی اللہ ہونے کا۔ اور احمد مبشر بالقرآن

ہونے کا بھی کفر صریح ہین۔ اور عیسے علیہ السلام کو ابن اللہ ماننا۔ اس ملحد کی

نصرانیت ہے۔ اور اپنی ذات کو ابن اللہ کا لقب دینا اسکی یہودیت[2] ہے۔

---

[1] یہ پنجابی زبان کا شعر ہے۔ اسکا ترجمہ اردو مین یہ ہے۔ کہ جو شخص علم یا علماء دین یا شرع کی اہانت کرے وہ کافر ہوجاتا ہے۔

[2] یہود کا یہ قول تھا نحن ابناء اللہ واحباءہ یعنی ہم خدا کے بیٹے اور دوست ہین۔

اور جو موحدین ان کفریات صریحہ کو برحق مانتے ہین وہ بہی کافر مرتد ہین۔
اور جو خود برحق نہین جانتے۔ مگر مرزا سے محبت دل وجان سے کرتے ہین۔
اور اوسپر بزرگی کا اعتقاد رکھتے ہین۔ ہرگز اسکے کفریات صریحہ مذکورہ پہ غیرت ایمانی
کو راہ دلمین نہین دیتے۔ اونمین بہی رائی کے دانے برابر ایمان نہین۔

عن[۵۲] ابن مسعود رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي بعثه الله
في امته قبلي الا كان له في امته حواريون واصحاب يأخذون بسنته ويقتدون
بامره ثم انها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا

---

۵۱ - یہ لاہور اور امرتسر کے بعض رفعیدین کرنیوالے وآمین بالجہر کہنے والون کیطرف اشارہ ہے
جو ان باتون کو [illegible] کادیانی [illegible] بزرگ وملہم جانتے ہین
انکو اگر کوئی کادیانی کے ایسے عقائد سناتا ہے تو کہتے ہین ہم اسکے رسائل کو نہین دیکہتے آسکے
جواب مین اگر یہ کہا جاتا ہی کہ یہ عقائد واقوال اسکی کتابون مین موجود اور شہرہ افاق ہین۔ اور علماء
انپر فتوی لگاتے ہین تو پہر تم کیون ان کتابون کو نہین دیکہتے اور فتوی علماء کی تصدیق کرکے
کادیانی کے بزرگ وملہم ہونیکا اعتقاد کیون نہین چہوڑتے۔ تو اسکا وہ کوئی جواب نہین دیتے
ان لوگون کے سرگروہ ایک قرآن کے حافظ مگر اور علوم دین سے جاہل ہین۔ آپ رفعیدین وامین
بالجہر کرتے ہین۔ اور الہامی ہونے کے بہی مدعی ہین۔ اور اس ذریعہ سے وہ ان لوگونکے مقتدا بنے ہوئے
ہین۔ اور ان کو گمراہ کر رہے ہین۔

۵۲ - حضرت ابن مسعود رض سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جو نبی گذرا ہے اسکے حواری
اور صحاب گذر چکے ہین۔ جو اسکی سنت وطریق کو لیتے۔ اور اسکے حکم کی پیروی کرتے پہر انکے بعد ایسے
ناخلف پیدا ہوئے۔ جو وہ بات کہتے جو خود نکرتے اور وہ کام کرتے جسکے مامور نہوتے۔ جو انسے
ہاتہ کے ساتہ مقابلہ کرے وہ مومن ہے جو زبان کے ساتہ مقابلہ کرے وہ مومن ہے۔ جو دل سے....
انکا مخالف ہو وہ مومن ہی۔ اسکے بعد (یعنے اگر دلمین بہی انکی مخالفت نہو) تو ان رائی کی برابر ایمان نہین ہے۔

یؤمرون فمن جاهدهم بیده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن ولیس وراء ذالك من الایمان حبة خردل رواه مسلم۔ اور جو اس ملحد کو اپنے مکانون مین جگہ دیتے ہین۔ اور اسکی مدد مین سرگرم رہتے ہین وہ اس حدیث شریف کا مصداق ہین لعن الله من اوی محدثا۔ رواہ مسلم۔ یعنے خدا کی لعنت ہے اسپر جو بدعتی ملحد محدث فے الدین کو جگہ دیتا ہے۔ ردنیچری[ف] مین لکھا ہے۔

ہک کفر عقیدہ جو حق جانے ہو مرتد یقینون + اسوچہ شک نہ شبہ کوئی ہے صاف ایمانوں دینون۔
جویں انکار فرشتیان یا انکار جنان شیطانان + یا تھوڑی بیاج حلال پچھانے یا منکر اسانان
یا معجزان دا منکر ہووے [illegible] + یا کہے قرآن کلام محمد [illegible]
یا حضرت عیسے تائین ہے یوسف دا جایا + وچہ قرآن جو قصہ مریم جو کہا سفنا آیا
یا آکھے عیسے سولی چڑہیا منّے قول نصارا + ہک آیت دا منکر کافر جو نکر سبہ دا یارا۔

(انتہی)

ف۔ ردنیچری مولانا محمد بن بارک اللہ کی تصنیف ایک پنجابی نظم کا رسالہ ہے۔ اسکے اشعار منقولہ بالا کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو شخص ایک عقیدہ کفر کو حق جانے وہ مرتد ہے۔ جیسے وجود ملائکہ۔ یا جنون سے انکار کرنا۔ تھوڑی سود کو حلال جاننا۔ یا معجزات کا انکار کرنا۔ یا قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام قرار دینا۔ یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا یا حضرت مریم کے قصہ رویت جبریل و بشارت فرزند کو ایک خواب قرار دینا۔ یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہنا۔ کہ وہ صلیب پر چڑہائے گئے تھے وغیرہ۔

اور تاویلین ملحدانہ اس ملحد کی استہزاء و تمسخر ہے۔ خدا رسول ۲ کو۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کو سمجھانا نہین آتا۔ اور میرے الہام بینات ہین۔ اگر اسکے الہامون کی ایسی تاویلین کی جاوین تو مرزا اور مرزائی ضرور تمسخر سمجھین گے۔

مثلاً الہام انا جعلناک المسیح بن مریم مین معنےٰ[له] مسیح کے کذاب ہین۔ اور یہی معنے بالتحقیق مراد ہین اور ابن مریم لطیف استعارہ ہے۔ کہ اس ملحد کی والدہ مومنہ تھی اور یہ ملحد مسلمانون کی نسل سے قطع ہو گیا۔ اور الطف استعارہ یہ ہے کہ مسیح سے مراد وزن فعیل کا ہے جو ممیر ہے کما یشہد بہ الہام المجذوب[۵۲] الجمونی حدثنی بہ عبدالغفور قال حدثنی بہ عبدالواحد قال عبدالغفور حدثنی بہ المجذوب بنفسہ

مفتی

له - قاموس مین مسیح کے معنے کذاب بھی لکھے ہین۔ مفتی

۵۲ - یعنے جیسا کہ جمون کے مجذوب کا الہام شہادت دیتا ہے۔ جو مجھسے عبدالغفور بن محمد بن عبداللہ غزنوی نے بیان کیا۔ اسکو عبدالواحد داماد حکیم نورالدین نے بتایا۔ انہون نے خود اس مجذوب سے سنا۔ یہ مجذوب وہ شخص ہے۔ جسکا ذکر کادیانی آسمانی فیصلہ نسخہ صفحہ (۱۶) سطر ۱۴ مین کیا ہے۔ اس مجذوب کو حکیم نورالدین جمون سے کادیان مین جلسہ قرأت فیصلہ آسمانی پر لیگیا۔ وہان پر مجذوب صاحب نے خواب دیکھا یا انکو کشف ہوا۔ کہ کادیانی کی ڈھوہڑی مین ایک سفید گھوڑی ہے پھر وہ گدہی بن گئی جسپر کسی نے کہا کہ نورالدین گدہی کی خدمت کر رہا ہے مجذوب صاحب بعارضہ برص یا جذام بیمار ہین۔ کادیان مین انکو حکیم نورالدین اس امید پر لیگیا تہا۔ کہ وہان انکو شفا ہوگی۔ وہ وہان سے واپس آئے۔ تو انکی بیماری اور بڑہ گئی۔ آگے وہ چلتے پھرتے تھے۔ اب اس سے معذور ہو گئے ہین۔ یہ بات خاکسار نے مولوی غلام حسن صاحب امام اہلحدیث سیالکوٹ سے سنی ہے۔ - اڈیٹر

الہور مین ... گیا ساتوین تاریخ ماہ رجب ال مین بعد نماز فرض عشاء کے کہ
... کے حق مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا ہے الہام ہوا۔
اولئک ھم الکفرون حقاً۔ ھکذا تطبیق الہامہ بالقرآن والحدیث وھکذا
تطبیقہ بالہامی اللّٰھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل فاطر السمٰوات والارض
عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی
لما اختلف فیہ من الحق باذنک انت تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔
ان ملحدون کے حق مین مجھکو یہہ بہت الہام ہوا ہے۔ ان یقولون الا کذبا۔

حررہ العبد الضعیف عبد الرحمٰن المدعو بمحی الدین منمقام لکھوکی جواب سوال المولوی محمد حسین
عافاہ اللہ عن الآفات والبلاء

الجواب صحیح یہ جواب صحیح ہے۔

الملتجی الی اللہ محمد بن محمد بارک اللہ فی محمد ساکن لکھوکے ضلع فیروزپور پنجاب
مصنف تفسیر محمدی انواع محمدی وغیرہ

۵۱ ۔ یہہ لوگ پکے کافر ہین۔
۵۲ ۔ اس کے الہام کی قرآن وحدیث سے یون ہی موافقت ہو سکتی ہے۔
جو بیان ہوئی ہے۔ کہ مسیح سے مرزا کا کاذب ہونا اور کادیانی کا گدہی کے
صورت مین دکہائی دینا۔
۵۳ ۔ اسیطور اسکا الہام ہمارے اس الہام سے کہ وہ پکے کافر ہین مطابق ہو سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرزا کادیانی کو یہ عاجز پہلے اچھا سمجھتا تھا۔ جب وہ تائید اسلام مین مصروف تھا۔ جب سے اوس نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اور نبوت کا مدعی ہوا ہے۔ تب سے مین اوسکو ملحد و دجال وکذاب سمجھتا ہون۔

حررہ خادم القوم محمد حسن بن مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ مرحوم ساکن لکھوکے ضلع فیروز پور پنجاب

دستخط [illegible]

يجب على كافة المسلمين طرًّا وعلى عامة المؤمنين جمعًا ان يحكموا عليه بالكفر والالحاد ويجتنبوا عنه بالغيظ والعناد اذ لا شك في كفره وكفر اتباعه واشياعه لانه دجال كذاب مرتاب في الامر اليقيني ساع في الارض بالفساد مؤول للنصوص القرآنية على ما هو متمناه والمحكمات الفرقانية على ما هو مبتغاه لافتراء الزور والارتداد يذهب تارة الى المذهب السوفسطائية واخرى الى هواجسات الشيطانية فقد انكر القواطع القطعية

تمام مسلمانون پر واجب ہے کہ کادیانی پر کفر والحاد کا حکم لگادین۔ اوراس سے کنارہ کش ہون۔ اسکے اور اسکے پیروان کے کفر مین کوئی شک نہین۔ یہ دجال وکذاب ہے۔ یقینی امر مین شک ڈالنیوالا۔ زمین مین فساد پھیلانے والا۔ آیات قرآن کو اپنی خواہش کے موافق اصل معنے سے پھیرنے والا۔

یہ کبھی سوفسطائی مذہب اختیار کرتا ہے۔ کبھی شیطانی خطرات پر

والشریعة الحقة الحقیقة کل ذالک باغواء الشیطان کتب علیه انه من تولاه فانه یضله ویهدیه الی عذاب السعیر اعوذ بالله من شره ومن شر اجباره وانصاره ونتوکل علیه انه هو السمیع البصیر

پر چلتا ہے۔ احکام واخبار قطعیہ کا منکر ہے۔ شیطان کے بہکانے مین آیا ہوا ہے۔ جسپر یہ حکم ہو چکا ہے۔ کہ جو شخص اسکو دوست بناویگا اسکو وہ گمراہ کریگا اور جہنم کی راہ چلائیگا۔ اسکے اور اسکے حواریون کے شر سے خدا کی پناہ ہے۔

العبد خادم الفقہاء والمحدثین سید اکبر شاہ حنفی قادری پشاوری

نحن نتبع ما نقح الفحول من العلماء والسالکین بطریق الشریعة والانصاف [illegible] بکفره وضلاله [illegible]

ہم کادیانی کے باب مین اس حکم کے پیرو ہین۔ جو علماء نے تحقیق کر کے [illegible] لگایا ہے [illegible] اسکو کافر و گمراہ کنندہ جانتے ہین۔

حررہ قاضی احمد پشاوری

یہ شخص ان آیات کا مصداق ہے جنمین ارشاد ہے۔ تو نے اسکو بہی دیکہا

افرأیت من اتخذ الهه هواه واضله الله علی علم وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصره غشاوة فمن یهدیه من بعد الله افلا تذکرون اه اولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدی والعذاب بالمغفرة فما اصبرهم علی النار ذلک بان الله نزل الکتاب بالحق وان الذین اختلفوا فی الکتاب لفی شقاق بعید

جسنے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ اور خدا تعالے نے اسکو علم کے ساتہہ گمراہ رکہا ہے۔ اور اسکی کان اور دلپر مہر لگادی ہے اور آنکہہ پر پردہ ہے۔ اب اسکو خدا کے سوا کون ہدایت کرے۔ کیا تم پند پذیر نہین ہوتے۔ یہ وہ لوگ ہین

جنہون نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خریدا۔ اور بخشش کے بدلے عذاب کو۔ یہ کیسے آگ پر صابر ہین؟ یہ اسلیے ہوا کہ خدا تعالی نے کتاب حق کے ساتھہ اتاری۔ اور جن لوگون نے اسمین اختلاف ڈالا۔ وہ اسکے خلاف مین دور جا پڑے۔

العبد الفقیر نور محمد بن قاسم خان مدرس مسجد علی پشاوری

الحمد لله اولا و اخرا والصلوة علی نبیه محمد ظاهرا وباطنا وعلی اله واصحابه طرا وجمعا اما بعد فيا ايها الاخوان المؤمنون [illegible] الايمان ان نزول عيسى بن مريم عليه السلام من السماء بعد ظهور المهدي الموعود حق وما قتل عيسى من ايدى الكفار وما صلب بل رفعه الله الى السماء ونزوله علامة للساعة وقتل الدجال الاعور من يده وهذه الامور كلها ثابتة بالايات الناطقة والاحاديث القاطعة فكيف من ادعى بانى انا المسيح عيسى حاشا وكلا ليس هو كما يدعي بل هو من احد الدجالين الكذابين وادعاءه باطل محض مشتمل على انكاره من النصوص القطعية والبراهين اليقينية ولقد زين الشيطان له عداوة الانبياء فمن كان عدوا لله وملئكته ورسله وجبريل وميكال فان الله عدو للكافرين وصار مصداق هذه الاية فمن اظلم ممن كذب على الله وكذب بالصدق اذ جاءه اليس في جهنم مثوى للكافرين

بہائی موسنو حضرت عیسے علیہ السلام کا آسمان سے ظہور مہدی علیہ السلام کے بعد [illegible] ہے اور حضرت عیسے علیہ الصلوۃ والسلام صلیب پر نہین چڑہائے گئے۔ اور نہ مارے گئے۔ بلکہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہین۔ انکا قیامت سے پہلے اترنا قیامت کی علامت ہے۔ وہ دجال کو قتل کرین گے۔ یہ سب امور بحکم آیات ناطقہ اور احادیث قاطعہ ہونے والے ہین۔ پہر جو شخص اب دعوی کرتا ہے۔ کہ مین مسیح ہون۔ وہ مسیح نہین ہے۔ بلکہ دجال

فمن كان هكذا فهو ضال مضل يضل الناس عن سواء الطريق فاجتنبوا منه ومن اصحابه وانصاره لعلكم تفلحون من شره۔

ہے اور اسکا دعوی بحکم آیات واحادیث باطل ہے۔ شیطان نے اسکو نبیون کی دشمنی اچھی کر دکھائی ہے۔ اور جو نبیونکا دشمن ہو۔ خدا اسکا دشمن ہے۔ وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ جسمین یہ بیان ہے۔ کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے۔ جو اللہ پر افترا کرے۔ اور حق کو (جب اسکے پاس آچکا ہو) جھٹلائے۔ کیا کافرون کا ٹھکانا جہنم نہین ہے؟

حررہ الفقیر الحقیر حافظ عبد الحکیم قادری پٹنوی

ما اجاب العلماء الكرام فهو احق بالصواب والجواب [illegible]

جو جواب علماء نے دیا ہے۔ [illegible]

الراقم فقیر سید محمد واعظ مسجد گنج الصدیق خلف رئیس العلماء حافظ محمد عظیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه اجمعين **اما بعد** فلا يخفى على كافة المسلمين المؤمنين بجميع ما جاء به الرسول الامين من الشرع المبين ان نزول عيسى بن مريم الصديقة المعدود في اشراط الساعة حق ثابت بالكتاب والسنة الصحيحة الصريحة قال عز من قائل وانه لعلم للساعة اخرج الحاكم عن ابن عباس هو خروج عيسى كما في الاكليل في استنباط التنزيل وقرئ عن ابن عباس لعلم بفتحتين بمعنى العلامة

حمد وصلوٰت کے بعد۔ مومنو کو معلوم ہو۔ کہ علامات قیامت مین۔ جو حضرت عیسے علیہ السلام کا نزول شمار کیا گیا ہے۔ وہ حق ہے۔ کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ وہ علم قیامت ہے۔ ابن عباس رض نے فرمایا ہے

واخرج البخاری ومسلم وابوداود والترمذی عن
ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً مقسطاً فیکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال
حتی لا یقبله احد ثم یقول ابوهریرة رض اقرؤا ان شئتم
وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته وما
مامن احد من اهل الکتاب ادرك ذلك الوقت الا آمن
بعیسیٰ عند نزوله من السماء وصحح هذا القول الطبری
کذا فی تفسیر الخازن وقال عطاء عن ابن عباس اذا
نزل عیسیٰ الی الارض لا یبقی یهودی ولا نصرانی الا آمن
وشهد انه روح الله وکلمته وعبده ونبیه کذا فی التفسیر
الوسیط للامام الواحدی واخرج الامام احمد فی مسنده
عن عائشة رض قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
یخرج الدجال فینزل عیسی بن مریم فیقتله ثم یمکث
عیسیٰ فی الارض اربعین سنة اماماً عادلاً مقسطاً
وفی حدیث مسلم عن النواس بن سمعان رض ذکر رسول
الله صلی الله علیه وسلم الدجال ذات غداة الی ان قال
ثم یأتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف
عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شئ من اموالهم
ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزك فتتبعه کنوزها
کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلاً فیضربه بالسیف

اس سے حضرت عیسے علیہ
السلام کا تشریف لانا مراد ہے۔
ایسا ہی تفسیر اکلیل مین ہے
ایک قرأت مین علم کی جگہ عَلَم
بفتح ہے۔ جسکے معنے علامت
ہے۔ بخاری وغیرہ نے
ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے
کہ عنقریب حضرت عیسے علیہ
السلام حاکم عادل ہوکر آئین گے
خنزیر کو قتل کرین گے۔ جزیہ
موقوف کرین گے۔ مال کی
ایسی کثرت ہوگی۔ کہ کوئی اسکو
قبول نکرے گا۔ پھر حضرت
ابوہریرہ رض نے کہا۔ کہ چاہو۔ تو
(اسکی تصدیق مین) یہ آیت پڑہو۔

وان من اھل الکتاب الآیة۔
جس سے یہ مراد ہے۔ کہ جو اہل کتاب
حضرت عیسی علیہ السلام کا و
وقت پائیگا۔ وہ انپر ایمان لے
آئیگا۔ اسی قول کو تفسیر آیت
مین طبری نے صحیح کہا ہے

فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه ويضحك فبينما هو كذلك اذ بعث المسيح بن مريم عليه السلام فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق واضعاً كفيه على اجنحة ملكين فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله الحديث والحاصل ان نزول عيسى بن مريم الموعود في زمن الاستقبال انما يكون بعد خروج الدجال والاحاديث فيه كثيرة يطول ذكرها بالاستيفاء وهو الآن حي في السماء وهذا قول اهل الحق المعول عليه لقوله تعالى وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه اى الى السماء وقال الحسن البصري كما في تفسير الامام الواحدي وينزل عند قرب الساعة كهلاً وعليه قوله تعالى ويكلم الناس في المهد وكهلاً قال ابن عباس ارسل الله عيسى عليه السلام وهو ابن ثلاثين سنة فمكث في رسالته ثلاثين شهراً ثم رفعه الله اليه كذا في تفسير الخازن قالوا وما وصل الى سن الكهولة ففيه اشارة الى نزوله من السماء كذا في تفسير جامع البيان فاخبر الله تعالى برفعه اليه حيّاً بعد ما وعده وقال يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي والمراد ههنا توفي النوم وعليه الاكثرون كما في جامع البيان ومثله قوله تعالى وهو الذي يتوفيكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار الآية

چنانچہ تفسیر خازن میں ہے حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ جب عیسے السلام زمین پر اتریں گے۔ تب کوئی یہودی و نصرانی ایسا نہو گا۔ جو یہ شہادت نہ دیگا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ایسا ہی تفسیر وسیط میں ہے۔ امام احمد نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دجال نکلیگا پھر عیسے علیہ السلام نازل ہونگے اور اسکو قتل کریں گے۔ پھر وہ زمین میں چالیس برس رہیں گے۔ امام عادل اور حاکم منصف ہوکر۔ اور صحیح مسلم میں نواس بن سمعان سے حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجال کا ذکر

فالتوفي اعم من الاماتة ويدل عليه قوله
تعالى الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت
في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الاخرى
الى اجل مسمى ان في ذلك لآيات لقوم يتفكرون ط
فمن تفكر في قوله تعالى حكاية عن قول عيسى عليه السلام
يوم القيمة فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم الآية
علم انه لم يرد به الاماتة بشهادة الآيات السابقة
والاحاديث الصريحة المذكورة وبالجملة ان الله تعالى
لم يذكر فيما من الآيات التي في عيسى بن مريم ولم يكن
في القرآن انه اماته قبل التوفي والرفع او بعده في السماء
بل النصوص ناطقة بانه حي ينزل عند قرب الساعة
فمن انكر نزول عيسى بن مريم الصديقة مدعيا انه مات
في الحقيقة ثم جعل هذا الانكار تمهيدا لاثبات دعوى
المسيحية الجديدة وادعاء المماثلة العيسوية في وصف
النبوة واختار مسلك الملاحدة والباطنية وصرف النصوص
الواردة في نزول عيسى بن مريم نبي بني اسرائيل بضرب
من التمحل الباطل وفاسد التاويل الى معانٍ توافق بغية
هواه وهذيانٍ يطابق هفوة مدعاه وحرف الكلم عن مواضعه
ووضع الكلام الحق في غير موقعه فادعى النبوة
الشرعية وانكر الاحكام المحكمة القطعية فهو كافر
ملحد كذاب لا يخفى الحاده وكفره وكذبه على اولي العلم

گیا تو فرمایا۔ کہ وہ ایک قوم کو اپنی
طرف بلائیگا وہ اسکی بات کو
رد کرین گے۔ تو تہیدست
ہو جائین گے۔ پھر وہ کھنڈرون
پر گذر کرے گا۔ انکو کہیگا۔ کہ اپنے
خزانہ نکال دو۔ تو وہ اپنے
خزانے نکالدین گے۔ جیسے
شہد کی مکھیان نکلتی ہین۔
پھر وہ ایک آدمی کو بلا کر دو
ٹکڑے کر دیگا۔ پھر اسکو بلائیگا
تو وہ چمکتے چہرہ اور ہنستے منہ
سے آئیگا۔ ایسی حالت مین حضرت
مسیح علیہ السلام کو خدا بھیجیگا۔
وہ دمشق کے مشرق مین سفید
منارہ کے پاس فرشتون کے
پرون پر ہاتھ رکھے ہوئے اترین گے
اور دجال کو دروازہ لد پاس پاکر
قتل کرین گے۔ الحاصل حضرت
عیسے علیہ السلام کا دجال کے
بعد نزول فرمانا زمانہ آیندہ مین ہوگا
اور اسوقت تو وہ زندہ آسمان میں

فی فصل الباب حال سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین بنص القرآن المبین وقال القاضی عیاض فی کتاب
الشفاء فی حقوق المصطفی من ادعی نبوۃ احد بعد
نبینا علیہ الصلوۃ والسلام او ادعی النبوۃ لنفسہ
او جوز اکتسابہا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ
وغلاۃ المتصوفۃ وکذلک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ
وان لم یدع النبوۃ الی ان قال فہولاء کلہم کفار مکذبون
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالی انہ خاتم النبیین
واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاہرہ وان
مفہومہ ھو المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
فی کفر ہولاء الطوائف کلہا قطعا اجماعا وسمعا
وکذلک وقع الاجماع علی تکفیر من دافع نص الکتاب
او خص حدیثا مجمعا علی نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علی حملہ
علی ظاہرہ انتہی کلامہ ملخصا وقال الامام الصابونی فی
الکفایۃ التی صنفہا فی عقائد اہل السنۃ والجماعۃ
ما لفظہ العدول عن ظواہر النصوص من غیر ضرورۃ
الحاد محض انتہی قال اللہ تعالی ان الذین یلحدون فی
آیتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی
آمنا یوم القیمۃ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر
واللہ سبحانہ وتعالی وعد بحفظ کتابہ المبین عن تحریف

موجود ہین۔ اور یہی اہل حق کا قول
جسپر اعتماد ہے۔ اسپر یہ **قول**
خداوندی کہ "یہودیون نے یقیناً
اسکو قتل نہین کیا۔ بلکہ خدا تعالے
نے اسکو اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ **دلیل ہے**
اپنی طرف اٹھانے سے آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔
چنانچہ حسن بصری نے کہا ہے۔ ایسا ہی
واحدی کی تفسیر مین ہے۔ اور
اسپر یہ **قول** خداوندی کہ "حضرت
عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ مین اور سنہ
کہولت مین (یکسان) کلام کرینگے"
بھی دلیل ہے ابن عباس رض نے
فرمایا ہے۔ کہ جب وہ رسول ہوئے۔
تو تیس برس کے تھے۔ پھر بعد رسالت
وہ تیس مہینے ٹھہرے۔ پھر خدا تعالیٰ
نے انکو اٹھا لیا۔ ایسا ہی **تفسیر خازن**
مین ہے علما نے کہا ہے۔ کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سنہ کہولت کو نہ پہنچے
تھے۔ کہ اٹھائے گئے۔ لہذا اس آیت
مین یہ ارشاد ہے کہ وہ آسمان سے
اترینگے (تاکہ سنہ کہولت مین

الملاحدة المضلين فقال انا نحن نزلنا الذكر وانا له
لحافظون فاقام العلماء الصالحين على ابطال تاويل
الملحدين فدونوا علم الكتاب والسنة الذى هو اساس
للاحكام الشرعية الاصلية والفرعية فى الكتب المبسوطة
المضبوطة المشهورة التى تداولها اهل السنة والجماعة
فى الاعصار الماضية الى الآن وعنه عليه السلام لا
يزال يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه
تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين
والملحد الذى ذكرنا سابقا ليس نظير عيسى بن مريم
الصديقة بل مثيل الاسود العنسى ومسيلمة اليمامى فى
دعوى النبوة داخل فى سلسلة الكذابين الذين اخبر عن
خروجهم النبى الصادق الامين فقال صلى الله عليه وسلم
لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريبا
من ثلثين كلهم يزعم انه رسول الله اخرجه مسلم وغيره
فثبت بهذا التفصيل وواضح الدليل ان الملحد المسطور على
الوصف المذكور دجال كذاب استحوذ عليه الشيطان
فحمله على ذلك الهذيان والطغيان وهو المفسد الساعى
فى افساد عقائد المومنين وايقاع التشويش فى صدور
عوام المسلمين وعندى ان ترك المباحثة مع الملحد
المسطور اولى ولا مانة قوله الزائغ اخرى بل الواجب
لتنفير العوام تشهير فساد عقائده بين الانام والله

انکا کلام کرنا پایا جاوے)۔
ایساہی تفسیر **جامع البیان**
مین ہے۔ خدا تعالے نے اُن کو
زندہ اُٹھانے کیطرف یعنے اُس وعدہ
کے بعد خبر دی ہے۔ جو انکو دیا گیا
تھا۔ کہ اے عیسے مین تجھے قبض کرنے
والا۔ اور اٹھانیوالا ہون۔ اس آیت
مین لفظ توفّی سے نیند مراد ہے
چنانچہ اکثر علماء کا قول ہے۔ ایساہی
جامع البیان مین ہے اسکی
نظیر وہ قول خداوندی ہے۔
جسمین ارشاد ہے۔ کہ خدا تمکو رات
کیوقت توفّی کرتا ہے توفّی
موت کے سوا اور صورتون سے
بھی ہوسکتی ہے۔ اسپر وہ آیت
شاہد ہے جسمین ارشاد ہے کہ
اللہ تعالے جانونکو موت کیوقت
قبض کرتا ہے۔ اور جو نہین مرتے
انکو نیند مین۔
مخصص اس قول خداوندی مین
جسمین حضرت عیسے علیہ السلام کو

حتی قال بالجهر ولن یصلح العطار ما افسده الدهر حفظ الله المؤمنین عن شره و ضره و عن کرہ بعد فرہ ثم العجب العجاب من بعض اولی الالباب وجمع من اهل العلم فی الباب کیف اغتروا باقوال المحتال البطال وتنزلوا الی مدارک الجهال فامنوا باباطیل ذلک الضال زاعمین انه صادق وموحد ذو حلم لا بل هو مارق وملحد فی سلم اتخذ الهه هواه واضله الله علی علم واعجب من هذا انهم یزعمون انهم کالحواری المسیح عیسی بن مریم الصدیقة کلا بل هم انصار المسیح الدجال الاعور فی الحقیقة فاوردوا کثیرا من العوام کالانعام فی ورطة الضلالة وافسدوا علیهم عقائدهم القدیمة الحقة فما ربحوا فی هذه البضاعة والتجارة الا الهلکة والخسارة ایة خسارة خسارة الدنیا والاخرة فان لم ینتهوا عن تلک الاقاویل التی یلقی علیهم العزازیل فعسی الله ان یسلط علیهم النقاد فیفهمهم ویرمیهم بالکساد ویشیع اخبار فضیحتهم فی جمیع البلاد فتتفق علی تضلیلهم وتسفیههم السنة جمیع اهل الرشاد۔

اٹھانے کا وعدہ دیا گیا ہے تامل کریگا۔ وہ جان لیگا۔ کہ اس سے موت دنیا مراد نہین چنانچہ آیات وحدیث اسپر شاہد ہین۔ بالجملہ ان آیات مین حضرت عیسے کے توفی بمعنے قبض کا ذکر ہے۔ نہ یہ کہ خدا نے انکو مار دیا ہے۔ اور نصوص صحیحہ ناطق ہین کہ وہ زندہ ہین۔ پھر جو شخص انکو مردہ سمجھتا ہے اور انکے نزول کا منکر ہے۔ اور اس سے وہ اپنے مسیح ہونے کی پٹری جماتا ہے۔ اور تاویل وتحریف آیات واحادیث متعلقہ نزول مسیح مین مسلک ملاحدہ باطنیہ کا اختیار کرتا ہے۔ اور اپنی نبوت کا مدعی ہو بیٹھتا ہے۔ وہ کافر وملحد وکذاب ہے۔ اسکے الحاد وکفر وکذب مین کوئی شک نہین۔ قاضی عیاض نے شفا مین کہا ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی ہو۔ اور اپنی کمائی اور صفائی قلب کے ذریعہ سے حصول نبوت کو جائز سکھے۔ یا نزول وحی کا مدعی ہو۔ گو مدعی نبوت نہو۔ وہ کافر ہے۔ آنحضرت سے کو جھٹلا سمجھنے والا

ولا یبقی لکید ھم تاثیر ولا لمکرھم
مجال وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم
لتزول منہ الجبال وعما قلیل لیصبحن
نادمین ولتعلمن نباءہ بعد حین

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔ کہ مین خاتم النبیین ہون۔ میرے بعد کوئی نبی نہین۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہین۔ اور اسپر امت کا اتفاق ہے۔ کہ ان آیات واحادیث کے ظاہری معنے مراد ہین۔ نہ کوئی تاویلی معنے۔ ایسے لوگون کے کفر پر اجماع ہے۔ ایساہی اُن لوگون کے کفر پر جو نص کتاب اللہ کو دفع کرین۔ یا کسی ایسی حدیث مین۔ جو اتفاقی صحیح اور ظاہری معنے پر یقینًا محمول ہو۔ کوئی تخصیص نکالین۔

امام صاحب [illegible] کی کتاب مین ہے [illegible] ظاہر معنے [illegible] سے بلا ضرورت عدول کرنا۔ الحاد ہے۔" اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ہمپر وہ لوگ مخفی نہین جو ہماری آیات مین الحاد کرتے ہین۔ کیا جو شخص آگ مین ڈالاجاوے وہ بہتر ہے یا جو باامن قیامت کے دن حاضر ہو۔ خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب کی محافظت کا خود وعدہ کرلیا ہے۔ لہذا اُس نے ایسے علماء کو پیدا کردیا ہے۔ جو ان ملحدون کی تحریف سے دین کو بچاتے چلے آئے ہین۔

یہ ملحد کادیانی حضرت مسیح کا مثیل ونظیر نہین۔ بلکہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کا۔ (جنکا ذکر فتوے کے صفحہ (۱۵۵) مین ہے) نظیر ہے۔ اور اُن کذابین کے سلسلہ مین داخل جنکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی ہے۔ چنانچہ مسلم وغیرہ کی حدیث (مذکورہ صفحہ ۱۵۴ فتوے مین ہے)۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا۔ کہ ملحد مذکور دجال ہے شیطان اسپر مسلط ہے جو اُس سے یہ بکواس کرارہا ہے۔ وہ مفسد ہے مسلمانونمین فساد پھیلا رہا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسے ملحد سے مباحثہ ترک کرکے عام مسلمانون کو اسکے عقائد باطلہ

کے فساد سے مطلع کر کے متنفر کرنا چاہیئے - بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض اہل علم اس ملحد بطال کے اقوال سے دھوکہ کھا بیٹھے ہین - اور خود جاہل بن گئے - اور اس گمراہ کے باطل خیالات کو حق اور اسکو اہل علم سمجھنے لگ گئے ہین - اور خود اسکے حواری بن بیٹھے ہین - وہ مسیح دجال کے مددگار ہین - وہ اس سے باز نہ آوینگے تو خدا انپر بھی ایسے لوگون کو مسلط کرے گا جو انکے کھوٹ و فساد کو ظاہر و مشتہر کرین گے - پھر وہ سخت نادم ہونگے -

حررہ الفقیر محمد یعقوب الحنفی البشاوری خادم الفقہ والحدیث والتفسیر

ما قال اعلمنا ومدققنا مقرون بالصواب لاشک [illegible] علم للساعة فلا تمترن بها یدل علیہ سیاق النظم وسباقہ ومعتقدی ان نزول عیسی حق ثابت بالادلة القاطعة من الآیات والاحادیث واجماع الامة فمن انکر فانکارہ من الادلة المذکورة فھو معرض عن طریق الرشاد ومروج لسبیل الالحاد

جو ہم سے بڑھکر عالم اور مدقق نے [illegible] شک نہین کہ عیسے علیہ السلام نازل ہونگے - آیہ لعلم للساعة کا بیان اور سیاق اسپر دلیل ہے - میرا بھی اعتقاد ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کا نزول یقینی دلائل آیات و احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے - پس جو اسکا منکر ہے وہ رُشد کے طریق سے منھ پھیرتا ہے - اور الحاد کے طریق کو رواج دے رہا ہے -

کتبہ الفقیر خلق مسعود مفتی بن مفتی الحمد کُنت احمد

اللھم انی اعوذ بک من فتنة المسیح الدجال - بہت افسوس بحال مرزا صاحب کادیانی آتا ہے - اغلب یقین ہے - کہ ابلیس لعین نے اونکو بہکایا ہے - یہ عقائد و کلمات

اون کے جو انہوں نے توضیح مرام وازالہ اوہام میں تحریر کیے ہیں کفر ہیں۔ اور قائل اوسکا کافر ہے۔ جو جناب مولانا و یا ابوفضل رومی مولوی سید نذیر حسین صاحب ومولانا جناب ابوسعید صاحب نے فتوے دیا ہے وہ حق ہے واللہ الموفق بالصواب

العبد قاضی عبدالقادر پشاوری ولا

جو فتوے کہ علماء ہندوستان وپنجاب نے درحق غلام احمد کادیانی دیا ہے۔ وہ صحیح ہے اور معتقد معتقدات توضیح المرام کافر ہے۔

العبد ملا محمد بشیر صوات

ملا محمد [illegible] ملا الہ داد ملا [illegible]

ملا معزالدین ملا وجیہ اللہ ملا اسمٰعیل

ملا بشیر محمد قاضی عبدالخالق ملا فصیح الدین

قائل ومعتقد وفات مسیح وناآمدن وے باین دنیا بقرب قیامت۔ ومقتول گردیدن وے وغیرہ امور کہ در فتوے نامہ علماء ہندوستان وپنجاب مندرج اند۔ اگر غلام احمد کادیانی این کلمات گفتہ باشد یا اعتقاد وے برین باشد وی بموجب شرع شریف کافر مطلق ست۔ واعوان وے اگر این اعتقاد داشتہ باشند ہم کافر اند

معتقد ما فی هذا السوال من العقائد والبیان قد استهوته الشیاطین فی الارض حیران له اصحاب یدعونه الی الهدی ائتنا فما یاتی الیهم	ترجمہ عقائد مذکورہ سوال کے معتقد کو شیاطین نے زمین میں بھکار رکھا ہے۔ وہ حیران ہے۔ لوگ اسکو ہدایت

موجد له ومنشاء اعتقاده الفاسد انه ما ميز بين الهام الرحمن ووسوسة الشيطان وبين خواطر الروح وهوى النفس والطغيان وترك ما وجب عليه من تطبيق الخيالات والخطرات بالقرآن والسنة واجماع الامة المرحومة فالواجب عليه ان يتوب فانه وقع في اكبر الكبائر من الذنوب

کیطرف بلاتے ہیں۔ مگر وہ نہیں آتا اسکے فساد واعتقاد کا منشاء یہ ہے کہ وہ الہام رحمانی اور وسوسہ شیطانی میں تمیز نہیں کرتا۔ اور اپنے خطرات وخیالات کو قرآن وحدیث واجماعات پر عرض کرنا چھوڑ بیٹھا ہے۔ اسپر واجب ہے۔ کہ توبہ کرے۔ وہ بڑے گناہ میں جا پڑا ہے۔

العبد رحمت اللہ عفا اللہ عنہ

علمائے راولپنڈی وہزارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

لا ريب ان العقائد المذكورة في السوال كفر ونفاق وزندقة والحاد واحداث وضلال فان لم يكن صاحبها كافرا وملحدا وزنديقا ومنافقا فليس في الارض كفر والحاد وزندقة فلعنة الله على من اسس الضلال وغير الدين وحرف النصوص واساء الظن بالله وبانبيائه

اسمیں شک نہیں۔ کہ عقائد مذکورہ سوال کفر والحاد اور چھپا ارتداد ونفاق ہے۔ اسپر خدا کی لعنت ہو۔ جس نے گمراہی کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شرع پر بدگمانی کی۔

وشرعه وقال اوحی الی ولم یوح الیه شئ وعلی اعوانه وانصاره السفهاء الاذلین ولاشک فی کونه من الدجاجلة عصمنا الله تعالی من کیده واضلاله - امین -

اور یہ کہا ہے - کہ میری طرف وحی ہوتی ہے - اور واقعہ مین نہین ہوتی ایسے ہی اسکے انصار مددگار ونیز جو بے عقل وذلیل ہین - بے شک وہ دجال ہین - خداوند کریم انکے مکر وگمراہی سے بچاوے -

کتبہ العبد الاحد ابن القاضی محمد محمد حسن خانپوری عفی الله عنہما

الحمد لله رب العلمین والصلوة علی رسوله محمد واله وصحبه اجمعین اما بعد فیقول احقر عباد الباری محمد الخانفوری ان ما قال شیخنا السید نذیر حسین وبرکتنا المولوی عبد الجبار الغزنوی سلمهما الله تعالی فی الدارین وغیرهما من العلماء الکرام فی حق الکادیانی فهو حق وصواب لاشک انه من الدجاجلة اعاذنا الله من هذه العقیدة الفاسدة امین -

جو کچھ ہمارے شیخ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب اور ہماری برکت مولوی عبد الجبار صاحب وغیرہ علماء کرام نے کادیانی کے حق مین کہا ہے وہ حق ہے اور بیشک کادیانی دجالون مین سے ہے -

حررہ محمد بن محمد حسن خان عفی عنہ

الحمد لله والصلوة والسلام علی رسوله الذی بعث بالحق لیظهره علی الدین کله اما بعد فیقول احقر العباد محمد بن سالم المکرانی ان ما قال العلماء فی تکفیر میرزا الکادیانی فهو حق وصواب ولاشک ان من مات بهذه العقائد الفاسدة ولم یتب فهو فی نار جهنم خلدا فیها - اللهم اعذنا من هذه العقیدة الباطلة الحق یعلو ولا یعلی علیه

جو کچھ علماء نے تکفیر کادیانی کے باب کہا ہے - وہ حق ہے - اسمین شک نہین - کہ جو شخص ایسے عقائد فاسدہ پر بلا توبہ مرے وہ جہنم مین رہیگا -

فقیر محمد بن سالم المکرانی عفی عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فما قال العلماء فی تکفیر میرزا کادیانی فھو صحیح وکفرہ ثابت وعقائدہ مخالف للکتاب والسنۃ۔ وقولہ انا مثیل المسیح وعیسی بن مریم مات فدعواہ باطل وھو دجال کذاب خارج عن الاسلام۔ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی الخ۔

علمار نے جو کچھ تکفیر کادیانی کے باب مین کہا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اسکا کفر ثابت۔ اور اسکے عقائد کتاب و سنت کے مخالف ہین۔ اُس کا یہ کہنا کہ مین مسیح عیسے علیہ السلام بن مریم کا مثیل ہون۔ ایک باطل دعویٰ ہے۔ اور وہ دجال وکذاب ہے۔ اسلام سے خارج۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میری امت مین کذاب پیدا ہونگے۔ جو [illegible] کا خاتم ہون۔

العبد تاج دین گجراتی پنجابی

ما قال العلماء المحققون فی حق الکادیانی حق وصواب۔

جو علمار محققین نے کادیانی کے حق مین کہا ہے۔ وہ حق ہے۔

نیاز اگین قاضی محسن الدین عفی عنہ

مینے یہ فتوی اول سے آخر تک بنظر غور دیکھا۔ اور اس سے پہلے اس شخص کے رسائل فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام وغیرہ بھی دیکھے۔ اور اسکے بعض مریدون۔ نیم ملا خطرہ ایمان سے مباحثہ کا بھی اتفاق پڑا۔ اور خود مرزا سے بھی الہام کے بارہ مین بالمشافہ ایک سوال کیا تھا۔ جسکے جواب مین وہ مبہوت رہگیا تھا۔ غرض مین انکے مذہب تبع ہو ا سے پورا واقف ہون۔ حضرت مجیب نے انکی

محققین جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ سب صحیح اور بجا ہے۔ بلکہ یہ گمراہ فقیر اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہین۔ ارحم الراحمین انکو توبہ نصیب کرے۔ اور اپنی مخلوق کو انکے شر سے بچاوے۔ اور انکا رد کرنے والون کی مدد کرے۔

هٰذا اشارہ امام مسجد سونین خدا صاحب بندے

ان هذه العقائد الاخيرة التی ذکرت فی رسائل الکادیانی باطلة زائغة مضلة فانها مخالفة للکتاب والسنة واجماع الامة ومعارضة [illegible] والاقوال المرضیة ومباینة لاهل السنة والجماعة وموافقة لاهل البدعة والهوی واهل الکتاب من الیهود والنصاری واهل الالحاد والزنادقة والهنود والفلاسفة۔ فیا للعجب ان قائلها ینکر خوارق الملائکة والانبیاء والاولیاء ویدعی هو من نفسه صدورها ویفضل علمه وفهمه علی علمهم وفهمهم۔ وهذا ضلال صریح وهذیان قبیح۔ اللهم تب علیه ان تاب عنها واهلکه ان یبقی علیها وطغی واعذنا منها ولیجعلنا من المتقین واحفظنا عن مکر الماکرین۔ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

کادیانی کے یہ آخری عقائد۔ جو اسکے رسائل مین مذکور ہین۔ باطل ہین۔ کتاب سنت و اجماع امت [illegible] کو معارض۔ اقوال پسندیدہ اہلسنت سے مباین۔ اہل بدعت۔ یہود۔ نصاری۔ ملحدون جیسے مرتدون ہندوان فلسفیون کے موافق ہین۔ تعجب ہے کہ کادیانی ملائکہ اور انبیاء و اولیاء کی خوارق کا منکر ہے۔ اور خود ان امور کا مدعی اور اپنے علم و فہم کو انکی علم و فہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ یہ صریح گمراہی اور ھذیان ہے۔ خداوندا اسکو توبہ نصیب کر۔ یا یا ہلاک کر۔

حافظ عبد الهادی عفاه الله عن الاعادی شاه پوری ثم قندهاری

(علماے جہلم و قرب و جوار آن کا)

بندہ کو بسبب استماع اخبارات و حالات حسنہ مرزا کادیانی کے جو علی العموم واصل ہوتی تھی حسن ظن بلیغ تہا۔ اور اوسکو زمرہ صالحین مین شمار کرتا تھا۔ اور اب تک اُسکی تصنیفات دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ چونکہ یہ فتوے دیکھا اور مرزا کے معتقدات سے اطلاع ہوئی تو حسن ظن مرتفع ہوا۔

مرزا اگر فی الواقع عقائد محررہ فتوے کا معتقد ہے تو بلا شک وہ ارتداد والحاد مین داخل اور مستحق وعید ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ کا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

العبد الدین بابوی قریب علاجا تحصیل دادنخان ضلع جہلم (جہلم حال وارد)

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت علیم الحکیم ان کان عقائدہ ہکذا فجمیع ما حررہ العلماء فی حقہ صحیح	مرزا کادیانی کا یہی اعتقاد ہے تو جو کچہ علماء نے اسکے

حق مین لکھا ہے صحیح ہے۔

ابو عبد النصیر میر حمزہ ہزاروی

الحمد للہ العزیز الرحیم والصلوۃ علی نبیہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ المشیعین للدین القویم

اما بعد بندہ زمانہ ملاقات سے مدت تک مرزا کی کمال دیانتداری اور اونچے درجے کی پرہیزگاری اور داعی الی اللہ ہونیکا بہ نہایت جان نثاری صمیم قلب سے معتقد تہا اور اوسکو زمرہ غمخواران خلق اللہ سے سمجہتا تہا۔ اور اب ایسی باتین سنکر کہتا تہا کہ سبحانک ھذا بہتان عظیم لیکن چونکہ مدت سے مشہور ہو رہا ہے۔ کہ وہ بذریعہ تحریرات مطبوعہ مشتہرہ ملکے ایسی باتونکا معتقد و مدعی ہے۔ جو مولوی ابو سعید محمد حسین مہتمم

اشاعۃ السنۃ بٹالوی صاحب کے سوال مین بحوالہ تحریرات مذکورہ درج ہین اور وہ تحریرات ابتک مجھکو باوجود سعی و جستجو کے نہین میسّر ہوئین۔ تاکہ مین اون کے مطالعہ سے حسب استعداد اپنی کے دجالیت وکذابیت واسلام کے دائرہ سے خارج ہونے یا حقانیت وربانیت وصداقت واشاعت اسلام مرزا [illegible] یقینی اور قطعی سند حاصل کرتا اور بیچ استفتا پر لکھتا کہ اوسکو عالم الغیب والشہادت کی حضور مین پیش کرسکتا۔ اور فرمان ایزد سبحان کا بھی بے تحقیق لکھنے اور کہنے اور کرنے سے شدت سی منع کرتا ہے کہ ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا اور ایضاً۔ الیوم نختم علی الخ اور نبی الرحمت نے فرمایا ہے کہ الشاہد یری مالا یریہ الغائب اور غائب پر حکم لگانے سے روکا ہے اور سوال مین بھی بحوالہ تحریرات [illegible] مطلقاً بلکہ مقید لکھا جاتا ہے کہ اگر مرزا ایسے اعتقادات کا معتقد ومدعی ہے جو سوال مین درج ہین۔ تو بے شک وہ انہین فتوون کا متوجب ومستحق ہے جو علماء ربانیین نے اسکے حق مین لگائے ہین۔ اور عیاذ باللہ کہ کسیکے حق مین تقلیداً اور سمعاً کوئی فتوے دون اور لکھون اعوذ باللہ من شرور نفسی ومن سیئات اعمالی اللّٰھم آت نفسی تقوٰھا وزکّھا انت خیر من زکٰھا آمین یا ارحم الراحمین۔ العبد برہان الدین جہلمی

اگر عقائد مرزا کی اسطرح پر ہین۔ جو آپنے تحریر کیا ہے تو جواب یہی ہے جو فتوے مین تحریر ہے

✱ مولوی برہان الدین صاحب کی نسبت گجرات و پشاور کے مرزائی عیسائیون نے یہ مشہور کر دیا تھا۔ کہ انہون نے اپنی شہادت سے جو اس فتوے پر لکھی ہے رجوع کر لیا ہے یہ بات مولوی برہان الدین صاحب کو پہنچی تو انہون نے بذریعہ خاص مراسلت ہمکو اس سے اطلاع دی۔ اور یہ بھی لکھا کہ مین ابتک اس اپنی شہادت پر قائم ہون۔ مرزائی عیسائی اس پر بولینگے تو ہم مولوی صاحب کا خط چھاپ دینگے۔

(242)

فیض احمد جہلمی

هذا الجواب صحیح وما قال مرزا باطل عند اهل السنة والجماعة۔

یہ جواب صحیح ہے اور جو مرزا نے کہا ہے وہ اہل سنت کے نزدیک باطل ہے

احقر العباد فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم

یہ عقیدہ مخالف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے۔
(عبدالودود سلطان محمود عفی عنہ جہلمی)

علمای گجرات وحوالی آن

جو عقائد معہ دلائل مرزا کادیانی کے اس فتوے میں درج ہیں۔ وہ تمام اہل حق کے خلاف ہیں۔ [illegible] النصوص [illegible] ظواہرہا [illegible] والعدول الی معان یدعیها اهل الباطن الحاد۔ قال الله تعالی ان الذین یلحدون فی اٰیتنا لا یخفون علینا۔

عبدالرحمن

مدرس مدرسہ نعمانیہ گجرات

مرزا کان اعتقادہ مخالفا للسنة والجماعة فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین اعاذنا الله واخواننا المسلمین من اباطیله الکاذبة ومعتقداته الباطلة۔

جس شخص کا اعتقاد اہل سنت جماعت کے مخالف ہو وہ بدعتی ہے۔ مومنوں کی راہ کے سوا۔ اور راہ چلنے والا۔ خدا اسکے جھوٹے عقائد سے مسلمانوں کو بچاوے۔

العبد فضل الدین گجراتی

ا۔ اس عبارت کا ترجمہ فتوے میں صفحہ ۱۱۵ پر گذر چکا ہے

۲۔ اس آیت کا ترجمہ صفحہ میں ہے۔

عقائد میرزا غلام احمد الکادیانی من الاعتزال و الفلسفة والذین سموا باهل السنة والجماعة من وقت بدع النزاع بین فرق المسلمین بمراحل منهم کل حزب بما لدیه فرحون عقیدتی کما فی الفاظی من غیر تبدیل ولا تغییر۔

کادیانی کے عقائد معتزلہ اور فلسفہ کے عقائد ہین۔ جو لوگ اہل سنت کہلاتے ہین۔ وہ ان عقائد سے کوسون دور ہین۔ میری یہی رائے ہے جسمین نہ کمی ہے نہ زیادتی۔

[illegible]

ابو الفیض محمد حسن حنفی

سیالکوٹ

الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی وعلی آله اهل التقی اما بعد

[illegible]

جواب مین کلی اتفاق ہے۔ والله اعلم وعلمہ اتم۔ ابو عبد الله عبید الله معروف بمولوی غلام حسن

وزیر آباد

الحمد لاهله والصلوة علی اهلها۔ اما بعد فقد طالعت مرة بعد اخری۔ کتب الکادیانی ورسائله فوجدتها مملوة بالکفر والالحاد والکذب علی الله ورسوله والطعن علی اهل الحق فانه یسلم امرا مرة وینکره اخری۔ طریقته طریقة اهل الالحاد والفساد ومذهبه مذهب اهل الزیغ والعناد۔ هو دجال من الدجاجلة الذین اخبر عنهم المخبر الصادق ومتبع غیر سبیل المومنین ومتمسك بدلائل الملحدین۔ وخداع

بعد حمد وصلوٰۃ۔ مینے کادیانی کی کتابون کا بارہا مطالعہ کیا۔ تو انکو کفر والحاد سے اور خدا و رسول پر افترا سے پُر پایا۔ وہ کہین کسی امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کبھی اس سے انکاری ہوتا ہے۔ اُسکا طریق اہل الحاد و فساد کا طریق ہے۔ اور اسکا مذہب کجی اور عناد

للمسلمین - من طالع کتبه ووازنها بالکتاب
والسنة فلا یخفی علیه ما قلنا اعاذنا الله وجمیع
المسلمین من عقیدته الباطلة وطریقة الکاسدة
وارشدنا الی طریق الصواب الذی اختاره لعباده
الذین هم اولو الفضل واولو الالباب -

والونکا مذہب ہے - وہ ان دجالون مین
سے (جنکے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خبر دی ہے) ایک دجال ہے - اور
مومنو کی راہ چھوڑکر اور راہ چلنے والا
اللہ ملحدین کی دلائل سے تمسک کرنے
والا - مسلمانو کو دھوکہ دینے والا - جو شخص اسکی کتابون کو دیکھکر قرآن وحدیث
سے انکا مقابلہ کرے گا - اسپر ہمارا یہ بیان مخفی نہ ہیگا - خدا مسلمانون کو اس کے
عقیدہ باطلہ سے بچاوے - اور طریق صواب پر چلنے کی ہدایت کرے -

[illegible]

أحمدك یا من له الحمد واصلی علی من علیه الصلوة
اما بعد فقد نظرت فی رسائل الکادیانی نظر الانصاف
وسمعت مقالاته فوجدتها داعیة الی الاعتساف
وهو رجل قبیح قبح الله وجهه ووجه اتباعه ما دام
علی هذا المنهاج - او تاب الله علیه وعلی اتباعه
ان رجع عن هذا الاعوجاج -

بعد حمد و صلوٰۃ - مینے کادیانی کے رسائل
کو انصاف سے دیکھا - اور اسکے مقالات
کو سنا - تو انکو بے انصافی اور زیادتی
کیطرف داعی پایا - خدا اسکا - اور اسکی
اتباع کا جب تک وہ اس طریق پر رہین
منہ برا کرے - یا انکو توبہ کی توفیق دے -

العبد المسکین فقیر جلال الدین

فقد طالعت هذا السوال والجواب بالتامل
والصواب فوجدته حقا قویا وجوابا صحیحا -
وفصل الخطاب - ولا ریب ان الکادیانی

مینے اِن سوال وجواب کو تامل سے
دیکھا تو اس جواب کو حق وقوی اور
حکو تا حکم پایا - اسمین شک نہین

ضال مضل مفتری علی اللہ ورسولہ ومتبع فی الاسلام طریقۃ الجاہلیۃ ومطلب بالتائلات العروض اللہ نیویۃ ومسود وجہہ بفعلہ القبیح مستوجب علیہ ربہ سوط العذاب او یہدیہ الی سبیل اولی الابصار واولی الالباب۔

مرزا کادیانی گمراہ ہے۔ لوگون کو گمراہ کرنیوالا۔ خدا اور رسول صلعم پر افترا کرنے والا اسلام میں رہکر کافرون کا طریق چاہنے والا۔ اور اس ذریعہ سے دنیا کمانے والا۔ اوسکا مونہہ کالا ہو۔ اور اوسپر عذاب نازل ہو۔ یا ہدایت نصیب ہو۔

حررہٗ محمد عبد القادر سہارنپوری

الحمد للہ رب العالمین غیر تقنی والصلوۃ والسلام علی امام [illegible] وبعد فانی لما [illegible] نظرت فی السوال والجواب وتدبرت فیہ فوجدتہ مطابقاً للحق وموافقاً للغرض الصحیح الذی ارشدنا الیہ اللہ ورسولہ فصاحب ہذہ الہفوات التی مندرجۃ فی السوال زندیق شریر مخالف لملۃ الاسلام۔ حفظنا اللہ جمیع المسلمین عن مزخرفاتہ۔

مینے سوال وجواب کو دیکھا۔ جواب کو حق پایا ان باتون کا۔ جو سوال میں مذکور ہیں قائل جیسا مرتد ہے اسلام کا مخالف۔

العبد محمد محی الدین نظام آبادی

فتوے فی الکادیانی کقول شیخی حافظ محمد عبد المنان فی حقہ

کادیانی کے حق میں وہی میرا قول ہے جو میری شیخ حافظ محمد عبد المنان صاحب کا قول ہے

المسکین محمد شاہ پیر سہارنپوری

بحکم نصوص شارع مضامین تالیفات مرزا کی ضلالت سے بر ہن ہے۔ خصوصاً اسکا ادعا نبوت۔ جسصورت میں مراد مرزا لفظ محدث سے نبی ہے۔ چنانچہ رد پر دکا ذکر ہے۔ تو انکار لفظ نبی سے کیا فائدہ اور استدلال منع اطلاق محدث بحدیث

لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی فانہ عمر متفق علیہ سے بقاعدہ مستمرہ اصول عدم شرط مستلزم عدم شروط نفی محدثیت بھی بنظر اہل انصاف صحیح ہے۔ پہر جو اعتراض نزول عیسے بن مریم نبی اللہ بنی اسرائیل پر (ویحصر نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام واصحابہ حتی یکون راس الثور لاحدھم خیرا من مائۃ دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ فیرسل اللہ الحدیث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لیس بینی وبینہ (عیسی علیہ السلام) نبی وانہ نازل (ابوداؤد ص۲۳۸) — وارد ہے۔ وہی اعتراض بعینہ نبوت مرزائی وامتیت پر وارد ہے۔ کس طور وہ ایک جہت سے نبی ہی ہوسکتا ہے۔ اور ایک جہت سے امتی۔ پس جو جواب دفع اس اعتراض مین مرزائی رکھتے ہین وہ جواب معتقد نزول (عیسے بن مریم نبی اللہ بنی اسرائیل کی طرف سے سمجھیین۔

عائذ باللہ عبد اللہ پسر ے عبد العظیم پسر ے عبد الکریم پسر ے

ما قولہم در کفر مرزا غلام احمد کادیانی — الجواب جسکو شریعت محمدی کافر فرماوے میرے نزدیک بھی کافر ہے۔ جو ایک رکن ارکان اسلام سے انکار کرے اس کے کفر مین کیا شک۔

حافظ محمد گوهر لفکھی

علمای کپورتھلہ وغیرہ

حامداً ومصلیاً۔ گذارش ہے۔ کہ احقر الناس کو کادیانی صاحب کی نسبت ان کے ابتدائی امر مین بہت کچھ حسن ظن تھا۔ پھر چند وجوہ ذیل سے زائل ہوا۔

۱۔ فتح۔ توضیح۔ ازالہ کے مطالعہ کے ان مین بہت سے مضمون کتاب اللہ اور

سنتِ رسول صلعم اور طریق سلف صالحہ کے خلاف دیکھنے مین آئے۔ اور کہین نصوص قرانیہ اور سنیہ سے استشہاد بھی کیا۔ تو بطور تاویل القول بما لا یرضی بہ قائلہ فرقۂ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے بکلی خلاف۔

۲۔ کادیانی صاحب کے کشفِ حال کی بابت شیخنا ومرشدنا شیخ الاسلام مفتی شریعتِ ہادی طریقت حضرت مولٰنا شاہ رشید احمد صاحب گنگوہی ابد اللہ فیوضہم کی جناب مین درخواست کی کہ باطنی طور پر ملاحظہ فرماکر ارشاد فرماوین۔ حضرت مرشدنا نے اپنا مکاشفہ تحریر فرمایا کہ اسکا حال مختار ثقفی کا سا بتلایا گیا ہے۔

۳۔ عاجز نے دو دفعہ استخارہ کیا۔ پہلی دفعہ کادیانی صاحب کی مسجد کو ایسی صورت پر دیکھا کہ [illegible] جسمین نماز پڑھنے سے جنوب کی سمت سجدہ ہوتا ہے۔ دوسری دفعہ کادیانی صاحب بذاتِ خود ایسی صورت مین دکھائی دی کہ سرو قامت گندم گون وجیہہ اور سفید پوشس ہین۔ لیکن موئے بروت حدِ مسنونہ سے بہت بڑھے ہوئے۔ گویا کسی سکھہ کی مونچھین ہین۔

میرے ایک دوست میان گلاب خان افغان ساکن کیور تھلہ حال وارد سلطانپور نے بھی استخارہ کیا تو خواب مین ایک ناپاک اور موذی جانور دکھائی دیا جسکا نام لینا مین تہذیب کے خلاف سمجھتا ہون۔

۴۔ علماء ظاہر کے علاوہ اہل کشف وشہود بھی انکے مفترانہ خیالات کے سخت مخالف ہین۔ اور فرماتے ہین من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان کے موافق بے شیخ طریقت پر چلنے سے شیطان کے قابو مین آگئے ہین اور اسکے وساوس کو الہامات سمجھتے ہین۔ عیاذًا باللہ۔ چونکہ انکی باتین ایسی ہین کہ ہمنے اور ہمارے بزرگون نے کبھی نہین سنین اسلیے بلاشبہ حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی

آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لا تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواہ مسلم) کے مصداق ہیں۔ سرورق پر مرسل یزدانی۔ اور سرورق فیصلہ آسمانی پر تعریضاً یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ اور ازالہ کے صفحہ ۶۷۳ میں آیہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے اپنا مبشر بہ ہونا۔ اور رسالہ الحق مباحثہ لودھانہ کے صفحہ ۱۸۔ نوٹ ایڈیٹر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھنا اور فتح اسلام کی یہ عبارت کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اسے نہیں مانتا جسنے مجھ بھیجا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنسے کادیانی صاحب کا مدعی نبوت اور رسالت ہونا صاف ظاہر ہے۔ اسلیے وہ حدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ متفق علیہ کے موافق ان تیس میں سے ایک ہے۔

اور صفحہ ۱۸۔ ۱۹۔ توضیح میں محدث ہونیکے پیرایہ میں اپنا نبی ہونا صاف بتلادیا ہے۔ ایک جگہ یہ بھی لکھدیا ہے ان النبی محدث والمحدث نبی۔ اسلیے حدیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی کے حصہ دار ہیں۔

مجھے انکی حالت پر سخت افسوس ہے۔ اللہ تعالے انکو توبہ کی توفیق بخشے اور اپنی صراط مستقیم پر لاوے۔ ورنہ اہل اسلام کو شر فتنہ سے بچاوے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

احقر العباد بندہ محمد اشرف علی سلطانپوری

مرزا کادیانی کی بعض تصنیف خاکسار کی نظر سے گذری۔ واقعی بعض عقائد

مرزا مذکور کے خلاف کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ کے ہیں۔ بلاریب ایسے عقائد والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

گذشتہ سال میں میں بیت اللہ شریف کو گیا تھا۔ وہاں پر میں نے بعض عقائد مرزا مذکور کے بیان کئے۔ علماء مکہ ومدینہ نے یہی فرمایا کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حدیث عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ۔

امام الدین کیودھلی

من اعتقد [illegible] الکادیانی فهو مردود [illegible] لان اعتقاده المستنبط من تصانیفه خلاف القرآن والحدیث واجماع الصحابة والتابعین والمجتہدین وعلماء اهل الحق من امة سید المرسلین وخاتم النبیین۔ بل الظاهر من تصانیفه انکار المعجزات المصرحة فی کتاب اللہ المجید واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد۔

[illegible] عقائد رکھتا ہے۔ وہ مردود ہے۔ کیونکہ کادیانی کا اعتقاد جو اسکی تصانیف سے ثابت ہے۔ قرآن واحادیث واجماع صحابہ وتابعین ومجتہدین وغیرہ علماء اہل حق کے مخالف ہے۔ اسکی تصانیف میں معجزات مذکورہ قرآن کا صاف انکار پایا جاتا ہے خدا تعالےٰ جسے چاہے ہدایت کرے۔

عبد القادر

المجیب مصیب

مجیب نے ٹھیک کہا ہے۔

غلام محمد

علمائی دیوبند سہارنپور وغیرہ

حامداً و مصلیاً ۔ عقائد مندرجہ سوال مخالف کتاب اللہ و معارض سنت رسول اللہ و مناقض اجماع امت ہین ۔ اور تاویلات مذکورہ از قبیل تحریفات و تکذیبات ہین ۔ اگر اس قسم کی بیہودہ اور لغو تاویلونکا باب کھولا جاوے تو اسلام کا کوئی مسئلہ اعتقادی یا عملی ثابت نہو اور تمام دین درہم و برہم ہو جاوے ۔ اور محدثیت ملہمیۃ محض تزئین نفس اور تسویل شیطان ہے ۔ مخترع ان عقائد کا ضال و مضل بلکہ دجاجلہ مین کا رئیس ہے ۔ اور اسکی متبع اوسکی متبع حق تعالے اپنے دین کی ایسے بیدینون سے حفظ و حمایت فرماوے ۔ اور انکو رجوع کی توفیق دیوے ۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز ۔

حررہ خلیل احمد

حامداً لله العلي الاعلى ومصلياً ومسلماً على رسوله سيدنا محمد سيد الورى وآله واصحابه نجوم الهدى من اقتدى بهم اهتدى ومن اخطاء طريقهم غوى وردى وبعد فان ما اعتقده الكاذب القادياني واتباعه الحاد بلا مرية وابطال للشريعة المستقيمة البيضاء ليس له فيه شاهد من الكتاب وسنة النبي المستطاب والله تعالى اعلم وعلمه احكم

بعد حمد و صلوٰۃ ۔ کادیانی اور اسکے پیرو ۔ جو اعتقاد رکھتے ہین ۔ وہ بلاشک الحاد ہے اور شریعت کا ابطال ہے ۔ اس اعتقاد پر کتاب و سنت کی شہادت پائی نہین جاتی ۔

کتبہ عزیز الرحمن

الامور المنسوبة الى المرزا هداه الله واياه لا شك انها منابذة لنصوص الدين ومردود باجماع المسلمين وجملة هذه الاقوال معتزلة عن الطريق المستقيم

جن مسائل کو کادیانی کیطرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ ان کو بلاشک نصوص قرآن و حدیث

اتی اعتزال لا یجترء علیہا الا جاہل غوی ولا یعتقد علیہا الا ضال شقی واللہ سبحانہ ولی الرشاد واعلم بحال العباد۔

پھینک رہی یعنے رد کر رہی ہین۔ اور وہ باجماع مسلمین مردود ہین۔ راہِ راست سے ایسی برکنار ہین کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے انپر جرٔت نہین کر سکتا۔ اور انکا معتقد نہین ہو سکتا۔

العبد محمود دیوبند [illegible]

یہ جواب صحیح ہے مرزا غلام احمد کادیانی بوجہ ان تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے منجملہ دجالون کذابون خارج از طریقۂ اہل سنت و داخل زمرہ اہل اہوا ہے اور اسکے اتباع بھی [illegible] ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد رشید احمد گنگوھی

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وبعد فاقول وانی علی بینۃ من ربی ان من کانت اعتقاداتہ کما ذکرت فی السوال فھو من اہل الاھواء والضلال۔ ولیس ھو من ابن مریم علیہما السلام فی شئ ولکنہ مثیل المسیح الدجال وھل یجترئ رجل فی قلبہ مثقال ذرۃ من ایمان۔ علی ان یضع الاحادیث عن مرتبۃ التفسیر ویرفع اقاویلہ الباطلۃ الی ان ینکر بسببہ الاحادیث ویاول القرآن۔ این ھو عن قولہ تبارک وتعالی ومکلم الناس فی المھد وکہلا فقد تکلم

حمد و صلوۃ کے بعد۔ جس شخص کے اعتقاد ایسے ہون جو سوال مین مذکور ہین وہ اہل ہوا و گمراہ ہے۔ ابن مریم سے اسکا کوئی تعلق نہین وہ تو مسیح دجال کا مثیل و نظیر ہے۔ جسکے دل مین ذرا بھی ایمان ہے۔ اسکی کبھی جرٔت نہین ہو سکتی کہ حدیث کو تفسیر قران مجید کے مرتبہ سے نیچے گرائے۔ اور اپنی اقاویل باطلہ کو اسقدر اونچا کرے کہ ان اقوال کے سبب احادیث کا انکار

عیسی ابن مریم علیہما السلام فی المھد ومتی تکلم کھلا فکیف یرتاب فی کلامہ ونزولہ من امن بما انزل اللہ علی رسولہ۔ فیا للعجب۔ کیف یجوز مثل ھذہ الکنایات والاستعارات الباطلۃ فی الاحادیث والآیات۔ فھلا جعل اباطیلہ الملھمۃ من الاستعارات۔ ونجا من مثل ھذہ المفتریات وآمن بما انزل اللہ من البینات۔ ھدانا اللہ الصراط السوی۔ ووقانا شر کل غبی وغوی

انکار کرے اور قرآن کی تاویل کرے وہ اس قول خداوندی کے ملاحظہ سے کہان چلا گیا۔ جسمین ارشاد ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کہولت مین کلام کرینگے۔ حضرت عیسے علیہ السلام نے زمین مین رہکر کہولت مین کب کلام کیا ہے۔ پہر وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے آنے مین کیون شک کرتا ہے۔ وہ آوین تب ہی تو سن کہولت مین کلام کرینگے۔ تعجب ہے کہ وہ ان آیات واحادیث مین [illegible] کیون نہین کرتا۔ تاکہ اس کو ان مفتریات سے نجات ہو۔ اور آیات بینات خدا پر ایمان حاصل ہو۔

حررہ عبد الرحمن عفی عنہ

ما افادہ المصیب اللبیب اعنی مولانا المولوی محمد عبد الرحمن فھو حق لا ریب فیہ

جو مولوی عبد الرحمن صاحب نے فرمایا ہے۔ حق ہے۔

العبد محمود حسن عفی عنہ

ما افادہ مولانا المولوی محمد عبد الرحمن فھو حق لا ریب فیہ۔

مولوی عبد الرحمن نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے اسمین شک نہین۔

حررہ محمد حسن عفی عنہ

بے شک یہ عقائد کفر کے ہین اور معتقد انکا کافر ہے۔

احقر بشیر احمد

قد اصاب من اجاب	مصیب ہوا جسنے جواب دیا۔

خررہ محمد جان علی عفی عنہ

میرزا کادیانی کے عقائد شریعت نبوی سے بالکل برخلاف ہین۔ اور اکثر عقائد اونھون نے اپنے تراش و خراش سے ایجاد کئے ہین۔ جو نہ کسی دین منزل کے موافق اور نہ کسی ضابطہ عقلی کے تحت مین داخل ہین۔ اور بعض عقائد اون کے یونانی جاہلون کے قواعد اور اصول [illegible] عوام الناس [illegible] اور ضروریات دین سے ہے۔ چنانچہ عالمگیریہ مین مسطور ہے۔ ومن العلوم المذمومة[1] علوم الفلاسفة فانه لا یجوز قرأته لمن لم یکن متبحرا فی العلم وسائر الحجج علیهم وحل شبهاتهم والخروج عن اشکالاتهم ونیز میرزا کادیانی اس آیت کریمہ کے مصداق مین داخل ہے۔ مثلهم[2] کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم وترکهم فی ظلمات لا یبصرون ۝

(مہر: شگفتہ محمد گل)

[1] برے علوم سے فلاسفہ کے علوم ہین۔ جو شخص علوم دین سے۔ اور ان دلائل سے جو فلاسفہ کے مقابلہ مین قائم کی گئی ہین۔ خوب واقف نہو۔ اور اُنکے شبہ حل نکر سکے اُسکو فلسفہ پڑھنا حلال نہیں۔

[2] انکی ایسی مثال ہے۔ جیسے کسی نے آگ جلائی۔ پر جب اُسنے اُسکے اردگرد روشنی کی تو خدا اونکا نور لے گیا۔ اور اون کو اندھیرون مین چھوڑ دیا کہ وہ نہین دیکھتے۔

ہذا ہو الحق و الحق حقیق بالاتباع | یہی حق ہے اور حق ہے اتباع کی لائق ہے

العبد مسکین محمد اسمٰعیل بیگ

مرزا کادیانی تفسیر بالرائے کرنیوالا منجملہ اون دجالون کاذبین کے ہے ۔ کہ جنکی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے ۔

محمد حسن مرادآبادی

مرزا غلام احمد کے بہت سے اقوال عقائد اسلام کے خلاف ہین ۔ مثلاً وہ آخر زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منکر ہین ۔ حالانکہ یہ مضمون احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ۔ [illegible] مجاز ماننا ضلالت کا دروازہ کھولنا ہے ۔ علاوہ اسکے بعض روایتین ایسی بھی ہین جو استعارے کو رد کرتی ہین ۔ علاوہ اسکے اونہون نے ازالۂ اوہام مین ایسی تقریر کی ہے ۔ جس سے متبادر یہی ہے ۔ کہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کے منکر ہین ۔ چنانچہ ازالۂ اوہام کے حصہ اول مین صفحہ ۳۰۶ کی عبارت اسکی شاہد ہے قرآن مین جو مذکور ہے ۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہہ کہا تھا ۔ کہ مین مٹی کے جانور بناتا ہون ۔ اور ان مین پھونکتا ہون تو وہ اللہ کے حکم سے اوڑنے لگتے ہین ۔ اسکی تاویل مرزا غلام احمد نے یہ کی ۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھہ مدت تک نجاری کا کام کیا تھا ۔ اور وہ کچھہ ایسی کلین سیکھ گئے تھے جنکے ذریعہ سے جانور اوڑاتے تھے ۔ جیسے آجکل کے صناع انگریز بنا لیتے ہین ۔ اور حضرت عیسےٰؑ جو مردہ کو زندہ کرتے تھے ۔ وہ مسمریزم کا عمل تھا ۔ جو آجکل انگریزون مین بھی ہے ان اقوال مین حضرت عیسےٰؑ کے معجزون کا بھی انکار ہوا ۔ اور یوسف نجار کو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بھی بنا دیا۔

اس قسم کے اقوال ان کتابوں میں بہت سے ہیں جو درحقیقت بدعت ہیں۔ بعض کفر کے مرتبہ تک بھی پہونچے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

راقم محمد احتشام الدین مراد آبادی

علمای ضلع پٹنہ عظیم آباد

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی وبعد یقول العبد الفقیر ابو الطیب محمد المدعو بشمس الحق العظیم ابادی عفا اللہ عنہ سیأته وتجاوز عنه [illegible] مطالعة هذه الرسالة التی حررها شیخ الاسلام والمسلمین المحدث المفسر الفقیه مسند الوقت شیخنا العلامة السید محمد نذیر حسین الدهلوی ادام اللہ تعالی برکاته علینا وجعله اللہ ممن یؤتی اجره مرتین فی رد هفوات الکادیانی الکاذب المفتری الضال المضل فوجدتها مطابقة للحق وماذا بعد الحق الا الضلال ولا ریب ان الکادیانی سلك مسلك الالحاد وحرف الکلم والنصوص الظاهرة عن مواضعه وتفوه بما تقشعر منه الجلود وبما لم یجترء الا عنه اهل الاسلام اعاذنا اللہ تعالی والمسلمین من شروره ونفثه ونفخه ورضی اللہ تعالی عن شیخنا العلامة حیث

بعد حمد و صلوٰۃ۔ ابو طیب شمس الحق کہتا ہے۔ کہ مجھے اس رسالہ (فتوی) کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا جسکو [illegible] شیخ الاسلام والمسلمین مولانا سید نذیر حسین صاحب دام فیوضہ نے تحریر کیا ہے۔ اوس کو میں نے حق کے مطابق پایا۔ پھر حق کے سوا بجز گمراہی کیا متصور ہے اسمیں شک نہیں کہ کادیانی نے مذہب الحاد اختیار کیا ہے۔ اور نصوص کتاب و سنت کو اپنی جگہ سے پھیرا ہے۔ اور وہ باتیں بولا ہے۔ جسپر کوئی مسلمان بجز اقوام غیر جرأت نہیں کر سکتا۔ خدا اُسکے شر اور وساوس اور جادو سے مسلمانوں کو بچاوے۔

ذب من الاسلام وانتصر له ثم جزی الله الفاضلین الکاملین مولانا ابا سعید محمد حسین اللاھوری ومولانا محمد بشیر السھسوانی کیف قابلا للمناظرۃ بذلک المفتری الکذاب ماظہر الحق واسکتا الکادیانی الغبی الغوی فلم یستطع ان یقوم لرد الجواب بل فر مثل فرار حمر الوحش فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم واللہ اعلم

اور خدا تعالے ہمارے شیخ سے راضی ہو۔ جنھون نے اسلام سے حملہ مخالفین کی مدافعت کی۔ اور اُسکی مدد کی۔ پھر خدا تعالے مولوی ابو سعید اور مولوی محمد بشیر صاحب کو جزائے خیر دے کہ انھون نے اس مفتری کذاب سے مقابلہ کیا۔ اور حق کو ظاہر۔ اور اسکو لاجواب کر دیا۔ اسکو جواب کی طاقت نہین ہوئی۔ تو اُنکے مقابلہ سے جنگلی گدھونکی طرح بھاگ ہی گیا۔

العبد ابو طیب محمد شمس الحق

الحمد للہ فقد خاب وخسر من افتری علی اللہ کذبا وبھت وانقلب صاغرا وذلک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولی لھم

جسنے خدا پر افترا کیا۔ وہ ٹوٹے مین پڑا۔ اور ذلیل ہو کر پھرا۔ یہ اسلیے کہ خدا مومنونکا مولی و مددگار ہے۔ اور کافرونکا کوی مولے نہین۔

حررہ نواب محمد العظیم آبادی

ما اجاب بہ السید العلامۃ المحدث الدھلوی ھو احق بالقبول۔

جو جواب علامہ سید محدث دہلوی نے دیا ہے۔ وہ لائق قبول ہے۔

حررہ محمد اشرف علی عظیم آبادی

الجواب صحیح ۔ .... جواب صحیح ہے۔

محمد عبد اللطیف

الجواب صحیح والرای نجیح۔

جواب صحیح ہی اور راہ موجب رستگاری۔

العبد علی نعمت

علمائے کانپور ولکھنو

ایسے عقائد کا معتقد دائرہ اسلام سے خارج اور مقالات اوسکی مخالف سنت وکتاب ہین۔ اعاذنا اللہ وسائر المسلمین من شر مکائدہ۔

[illegible] محمد احمد

هو العلیم۔ الحمد لله الذی هو رب البریة والصلوة والسلام علی رسوله ذی الاخلاق السنیة واهله وصحبه اولی الفضل الشامخ والرتب العلیة وتابعیهم وتبعهم من الائمة المجتهدین المشیدین للبنیان القواعد الشرعیة امابعد فیا ایها الناس وفقکم الله لما یحب ویرضی اعلموا ان ما تفوه به الکادیانی الغوی من الجهالة والسفاهة مخالف لما هو ثابت عند اهل السنة والجماعة من الایات الالهیة والاحادیث النبویة وهو ضل من شیطانه الذی لعب به بلا امتراء ما دام منحرفا عن الطریقة الحنفیة السمحة البیضاء کیف لا وهو ینکر وجود الملائکة علی وجه اخبر به عن خیر البریة

حمد وصلوٰت کے بعد جان لو کہ کادیانی بے جو بکواس کی ہے وہ ان عقائد اہل سنت کے جو آیات واحادیث سے ثابت ہین۔ مخالف ہے۔ وہ اپنی اس شیطانی سے بہی جو اُس سے کہیل رہا ہی زیادہ تر گمراہ ہے۔ کیون نہو جس حالت مین کہ وہ اُس وجود ملائکہ سے۔ جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی

250

ويقول ان المراد بختم النبوة هو ختم تشريع جديد لا
ختم مطلق النبوة فلله در المجيب المصيب حيث
صرف همته العليا وبذل جهده بالنهج الاوفى جزاه
الله تعالى خير جزاء وان ليس للانسان الا ما سعى۔

ہے منکر ہے۔ ختم مطلق نبوت
کا قائل نہیں۔ صرف تشریعی
نبوت کو ختم بتاتا ہے۔ جس مجیب
ومصیب نے اسکے جواب میں
ہمت عالی مصروف کی ہے۔ اسکا اجر خدا ہی پر ہے۔

حررہ العبد الضعیف المشتاق الی رحمۃ ربہ القوی محمد صدیق الدیوبندی عفی عنہ

ہو الملہم للصدق والصواب

الاكاذيب التي نقلت في السؤال لاشك انها خيالات
باطلة وظنون فاسدة كظنون اهل الجنون، وقائلها
الكاديانى حقيق بان يقال له انه مجنون، ومقالاته
الكاذبة دالة على انها من قبيل هذيانات المبرسمين
والمسرسمين، وهو لفقدان البصيرة لا يقدر على
التمييز بين الغث والسمين، اقاويله الاباطيل تدل
على ان حين صدورها قد سلبت عنه حواسه،
صين عن غضب الواحد القهار من هو في الاسلام
عوامه وخواصه، هفواته مما لا يخفى مخالفتها
لما اتى به الرسول الامين، من حضرة فاطر السموات
والارضين، عليه وعلى آله الصلوة والتسليمات
من رب العالمين، فلا مرية انه خارج عن دائرة ملة
الاسلام وانه في ضلال مبين، ولله در من اجاب وافاد

جو عقائد کادیانی کے سوال
میں منقول ہیں۔ وہ بلا شک
باطل خیالات ہیں۔ جیسے
اہل جنون کے ظنون اس کے
قائل۔ کادیانی کو مجنون
کہنا مناسب ہے۔ اسکی
جھوٹی باتیں بتارہی ہیں کہ
وہ از قسم ہذیان [illegible] برسام اور سرسام والوں سے
ہیں۔ اور وہ بے بصیرت
ہونے کے سبب دُبلے اور موٹے
یعنے قوی وضعیف میں تمیز
نہیں کرسکتا۔ اسکے اقوال بتا
رہے ہیں۔ کہ وہ یہ باتیں کہتے

؎ سرسام مشہور مرض ہے ایسا ہی برسام دماغی مرض ہے جس سے مریض بکواس کرتا ہے۔

فانه قد اصاب واجاد + والله سبحانه علم وعلمه اتم واحکم۔

[illegible] کے وقت حواس باختہ ہو گیا تہا خدا اپنے غضب سے خواص عوام اہل اسلام کو (جو اسکے دم مین آ گئے ہین) بچاے۔ اُسکی بکواس اُس دین کے برخلاف ہے۔ جو رسول امین خدا کیطرف سے لائے ہین۔ وہ بلاشک دائرہ اسلام سے خارج اور کہلی گمراہی مین ہے۔ جسنے اُسکی نسبت یہ جواب لکہا ہے۔ اُسنے لوگون کو فائدہ پہنچایا۔ اور راہ صواب بتایا۔ اسکی نیکی خداہی کیلیے ہے۔

حررہ العبد الخامل محمد عادل عامله الله تعالی بفضله الشامل

هذا الرجل لا شك ان هفواته [illegible] ولغویاته مخالفة لعقائد جمهور الاسلام وتوهماته کانیاب الاغوال و اضغاث الاحلام هداه الله الکریم الی الصراط المستقیم وحفظ المسلمین عن کیده ومکائد الشیاطین۔

[illegible] کی بکواس اور لغویات عقائد جمہور اسلام کے مخالف ہین۔ اور اسکے توہمات ایسے ہین جیسے غول بیابانی کے دانت ہین۔ اور پریشان خواب خدا اُسکو راہِ مستقیم کی ہدایت کرے اور مسلمانون کو اُس کے اور دیگر شیاطین کے مکرون سے بچاوے۔

حررہ محمد عبد الغفار لکہنوی

لاریب فی ان المعتقد بهذه الاعتقادات المتقول بتلک المقالات هادم لاساس الکتاب ومراغم للسنة التی هی فصل الخطاب ومصادم للاجماع المسلمین

اسمین شک نہین کہ ان عقائد کا معتقد اور ان باتون کا قائل کتاب اللہ کی بنیاد کو بزعم خود ڈہانے والا ہے۔ اور سنت کو خاک مین

الذی ہو حجۃ شرعیہ بلا ارتیاب کما فصلہ المجیب جزاہ اللہ خیرًا ولم یلحق بہ ضیرًا ونسئل اللہ تعالے العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ آمین ثم آمین۔

ملانے والا۔ اجماع مسلمانون کا مقابلہ کرنے والا۔ چنانچہ مجیب نے بتفصیل بیان کیا خدا اسکو جزاء خیر دے اور ضرر سے بچاوے۔

(کتبہ محمد اشرف علی)

بعض علمای وصوفیای لودہانہ

لودہانہ کے مشہور مولویون کے پاس یہ فتوے پیش کیا گیا۔ تو انہون نے اپنا اشتہار ۲۹ رمضان [illegible]

[illegible]

یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اس فتوی کے جو علماء ہندوستان نے نسبت مرزا غلام احمد کادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جاوے"۔

وہ اشتہار چونکہ بہت طویل ہے۔ اسلیے اسکے صرف چند فقرات اس مقام مین نقل کیے جاتے ہین۔ + + چونکہ ہمنے فتوی ۱۳۰۱ھ مین مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانیکا جاری کر دیا تھا + + یہ شخص اور ہم عقیدہ اسکے اہل اسلام مین داخل نہین۔ اور اب بہی ہمارا یہی دعوی ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہین شرعًا کافر ہین۔ جب مرزا کادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑیگا۔ بعد مین عیسے موعود ہونے مین کلام شروع ہوگی + خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین یہ مسئلہ موجود ہے۔ اسیطرح جو لوگ اسپر عقیدہ رکھتے ہین وہ بہی کافر ہین۔

المشتہران۔ مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز [illegible]

لودیانہ کے صوفیون مین سے میر عباس علی صاحب صوفی گو مولوی نہین کہلاتے اور نہ فتوی دیتے ہین۔ مگر چونکہ انہون نے اسوقت رسمی مولویون سے بڑھکر یہہ اولی العزمی و ثابت قدمی دکہائی ہے۔ کہ باوجودیکہ وہ پہلے سالہا سال کادیانی کے خادم و معتقد رہے ہین۔ اب انکے نئے عقائد کفریہ بدعیہ دیکہکر اُس سالہا سال کی محبت و اعتقاد کی بندش کو توڑ کر انکی اتباع سے دست بردار ہو گئے ہین اسلیے کادیانی کی نسبت انکے راے رزین کو اراء علما و فضلاء اسلام کے سلسلہ مین نقل کرنا مناسب بلکہ ضروری ہے۔ اب اپنی تحریر مطبوعہ دبدبۂ اقبال ربی پریس مین فرماتے ہین۔

"اس [illegible] صاف اور قطعی طور پر نیچری ہین معجزات انبیا و کرامات اولیا سے مطلق انکار رکھتے ہین سب معجزات اور کرامات کو مزمرزم۔ قیافہ۔ قواعد طب۔ یا دستکاری پر مبنی جانتے ہین۔ خرق عادت کوئی چیز نہین جس کو سب اہل اسلام خصوصًا اہل تصوف نے مانا ہوا ہے۔ اور سید احمد خان اور میرزا غلام احمد صاحب کے نیچریت مین بجز اسکے اور کوئی فرق نہین کہ وہ بلباس جاکٹ و پتلون ہین اور یہ بلباس جبہ و دستار اور صوفیاے عظام کے دفتر کو درہم و برہم کرنے والے۔"

+ میر عباس علی صاحب کی تعریف مین کادیانی نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۷۹۰ مین یہ سطور لکھی ہین یہ میرے وہ اول دوست ہین جنکے دل مین خدا تعالے نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اوٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ کادیان مین میرے ملنے کے لیے آئے وہ یہی بزرگ ہین۔ مین اس بات کو کبھی نہین بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشون کے ساتہ انہون نے وفاداری دکہلائی۔ اور میرے لیے ہر یک قسم کی تکلیفین اوٹھائین اور قوم کے منہ سے ہر یک قسم کی باتین سنین میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہین اور انکے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق مین یہ الہام ہوا اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء۔

التماس - جن صاحب کے پاس یہ فتویٰ [illegible]

بالآخر ایک مثال بھی سنئے۔ زید ایک مفقود الخبر ہے جسکے گم ہونے پر مثلاً دو سو برس گذر گیا۔ خالد اور ولید کا اسکی حیات اور موت کی نسبت تنازع ہے اور خالد کو ایک خبر دینے والے نے خبر دی کہ درحقیقت زید فوت ہوگیا۔ لیکن ولید اوس خبر کا منکر ہے۔ اب آپ کی کیا رائے ہے۔ بار ثبوت کسکے ذمہ ہے کیا خالد کو موافق اپنے دعوے کے زید کا مرجانا ثابت کرنا چاہئے۔ یا ولید زید کا اس مدت تک زندہ رہنا ثابت کرے کیا فتوے ہے ⁘

راقم ۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ ۔ اقبال گنج ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء

نوٹ ۔ اس مثال سے یہہ غرض ہے کہ جسپر بار ثبوت ہے اسکی طرف سے ثبوت دینے کے لئے پہلے تحریر چاہئے ⁘ ✗

لطیفہ اعتراض متضمن اظہار خیال میرزا [illegible]

اس خط کو تو مرزا صاحب اور انکے حواریون نے ضمیمہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ مطبوعہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء مین شائع کیا۔ مگر خاکسار کے خط نمبری ۲۰۷ کو جسکا یہ خط جواب ہی شائع و مشتہر نہ کیا یہ خائنانہ تصرف۔ شاید الہامیون کو جائز ہوگا۔ عام انصاف کا تو یہی قانون ہے کہ جس تحریر مخاطب کا جواب دین اسکو بھی نقل کرین تاکہ ناظرین کو دونون مین موازنہ و انصاف کرنے کا موقعہ ملے۔

اس خط کا جواب

لاہور ۲۲ ۔ اپریل ۹۱ء بسم اللہ الرحمن الرحیم نمبر ۲۲۵

جناب مرزا غلام احمد صاحب عافاہ اللہ وہداہ ۔ سلام علی من اتبع الہدی ۔ آپ کا خط ۲۰ ۔ اپریل ۹۱ء مین نے مسرت سے پڑہا اور اس سے مین ازبس ممنون ہوا آپکے اس قسم کے مجادلانہ و معاندانہ اور مغالطہ آمیز تحریرات مجھے یہ یقین دلاتی جاتی

ہین کہ آپ اپنے دعاوی جدیدہ کے اظہار و اشتہار مین خطا اجتہادی نہین کرتے
بلکہ دیدہ و دانستہ حق کا خلاف کرتے اور عمداً لوگون کو دہوکہ دیتے ہین - اور یہہ تار و پود
جو ایک مدت سے آپنے پہیلا رکہا ہے اس سے مقصود صرف نام آوری و دنیا طلبی ہے
سے این ہمہ از پے آلنست کہ زر مے طلبی ؛ حق گوئی اور حق پژوہی آپ کا اصلی فرض
اور اقصے غرض نہین ہے لہذا آپ آیندہ بہی ایسی تحریرات کے ارسال سے مجہے سرفراز فرماوینگے
تو میرے اس یقین کو اور بڑہاوینگے اور مجہے اپنا ممنون بناوینگے - اس اجمال کی تفصیل مین اپنے
رسالہ مین کرونگا - انشاء اللہ تعالے - اس خط مین بطور تمثیل آپکے چند مغالطات معاندانہ
کو ذکر کرتا ہون

آپ لکہتے ہین کہ "مین آپکے ان اصول کو محض لغو سمجہتا ہون" اسمین اپنے عناد
جدا [illegible] لئے مجال مقال
نہین رکہی - کوئی اہل علم جسکو حق طلبی سے ادنے تعلق ہو اور پابندی اسلام کا دعوی
ان اصول کو (۱) کتاب و سنت حجج اتفاقیہ ہین - (۲) ظواہر نصوص سے بلا دلیل عدول
کرنا جائز نہین - (۳) محسوس نیچر (جسکو نیچری لوگ خدا کی قدرت کا قانون سمجہتے ہین)
واقعی خدا کی قدرت کا قانون و معیار نہین ہے - ایسے ہی اور وہ اصول جو آپکے حوار یسے
مجلس مباحثہ مین تسلیم کرائی گئی ہین) لغو نہین کہہ سکتا اور نہ امور متنازعہ فیہا سے بے تعلق اور غیر ضروری ٹہیرا سکتا ہے ان
اصول کو لغو اور ضرورت سے خارج کہنا اس شخص کا کام ہے جسکو خدا و رسول و اصول اسلام سے کام نہو بلکہ اپنے اوہام باطلہ اور خیالات فاسدہ
کو دین قویم بنانا چاہتا ہو - آپ اپنے دعوے مین سچے ہین تو کم سے کم ایک مسلمان سے
جو عالم ہو اور آپ کا مرید نہو اس دعوے کی تصدیق کرا دین - آپ لکہتے ہین
"مین نے اپنا دعوے بیان کر دیا کہ مین مثیل المسیح ہون اور ساتھ ہی یہ بہی کہتا ہون
کہ حضرت ابن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہین سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ امکانی
طور پر مان چکے ہین - رہا مسیح ابن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونیکے دلائل لکہنا میرے پر فرض

نہین کیونکہ مین نے کوئی ایسا دعوے نہین کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ کے مخالف ہو بلکہ مسلسل طور پر حضرت آدم سے یہ طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہو گا ایک دن مرے گا چنانچہ قرآن مین ہے۔ اب مین آپسے پہلے کہون تو کیا لکہون"۔ اس مین آپنے کئی وجہ سے حق کا خلاف کیا اور مسلمانون کو دہوکا دیا۔ **اول** دہوکہ یہ دیا کہ خاکسار کو آپنے اپنے مثیل مسیح ہونیکا قائل بنا دیا ہے۔ حالانکہ مین نے آپکے[1] مثیل مسیح ہونے کو امکانی طور پر بہی تسلیم نہین کیا۔ صرف آپکے بعض الہامات کا جن مین مثیل مسیح ہونیکا الہام شامل نہین ہے امکان تسلیم کیا ہے۔ آپ اپنے قول مین سچے ہین تو میرا وہ قول نقل کرین جسمین مینے آپکا مثیل مسیح ہونا امکانی طور پر مانا ہے **دوسرا** دہوکا یہ کہ صرف تسلیم امکان کو مثبت مدعا سمجھ لیا حالانکہ کوئی عاقل صرف امکان سے وجود ثابت نہین کر سکتا مثلاً زید اگر یہ دعوی کرے کہ مین بادشاہ یا فلاسفر ہون اور کوئی شخص اسکا امکان مان لے تو اس سے اسکا بادشاہ یا فلاسفر ہونا ثابت نہین ہو سکتا علاوہ اس کے تسلیم امکان کے سبب اپنے دعوے کے ثبوت سے مستغنی نہین ہو سکتا۔ **تیسرا** دہوکا یہ کہ ابن مریم کے فوت ہونیکا اعتقاد بحکم سنت اللہ اور بشہادت کتاب اللہ مسلم ٹہیرا کر اسکو ثبوت سے مستغنی قرار دیا۔ اس سے اگر آپ کا یہہ مقصود ہے کہ یہہ اعتقاد صرف ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ گو اور مسلمانون کے نزدیک مسلم نہین تو ایسی حالت مین آپ اس دعوے کا ثبوت پیش کرنیسے بری نہین ہو سکتے۔ کیونکہ آپکا اعتقاد دوسرے مسلمانون کا مسلمہ نہین ہے اور اگر اس سے مقصود یہہ ہے کہ تمام مسلمان اس اعتقاد کو مانتے ہین تو یہہ محض خلاف واقعہ ہے صحابہ و تابعین اور اُنکے اتباع سلف صالحین سے اسوقت تک کوئی مسلمان یہ اعتقاد نہین رکہتا۔ آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی یا ایک شخص کا سلف صالحین سے نام بس جو یہہ اعتقاد رکہتا ہو۔ پہر اس النوکہے دعوے

---

[1] گو مین اب اس امکان کا بہی قائل نہین رہا۔ آپکی مجادلانہ و معاندانہ تحریر نے وہ امکان میرے خیال سے اٹہا دیا ہے

کے ثبوت میں دلائل پیش کرنا آپ کا فرض کیون نہین ہے اور فن مناظرہ کی کونسی کتاب ہے
جو آپکو اس دعوے کے ثبوت پیش کرنیسے سبکدوش کرتی ہے۔ آپ سچے ہین تو
کم سے کم ایک کتاب کی شہادت پیش کرین۔ اپنے دعوے کا ثبوت پہلے پیش کرنیکی
درخواست آپسے اسی صورت مین ہوئی ہے کہ آپ اپنی ناجائز شروط کو (کہ تحریرات مباحثہ
جانبین سے صرف دو ہی ہون۔ پہلے ہماریطرف سے ہو پھر آپکی طرف سے) قائم
رکھین۔ اب اگر آپ ان شروط فاسد کو واپس لین اور منصب ادعا چھوڑ کر سائل یا مانع
بنین تو مین اس دعویکا کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہین اور وہ وجود عنصری کے ساتھ
آسمان سے اترینگے۔ ثبوت پیش کرنیکو مستعد ہون۔ چوتھا دھوکا یہ کہ سنت اللہ اور آیت
کتاب اللہ کو موتِ مسیح پر دلیل ٹھیرایا ہے۔ سنت سے مراد آپ کی نیچر ہی اور اِس تقریر سے
آپ کا [illegible] زندہ رہنا نیچر کے
برخلاف لفظ نیچر آپنے اسلئے نہین کہا کہ آپکا چھپا اعتقاد نیچریت لوگون پر ظاہر نہو اس
تقریر مین آپنے یہ دھوکا بھی دیا ہے کہ خدا کی ایک سنت کو جو اموات مین جاری ہے
آپنے ظاہر کیا اور اُس سنّت کو جو اُسنے مسیح کے زندہ رکھنے مین قائم کی ہے نظر انداز
فرمایا آیتہ کے ذکر مین بھی دھوکا دیا ہے اس آیتہ مین یہ بیان ہرگز نہین کہ اسوقت
تک جو پیدا ہوا وہ فوت ہو چکا۔ اسمین تو صرف یہ بیان ہے کہ ہر شخص کے لیئے
موت کا ہونا لازمی ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو جب وہ دنیا مین آئین گے نیز
شامل ہوگا۔ خط حال و سابق مین آپ لکھتے ہین کہ مولوی حکیم صاحب آپ کی بلانیسے
کب لاہور مین آئے کہ پھر بلا اجازت جانے سے فراری متصور ہوے اور آپ کا تو درمیان
قدم ہی نہ تھا،، یہ تو مینے بھی نہین کہا کہ وہ میرے بلانیسے لاہور مین آئے۔ صرف
اسی مضمون کا تار دیا تھا کہ وہ مجھ سے گفتگو شروع کر کے بھاگے۔ اگر میرا یہ بیان غلط ہے
اور گفتگو مین میرا قدم ہی نہ تھا تو آپکے راست باز ہونیمین کیا شک ہے۔ آپ سچے تو ہین۔

ذرا اس پر قسم بہی کہالین اور وہ آیہ مباہلہ پڑہین جو مولوی محمد اسمعیل ساکن علیگڈہ کے مقابلہ مین لکہہ آ چکے ہین -

مرزا صاحب - آپ کی ایسی ہی باتون نے جو محض خلاف واقعہ ہین مجہکو یقین دلا دیا ہی کہ آپ ملہم نہین ہین - آپ لکہتے ہین کہ آدہی رات کو تار آیا تو بلا توقف آدمی روانہ کیا اور ازالۃ الاوہام کے اکثر اوراق آپ دیکہہ چکے ہین - ان فقرات سے ایک ہی سچا ہے تو اس پر قسم کہائین اور جہوٹے کو سنائین - فرمایئے تار کسوقت آپ کو ملا اور آدمی کسوقت روانہ ہوا ؟ اور ازالۃ الاوہام کے اوراق کسقدر ہین ؟ اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے کسقدر اوراق منقول ہین ؟ اکثر یا اقل ؟ کیا ملہمین یا صادق القول مومنین کی یہ شان ہے کہ ایسی خلاف واقعہ باتین انکی مُنہ سے نکلین - آخیر مین جو آپنے مثال لکہی ہے اس سے بہی آپ دہوکا دینے سے نہین رُک سکے - حضرت مسیح

علیہ السلام باتفاق اہل اسلام آسمانون پر زندہ موجود ہین اونکی وجود و حیات مین کسی قدیم مسلمان کا اختلاف نہین صرف آپ بہ تقلید بعض ملاحدہ یوروپ جو مسیح کی دوبارہ زندگی سے اُنکے مقاصد کی زندگی مراد لیتے ہین یہ دعوے کرتے ہین کہ وہ فوت ہو چکے ہین اور انکی دوبارہ زندگی سے اُنکے مقاصد کی زندگی مراد ہے - پہر یہ دعوے زندگی اُس مفقود الخبر کی حیات کی نظیر کیونکر ہو سکتا ہے - اس مثال مین آپنے کئی صورت سے مسلمانونکو دہوکا دیا ہے - **اول** مسیح علیہ السلام معلوم الوجود والحیات کو مفقود الخبر شخص کی نظیر قرار دینا - **دوم** انکی حیات کو جو متفق علیہ اہل اسلام ہے محل اختلاف قرار دینا - **سوم** اُن کی موت کی تجویز کو ایک معمولی اور قابل تسلیم موت کی مانند ٹہیرانا - حضرت مسیح کی سچی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص دس برس سے زندہ و موجود اور بحکم مشاہدہ مسلم الحیاۃ چلا آیا ہے اُس کی نسبت ایک شخص نے خبر دی کہ پانچ برس ہوئے ہین کہ وہ مر گیا ہے - اس شخص کا دعوے ان لوگون کے سامنے جو دس برس سے اُس کو زندہ دیکہتے چلے

آرے ہین لائق سماعت نہین اور اس شخص کا فرض ہے کہ اسکی موت کو بدلائل ثابت
کرے جن سے ان لوگون کی رویت و مشاہدہ کی غلطی ثابت ہو یہہ تو آپکے جدال و عناد
کا ثبوت اور مغالطات کا جواب ہے۔ اب مین اپنے خط نمبری ۲۰۷ کی اس بات کی طرف
آپکو متوجہ کرتا اور اسکا جواب چاہتا ہون۔ جس سے آپنے چشم پوشی کی ہے۔ آپ
میرے تار کے مضمون کو غور سے پڑہین اور اُس مباحثہ کو جسکے سلسلہ مین تار دیا گیا ہے
پورا کرین اپنے حواری کو واپس بھیجین یا خود تشریف لا کر اسکا اتمام کرین۔ نئی شروط
فاسدہ پیش کر کے نیا مباحثہ قائم نہ کرین۔ شروط فاسدہ کی تسلیم و تحقق محال ہے
اور ایسی شروط والے مباحثہ کا وجود ہی ناممکن ہے۔ آپ کی ان شروط کو پیش کرنے
سے لوگ یقیناً جان لین گے کہ درحقیقت آپ کو مباحثہ کرنا منظور نہین ہے۔ اسی وجہ سے
آپ ایسی شروط کو پیش کرتے ہین اور اُنکی آڑ مین مباحثہ سے جان بچاتے ہین +

آپ کا ناصح ابوسعید محمد حسین

اس خط کا مرزا صاحب نے کچہہ جواب نہ دیا اور ہمارے خطاب و جواب سے
سکوت اختیار کیا۔ جس سے عام نظرون مین آپ پر عجز و ہزیمت کا الزام قائم ہوگیا۔ مگر اس
سکوت پر آپ سے صبر نہو سکا اور اپنی رباعی آنانکہ چشم برگل تحقیق واکنند + از ہر چہ
فہم رنگ نگیرد حیا کنند + در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست + بر ہر زندہ است تکیہ بچون و چرا
کنند + پر عمل نہ کیا اور اپنی جگہہ اپنے حواریون کو جو نہ بُرا کہنے سے اندیشہ رکہتے ہین۔
نہ بُرا سننے سے کہڑا کر دیا اور اپنے خط نمبری ۸ کو مع اُسکے جواب منجانب خاکسار نمبری
۲۲۵ کے ضمیمہ اخبار پنجاب سیالکوٹ ۲۵۔ اپریل مین چہپوایا۔ اور اُس پر اڈیٹر کی
قلم سے خوب لُون مرچ چہڑکوایا۔

اسپر خاکسار نے مرزا صاحب کے نام رقیمہ ذیل لکہا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لاہور ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء نمبر ۱۴۹

جناب مرزا غلام احمد صاحب عافاہ اللہ وہداہ۔ سلام علے من اتبع الہدے۔ میرے خط نمبری ۲۲۵ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۸ء کا جواب دیجئے۔ منتظر ہون۔

(۲) آج ضمیمہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ مطبوعہ ۲۵ اپریل میری نظر سے گذرا اسمین آپکا خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء منقول ہے اور اُسپر اعتماد کرکے آپکے وکیل ایڈیٹر نے یہ لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کو اگر اپنی بات پر اسقدر اصرار ہے تو وہ اس مضمون کی حافظ محمد یوسف صاحب۔ منشی امیرالدین صاحب۔ منشی عبدالحق صاحب۔ منشی الٰہی بخش صاحب۔ اور مرزا امان اللہ صاحب کی دستخطی تحریر شائع کرین کہ مولوی نورالدین صاحب ایسے شکست کہا کر بہاگ گئے۔ مین اسکے جواب مین آپکے وکیل ایڈیٹر کو مخاطب نہین کرتا اور نہ آیندہ ان کو کسی [illegible] وکیل جناب [illegible] امیرالدین [illegible] مخاطب کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے صرف آپکی خدمت مین گذارش ہے کہ آپ اپنے دعوے مین سچے ہین اور انہی حضرات کی شہادت پر آپکے دعوے کی بنا اور آپکے وکیل کا اعتماد ہے تو آپ ہی ان حضرات مین سے تین شخصون حافظ محمد یوسف صاحب۔ منشی الٰہی بخش صاحب اور منشی عبدالحق صاحب سے میرے سوالات ذیل کا حلفی جواب لیکر ارسال کرین اسی سے مقدمہ شکست وہزیمت کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اگر ان حضرات ثلاثہ نے بالاتفاق میرے سوالون کا جواب اثبات (لفظ ہان یا نعم) سے دیا تو مین آپکے بیان کو صحیح مان لونگا اور اپنے دعوے شکست دہی سے دست بردار ہو جاؤنگا۔

(۱) حکیم نورالدین صاحب نے رخصت کی رات جو تقریر درباب وفات مسیح علیہ السلام کی تہی۔ اس تقریر مین اول سے آخر تک یہ تینون صاحب موجود تہے۔

(۲) اس تقریر کے اختتام پر ان تینون صاحبون نے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا تہا کہ ہماری مِن کل الوجوہ تسلی ہو گئی ہے۔ اور اب ہمارے دل مین کوئی

شبہ و اعتراض باقی نہین رہا۔

(۳) ان تینون صاحبون کا اب یہ اعتقاد ہوگیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین اور یہہ کہ وہ دنیا مین بذات خود تشریف نہین لامین گے جیسا کہ تمام مسلمانون کا اعتقاد ہے۔ اور موعود مسیح جنکے آنے کی قرآن و حدیث مین خبر ہے آپ ہی ہین۔

(۴) ان سوالات کے جواب کے ساتھ آپ حافظ محمد یوسف صاحب کے اُس خط کی نقل بھی ارسال فرماوین جسکا ذکر آپکے خط ۱۰ اپریل مین ہے اور اُس کا مضمون آپنے یہ نقل کیا ہے کہ مولوی عبد الرحمن صاحب اسجگہہ آئے ہوئے ہین سہنے ان کو دو تین روز کے لئے ٹھیرالیا ہے تا اُن کے روبرو ہم بعض شبہات آپنے آپ سے دور کرالین اور اس مجلس مین ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلالین گے۔"

ابو سعید محمد حسین

اس کا جواب [illegible] آپنے پہر [illegible] سکوت اختیار کیا اور ہماری کسی بات کا جواب نہ دیا۔ مہربانی فرما کر لکھا۔ تو اس مضمون کا کارڈ لکھا جس سے جواب خط سے انکار اور آیندہ کیلئے گفتگو سے اعراض و فرار پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

نمبر ۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مجبی اخویم مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ اس عاجز کو کوئی نئی بات معلوم نہین ہوتی۔ جسکا جواب لکھا جائے۔ اس عاجز کے دعوے کی بنا الہام پر تھی۔ اگر آپ ثابت کرتے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہے اور یہہ عاجز اُن دلائل کو اپنی تحریر سے توڑ نہ سکتا۔ تو آپ تمام حاضرین کے نزدیک سچے ہو جاتے اور بقول آپکے مین اُس الہام سے توبہ کرتا لیکن خدا جانے آپکو کیا فکر تھی جو آپنے اس راست

کو منظور نہ کیا۔ خیر اب ازالہ اوہام کے رد لکھنا شروع کیجئے۔ لوگ خود دیکھ لین گے۔

والسلام۔   خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس کارڈ کے ذریعہ ہمسے تو آپنے پیچھا چھوڑ ایا۔ اور سلسلہ مباحثہ و مراسلہ کو بزعم خود قطع کیا۔ مگر ازانجا کہ جدال و مرا آپ کی طینت مین کوٹ کر بہر رہا ہے۔ لہذا اس قطع و تفصی (خلاصی) پر آپسے صبر نہ ہو سکا اور بچلانہ بیٹھا گیا۔ اور بقول اسد ؎ چھیڑ خوبون سے چلی جائے اسد + گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی ٭ لودہانہ کے علما سے آپنے چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ شروع کیا اور اسکو چندروز کا شغل سمجھکر اشتہار ۲۶ مئی مین ان کو مدعو مباحثہ کیا۔ اسمین بیکردست **مولوی محمد حسن** صاحب رئیس لودہانہ کو بہی مخاطب کیا۔ انکے خطاب مین بدقسمتی سے آپکے قلم سے یہ فقرہ بہی نکلگیا کہ اُن کو اختیار ہوگا [illegible] مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو بحث کے لئے وکیل مقرر کردین۔

ہرچند یہہ اشتہار آپنے میرے پاس نہ بہجوایا بلکہ تمام لاہور والون مین صرف اسکا ایک قطعہ پہونچا اور کانفیڈنشل (مخفی) رہا۔ مگر آخر حاجی محمد دین صاحب کے ذریعہ سے وہ اشتہار خاکسار کی نظر سے بہی گذرہی گیا۔ جسپر یہ شعر عاجز کے خیال مین آیا ؎ دیدار مینمائی و پرہیز میکنی۔ بازار خویش و آتش ما تیز میکنی ٭ اس اشتہار نے اس شعر کے مطابق خاکسار کے نائرہ اشتیاق مباحثہ کو جو مرزاجی کے خط نمبری (۱۰) سے وہ دب گیا تہا مشتعل کردیا۔ اور اس وقت سے مجہے وہ سفر ہندوستان جسکا ذکر بار ہا ہو چکا ہے نیز درپیش تہا بنا برعلیہ خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کے نام رقعہ مندرجہ ذیل تحریر کیا

لاہور۔ ۸ مئی ۱۸۹۱ء   مجبی مولوی محمد حسن صاحب   نمبر ۳۲۳

السلام علیکم۔ آج مینے مرزا کا آخری اشتہار دیکہا اسمین آپ کو لکہا ہے کہ "چاہو تو مولوی

---

۵ یہ وہی اشتہار ہے جسکی شروط کا خلاصہ صفحہ (۵۱) بیان مین ہو چکا ہے +

ابو سعید محمد حسین صاحب کو وکیل بنا کر پیش کرو۔" اور اسکے ساتھ ایسی شرطین بھی لگا دی ہین جو جلد وقوع مین نہ آئین۔ میری یہ راے ہے کہ آپ اُنکو (مرزا جی کو) اس مضمون کا رقعہ لکھین کہ ۹ مئی کی صباح کو ابو سعید محمد حسین بارادہ پٹیالہ لودہانہ پہنچین گے۔ آپ اُن سے بات چیت کر سکین تو آپ میرے مکان پر تشریف لے آوین آپ نہ آسکین تو ہم اُن کو آپکے مکان پر لے آوینگے اور اس مجلس مین جسکو آپ چاہین شامل کر لین اور اور شروط کو جنکا تحقق سردست دشوار ہے پیش نہ کرین

وہ اس امر کو منظور کرین تو بندہ گفتگو کے لئے حاضر ہے۔

ابو سعید محمد حسین

اس خط کے لودہانہ مین پہنچ جانے کے بعد خاکسار بہی ۹ مئی کی صبحکو لودہانہ پہنچ گیا۔ اور [illegible] صاحب کو مرزا جی کے پاس بطور سفارت بہجوایا۔ اور انہی کیطرف سے رقعہ مندرجہ ذیل لکھوا کر اُن کے ہاتھ مین دیا اور یہ کہدیا کہ آپ کی سفارت کے جواب مین جو کچھ مرزا صاحب کہین وہ تحریر مین لاوین زبانی کوئی پیام و کلام مسموع نہو گا۔

وہ رقعہ چونکہ خاکسار ہی نے لکھوایا تہا۔ لہذا اپنے رجسٹر خطوط کا نمبر اسپر لگایا جاتا ہے اور جو خط اسکے جواب مین مرزا صاحب کا آیا اُسپر بہی انکے سلسلۂ خطوط کا نمبر لگایا گیا ہے۔

وہ خط یہہ ہے۔

لودہانہ ۹ مئی ۱۸۹۱ء نمبر ۳۶۹

بخدمت شریف مرزا صاحب۔ بعد سلام مسنون کے گزارش ہے کہ آپنے اشتہار

---

۵۱ خاکسار نے اپنی طرف سے وہ خط اسلئے نہ لکہا کہ مرزا جی خاکسار سے سلسلۂ مراسلت و مخاطبت قطع کر چکے تہے۔

مطبوعہ ۳۔ مئی ۱۸۹۱ء مین مجھے مخاطب فرمایا ہے کہ آپ چاہین تو بذات خود بحث کرین اور چاہین تو اپنی طرف سے جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو بحث کے لئے وکیل کرین۔ بنا برعلیہ مین مکلف ہون کہ جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب حسب اتفاق وارد لودہانہ ہین جو آج ہی ۱۱ بجے دن کی ٹرین مین پٹیالہ تشریف لیجاوینگے۔ آپ اس وقت مین ان سے مباحثہ کرنا چاہین تو میرے مکان پر تشریف لاوین اور اُنسے گفتگو کرین اور باقی شروط کو جو متعلق انتظام ہین آپ جانے دین کیونکہ اپنے مکان پر انتظام کا ذمہ وار مین خود ہون مگر یہ واضح رہے کہ جناب مولوی صاحب گفتگو سے پہلے چند اصول آپسے تسلیم کرائینگے جناب کو بہی اختیار ہے جو اصول چاہین ان سے تسلیم کرالین۔ اور متنازعہ فیہ آپ کا یہ دعوی ہوگا کہ مسیح جسکے آنے کی احادیث مین خبر [illegible] ہین [illegible]

اسکا جواب۔ از جانب مرزا صاحب

نمبر ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہہ عاجز بسرو چشم تحریری گفتگو کے لئے موجود ہے۔ اصول پیش کرنے کو بھی مین مانتا ہوں۔ چند سوال آپ کیطرف سے

۱؎ اب تمہید اصول کو مان گئے حالانکہ خط نمبری (۹) مین اسکو لغو قرار دے چکے ہیں یہ تسلیم صحیح اور دل سے ہے — تو انکار سابق سے آپ کا عناد ادر

چند سوال میری طرف سے ہون اور امر مبحوث عنہ وفات یا حیات مسیح ہوگا کیونکہ اس عاجز کا دعوی اسی بنا پر ہے۔ جب بنا ٹوٹ جاوے گی تو یہہ دعوے خود ٹوٹ جاویگا [۱]

استخفاف اصول اسلام ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ انکار صحیح اور دل سے تھا تو اس تسلیم
سے آپ پر التزام لغو کا الزام قائم ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ (۶۱) ومتن صفحہ (۱۲۶) ملاحظہ ہو
[۱] الہام وفات مسیح کے مبنی اور اصل ہونے کے معنے در بطن قائل ہین۔ اصل ومبنی ہونے
سے اگر یہ مراد ہے کہ دعوے مسیح موعود ہونیکا اس الہام وفات مسیح سے نکالا گیا ہے
تو یہ محض بناوٹ ہے۔ آپ کو صرف وفات مسیح کا الہام ہوتا اور اس الہام سے آپ
اپنے مسیح موعود ہونیکا دعوے نکالتے تو آپ یہ بات کہہ سکتے تھے۔ اور جس حالت مین
ان دونون [illegible] الہام [illegible] اور یہہ دونون [illegible] قسم اخبار ہین
(جنمین ایک پیشین گوئی ہے دوسرا پیشین گوئی) نہ از قسم انشا (امر یا نہی) تو امر دوم
کا امر اول پر مبنی اور امر اول کا اصل ودوم کا فرع ہونا کوئی معنے نہین رکھتا۔ یہ تو دو جدا گانہ
اور مستقل الہام ہین جن مین سے ایک مین ایک امر گذشتہ کے وقوع کی خبر دیگئی
ہے (کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہین) دوسرے مین ایک امر آیندہ کی نسبت
خبر ہے کہ آنیوالا مسیح جسکی خبر احادیث مین وارد ہے تو ہے۔ یا ایک زمانہ کے
بعد ہوگا (جب مسلمان تجھے تسلیم کر لین گے) جن مین نفیاً واثباتاً تلازم نہین ہے۔
کیونکہ اگر حضرت مسیح ابن مریم کی
وفات ثابت ومسلم ہو تو اس سے یہ ثابت نہین ہوتا
کہ پھر مسیح موعود آپ ہین۔ کیون جائز نہین ہے کہ درصورت وفات مسیح ابن مریم مسیح
موعود کوئی اور ہو۔ اس صورت مین آپ کو مسیح موعود ہونے کے لئے اور دلائل قائم
کرنے پڑین گے۔ صرف وفات مسیح سے آپ اپنا مسیح ہونا ثابت نہ کر سکین گے اور اگر
حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آپ کا یہہ الہام

[۱] ازالہ اوہام [illegible] صفحہ (۱۵۹)

اصل امر یہی ہے۔

اس وقت ۱۲ بجے تک مجھے بباعث بعض بحث کے کاموں کے بالکل فرصت [۱۵] نہیں ہے

کہ آنے والے مسیح آپ ہیں غلط ہو اس صورت میں آپ یہہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ ہیں تو ہیں وہ کسی اور کام کے لیئے ہونگے۔ جس مسیح کے نزول کا احادیث صحاح ستہ میں ذکر ہے اور اُن کے عالیشان کارنامون (قطع صلیب وضع جزیہ۔ قتل خنازیر وغیرہ) کا اُن احادیث میں بیان ہے اس سے میں ہی مراد ہون آپ یہ بات نہ بھی کہیں تو کوئی اور نیچری آپ کا حواری یہ بات کہہ سکتا ہے وبنا بر علیہ صرف حیات مسیح کے ثبوت سے اس دعوی کا (آپ کریں یا کوئی اَور نیچری) ابطال نہیں ہو سکتا بلکہ اس دعوے کا ابطال [illegible]

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ ان دونو الہامات اور دعاوی میں نفیاً واثباتاً تلازم نہیں ہے۔ اور ایک دوسرے کی فرع نہیں ہو سکتا مگر اس بات کے سمجھنے کیلیئے علوم عقلیہ میں مداخلت بکار ہے صرف جعلی اور خیالی الہامون کے زور سے یہ سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اور اگر الہامِ وفاتِ مسیح کے اصل ومبنی ہونیسے یہ مراد ہے کہ الہامِ وفات الہامِ مسیح موعود ہونیکی شرط ہے جیسا کہ خط نمبر ۲ میں آپکے قلم نکل گیا ہے تو اُسپر اس خط کے حواشی میں بصفحہ (۸۰) وغیرہ بحث ہوگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

[۱۵] کیون حضرت! یہ گریز نہیں۔ کنارہ کشی نہیں۔ فرار نہیں۔ ہزیمت نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ اور اس کام سے بڑھکر اہم اور ضروری اور کونسا کام آپ کو اُس دن پیش آگیا تھا؟ مسیح ہو جانے۔ اور اس کا ثبوت پیش کرنے سے بڑھکر کوئی کام آپکے لیئے تھا تو آپ اسکو بیان کریں تا کہ ناظرین کو آپکے اس عذر کا محض حیلہ و بہانہ ہونا ثابت ہو۔ بعد عید شنبہ کا دن آپنے اسلیئے مقرر کرانا چاہا تھا کہ آپ کو یہ علم ہو چکا تھا کہ ہمارا

کہ آن مکرم عید کے بعد یعنے شنبہ کے دن کو بحث کے لئے مقرر کرین تا فرصت اور فراغت سے ہر یک شخص حاضر ہوسکے - خاکسار غلام احمد - ۹ مئی ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

جس کو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کیطرف سے لکھوا دیا تہا -

لودہانہ - ۹ مئی ۱۸۹۱ء   نمبر ۳۷۰

جناب مکرم مرزا صاحب

بعد سلام مسنون گزارش ہے - آپکے اشتہار مین دونون دعوے ہین - مسیح کے فوت ہونیکا دعوے - اور آپ کے مسیح موعود ہونیکا دعوے ان دونون دعاوی مین ایسا لازم نہین ہے کہ ایک کے ثبوت سے دوسرا دعوے ثابت ہو جائے - جیساکہ آپکے خط مین مرقوم ہے لہذا مین یہ چاہتا ہون کہ پہلے آپکے مسیح موعود ہونے مین بحث ہو - پہر حضرت ابن مریم کے فوت ہونے مین آپ اشتہار مین یہ دونون دعوے کر چکے ہین تو اب دوسرے دعوے کی بحث سے کیون اعتراض فرماتے ہین - آپکو لازم ہے کہ بیان اشتہار کے مطابق دونون دعاوے مین بحث کرنیکو مستعد رہین اور ہماری اس تجویز کو (کہ پہلے آپکے مسیح موعود ہونے مین بحث ہو -) منظور کرلین کیونکہ بحکم اصول مناظرہ ہمکو اختیار ہے کہ آپکے جس دعوے پر چاہین پہلے بحث کرین - ہان آپ اپنے دوسرے دعوے سے دست بردار ہو جاوین - اور اس امر کو بذریعہ تحریر ظاہر کرین تو ہم آپکے اُسی اول دعوے پر بحث کرنیکو تیار ہین - مورخہ ۹ مئی ۱۸۹۱ء   احقر محمد حسن عفا اللہ عنہ

مناظر (یہ خاکسار) بٹیالہ کو تیار ہے اور وہ قصبہ تنگ لودہانہ مین رہ نہین سکتا -

۵ حاشیہ صفحہ ۵ مین عدم تلازم کی وجہ بیان ہو چکی ہے -

نمبر ۱۲ ۔۔۔ **اسکا جواب** ۔۔۔ از جانب مرزا صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جناب آپ خوب جانتے ہین کہ اصلی امر اس بحث مین جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے اور میرے الہام مین بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے کیونکہ الہام یہہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے - اور اُسکے رنگ مین ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"

(۱) یہ الہام ابھی گھڑا گیا ہے - اس سے پہلے تحریرون مین اسکا نام و نشان نہین اصل الہام یہ ہوتا تو فتح اسلام - توضیح مرام - جواب مباہلہ صوفی عبد الحق غزنوی مشتہرہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۲۸ - فروری - اور آپ کے جملہ خطوط اسمی خاکسار مین اس کا ذکر کیا جاتا سان تحریرات مین تو پہلا اور اصل الہام یہی بیان کیا گیا ہے کہ آنے والا (یا موعود مسیح) مین ہون وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر تو منجملہ تحریرات مذکورہ بعض تحریرات مین اسکے بعد ضمناً و تبعاً ہوا ہی اور بعض مین اس سے تعرض ہی نہین - چنانچہ حاشیہ خط نمبری (۲۰۱) مین بہ نقل عبارات سامی ثابت کیا جاویگا یہہ الہام اصل تہا تو اُن تحریرات مین اسکو اصل و اول کیون قرار نہین دیا گیا - کہین اسکو اصل قرار دیا گیا ہے ؟ تو بتایئے کس تحریر مین ؟ اور کب ؟

حضرت! یہ من گھڑت الہام مشت بعد از جنگ کا نمونہ ہے - آپکے ہم پر ناحق

سو پہلا اور اصل امر الہام مین یہی ٹھہرایا گیا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے اب ظاہر ہے۔ اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر آپ حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت کر دین گے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام کا اس سے باطل ہو گا ایسا ہی دوسرا فقرہ بھی باطل ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالےٰ نے میرے دعوے کی شرط صحت مسیح کا فوت

یہ الزام لگایا تہا۔ خدا تعالے نے آپکو ہاتھون ہاتھ بدلا دے دیا کہ آپنے دعوے مسیحائی اور اسکی دلائل سابقہ کو مشتہر کرنے کے ایک مدت کی سکوت کے بعد یہ ایک نیا ہتھیار اُٹھایا۔ جسمین آپ کا وار خطا گیا ہمنے اُسکے مقابلہ مین یہ بات ثابت کر دکھایا کہ یہ اصل الہام نہین ہے۔ نئی من گھڑت ہے۔ اس کی مزید تفصیل حاشیہ خط نمبری (۱، ۲، ۳) مین ہوگی [illegible] ابھی گھڑا گیا ہے اور اگر ہم اس من گھڑت کو الہام فرض کرین اور خدا کی طرف سے مان لین تو بہی اس سے وفات مسیح کا شرط اور آپکے دعوے یا الہام مسیح موعود ہونیکا مشروط ہونا ثابت نہین ہو سکتا۔ اس الہام مین کوئی ایسا حرف شرط مذکور نہین ہے اور نہ مقدر ہو سکتا ہے جس سے یہ شرطیت ثابت ہو اور اگر ترتیب عبارت سے اور خبر وفات مسیح کے اولاً اور پیشگوئی مسیح موعود ہونے سکے ثانیاً مذکور ہونے سے یہ شرطیت نکالی گئی ہے تو یہ محض بے خبری زنا واقفی پر مبنی ہے۔ ترتیب ذکری سے مذکور اول کا شرط اور مذکور دوم کا مشروط ہونا ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اور حرف "اور" یا "واو" عاطفہ اس ترتیب کے مثبت نہین ہوتے۔ کسی اہل علم سے پوچھہ لین اگر اس بات کو سمجھہ نہ سکین اس شرطیت کو ثابت کرنیکے لئے اور الہام ہے تو اُسکو پیش کرین مگر یہ یاد رکھین کہ جو من گھڑت الہام اس شرطیت کے ثبوت مین پیش کرین گے اس سے ہم بحول اللہ وقوتہ شرطیت ثابت ہونے دین گے آپ جو

ہونا بیان فرمایا ہے اور بحکم اذا فات الشرط فات المشروط مسیح کی زندگی کے ثبوت سے دوسرا دعوے میرا خود ہی ٹوٹ جائیگا۔ ماسوا اس کے میرے دعوی مثیل مسیح مین کسی پر جبر و اکراہ تو نہین کہ خواہ مخواہ اسکو قبول کرو۔ صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جسپر مسیح بن

[illegible]

یہ ہماری لیاقت کا اثر نہین بلکہ آپ ہی کے ان الہامات کی کرامت ہے آپکے دونو الہام اس قسم سے ہین کہ انہین ایک کا دوسرے کے لئے شرط ہونا بحکم عقل ممکن نہین اور کوئی عاقل سلیم الحواس اول کو دوسرے کے لئے شرط نہین ٹہیرا سکتا۔ اسکی وجہ صاف اور صریح یہ ہے کہ شرط (جس سے کسی امر کے وقوع کو مشروط کیا جائے) کا متکلم یا مخاطب کے نزدیک مشکوک ہونا ضروری ہے۔ اور جو امر یقیناً واقع اور موجود ہو اسکے وجود سے کسی واقعی امر کو مشروط و معلق نہین کیا جاتا۔ اور آپ کا وہ الہام جو آپ نے پہلا الہام [illegible] کی رو سے یقیناً واقع اور متحقق ہو چکا ہے اور اسکے وقوع اور وجود مین اس الہام کے ملہم (بزعم جناب خدا تعالے) اور اسکے مخاطب (خود بدولت) کو شک نہین ہے۔ لہذا اس امر واقعی اور متحقق الوقوع سے دوسرے الہام کو جسمین آپکے مسیح موعود ہونے کی پیشنگوئی ہے مشروط و معلق کرنا اور مثلاً یون کہدینا (کہ اگر مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین تو پھر مسیح موعود تو ہی ہو جائے گا۔ (جب مسلمانون مین تسلیم کیا جائیگا۔) جائز نہین ہے اور کسی عاقل سلیم الحواس سے اسکا صدور ممکن نہین۔ کوئی عاقل سلیم الحواس آفتاب کے نصف النہار کو پہنچنے کے وقت (اگر مخاطب و متکلم دونون بشبہ چشم ہوں اور آفتاب کی رویت و وجود مین شک نہ رکھتے ہون) یہ نہین سکتا کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو فلان امر واقع ہو جائیگا کوئی ایسا کہے تو اسکو مالیخولیا یا مانو مینیا یا ہسٹیریا مین مبتلا سمجھا جائیگا۔ آپ علوم عقلیہ کو مُردی ہوئی کیڑی کی مانند جانتے ہین چنانچہ فتح الاسلام کے صفحہ (۳۳) لکھ چکے ہین و نیز اگر عقلیہ ان علوم سے

[illegible]

ــــہ فتح الاسلام مین اپنے مسیح موعود ہونے کو آپ جبراً قبول کرانا چاہا اور اس سے انکار

مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو جائے پہر وہ خدا تعالے سے ڈر کر میری صحبت مین رہ کر میرے

کرنیوالون کو خوب ڈرایا اور دہمکایا ہے چنانچہ اسکے صفحہ (۱۰) مین آپ اپنا مسیح موعود ہونا بیان کر کے صفحہ ۱۱ مین فرماتے ہین بس ہر ایک کو (اسمین آپنے یہ قید نہین لگائی کہ جسپر حضرت مسیح بن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو) چاہیئے کہ اس سے (یعنے آپکے مسیح موعود ہونے سے) انکار کرنے مین جلدی نکرے تا خدا سے لڑنے والا نہ ٹھہرے دنیا کے لوگ جو تاریک اور اپنے پرانے خیالات پر جمے ہوئے ہین وہ اسکو قبول نہین کرین گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو انکی غلطی انپر ظاہر کر دیگا۔ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہین کیا لیکن خدا تعالے اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا"۔

[illegible] مین اسی رسالہ کے لکھتے ہین۔

"جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُسکو چھوڑتا ہے جس نے مجھے ۔ بہیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے ۔ جسکی طرف سے مین آیا ہون ۔ میرے ہاتھ مین ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا ۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بہاگتا ہے وہ ظلمت مین ڈال دیا جائیگا ۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھ مین داخل ہوتا ہے ۔ وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائے گا ۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت درپیش ہے ۔! اور اس کی لاش بہی سلامت نہین رہیگی"۔

دعوے کی آزمایش کرے۔ اب ظاہر ہے کہ یہہ وفات و حیات پر قرعہ پڑا[۱]۔ بہر حال یہی امر حقیقی اور طبعی طور پر مبحوث عنہ اور متنازعہ فیہ ٹھہرتا ہے[۲]۔ ماسوا اسکے آپ کی غرض دوسری ہی

تتمہ حاشیہ صفحہ (۸۲)

مگر اس مقام مین آپ لوگون کو اپنے مسیح ہونے کی تسلیم و عدم تسلیم مین آزادی دیتے اور یہہ فرماتے ہین کہ مین اپنے مسیح موعود ہونے کے تسلیم و قبول پر کسیکو مجبور نہین کرتا۔ صرف یہہ کہتا ہون کہ جسپر مسیح بن مریم کا فوت ہوجانا ثابت ہو وہ میری صحبت اختیار کرکے میرے دعوے مسیح موعود ہونے کی آزمایش کرے" جو تخویف و ترہیب فتح الاسلام کے بالکل مخالف ہے۔

اب اگر اس آزادی کو دل سے سمجہا جائے تو وہ دہمکی فتح الاسلام کی لغو بلکہ کذب [illegible] صرف دہوکہ دہی ہے۔

بہر حال وہ دہمکی اور یہ آزادی دونون صحیح نہین ہوسکتین۔ اور دونون مین سے ایک ضرور آپ کے صدق مقال اور استقامت حال کو ٹبہ لگاتی ہے۔ ہان اگر آپ ایک مین غلطی یا خطا کا اقبال کرلین تو اس الزام سے آپ بری ہوسکتے ہین۔ مگر یہ آپسے نہ کبہی ہوا ہے۔ اور نہ آیندہ ہوگا کیونکہ اس سے آپکے خیال باطل وادعا عاطل "قطعیت الہامات" کو ٹبہ لگتا ہے۔ اور یہہ ہم سے نہین ہوسکتا اور نہ ہوگا کہ آپ کی اس قسم کے مغالطات پر خاموش رہین اور آپ کے دہوکے لوگون پر ظاہر نکرین۔

[۱] یہ تب ہوتا جب آپ کا مسیح موعود ہونا الہام وفات مسیح سے مستنبط ہوتا یا وہ اسکے فرع اور یہ اسکے شرط ہوسکتا۔ ان باتون کا بطلان حواشی سابق مین ظاہر ہوچکا ہے۔ پہر یہ قرعہ کیسا۔

[۲] ایسا تہا تو پہلے تحریرات مین کیون اسکو مبحوث عنہ قرار ندیا۔ مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید ———

بحث سے جو آپ کے دلمین ہے وہ اس بحث مین بہی بخوبی حاصل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ مین اقرار کرتا ہون اور حلفاً کہتا ہون کہ اگر آپ مسیح کا زندہ ہونا کلام الٰہی سے ثابت کردین گے تو مین اپنے دعوے سے دست بردار ہوجاؤن گا اور الہام کو شیطانی القا سمجہ لونگا اور توبہ کرونگا (سچ کہنا تو توبہ کر چکے ہوتے) اب حضرت اس سے زیادہ کیا کہون۔ خدا تعالے آپ کے دل کو آپ سمجہا دے۔ مگر یہ کہ اول قرآن کریم کی رو سے دیکہا جائیگا کہ کس کس آیت کو آپ حضرت مسیح بن مریم کے زندہ ہونے کے ثبوت مین پیش کرتے ہین۔ اور اگر بغیر کسی جرح قدح کے وہ ثبوت آپکا مسلم ٹہریگا تو بہلا پہر کسکی مجال ہے کہ اس سے انکار کر جائے۔ لیکن اگر قرآن شریف سے آپ ثابت نکرین گے تو پہر آپ کو اختیار ہوگا کہ بعد تحریری اقرار اس بات کے کہ قرآن [illegible] خاصہ کو اس ثبوت کے لئے آپ پیش کرین۔ اور جب آپ ایسا ثبوت دے چکین گے تو منصفین ترازوی انصاف

سلہ حضرت توبہ تو آپ مدت کی کر چکے ہین اور بنا بر بیان حافظ محمد یوسف صاحب اس دعوے مسیح موعود ہونے پر خلوت مین پچہتاتے اور افسوس ظاہر کر چکے ہین مگر بہ طبق بیت استاد مرا گفت کہ تو توبہ بکن۔ من کنم دل نکند من چہ کنم؟ آپ کا دل نہین مانتا کہ اس توبہ کا اظہار و عام اشتہار کرین۔ کیونکہ اس مین کساد بازاری متصور ہے اور دکان بند ہوتی ہے۔ یہی سوچکر آپ اپنے خط نمبری ۳ و نمبری ۵ مین جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مین بصفحہ نمبر ۳۶۰ و صفحہ ۳۶۹ منقول ہین فرما چکے ہین کہ یہ عاجز اس بصیرت اور علم سے اپنے تئین ہٹا نہین کرسکتا۔ جو حضرت احدیت جل شانہ نے بخشا ہے۔ پہر اس مقام مین اس علم و اعتقاد سے توبہ کرنے کا وعدہ فقرہ بازی اور دہوکہ دہی نہین تو کیا ہے؟

سلہ یہ قید اپنے ان احادیث صحیحہ کی رد و انکار کے لئے لگائی ہے جنمین حضرت

لیکن خود جانچ لینگے کہ کسطرف پلہ ثبوت بھاری ہے والسلام علی من اتبع الہدے

مرزا غلام احمد

لودہانہ - ۹ مئی **اسکا جواب** نمبر ۳۷۱

جو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کیطرف سے لکھوایا

مکرمی جناب مرزا صاحب - بعد سلام مسنون گزارش ہے -

(۱) آپنے یہ الہام کسی رسالہ مین باین الفاظ و ترتیب نقل نہین کیا کہین منقول ہے تو بتایئے -

[illegible] ہے

تتمہ حاشیہ صفحہ [illegible]

مسیح علیہ السلام کے حلیہ مین کسیقدر لفظی اختلاف وظاہری تعارض پایا جاتا ہے جیسے ایک حدیث مین آپ کی رنگت کا گندم گون ہونا مذکور ہے دوسری مین سُرخ ہونا مگر آپ کو یہ معلوم نہین (اور معلوم ہو کیونکر جب آپ حدیث کے کوچہ سے آشنا نہین) کہ یہ تعارض اُٹھا یا گیا ہے - اور گندم گون ہونا اور سرخ رنگ ہونا باہم یون متوافق ہو سکتے ہین کہ گندم گونی سرخی کے ساتھ ہو - چنانچہ لاکھون اشخاص ایسے نظر آتے ہین کہ گندم گون ہونے کے ساتھ سُرخ رنگ بھی ہین -

آپنے امام الائمہ ابن خزیمہ کا یہہ قول نہین سنا (اور کیونکر سنتے جب آپ فن حدیث سے محض نابلد ہین) کہ مین ایسی کوئی دو حدیثین نہین دیکھتا جو صحیح اسناد کے ساتھ آنحضرت صلعم سے مروی ہون اور وہ آپسمین متعارض ہین

وقد روینا عن محمد بن اسحٰق ابن خزیمہ الامام انہ قال لا اعرف انہ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثان باسنادین صحیحین

نہ دونون الہامون کا تلازم۔[له]

(۳) آپنے جملہ تحریرات[له] و اشتہارات مین یہ دونون مستقل دعوی کیئے ہین بلکہ اپنے

متضادین فمن کان عندہ فیاتنی بدلا لف بینہما۔ (کتاب علوم الحدیث المشہور بمقدمہ ابن الصلاح)	یعنے جمع نہو سکین جسکے پاس ایسی دو حدیثین ہون وہ میرے پاس لائے مین انکو باہم متوافق کر دون سے یعنے ظاہری تعارض اُٹھا دون۔ ایسا ہی امام ابن الصلاح

کے علوم الحدیث مین اسنے منقول ہے۔

[له] متضادیت کی نفی صفحہ [illegible] مین [illegible] ہو چکی ہے اور تلازم کی نفی بصفحہ (۷۶)

[له] اپنے رسالہ فتح الاسلام مین جو لیکے دعوے کا مفتح ہے چار صفحات (نمبر ۱۔ ۱۵۔۱۷۔۲۳) مین آپنے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے۔ چنانچہ اشاعۃ السنتہ جلد ۱۲ نمبر ۱۲ کے صفحہ ۳۵۵ مین ان صفحات کی عبارات نقل ہو چکی ہین۔ ان چارون صفحہ مین کہین آپنے یہ دعوے نہین کیا۔ (جسکو اَب اصل دعوی بتایا جاتا ہے) کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین۔ اس رسالہ مین صرف ایک اور جگہہ (صفحہ ۲۵ مین) حضرت مسیح کے فوت ہونیکا ذکر ہے سو بہی نہ بطور مستقل دعوی بلکہ اس اجنبی بیان کے ضمن مین کہ لوگ میرے ساتھ باستہزا پیش آوین تو کوئی افسوس کا مقام نہین کیونکہ مجھ سے پہلے نبیون سے بہی ٹھٹھا ہوا ہے"۔ اور اس کی تنظیر مین ذکر ہوا اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک دفعہ اسکو اپنے زعم مین صلیب پر چڑہا کر قتل کر دیا۔ مگر چونکہ ہڈی نہین توڑی گئی تہی۔ اس لئے وہ ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچگیا۔ اور بقیہ ایام زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اُٹہایا گیا"

اور اس سے پہلے (صفحہ ۱۰ مین) بہی ایک تمثیل کے ضمن مین کہا گیا ہے کہ

مسیح موعود ہونیکا دعوے آپکا پہلا دعوے ہے - اب آپ اس دعوے کو پہلے
دعوے کے فرع اور اس کے تابع قرار دیتے ہین تو صاف الفاظ سے کہین کہ ہمنے اس
دعوے کو مستقل ٹہرانے مین غلطی کی ہے - اس اقرار کے بعد آپ کا فرض ہوگا کہ اوّ

مسیح کی روح ہیرودیس کے عہد حکومت مین بہت تکلیف کے بعد آسمان کی طرف
اٹہائی گئی - مگر اسمین یہ تصریح نہین ہے کہ روح بلا جسم اٹہائی گئی یا معہ جسم
اور نہ اسمین اور بیان صفحہ ۲۵ مین کہین یہ تصریح ہے کہ ان دو مقامون مین جو
کچہہ کہا گیا ہے وہ الہام ہے یا الہام مسیح موعود ہونے کی شرط یا اسکا مبنی و اصل ہے -
ان دو مقام کے سوا اس رسالہ مین حضرت مسیح کی موت کا کہین ضمنی اور تبعی
وتمثیلی ذکر بہی نہین ہے -

اور [illegible]
ہوجانیکا ذکر ہے سو بہی نہ بطور بیان الہام اور نہ بطور دعوے بلکہ دعوے عدم نزول
حضرت مسیح ابن مریم کے ثبوت پر ایک دلیل کے ضمن مین بیان ہوا ہے چنانچہ
پہلے بصفحہ ۷ عیسائیون پر انکے قرار داد اور ان کے اعتقاد کے مطابق یہ الزام
قائم کیا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بہشت مین داخل ہو چکے ہین اور جو بہشت
مین داخل ہوتا ہے وہ پہر اس سے خارج نہین ہوتا پہر بصفحہ ۸ لکہا ہے کہ قرآن شریف
مین اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت مین داخل ہونے کا بہ تصریح کہین ذکر نہین لیکن
انکے وفات پاجانے کا تین جگہہ ذکر ہے اور مقدس بندون کے لئے وفات
پانا اور بہشت مین داخل ہونا ایک ہی حکم مین ہے "
اور اسکے متقابل دعوے مسیح ہونیکو بالاستقلال بیان کیا اور اسکو
الہام قرار دیا ہے چنانچہ شروع رسالہ مین بصفحہ (۱) لکہا ہے - اور نیز یہ بہی بین

آپ دعوے وفات مسیح علیہ السلام کو دلائل سے ثابت کرین - پہر ہم اس دعوے مین کلام کرین گے - انشاء اللہ تعالے -

خاکسار محمد حسن

[illegible] صفحہ [illegible]

بیان کر چکا ہون کہ اس نزول سے درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول مراد نہین بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مسیح کے آنے کی خبر دیگئی ہے جسکا مصداق حسب الہام و اعلام الٰہی یہی عاجز ہے "

ان دونون مقام کے بیان کو ادنے توجہ انصاف کے ساتھ دیکھنے سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ دعوے مسیحائی آپکا اصل اور پہلا اور مستقل دعوے ہے اور دعوے وفات حضرت مسیح دعوے عدم نزول حضرت مسیح کی دلیل کا ایک جزو یا مقدمہ ہے [illegible]

اور آپ کی تیسری تحریر (جواب مباہلہ صوفی عبدالحق غزنوی جو پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۲۸ - فروری ۱۸۹۱ء مین شایع ہوئی ہے) مین بہی اصل اور پہلا الہام اسی دعوے مسیح موعود ہونے کو قرار دیا گیا ہے - اور دعوے وفات مسیح کو اس الہام کے بعد بیان کیا ہے - چنانچہ آپ فرماتے ہین - یہ بات سچ ہے کہ اللہ جلشانہ کی وحی والہام سے مینے مثیل مسیح ہونیکا دعوے کیا ہے اور یہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ مین پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ مین خبر دیگئی ہے - اور وعدہ دیا گیا ہے سو مین الہام کی بنا پر اپنے تئین وہ موعود مسیح سمجہتا ہون - جسکو دوسری غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہین × × × لیکن میرے پر کہولدیا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم جسپر انجیل نازل ہوئی تہی فوت ہو چکا ہے "

اس خط کا جواب دینے سے مرزا صاحب نے صاف انکار کر دیا۔ اور یہ کہا کہ مین بار بار کیا لکھون۔ اور ایک ہی بات کا اعادہ کہانتک کرون۔ اور ۹ مئی سے ۲۷ تک ہمارے جواب و خطاب سے سکوت کیا۔ جس سے اکثر احباب اولے الالباب فریقین کو یقین ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے مسیحائی سے گریز۔ اور ادعار مباحثہ سے فرار اختیار کیا ہی لہذا آیندہ مباحثہ موقوف ہوا۔ آخر جب بعض احباب سکنا ے ریاست پٹیالہ نے آپکے پاس لودہانہ پہنچکر اس گریز و فرار کے سبب آپکو منفعل کر کے مباحثہ پر مجبور کیا۔ تو آپنے کرہاً و جبراً پہر مباحثہ پر اپنے آپ کو آمادہ کیا۔ اور ۲۷ مئی کو مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ کے نام ایک خط لکہا۔ جسمین دعوے مسیحائی مین مباحثہ کرنیکو منظور کیا۔ مگر اسمین بہی ایک راستہ گریز کے لئے رکہہ لیا اور یہ تحریر کر دیا کہ درمیانی شروط کا تصفیہ مباحثہ سے ایک روز پیشتر ہو گا۔ اور اپنی مراسلت ماقبل ۲۷ مئی کو اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ [illegible] ضمیمہ مین چھپوا دیا اور اسمین ایک تو بددیانتی و امانت کا کام کیا کہ ہمارے آخری خط نمبری ۱۷، ۳ کو نہ چھپوایا۔ دوسرا تہذیب در روحانیت کا کام کیا۔ کہ ایڈیٹر اخبار سے خوب تبرا کہلایا اور آیندہ کی مخالفت پیدا

بقیہ حاشیہ صفحہ (۸۸)

اور اپنی چوتہی تحریر (اشتہار ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۱ء) اور پانچوین تحریر (اشتہار ۳۔ مئی ۱۸۹۱ء) مین گو دعوے وفات حضرت مسیح کو آپنے اولاً۔ اور دعوے مسیح موعود ہونے کو ثانیاً ذکر کیا ہے۔ مگر اس ذکر و بیان مین ایسا کوئی لفظ یا حرف آپ کی قلم سے نہین نکلا۔ جس سے دعوے اول کا اصل یا شرط ہونا اور دعوے دوم کا فرع یا مشروط ہونا ثابت ہو۔ بلکہ ان دونون تحریرون مین یہ دونون دعوے آپنے مستقل طور پر کئے ہین۔ اور

تبرا کہنے کا ڈر سنایا۔

دونون کی نسبت الہام ہونے کا دعوے آپ کی کلام مین موجود ہے

اور آپکے جملہ خطوط مین جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲

مین شائع ہوئے ہین حضرت مسیح کی وفات کا ذکر و نام و نشان

تک پایا نہین جاتا۔ بلکہ ہمارے اس استفہام انکاری کے مقابلہ

مین کہ کیا آپ مسیح موعود ہین آپ کا یہی دعوے و اقرار مستمر رہا ہے

کہ مین مسیح موعود ہون۔

اپنی خط نمبر اول مین آپنے یہ مجمل اقرار کیا ہے۔ اور خط

[illegible] مین آپنے [illegible] اس عاجز

پر کہولا ہے صرف اتنا ہے کہ یہہ عاجز روحانی طور پر مثیل مسیح ہی

اور روحانی طور پر موعود بہی ہے۔ اور نیز یہہ کہ کوئی مسیح آسمان سے

خاکی وجود کے ساتھہ اترنے والا نہین "

اور آپکے خط نمبر ۸ و ۹ مین جو نمبر (۲) جلد ۱۳ مین منقول ہین گو وفات حضرت مسیح

کا ذکر بہی ہوا ہے مگر اسکو بہی آپنے اصل اور پہلا دعوی قرار نہین دیا۔ بلکہ پہلا دعوے

انکا وہی دعوی مسیحائی ہی۔ اور دعوی وفات مسیح دوسرے دعوے کا علاوہ یا ضمیمہ (جسکو بلفظ

"نیز" اور "ساتھہ ہی اسکے" شروع کیا گیا ہی) ہے۔

خط نمبر ۸ مین آپ لکھتی ہین "مین مثیل مسیح ہون اور نیز حضرت مسیح بن مریم درحقیقت

وفات پاگئی ہین" اور خط نمبر ۹ مین لکھتے مین "مین مثیل مسیح ہونیکا مدعی ہون اور ساتھ

اسکے یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت مسیح بن مریم درحقیقت فوت ہو چکی ہین"

آپکے ان تصریحات و عبارات کو جنکا خلاف پہلے کہین پایا نہین گیا احمق سے

ہر چند آپ کے دو دفعہ[1] کے فرار اور تین ہی دفعہ[2] کی تبرا بازی پر آپ اس امر کے مستحق نہ تھے کہ آپ کے دعوے مباحثہ کی اجابت کیجاتی یا کسی مضمون کی آپ سے کتابت عمل مین آتی۔ مگر صرف مسلمانون کی نصیحت اور ہدایت اور آپ کے مغالطات سے ان کی حفاظت کی نیت سے آپکی دعوت مباحثہ کو قبول کیا گیا۔ اور ۲۹۔ مئی کو خط متضمن منظوری مولوی محمد حسن صاحب کے نام لکھا گیا۔ اور اس مین آپکے گریز کا راستہ بھی بند کر دیا گیا۔ اور یہ معروض ہوا کہ جو شرائط مباحثہ سے ایک دن پہلے طے کرنا چاہتے ہین وہ آپ سے طے کر لین ایسا نہو کہ عین موقع پر کسی شرط کے نامنظوری کے عذر سے پھر فرار وقوع مین آوے۔

وہ خط مرزا صاحب اسمی مولوی محمد حسن کا یہ ہے :۔

نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس عاجز کی گزارش یہ ہے کہ اب فتنۂ مخالفت ہر جگہہ بڑھتا جاتا ہے اور مولوی محمد حسین صاحب جس جگہہ پہنچتے ہین یہی وعظ شروع کی ہے کہ یہ شخص ملحد اور دین سے خارج اور کذاب اور دجال ہے۔ مین نے اول

---

[1] پہلی دفعہ اپنے خط نمبر ۱۰ مین فرار اختیار کیا (صفحہ ۳، نمبر (۳) ملاحظہ ہو) دوسری دفعہ ہمارے خط نمبر ۱۳ کی جواب سے اعراض فرما کر اور حامل رقعہ کو یہ کہہ کر کہ ایک ہی بات کا مین کہانتک اعادہ کرون۔ (صفحہ ۸۰ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو)۔

[2] پہلی دفعہ اشتہار ۲۶ مارچ مین (صفحہ ۵۵) و صفحہ (۱۸۸ جلد ۲ ملاحظہ ہو)۔

دوسری دفعہ رسالہ قول فصیح مین۔ اس رسالہ کا صفحہ (۳۴ و ۵ وغیرہ) ملاحظہ ہو

تیسری دفعہ [illegible] اخبار سیالکوٹ مین (صفحہ ۲۶ [illegible] ملاحظہ ہو)

نرمی سے یہ عرض کیا تھا کہ میرا مسیح ہونیکا دعوے مبنی برالہام ہے اور جو امور محض الہام پر مبنی ہون وہ زیر بحث نہین آسکتے بلکہ خداتعالے رفتہ رفتہ انکی سچائی آپ ظاہر کرتا ہے۔ ہان مسیح کی وفات یا حیات کا مسئلہ گو میرے الہام کا اصل الاصول ہے مگر بباعث ایک شرعی امر ہونے کے زیر بحث آسکتا ہے اور اگر مسیح کی زندگی ثابت ہوجائے تو میرا دعوے مؤخر الذکر خود ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن یہہ عرض میری منظور نہین کیگئی۔ اور اصل حقیقت کو محرف کرکے منشی سعد اللہ صاحب نے جو چاہا چھپوا دیا اور لوگون کو فتنہ مین ڈالنے کی کوشش کی اور میرے پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ وہ لیلۃ القدر سے منکر ہین اور اسکے خلاف اجماع معنے کرتے مین اور یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ ملائک کے وجود سے منکر [illegible] الزام محض بہتان ہین۔ یہ عاجز اسی طرح ان سب باتون پر ایمان رکھتا ہے جو قال اللہ اور قال الرسول سے ثابت ہین اور سلف صالحین کا گروہ ان کو مانتا ہے سو اس وقت مجھے خیال ہے کہ میرا ہر حالمین خداتعالے ناصر ہے۔ مجھے ہر طرح سے اتمام حجت کرنا چاہیے۔ لہذا مکلف

سلہ محض دروغ ہے سچے ہو تو بتاؤ کس خط مین؟ یا کس تحریر مین؟

سلہ۲ مطلبش دربطن قائل حاشیہ صفحہ (۷۶) ملاحظہ ہو۔

سلہ۳ بالکل غلط اور مغالطہ ہے۔ صفحہ (۷۶) ملاحظہ ہو۔

سلہ۴ جو کچھہ محبی منشی سعد اللہ صاحب نے لکھا ہے آپکی کلام مین موجود ہے چنانچہ اشاعۃ السنت نمبر ا جلد ۱۳ کی صفحہ ۵ وغیرہ مین بحوالہ صفحات رسائل جناب منقول ہوا اور تفصیل اسکی ریویو مین ہوگی پھر دعوی بہتان سراسر طوفان نہین تو کیا ہے۔

سلہ۵ محض کذب و صریح مغالطہ ہے سلف صالحین سے ایک شخص بھی آپکے مخترعات کا قائل نہین چنانچہ مضمون ریویو رسالہ اشاعۃ السنت سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ سلہ چہ دلاور دزدی کہ

سلہ۶ نہین نہین آپکے مخترعات کا خدا ناصر نہین ہے وہ اپنے دین کا ناصر ہے۔ اور انتحال مبطلین اور تاویل ملحدین کو باطل کرتا ہے۔

ہون کہ مین نے مولوی محمد حسین صاحب کی یہ درخواست بہی منظور کی کہ مسیح موعود مین بحث کیجائے مگر بحث تحریری ہوگی اور تحریر مین کسی دوسرے کا ہرگز دخل نہین ہوگا کیونکہ اب مین ایک مہجور کی طرح آدمی ہون۔ میرے ہاتہون کی طرح کسی دوسرے کے ہاتہ یہہ کام نہین کرین گے۔ مولوی محمد حسین صاحب بہی اپنے ہاتہ سے لکہین اور مین اپنے ہاتہ سے لکہونگا۔ درمیانی شرائط کا تصفیہ بحث سے ایک دن پہلے ہوجائے لیکن دس روز پہلے مجھے خبر ملنی چاہئیے تا لوگ جو شکوک و شبہات مین غرق ہوگئے ہین انکو بذریعہ اشتہارات و خطوط مین بلالون۔ اور تا اس بحث سے ایک عام نفع مترتب ہو اور ہر روز کا جہگڑا طے ہوجائے۔ آپ پر یہہ فرض ہے کہ آپ براہ مہربانی آج محمد حسین صاحب کو اطلاع دیدین اور بحث سے دس دن پہلے مجھے مطلع فرماوین۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۔ ۲۷ مئی [illegible]

اسکا جواب جو خاکسار نے محبّی مولوی محمد حسن سے لکھوایا :

مکرمی جناب مرزا صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

جناب کے خط مورخہ ۲۷ مئی سے جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو اطلاع دیگئی

۱ە آنچہ دانا کند کند نادان ۔ لیک بعد از خرابی بسیار ۔

۲ە ابہی کیا ہے آیندہ دیکہئے گا ۔ ابتداے عشق ہے روتا ہے کیا ۔ آگے آگے دیکہئے ہوتا ہے کیا ۔

۳ە پہلے حضرت و مخدوم و محدث تہے ۔ پہر مشفق مولوی صاحب بنے ۔ اب صرف محمد حسین رہگئے آیندہ دیکہئے کیا خطاب ملتا ہے ہمکو مرزا صاحب یا کسی اور مہربان سے مخدوم مولوی کہلانے کی حرص نہین ہے ۔ اس تذکرہ سے ہمکو یہ ایک نتیجہ نکالنا ہے کہ مرزا صاحب جو لوگون کے خطاب مین تواضع بپش آتے ہین اور ان کو مخدوم وغیرہ خطابات سے یاد کرتے ہین وہ اخلاص پر مبنی نہین ە من ترا حاجی بگویم تو مرا ۔ کے اصول پر مبنی ہے ۔

مباحثے کے لئے آپ جو تاریخ مقرر کرین گے اسپر مولویصاحب کو تیار سمجھین۔ لیکن شرائط کے لئے جو آپنے لکھا ہے کہ **درمیانی شرائط کا تصفیہ ایک دن پہلے ہو جائے** ۔ وہ اسکو منظور نہین کرتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ شرائط کا تصفیہ ابھی سے پہلے ہو جانا چاہئے۔ اور ابھی بذریعہ تحریر شرائط کو ٹھیک کر لینا چاہئے۔ اسلئے گزارش ہے کہ میرے مکان پر بحث ہو اپنے مکان پر انتظام کا ذمہ وار مین خود ہون۔ تحریر فریقین اپنے اپنے ہاتھ سے کرین یا کوئی نویسندہ مقرر کرین اسمین اختیار ہے۔ اپنا دعوے مع دلائل آپ پیش کرین۔ اور اس پر جانب ثانی جو جواب دینا چاہین دین۔ ختم و قطع بحث و کلام کے لئے کوئی حاضرین سے منصف ہو جاے۔ کسیکی منصفی منظور نہو تو جو فریق چاہے کلام قطع کر دے۔ اور منصفی کو ناظرین پر چھوڑ دے۔ آپ جو شرائط اور مناسب سمجھین۔ اس سے اطلاع دین۔ یا ان مین اگر کوئی تغیر و تبدل چاہین تو لکھین۔

۵۔ جون ۱۸۹۱ء خاکسار محمد حسن عفا اللہ عنہ

اس خط کے جواب مین جو خط مرزا صاحب نے مجتی مولوی محمد حسن کے نام تحریر کیا۔ اور اس مین شرائط فاسدہ کو درج کیا۔ وہ یہہ ہے:۔

نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالی۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا شرائط مندرجہ ذیل ہونی چاہئین۔

(۱) جلسہ بحث آپکے مکان پر ہو اور امن قائم رکھنے کے لئے تمام انتظام آپ کے ذمہ ہوگا۔ یہ بات قریب یقین کے ہے کہ چھہ سات ہزار آدمی تک اس جلسہ مین جمع ہو جاینگے ایسا مکان تجویز کرنا آپ ہی کے ذمہ ہوگا۔ میرے نزدیک یہ بات نہایت ضروری ہوگی کہ کوئی

یورپین افسر اس جلسے مین ضرور تشریف رکھتے ہون کیونکہ اسطرف چند آدمی اور دوسری طرف صدہا آدمی ہونگے اور اکثر بدزبان اور مکفر ہونگے۔ بغیر حاضری کسی یورپین کے ہرگز انتظام نہین ہوسکتا۔ لیکن اگر آپکے نزدیک یورپین افسر کی ضرورت نہین تو اول مجھے اپنی دستخطی تحریر سے مطلع فرمادیجئے کہ مین کامل انتظام کر دہ مفسد خیال لوگون کا کرلونگا۔ اور ان کا موہنہ بند رہیگا۔ اور کسی یورپین افسر کی کچھ ضرورت نہین ہوگی۔ اسصورت مین مین یہ شرط ہی چھوڑ دونگا۔ پہر اس تحریر کے بعد ہر ایک نتیجہ کے آپ ہی ذمہ دار ہونگے

(۲) بحث تحریری ہر ایک فریق اپنے ہاتھ سے لکہے اور جو شخص لکہنے سے عاجز ہو وہ اول یہہ عذر ظاہر کرکے کہ مین لکہنے سے عاجز ہون دوسرے سے لکہا دیوے کیونکہ اپنے ہاتھ سے لکہا ہوا اول درجے پر سند کے لائق ہوتا ہے اور دوسرون کی تحریرین اگرچہ بتصدیق کیجاوین مگر پہر بھی اس درجے پر نہین پہنچتین۔ کیونکہ ان مین تحریف کاتب کا عذر ہو سکتا ہے۔ ؎۱

(۳) پرچے پانچ ہونے چاہئین جو صاحب اول لکہے ایک پرچہ زائد کا حق ہے اور مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہوگا چاہین وہ پہلا پرچہ لکہنا منظور کرلین یا اس عاجز کا لکہنا منظور رکہین۔ جسطرح پسند کرین مجھے منظور ہے۔ ؎۲

(۴) ہر ایک پرچہ فریقین کی ایک ایک نقل بعد دستخط ؎۳ صاحب راقم فریق ثانی کو

؎۱ بعد تصدیق وملاحظہ یہ عذر ناممکن ہے۔

؎۲ یہ امر آپنے اب منظور کیا۔ خط نمبری (۹) مین اس سے اصرار کے ساتھ انکار تہا۔ یہان سے آپ کی وقعت راے کا اندازہ ہوسکتا ہے

؎۳ جب تحریر کا دستخطی ہونا قرار پایا تو پہر شرط دستخط کے کیا معنے آپ کی راے کو ناظرین دیکہین۔

اسی وقت بلا توقف دیجاوے اور پھر جلسہ عام مین وہ پرچہ آواز بلند سے سنادیا جاوے

(۵) اس بحث مین تقریراً یا تحریراً کسی تیسرے آدمی کا ہرگز دخل نہو نہ تصریحاً نہ اشارتاً نہ کنایتہً اور جلسہ بحث مین کسی کتاب سے مدد نہ لیجائے۔ بلکہ جو کچھ فریقین کو زبانی یاد رہے وہی لکھا جاوے۔ تا تکلف[۵] اور تصنع کو اسمین دخل نہو لیکن اگر کوئی فریق یہ ظاہر کرے کہ مین بغیر کتابون کے کچھ لکھ نہین سکتا تو پہلے یہ تحریری اقرار اپنی عجز بیانی کا دیکر پھر اسکو کتاب سے مدد لینے کا اختیار ہوگا۔

(۶) اگر کوئی فریق بعض امور تمہیدی قبل از اصل بحث پیش[۵۲] کرنا چاہے تو فریق ثانی کو بھی اختیار ہوگا کہ ایسے ہی امور تمہیدی وہ بھی پیش کرے مگر دونون کی طرف سے یہ تمہیدی امور ایک ایک پرچہ تحریری طور پر پیش ہونگے ایسے پرچہ کی نسبت فریقین کو اختیار ہوگا کہ جو پہلے لکھ رکھا وہی پیش کردے لیکن دوسری تمام تحریر روبرو جلسہ کے لکھی [illegible] پیش نہین کیجاوے گی۔

(۷) بحث صبح کے چھ بجے سے دن کے گیارہ بجے تک ہوگی اور اگر ایک جلسہ کافی نہوگا تو پھر دوسرے جلسے مین اور اگر دوسرا بھی کافی نہو تو تیسرے دن تک ہو سکتی ہے۔

(۸) پرچون کی تحریر کا وقت مساوی ہونا چاہئے۔

(۹) بحث کے دن سے پہلے دس روز ہمین اطلاع ہونی چاہئے کیونکہ اس بحث

---

[۵] یہ صرف بہانہ اور بناوٹی عذر ہے۔ کتاب سے نقل پیش کرنے مین تکلف کیا ہی اور تصنع کیسا منصفین۔ انصاف کرین۔

[۵۲] یہ بھی بعد از خرابی بسیار منظور ہوا۔ خط نمبر (۹) مین تو آپ اصول تمہیدی کو لغو کہہ چکے ہین۔ آپکی متانت اور استقلال راے کو دیکھنا چاہئے۔

کے دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آنیوالے ہین -

(۱۰) بحث جلسہ عام مین ہوگی اور یہ عاجز اپنے دوستون کو اطلاع دینے کے لئے ایک اشتہار چہاپ کر شائع کرے گا اور فریق ثانی کا اختیار ہوگا چاہئے وہ بہی اشتہار شائع کرے یا نکرے -

(۱۱) حاضرین کی منصفی کی کچھ ضرورت نہین اور نہ ہوسکتی ہین - بلکہ دونون فریق کی تحریرین اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ سے پبلک کے سامنے رکہی جائینگی - تب لوگ عام طور پر خود انصاف کرلینگے * راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ - ۶ جون ۱۸۹۱ء از لودہانہ محلہ اقبال گنج

اسکا جواب جو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب سے لکھوایا :-

نمبر ۳۹ مکرمی جناب مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالے -

[illegible]

ان مین اکثر شروط فاسدہ ہین -

(۱) آپکی پہلی شرط کہ مکان چہہ سات ہزار آدمی کے لائق ہو اور پہر ذمہ واری خاکسار کی طرف سے ہو ناقابل قبول شرط ہے - مین نے صرف اپنے مکان مین ذمہ واری کا وعدہ کیا ہے اور میرے مکان مین جسقدر آدمیون کی گنجائش ہے جناب کو معلوم ہے پہر مین اس شرط کو کیونکر قبول کرسکتا ہون - آپ میری تحریر سابق کے خلاف یہ شرط بڑہاتے اور چہہ سات ہزار کی جمعیت کا مکان تجویز کرنا چاہتے ہین تو خود کرین اور خود ہی ذمہ وار امن اس ازدحام عام کے بنین یورو پین افسر کو بلادین یا پولیس سے کام لین - اور اگر خاکسار کی ذمہ واری منظور خاطر سامی ہے تو آپ اس بیفایدہ او

لہ یہ بحث گذریہ شیخوپورہ مین عموم جلسہ آگیا -

ٹہ جس سے آپکے شعوری گریز ثابت ہوتا ہے کہ مناظرہ منظور نہین تو ٹٹی کی آڑ مین گمیان شکار کہیلتے ہین صاف انکار کیون نہین کرتے

ٹہ یا آسمانی مدد سنگوا دین جسمین آپ کی مسیحائی پر بہی ایک نشان قایم ہو -

ٹہ اور اس شرط کے پیش کرنے سے گریز مد نظر ہو -

عسیر الوقوع شرط کو جانے دین - اور صرف چند آدمی (جیسا کہ جناب خط مین لکھتے ہین) ہمراہ لیکر خاکسار کے مکان پر آنا منظور فرما دین - مگر پہلے ان آدمیون کی فہرست مرتب کر کے میرے پاس بہیجدین یا (اگر یہہ منظور نہو) تو خاص انکی طرف سے فساد وقوع مین نہ آنے کے آپ ذمہ وار ہون - جانب ثانی کی جمعیت کا مجھے اختیار رہے مین چاہون اور مطمئن نہون تو ایک کو بہی اپنے مکان مین آنے نہ دون اور چاہون تو چند معزز ذی وقار اشخاص کو جن کی طرف سے مطمئن ہون آنے دون - اس صورت مین جناب کو اس مضمون کی دستاویز دے سکتا ہون - کہ اس جانب سے کوئی شخص شر و فساد نکریگا -

(۳) شرط دوم مین جبکہ فریقین کی تحریرات کا پڑھا جانا اور اپنی فریقین کے دستخطون کا ثبت ہونا آپنے[٥١] تجویز کیا ہے تو پہر تحریف و تبدیل کا امکان کہان ہے و معہذا حسب درخواست آپکی یہہ شرط منظور ہے -

(۴) آپکی تیسری اور ساتوین شرط کسیطرح قابل تسلیم نہین - اور کوئی اہل علم قبول نکریگا[٥٢] - جناب من ایسے مشکل مسائل کی بحث کا دو دو سوال و جواب مین اور محدود اوقات و ایام مین طے ہونا عادتاً محال ہے - مباحثہ سے مقصود تحقیق و اظہار حق ہے نہ مغالطہ - ہمارے اور ہر ایک منصف طالب تحقیق کے نزدیک نہ ایام کی تعیین ہونی چاہیئے - نہ تعداد سوالات و جوابات - بلکہ جسقدر سوال و جواب

---

[٥١] یہ شرط بہی ایک گریز کا بہانہ تہا - مگر ہمنے آپ کو ڈہیل دینے کی غرض سے اسکو منظور کر لیا -

[٥٢] کیونکہ وہ صریح مغالطے پر مبنی ہین - اور گریز کا ایک بہانہ - ایسی شرط کو وہ شخص پیش کریگا جسکو مباحثہ منظور نہو گا -

فریقین چاہین کرین اور جسقدر ایام مین مباحثہ تمام ہو کیا جاوے - جبتک کوئی فریق کہتے سننے کی گنجایش پاوے کہتا سنتا جاوے اور جب وہ دیکھے کہ فریق ثانی کج بحثی کرنے لگا ہے - جسکے جواب سے تعرض ضروری نہین تو وہ اس وقت اپنی کلام کو قطع کر دے اور انصاف کو سامعین و ناظرین پر چھوڑ دے -

(۵) شرط پنجم مین جو آپنے لکھا ہے کہ فریقین جو کچھہ لکھین زبانی یاد سے لکھین کتاب کی طرف رجوع نکرین قابل قبول نہین[۵] - مقابل اپنی تحریر مین کوئی ایسی بات لکھنا نہین چاہتے جسمین اون کا سلف سے کوئی امام نہو - لہذا اون کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر ایک بات پر شہادت کتب پیش کرین - اور اُن کتابون کی عبارتین نقل کرین - اور یہ بات ظاہر ہے کہ بجز قرآن مجید بڑی بڑی کتب حدیث و تفسیر و فقہ و اصول کو اول سے آخر تک کوئی شخص [illegible] نہین [illegible] وہ آپ کی اس شرط کو کیونکر منظور کرین - آپ اس شرط پر اصرار کرین گے تو کافہ اہل علم کے نزدیک جو ثبوت دعوے کے لئے کتب سلف کی عبارات کی شہادت ضروری سمجھتے ہین اور تحریری و تقریری مناظرات مین عبارتین نقل کرتے چلے آتے ہین - مصر علی خلاف الحق متصور ہونگے - کیونکہ علم منقول یعنے دین مین نقل بکار ہے نہ محض خیالی اور عقلی باتین -

(۶) آپ کی شرط ہشتم محض تحکم ہے[۶] - جناب من یہ کسی یونیورسٹی کا امتحان نہین

---

[۵] یہ شرط آپکی گریز پر روشن دلیل ہے آپسے اس شرط کا ایفا ممکن ہے کیونکہ آپ کا علم فقط خیالی ہے - لہذا جو کچھ آپکے خیالمین آتا ہے اسکو آپ تحریرات مین درج کرتے ہین اور کسی کتاب سے شہادت پیش نہین کرتے - چنانچہ آپکے رسائل فتح اسلام و توضیح المرام اسپر شاہد ہین آپکے مقابل اس امر کو جائز نہین سمجھتے کہ کوئی بات پیش کرنا نہین چاہتے - جسپر عبارات کتاب کی شہادت نہو لہذا وہ اس شرط کو کیونکر پورا کر سکتے ہین

[۶] اسلئے کہ گریز کا بہانہ اس شرط پر آپ اصرار کرین گے تو کس ناکس کے نزدیک اسکا اس[illegible] متصور ہونگے -

کہ جواب وسوالات کے لئے مساوی وقت مقرر کیا جاوے۔ مباحثہ اور مناظرہ مین تو اس مساوات کے کوئی معنے نہین ایک شخص مدعی ہو تو اسکو اثبات دعوے اور ایراد دلائل کے لئے اسقدر وقت بکار ہے کہ اُسکے مقابل مانع کو جو صرف لا نسلم کہکر سکوت اختیار کر سکتا ہے اسوقت کا عشر عشیر بھی بکار نہین ہے۔ اور دو مدعیون مین سے بھی ممکن ہے کہ ایک کا دعوی تھوڑی ثبوت کا محتاج ہو اور دوسری کا زیادہ ثبوت طلب ہو بنظر انصاف آپ دیکھین گے تو خود ہی اس شرط کو ترک فرما دین گے۔

(۷) شرط یازدہم بھی خلاف انصاف ہے مجلس مناظرہ مین اگر کوئی منصف ہو تو کم از کم شروط مسلمہ کی پابندی کرانے والا کوئی حکم تو ضرور چاہئے۔ خیر صرف آپکی خاطر ہم اس شرط کو منظور کرتے ہین۔

اگر مرزا صاحب ان شروط فاسدہ کو واپس لیوین اور بجائے انکے شرائط صحیحہ کو تسلیم کرین تو اس امر کو بذریعہ خط اسی جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ظاہر کرین اور وہ خط خاکسار کے پاس بھیجدین۔ جسپر جناب مولوی صاحب تاریخ مناسب مقرر فرما کر میری معرفت جناب کو اطلاع دین گے۔

۱۳ - جون ۱۸۹۱ء - لودہانہ خاکسار محمد حسن عفی اللہ عنہ

اس خط کا جو جواب مرزا صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب کو دیا ہے اُسمین شرط اول کی ترمیم سے انکار کیا۔ اور اپنی اُسی شرط پر اصرار کا اظہار فرمایا۔

باقی شرائط کی ترمیمات کی نسبت سکوت اختیار کیا اور یہہ بہانہ پیش کر دیا کہ باقی شرائط جسقدر اس عاجز سے کیجئے ہین وہ آن مکرم سے نہین بلکہ مولوی صاحب محمد حسین سے ہین اگر وہ نہین منظور ہون یا نامنظور ہون وہ اپنی قلم سے اطلاع دین اور جبتک وہ خود اطلاع نہ دین

سه لو نیز اس غرض سے کہ اس شرط کو منظور نکرنے سے آپکو فرار کا بہانہ ہاتھ نہ آئے۔

۴ مین تبتک یہ عاجز کچھ نہین کہہ سکتا"— چلو چھٹی ہوئی۔ اور بحث ختم ہوئی اور مرزا صاحب کے جوش وخروش پر یہ مثل صادق آئی سے بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا — جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا۔ مرزا صاحب نے یہ بات لکھتے ہوئے یہ خیال نفرمایا کہ آپنے اُن شروط مین مجھے کب مخاطب بنایا۔ اور میری طرف کونسا خط ارسال کیا تھا کہ مین بلاواسطہ انکو مخاطب بناتا۔ اور اپنی قلم سے ترمیمات مذکورہ کی ان کو اطلاع دیتا۔ جسکو آپنے وکیل بنا کر ان شروط سے مخاطب کیا تھا۔ اسکو مین نے جواب دیدیا جسکا آپ کو بھی اقرار ہے پھر اس جواب کو ملتفت تسلیم نکرنا اور اپنے وکیل کی وکالت کو ساقط الاعتبار ٹھیرانا گریز وفرار نہین تو کیا ہے — یہ تیسری دفعہ گریز وفرار کا الزام آپ پر ثابت ہوا۔ بھر بھی ہم آپ کا پیچھا نہین چھوڑتے۔ لیجیے اس جواب شروط کو اپنے رسالہ مین چھپا کر ارسال کرتے ہین۔ آپ کوئی اور حیلۂ فرار نکالئے اور مباحثہ سے ... [illegible]ائے۔ ناظرین خود انصاف کرلین گے +

کرنیکا حرف زبان پر نہ لائے - بلکہ باوجودیکہ میان رجب الدین و میان محمد چٹو صاحب نے انکو بہتیرا اکسایا اور مباحثہ پر آمادہ کیا مگر وہ اپنے کمان افسر حافظ محمد یوسف صاحب کی ماتحتی اور پیران کی غیر حاضری کے عذر سے اس مباحثہ سے جان بچاتے رہے - اور ادھر حافظ صاحب جو مباحثہ سے انکے جان بچانیکا انکو شاید وعدہ دے چکے تھے کہین مفقود الخبر ہو گئے - اور مزید تفحص و تفتیش کے بعد منشی محمد بخش صاحب کے ان کے پاس پہنچنے پر رات کے بارہ بجے کے قریب وہ اس مکان مین آئے -

اس وقت حکیم صاحب نے حافظ صاحب اور دیگر حاضرین و معتقدین سے یہہ عذر پیش کر کے کہ "جموں مین ہمارا بہت جلد جانا ضروری ہے اور در صورت توقف مسلمانون کا حرج عظیم متصور ہے - رخصت کے خواستگار ہوئے - حاضرین مجلس [illegible] اس عذر [illegible] انکو رخصت [illegible] دینے کے سوا کچھ نہ سوجھا - پھر آپنے ایک شب کے لئے لودہانہ جانے - اور وہان سے اسباب اور اہلبیت کو لانے کی ضرورت کو ظاہر کیا - اور ۱۵ تاریخ کو پانچ بجے صبح کے لودہانہ کی طرف کوچ کیا -

وہان جاکر آپ کو جموں کا وہ ضروری کام بھول گیا - اور وہ عذر ہی آپکے خیال سے جاتا رہا - وہان آپنے ۱۸ اپریل تک قیام و آرام فرمایا - اور پھر ۱۹ اپریل کو لاہور پہنچکر جموں کی طرف منہہ کیا -

ہملوگ جو حکیم صاحب کے شبینہ مشورہ اور دیرینہ ارادہ سے واقف نہ تھے ۱۵ اپریل کو تمام دن آپکے منتظر رہے رات ہوئی تو انکی یاد آوری اور طلبی سے مایوس ہو کر اس امر پر آمادہ ہو گئے - کہ علی الصباح بلا طلب و اجازت حکیم صاحب کے فرودگاہ پر دھاوا کرینگے اور بر طبق "تو ہان نہ مان مین تیرا مہمان" خود جا کر خواستگار اتمام مباحثہ ہونگے - یہہ سوچکر رات ہی کو رقعات اطلاعی و طلبی بنام شرکار مجلس تحریر کئے جو نماز صبح کے بعد

ان لوگون کے مطالعہ مین آئے ۔ ومنجملہ ان اصحاب واحباب جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب تو بعد نماز صبح اپنے مکان سے چل بھی پڑے تھے ۔ اور بعض دیگر احباب کے رقعات متضمن وعدہ شمولیت پہنچگئے تو ایک مخبر صاحب یہ منحوس خبر لائے کہ حکیم صاحب تو

ع خرجت مع البازی علی سواد۔ پر کاربند ہو کر کچھ رات رہتے یعنے ۲ بجے کے بعد لاہور کو چھوڑ گئے ۔ یہ سنکر ان حضرات حاضرین شرکت مجلس کیخدمات مین ادہ قاصد روانہ کیئے جوان کو اس تکلیف تشریف آوری سے روکین۔

اسکے بعد جو کارروائی ہمنے کی اور طرف ثانی سے ہوئی اسکا بیان ہم پیچھے کرین گے اس سے پہلے ہم اس مباحثہ کے واقع ہونے ۔ اور اس واقعہ کے صحیح ہونے اور ان سوالات وجوابات کے حکیم صاحب اور خاکسار کے مابین دائر ہونے پر اس مجلس کے ارکان و اعیان [illegible] ہین شہادت پیش کرتے ہین

جسکی وجہ یہہ ہے کہ ہمارے راستباز مسیح اور انکے سچے حواری خاکسار سے حکیم صاحب کے مباحثہ کرنے کا انکار کر چکے اور یہہ فرما چکے کہ "آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا" یعنے تو تو اس مجلس مین بطور وزیٹرون (تماشائیون) کے بلایا گیا تھا اور بات چیت جو ہوئی تھی سو حافظ محمد یوسف کی حکیم صاحب یا مولوی عبد الرحمن صاحب سے ہوئی تھی ۔ تو کون ہے کہ ہو لگا کر شہیدون مین داخل ہوتا ہے اور خود بخود مبارز ومباحث بن بیٹھا ہے ۔

ان تقریرات وبیانات صداقت آیات ان حضرات تقدس سمات سے (جو ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء مین شائع ومشتہر ہو چکے ہین) ممکن بلکہ بظن غالب مظنون ہے کہ اصلی حقیقت سے ناواقفون پر برا اثر ہو ۔ اور وہ ان بیانات پر اعتماد کر کے دعوے مباحثہ کو غلط سمجھین ۔ لہذا ضرورت ہوئی کہ حضار مجلس سے ایسے اعیان کی

ببرد

ا؎ حضرت مسیح کا قول ہے آپکا خط نمبر (۸) مورخہ ۱۶ اپریل ملاحظہ ہو [illegible] آپکے حواری کہہ رہے ہین ضمیمہ سیالکوٹ گزٹ ۲۵ اپریل ملاحظہ ہو۔

شہادت کو جنکی وجاہت اور صداقت مین ان حضرات کو جائے کلام نہو پیش کیا جاوے گی

اسکے بعد جواب نمبری ۲۴ کا تتمہ درج کیا جائیگا۔

اسکے بعد پہلی کارروائی فریقین کا بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

شہادت اعیان ارکان مجلس

جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور کی

شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاکسار اس گفتگو مین جو ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی محمد امیر الدین صاحب کے مکان پر مابین جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی ہوئی تھی اول سے آخر تک حاضر تھا۔ خاکسار کے سامنے یہہ سوال و جواب مرقوم الصدر مابین مولوی صاحب اور حکیم صاحب ممدوحاین کے ہوئی۔ آخری تقریر نمبری ۲۴ کے بیان مین جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے اصول ممہدہ مین سے اصل نمبری ۸۔ کا حوالہ دیا۔ اسپر خاکسار نے عرض کی کہ اس تمام تحریر پر جو اب تک ہوئی ہے فریقین کے دستخط ہو جانے مناسب ہین تا کہ حوالہ کے وقت کسیکو اپنے مسلمات سے اعتراض و انکار کی گنجایش نہ ہے خاکسار کی یہ گذارش مقبول و منظور ہوئی۔ اسپر منشی محمد دین* صاحب نے جو یہہ سوال و جواب لکھتے جاتے تھے اول سے آخر تک تمام تقریر سنائی پھر جناب حکیم صاحب نے خود بھی اپنے ہاتھ مین لیکر اور اس تحریر کو پڑھکر فرمایا کہ اسکو صاف کر لینا چاہئے مین دستخط کر دونگا۔ اب منشی محمد امیر الدین صاحب اور حافظ محمد یوسف صاحب نے کسیقدر اصرار کے ساتھ جناب حکیم صاحب کو مجلس سے اٹھا لیا

* یہ سعادتمند نوجوان علیگڈہ کالج کی بی اے کلاس کے طالب علم ہین۔ اور لاہور کے باشندہ اور ہمارے عزیز تلمیذ ہین۔ اد ام اللہ الی ما تمناہ

اور حکیم صاحب ان کی ہمراہ کہین تشریف لے گئے حکیم صاحب کے تشریف لیجانے کی بعد بہت سے اصحاب جن مین خاکسار بہی تہا تقریبًا ایک گھنٹہ یا اس سے کسیقدر زائد دیر تک اس مجلس مین حاضر رہے جب اس اثناء مین حکیم صاحب واپس تشریف نہ لائے تو خاکسار جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے رخصت ہو کر اور یہ عرض کر کے چلا آیا کہ پہر گفتگو کے وقت سے آپ مجہے اطلاع دیجئے گا۔ مین انشاء اللہ حاضر ہو جاؤنگا۔ چنانچہ مین اس روز تمام دن منتظر رہا۔ ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء کو صبح کے وقت مولوی صاحب ممدوح کی طرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا خاکسار کے پاس آیا کہ حکیم صاحب نے تو مباحثہ کے لئے ہمین بلایا مگر ہم چاہتے ہین کہ خود وہان جائین اور ان سے مباحثہ پورا کرنے کی درخواست کرین لہذا آپ تشریف لے آوین حسب وعدہ آپ کو مطلع کیا گیا۔ چنانچہ خاکسار یہ رقعہ دیکہنے کی [illegible] اور آدمی ملا جس نے مولوی صاحب کیطرف سے بیان کیا کہ اب آپ تکلیف نکرین۔ حکیم صاحب رات کے پانچ بجے لودہانہ چلے گئے۔ یہ پیام سُنکر خاکسار راستہ سے واپس چلا آیا

العبد محمد عبد اللہ عفی اللہ عنہ۔ اول مدرس عربی اورنٹیل کالج لاہور

جناب خان بہادر فقیر سید جمال الدین صاحب رئیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور کی شہادت

جب راقم وہان گیا تو اس وقت حکیم صاحب اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے مابین سوال و جواب ہو رہے تھے۔ اور راقم کے سامنے اخیر مین یہ سوالات و جوابات پڑہے گئے تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ صاف ہو جاوین تو پہر دستخط کرونگا۔ پہر حکیم صاحب کسی ضرورت کے واسطے تشریف لے گئے۔

راقم۔ فقیر جمال الدین عفی عنہ۔

جناب اخی مکرمی شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور کی شہادت

۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو مین مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی اور فقیر جمال الدین صاحب کے بعد اس مجلس مین گیا تھا نہ اس خیال سے کہ مین مناظرہ مین شامل ہون بلکہ مناظرہ کا مجکو علم بہی نہ تھا مین وہان مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ کسی جگہہ جانے کے لئے کسی اور معاملہ دنیاوی کیخاطر گیا تھا کہ وہ وقت مولوی نورالدین صاحب نے میرے ساتھ کہین جانے کیلئے مقرر کیا ہوا تھا - بہرحال مین نے گفتگو مابین مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی نورالدین صاحب ہوتی سنی آخر کار تنگی وقت کے سبب مولوی نورالدین کو بعض انکے احباب نے اٹھا لیا اور گفتگو مذہبی کے واسطے آیندہ کیلئے التوا کرنا پڑا -

پہر ۱۵ اپریل [illegible] آیا جسکا مضمون یہ تہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی خبر تار برقی لودہانہ مین بنام مرزا غلام احمد صاحب پہنچی ہے کہ مولوی نورالدین صاحب جو بحث شروع کر کے بہاگ گیا ہے اسکو واپس کرو ورنہ شکست یافتہ سمجہے جاؤگے - مولوی نورالدین نے مجکو لکہا کہ عام جلسہ کا انتظام ہو تو مع مرزا صاحب کے لاہور وہ پہنچین اور مجکو نیز ایما رتہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کیخدمت مین عرض کیجاوے کہ ۱۴ اپریل کو قریب ۹ بجے دن کے جو انکو یکبخت جانا پڑا ایک ضروری امر تہا میری رائے مین ۹ بجے جو مولوی نورالدین نے گفتگو ختم کی اسمین ضرور ترمیم واقعی تہی - بعد وصول رقعہ مولوی نورالدین کے منشی عبدالحق صاحب کے ساتھ بخدمت مولوی محمد حسین صاحب چپراسی روانہ کیا اور عبدالحق صاحب نے بخدمت مولوی محمد حسین صاحب خط مرزا غلام احمد صاحب کا پیش کیا - آخر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی عبدالحق صاحب نے مجکو لکہا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے بجواب خط مرزا صاحب لکھدیا ہے کہ بعد مطالعہ کتاب ازالہ اوہام بحث کیواسطے تاریخ مقرر کرینگے - الغرض ۹ بجے تک ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو گفتگو ہر دو

سلہ یہ تار سے پہلے دو مرتبہ منشی عبدالحق صاحب نے غلط لکھا ہے [illegible] منقول ہوگا -

صاحبان کی ہوتی مین نے سنی۔ آخر کار سوالات و جوابات میرے سامنے بمواجہ ہر دو فریق پڑہے گئے اور انکو صحیح مانا گیا۔ مگر مولوی نورالدین صاحب نے کہا کہ بعد صفائی کے دستخط کرین گے ❊

بکم مئی۔ الفقیر خدا بخش۔

عزیزم مولوی عبدالعزیز صاحب ملازم سررشتۂ تعلیم و رکن انجمن حمایت اسلام کی شہادت

مین اس جلسے مین اول سے آخر تک موجود تہا اور جسقدر واقعہ مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی نے تحریر فرمایا ہے میرا اس کے ساتھ کلی اتفاق ہے

عبدالعزیز ۔ [illegible] ۱۸۹۱ء

صادق القول حضرت مسیح اور انکے راستباز حواری۔ ان شہادات کو دیدۂ عبرت سے پڑہین اور تہوڑی دیر کے لئے اپنے اپنے گریبانون مین منہہ ڈالین۔ اور پہر خوف آخرت و ننگ دنیا کو پیش نظر رکہکر انصاف سے کہین کہ اس واقعہ کے بیان مین کون سچا ہے اور کون جہوٹا۔

ان شہادتون کو وہ صادق اور کافی نہ سمجہین تو ان اعیان سے یا ان کے برابر صادق القول اور وجیہہ اشخاص کی شہادت سے یہ ثابت کرین کہ یہ مباحثہ حافظ محمد یوسف صاحب اور حکیم صاحب یا مولوی عبدالرحمن صاحب کے مابین ہوا تہا۔ اور ان سوالات و جوابات کا سلسلہ انہی حضرات مین جاری تھا۔ ابو سعید محمد حسین ایک گوشہ مین وزیٹرون کی لائن مین چپ چاپ بیٹھا تھا۔

ایسے اعیان انکو شہادت کے لئے میسر نہ آئین تو اپنی ہی حامیون اور تسلی یافتہ حواریون مین سے جن کے نام ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵۔ اپریل مین مشتہر کر چکے ہین تین

اشخاص حافظ محمد یوسف صاحب منشی الٰہی بخش صاحب منشی عبدالحق صاحب سے اس مضمون کی شہادت دلوادین مگران کی شہادت ہم حلف سے لین گے اور خاص مجلس مین جن الفاظ سے چاہین گے یہ مضمون کہلوائین گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات مین ایسے لوگ بہی ہین جو فقرہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" پر عمل کرکے تاویل وتوریہ کے ساتھ تہوڑا سا جہوٹ بولنا بہی جائز سمجھتے ہین۔ ہم ان سے ایسے الفاظ سے حلفی شہادت لین گے جنمین وہ تاویل وتوریہ نکرسکین گے۔ اور پہلے انکو یہ مسئلہ سمجہادین گے کہ حلف مین توریہ جائز نہین ہے وہ دوسرے کی نیت پر واقع ہوتی ہے ✣

تتمۂ جواب نمبری ۲۴

(اس جواب کے شروع (ایک سطر) کا اعادہ کرکے جواب پورا کیا جاتا ہی)

آٹہوین اصل (یا محاورہ عام کے مطابق اصول) مین۔ آپ (حکیم صاحب) تسلیم کرچکے ہین کہ احادیث وقرآن کے اصلی معنے (یعنے حقیقی) بلا دلیل توہی ترک کرنا اور اس کے مجازی معنے بلا وجہ قوی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور امید ہے کہ صحابہ کو بہی آپ اس قاعدہ سے ناواقف یا دیدہ ودانستہ اسکے مخالف قرار دین گے کیونکہ وہ لوگ آپ سے اور اسوقت کے تمام لوگون سے افقہ واورع تھے اور محاورات عرب اور خطابات سید العجم والعرب سے بخوبی واقف تھے۔ اور اصول صحیحہ کے پابند۔

اور جواب نمبری ۲۳ مین۔ آپ تسلیم کرچکے ہین۔ کہ یہ لفظ (مسیح یا ابن مریم) قرآن مین آیا تو صحابہ نے اس سے حضرت عیسے نبی اللہ کو مراد سمجہا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کا اصلی معنے یہی (عیسے نبی اللہ) ہین۔ یہ معنی اصلی نہوتے تو قرآن مین وہ اس لفظ سے یہ مراد نہ سمجہتے۔

ان دونون مقدمات مسلمہ جناب کو ملانے سے صاف اور قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ حدیث مین وارد ہوا تو وہان بھی صحابہ نے اس لفظ سے حضرت عیسی نبی اللہ کو مراد سمجھا خصوصًا ایسی حالت مین کہ ان (صحابہ) سے اس کے برخلاف اس لفظ سے مثیل مسیح یا اور معنے مجازی مراد سمجھنا ابتک ثابت نہین ہوا۔ جسکا آپنے بھی جواب نمبری ۲۴ مین اعتراف کر لیا ہے۔ اس قطعی نتیجہ کے ابطال و مقابلہ مین اگر آپ یہہ کہین کہ قرآن مین اس لفظ کے نازل ہونے کے وقت تو اسکے اصلی معنے حضرت عیسی نبی اللہ تہے۔ مگر حدیث مین اس لفظ کے استعمال کئے جانے کے وقت وہ معنی اصلی نہ رہے۔ یا یہہ کہین کہ آنحضرت کے اصحاب اصلی معنے کو بلاوجہ ترک کرنے کے عدم جواز سے واقف نہ تھے۔ یا وہ باوجود واقفیت اس عبارت حدیث سے بیخبر تھے تو پہر آپ کی اس بات کا کوئی جواب نہین ہے سے

انیست جوابت کہ جوابت ندہم ۔

(لطیفہ اعتراضیہ)

جواب نمبری (۲۱ و ۲۳) مین تو حکیم صاحب نے مسیح ابن مریم کے لفظ کا قرآن مین وارد ہونا تسلیم کر لیا تہا۔ مگر آپنے پرائیویٹ جلسون مین جنہین آپ نئے حواریون کو حضرت مسیح علیہ السلام کا سولی دیا جانا۔ اور پہر اپنی موت سے فوت ہو جانا تلقین فرماتے رہے تھے۔ اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے سے انکار کیا تہا۔ اور صاف فرما دیا کہ مولوی صاحب (خاکسار کو کہتے ہین) سخت غلطی کرتے ہین کہ بار بار اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے پر زور دے رہے ہین۔

آپکے اس انکار کو ان حواریون نے مان لیا۔ اور ایک مولوی حافظ بھی (جو عقل و فہم کا بھی حافظ ہے) آپکے اس انکار کا مصدق ہوا۔ دوسرے دن اس امر کا

تذکرہ خاکسار کے پاس میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب نے کیا تو خاکسار نے اُسیوقت قرآن سے ایسی آیات کا نشان دیا جنمین یہ لفظ وارد ہے۔ پہر مجمع عام و عظ جمعہ مین اُن آیات* قرآنیہ کو پڑہکر سُنا دیا۔ ہمکو ان حواریون کے زود اعتقادی پر افسوس نہین ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قرآن سے ماہر نہین۔ اور بعضے تو بالکل ان پڑہ ہین جو قرآن کا ایک حرف پڑہ نہین سکتے۔ افسوس ہے تو حکیم صاحب پر ہے جنہون نے اس انکار مین غضب ڈہایا۔ اسمین آپنے دیدہ و دانستہ نئے حواریون کو دہوکہ دیا تو محل افسوس ہے اور اگر یہ انکار نا واقفی پر مبنی ہے تو پہر آپکا دعوے قرآن دانی محل تعجب ہے۔ اور یہ آپکے اس دعوی الہام تبیین (بنین لک) جسکو آپ لودہانہ کی ایک مولوی صاحب ظاہر کر چکے ہین) کو غلط قرار دجال کے متعلق جو آپنے جواب دیا ہے۔ اسمین آپنے دجل سے جو دجال کا مادہ ورود ہے۔ خوب ہی کام لیا اور حق و باطل کو خلط ملط کر دیا ہے ❊

جواب نمبری (۲۱) مین آپ اس لفظ کی مراد مین اختلاف ظاہر کیا ہے اور اس اختلاف کے ایک شق کو کہ حضرت عمر ابن صیاد کو دجال کہتے اور اسپر قسم کہاتے تہے بیان کیا۔ پہر جب سوال نمبری (۲۲) مین دوسرے شق اختلاف کے بیان کا آپسے مطالبہ ہوا تو آپنے یہہ کہدیا کہ مجہے یاد نہین کہ سوا ابن صیاد کسیکو دجال کہا گیا ہو۔ اس سے آپنے یہہ جتایا کہ دجال سے صرف ابن صیاد بالاتفاق مراد ہے۔ اور ہمارے یاد مین اس مراد کا کوئی مخالف نہین۔ ان جوابات مین آپنے کئی وجہ سے دجل (حق باطل

---

* قرآن مجید مین کئی جگہ لفظ المسیح عیسے ابن مریم وارد ہے (دیکہو آل عمران ع ۵ - النساء ع ۲۲ - وغیرہ)۔
" کئی جگہہ لفظ المسیح ابن مریم۔ (دیکہو مائدہ ع ۳ و ۱۰ - التوبہ ع ۵ - وغیرہ)۔
" کئی جگہہ لفظ عیسی ابن مریم ہے (دیکہو بقرہ ع ۱۱ - مائدہ ع ۱۱ - سورہ مریم ع ۲ - وغیرہ)
" کئی جگہہ صرف ابن مریم ہے (دیکہو زخرف ع ۶ - المومنون ع ۳ وغیرہ)۔
ان مقامات کے دیکہکر وہ مولوی حافظ جنہون نے حکیم صاحب کے انکار کی تصدیق کی تہی۔ شرمندہ نہ ہون تو تعجب ہے۔

کا خلط) اختیار کیا

وجہ اول یہ کہ حضرت عمر فاروق کا ابن* صیاد کو دجال کہنا ہی معنے نہین رکہتا کہ وہ آپکے نزدیک دجال موعود تہا۔ کیون جائز نہین کہ آپنے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کی پیدا ہونے کی خبر حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین (جو حاشیہ مین منقول ہے) آئی ہے شمار کیا ہو۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین بعض علما سے نقل کیا ہے کہ شاید حضرت عمر کے اس قول سے یہہ مراد ہو کہ ابن صیاد اُن دجالون مین سے ہے جو نبوت کا دعوے کرین گے۔ اور لوگون کو بہکاوین گے۔ اور ان کے دین کو گڈمڈ کردین گے۔ (چنانچہ ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ بہت نظر آرہے ہین) نہ یہہ کہ وہ مسیح دجال موعود ہے"۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجّالون کذابون قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ (مسلم صفحہ ۳۹۷)

قیل لعل عمر اراد بذلک ان ابن الصیاد من الدجالین الذین یخرجون فیدعون النبوۃ او یضلون الناس و یلبسون الامر علیھم لا انہ المسیح الدجال (مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ [illegible])

اس وجہ سے معاملہ دجال و ابن صیاد کے متعلق آپ کا ایک مغالطہ ثابت ہوا

وجہ دوم یہ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ حضرت عمر کا یہی خیال تھا کہ ابن صیاد

---

* ابن صیاد مدینہ کا یہودی تہا۔ آنحضرت صلعم کے وقت مین اُس نے نبوت کا دعوے کیا تہا۔ اور اس مین بعض ایسی عجیب باتین موجود تہین جو دجال مین ہونگی۔ پہر وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے حج بہی کیا۔ اسکے مسلمان و دجال ہونے مین صحابہ کا اختلاف رہا۔ (جسکا بیان 3 سوم مین ہوگا) اور اسکی عجیب باتون کا بیان ریویو مین ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

وہی دجال موعود تہا۔ مگر جب اُس فرضی خیال سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر کو روک دیا۔ اور صاف فرمادیا (چنانچہ بخاری وسلم مین آیا ہے) کہ (اے فاروق) یہ (ابن صیاد) وہی (دجال موعود) ہے۔ تو تجھے اسکے قتل پر تسلّط نہو گا کیونکہ اسکا قاتل حضرت عیسی بن مریم ہوگا۔ اور اگر یہہ اور دجال ہے تو اُسکا قتل کرنا اچہا نہین ہے کیونکہ یہہ ذمی (عہدی) ہے جنکا قتل کرنا جائز نہین۔ تو [illegible] کا وہ فرضی خیال قائم رہتا۔؟ کیا یہ امر ممکن۔ اور بلحاظ

فقال عمر بن الخطاب۔ ذرنی یارسول اللہ اضرب عنقہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکنہ فلن تسلّط علیہ وان لم یکن فلا خیر لك فی قتلہ (مسلم صـ۳۹۸)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکن ہو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسے بن مریم والا یکن ہو فلیس لك ان تقتل رجلا من اہل العہد (مشکوۃ صـ۴۷۹)

کمال حضرت عمر کے اتباع واتقا مین جائز ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم آپ کو دجال موعود کی نسبت یہ خبر دین کہ وہ حضرت عیسے بن مریم کے ہاتھ سے قتل کیا جائیگا اور پہر حضرت عمر اسی کو دجال موعود سمجہین۔ ہرگز نہین۔

آپنے قول فاروقی کے یہ معنے جتاکر اور اسکے مخالف قول نبوی سے چشم پوشی کر کے مسلمانون کو سخت دہوکا دیا ہے۔ اور اسمین دجل سے خوب کام لیا ہے۔

وجہ سوم۔ سلف صحابہ مین جو اختلاف تہا۔ وہ ابن صیاد کے باب مین تہا۔ کہ آیا وہ دجال ہے یا نہین نہ دجال موعود کے باب مین (جسکی علامات وخواص صحیح حدیثون مین یہ آئے ہین کہ وہ مردہ کو زندہ کرے گا (۲) اسکے ساتھ دوزخ بہشت ہوگا۔ (۳) اسکی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر۔ یعنے کافر مکتوب ہوگا۔ (۴) وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا وغیرہ وغیرہ۔ (جن کی تشریح پہلے ہو چکی ہے) پہلے ہو چکی ہے) پہلے ہو چکی ہے

ہوگی) کہ آیا وہ بجز ابن صیاد کوئی اور شخص ہے یا نہین - امام نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ امام ابو سلیمان خطابی نے فرمایا کہ ابن صیاد کے باب مین جب وہ بڑا ہو سلف

قال الخطابي واختلف السلف في امرہ بعد کبرہ فروي عنہ انہ تاب من ذلك القول ومات بالمدینۃ وانھم لما ارادوا الصلوۃ علیہ کشفوا عن وجھہ حتی راہ الناس وقیل لھم اشھدوا وقال وکان ابن عمر وجابر فیما روي عنھما یحلفان ان ابن صیاد ھو الدجال لا یشکان فیہ فقیل لہ انہ اسلم فقال وان اسلم فقیل انہ دخل مکۃ وکان في المدینۃ فقال وان دخل (مسلم ص۳۹۷)

کا اختلاف ہے ایک یہہ روایت ہے کہ وہ اپنے کفریات سے تائب و مسلمان ہوا اور مدینہ مین فوت ہوا - اور اسکی نماز جنازہ پڑہی گئی تو اُسکا مُنہہ کہولکر لوگون کو دکہایا گیا اور ابن عمر و جابر قسم کہاکر فرماتے ہین کہ ابن صیاد دجال ہے"

اور یہ اختلاف صحابہ یا تابعین کا کسی نے نہین کہا کہ دجال جس کے خواص و علامات مذکورہ حدیث مین آئی ہین وہ بجز ابن صیاد کوئی نہین ہے -

حکیم صاحب نے اس (اول) اختلاف کو یہ (دوم) اختلاف قرار دیا اور دجل اختیار کر کے مسلمانونکو دہوکے مین ڈالا - آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی سے بنقل صحیح یہ ثابت کر دکہائیں - کہ ابن صیاد کے سوا کوئی دجال نہین جسمین علامات مذکورہ کتب حدیث پائی جائینگی - حضرت عمرؓ و ابن عمر و جابر کے اقوال کو اپنے خیال کی تائید مین پیش کرین گے - تو سخت پچہتائین گے - اُن سے آپ یہہ نفی ثابت نکر سکینگے -

بالجملہ دجال کے متعلق جو کچہہ آپ نے کہا ہے اسمین دجل سے پورا کام لیا ہے اور حق کو باطل سے ملا دیا ہے اور حق یہ ہے کہ دجال موعود اور اسکی صفات موجودہ کتب حدیث کسی اختلاف کا محل نہین گو بعض صحابہ نے دجال کی بعض صفات کا محل ابن صیاد

کو بہی بنایا - اور اسکو منجملہ دجاجلہ شمار کیا ہے -

مباحثہ سے پچہلی کارروائی

حکیم صاحب مباحثہ چہوڑکر لودہانہ چلے گئے تو خاکسار نے دوسرے دن اسپر اطلاع پاکر حافظ محمد یوسف صاحب اور میان رجب الدین صاحب کو بلایا اور ان سے سبب تشریف بری حکیم صاحب دریافت کیا -

حافظ صاحب نے بیان کیا کہ حکیم صاحب کو جمون مین جلد جانا ضروری تہا - وہ جلد نہ جلتے تو مسلمانون کا سخت حرج ہوتا - اس لئے ہمنے ان کو مرخص کیا - اور کہا کہ ان غذ اصول و جوابات پر حکیم صاحب نے دستخط کرنا چاہا تھا - ولیکن ہمنے انکو دستخط

کرنے سے روک دیا - اور کہا کہ حکیم صاحب تو یہہ بھی خوف کرتے تہے کہ اگر مین بلا اتمام مباحثہ چلا جاؤنگا - تو مولوی جی (ابوسعید محمد حسین) کہینگے کہ وہ شخص بہاگ گیا مگر ہمنے اس خوف سے انکو مطمئن کردیا - اور یہہ کہدیا ہے کہ جو الزام وہ آپ پر لگائینگے وہ ہم اپنے ذمہ لینگے - آپ اس الزام سے بری سمجھے جائینگے -

پہر حافظ صاحب نے اپنے بیان کی تصدیق میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب سے کہ وہ بہی ان کے ساتھ آئے تہے کرادی - اور خاکسار سے یہہ درخواست کی کہ آپ حکیم صاحب کی اس کارروائی پر جو کہنا چاہتے ہین ہمکو کہین حکیم صاحب پر کوئی الزام عائد نکرین -

مین نے اسکے جواب مین حافظ جی سے کہا کہ آپ جو کہتے ہین اور جو آئندہ کرنا چاہتے ہین وہ صرف آپ کی دوست پروری اور پردہ پوشی ہے - آپنے جب حکیم صاحب کو دیکہا کہ وہ ان اصول و جوابات کے تسلیم سے بے دست و پا ہو گئے ہین - لہذا اب وہ مباحثہ کے لئے مجلس مین آئینگے تو الزام کہائینگے - اور خفت اٹہائینگے

تو یہ امر آپ پر نہایت شاق گذرا اور دوستی کے اور حکیم صاحب اس مروت کے کہ وہ آپ کے کہنے
سے مباحثہ کے لیے مستعد ہوئے مخالف معلوم ہوا۔ لہذا آپنے اس کاغذ پر انکا دستخط ہونے
دیا۔ اور انکو یہہ وعدہ دیکر کہ ہزیمت کا الزام ہم اپنے ذمہ لے لین گے۔ اُن کو بھاگ جانیکا
مشورہ دیا۔ مگر آپ کی اس کارروائی سے حکیم صاحب الزام ہزیمت سے بری نہین ہوسکتے
اگرچہ وہ آپ ہی کے کہنے سے خاکسار کے مخاطب ومناظر ہوئے تھے۔ مگر آخر مخاطب
ہوئے اور مناظر بن گئے۔ لہذا اُن کا فرض تہا کہ وہ جاتے ہوئے خاکسار سے اجازت
لیتے۔ یا کم از کم یہہ اطلاع دیتے کہ ہمنے صرف حافظ جی کے کہنے سے آپ سے مناظرہ
شروع کیا تہا۔ اب ہم حافظ جی کے حکم یا اجازت سے اس مناظرہ کو موقوف کر کے لودہانہ
جاتے ہین۔ اُنہون نے اپنا یہہ فرض ادا نہین کیا۔ تو ہم اُنکا تعاقب نچھوڑین گے۔ اور
[illegible] ۱۵ اپریل کو ۱۱ بجے دن کے
مرزا غلام احمد کے نام مضمون کا ٹیلیگرام (تار خبر) دیا۔

۱۵- اپریل ۱۸۹۱ء

تمہارے ڈیسایپل (حواری) نورالدین نے مباحثہ شروع کیا اور بہاگ گیا۔
اُسکو واپس کرین یا خود آوین ورنہ یہہ متصور ہوگا کہ آپنے شکست کہائی۔

اس تار کی جواب مین ہمارے مقدس اور شیر بہادر مناظر مرزا صاحب سے یہ نہو سکا کہ
فوراً تار کے ذریعہ مجلس مناظرہ مین حاضر ہوجانیکا وعدہ دیتے۔ بلکہ دوسرے دن
۱۶ اپریل کو ۷ بجے کی ٹرین مین ایک آدمی کے ہاتھ اس تار کے جواب مین اپنا خط ذیل
روانہ کیا جو ۱۷ اپریل کو ہمکو ملا۔ اس خط مین پہلے مباحثہ کو آپنے کان لم یکن (گویا کہ وہ ہوا ہی
نہ تہا) ٹہیرایا۔ اور نئے مباحثہ کے لئے ایسی فاسد شرائط کو پیش کیا۔ جن سے مناظرہ
کا وجود مین آنا محال تھا۔ اُن شروط کو گویا اُنہون نے سپر بنایا۔ اور ان کے ذریعہ سے
اپنے آپ کو اور اپنے حواری کو مباحثہ سے بچا لیا۔ وہ خط یہہ ہے:

۱۴- اپریل ۱۸۹۱ء لودھانہ اقبال گنج

نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی - از عایذ باللہ الصمد غلام احمد - عافاہ اللہ وایّد - بخدمت اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپ کا تار جسمین یہ لکھا تھا کہ تمہارے وکیل بھاگ گئے - انکو لوٹاؤ - یا آپ آؤ - ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے - پہنچا - اے عزیز[1] شکست اور فتح خدا تعالےٰ کے ہاتھ مین ہے - جسکو چاہتا ہے فتحمند کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے شکست دیتا ہے - کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتحمند کون ہونے والا ہے اور شکست کھانے والا کون ہے جو آسمان پر قرار پا گیا ہے - وہی زمین پر ہو گا گو دیر سے سہی لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپنے کیونکر یہ گمان کر لیا کہ جبتی نے اللہ - مولوی حکیم نور الدین صاحب آپ سے بھاگ کر چلے آئے - آپ نے انکو کب بلایا تھا کہ تا وہ آپ سے اجازت مانگ کر آتے - اصل بات تو اسقدر تھی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کی خدمت مین خط لکھا تھا کہ مولوی عبد الرحمٰن اسجگہہ آئے ہوئے ہین ہم نے[2] اُن کو دو تین روز کے لئے ٹھیرا لیا ہے - تا اُن کے روبرو[3] ہم بعض شبہات اپنے آپسے دور کرا لیوین اور یہ بھی لکھا کہ ہم اس مجلس مین مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلا لینگے[4] - چنانچہ مولوی

---

[1] وہ بے بلائے آئے مگر حافظ جی کے کہنے سے مناظرہ مین پہنس گئے - کیا پہر انپر واجب تہا کہ وہ مجھ سے اجازت لیتے یا کم سے کم اطلاع دیتے کہ مین جاتا ہون -

[2] محض خلاف واقعہ ہے - مولوی عبد الرحمٰن صاحب کو مینے ٹہیرایا جسوقت حافظ جی کا لاہور مین سراغ بہی نہ تہا - وہ تو اُسدن آئے جسدن حکیم صاحب آئے تہے -

[3] محض بناوٹ ہے نہ حافظ جی نے مولوی عبد الرحمٰن صاحب کے سامنے حکیم صاحب کو کچہہ بتایا ہیں کوئی شبہ پیش کیا اور نہ انہون نے دور کیا سچے ہو تو بتاؤ کہ کیا وہ شبہ تہا جو پیش کیا اور حل ہوا -

[4] یہانتک یاد کہ غنا آپ بہول گئے کہ فقط مناظرہ کیلئے تمکو بلایا تہا مین صرف ناظرین مین تہا گو گفتگو کرنیوالا کون تہا تم یا تمہارا ایماشی کہنیگا

[5] یہان تو یہہ منوکانہ اظہار ہے اور اپنے خصوم کے مقابلہ مین جابجا اپنی فتحمندی کی امیدون کا اشتہار ہے - ... ارات دستخط ملاحظہ ہون -

صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور مین پہونچے۔ اور منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر اُترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے آپکو بھی بلا لیا۔ تب مولوی عبدالرحمن صاحب تو عین تذکرہ مین اُٹھکر چلے گئے اور جن صاحبون نے آپ کو بلایا تھا اُنہون نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمین مولوی محمد حسین صاحب کا طریق بحث پسند نہین آیا۔ یہ سلسلہ تو دو برس تک بھی ختم نہین ہوگا۔ آپ خود ہمارے سوالات کا جواب دیجئے۔ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہین دیکھتے۔ اور نہ انہون نے آپکو بلایا ہے۔ تب جو کچھ ان لوگون نے پوچھا مولوی صاحب موصوف

نوٹ - میرا تو بقول آپکے درمیان قدم ہی نہ تھا اور نہ مین نے مباحثہ کیا پھر میری کونسی بحث کا طریق ناپسند ٹھہرا۔ یہ بات کہتے ہوے آپ نفی مباحثہ کو بھول گئے ہو سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد ۔

نوٹ - محض دروغ بے فروغ ہے۔ حافظ جی مولوی عبدالرحمن صاحب کے سامنے یا اُنکے پیچھے حکیم صاحب سے کوئی شبہ حل کرایا نہ اسکا شکریہ ادا کیا اور نہ آواز بلند یا آہستہ سے یہ کہا کہ میری تو من کل الوجوہ تسلی ہوگئی ہے۔ اب میرے دلمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین ہے۔ جسوقت آپ مسیح کے سولی پر چڑہائے جانے اور موت سے وفات پانے کے دلائل نئے حواریون کو سنا رہے تھے اُسوقت تو حافظ جی وہان موجود ہی نہ تھے پھر وہ انکے ختم ہونے پر مصدق کیونکر ہوئے۔ ہان حافظ جی کے آنے پر جب وہ معہ منشی الٰہی بخش صاحب ۱۲ بجے رات کے قریب آئے تھے آپنے وہ تقریر نقل کی تھی جو درباب عدم ثبوت قتل مسیح کے ریل گاڑی مین ایک انگریز کے ساتھ آپ کی ہوئی تھی وہ تقریر سنکر بھی حافظ صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ حاضرین بجز ایک شخص کے خاموش رہے نہ اسکے مصدق ہوئے نہ مکذب۔ نہ شکریہ کہا آواز بلند کہا۔ آپ اپنے بیان مین سچے ہین تو حافظ جی و منشی الٰہی بخش و منشی عبدالحق سے اسکی تصدیق کرا دین۔ مگر یہ یاد رکہین کہ ہم بھی انہی حضرات مین سے بعض کی تحریری شہادت اپنے بیان کی مصدق حاصل کر چکے ہین ایسا نہو کہ مقدس حواریون کی آپسمین جنگ ہو۔

نے بخوبی ان کی تسلی کر دی - یہان تک کہ تقریر ختم ہونیکے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے بانشراح صدر آواز بلند سے کہا کہ اے حاضرین میری تو من کل الوجوہ تسلی ہوگئی اور میرے دلمین نہ کوئی شبہ اور نہ کوئی اعتراض باقی ہے - پھر بعد اسکے یہی تقریر منشی

نتیجہ حاشیہ صفحہ (۴۷)

"وہ حضرات اگر باہم مصالحت کرلین گے اور بحکم دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز اپنے بیان سابق کے برخلاف کذب پر آمادہ ہو کر آپکے بیان کی تصدیق پر متفق ہو جاینگے تو ہم ان تینون کا علیحدہ علیحدہ حلفی اظہار لین گے - اور ان کی اختلاف بیانی سے (جو دروغگوئی کے لیے لازمی امر ہے) اُن کی ناراستی ثابت کرین گے - انشاء اللہ تعالےٰ

اس بیان مین جو آپنے ان لوگون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے [illegible]

بیشتر ضروری تسلیم کیا گیا تھا - وہ ضروری نہ مانا جاتا تو اسکی ضرورت کی نفی کی ضرورت نہ پڑتی -

اس سے آپ کی اور آپکے حواریون کی ان باتون کا کہ "آپ کا تو در میان قدم ہی نہ تھا - اور تم ناحق لہو لگا کر شہیدون مین داخل ہوتے ہو وغیرہ وغیرہ" جو صفحہ ۴۳ مین منقول ہین دروغ ہونا ثابت ہے -

اس مکالمہ و مباحثہ مین میرا دخل نہ تھا تو پھر اُنکو میرے آنیکا انتظار کیون رہا اور پھر اس کے ضرورت کی نفی کی ضرورت کیون ہوئی -

۵۱ محض دروغ بیفروغ ہے اور حافظ جی اور منشی الٰہی بخش وغیرہ اسوقت یہ بات نہ بانشراح صدر زبان پر لائے نہ بانقباض خاطرانہ آواز بلند سے نہ آہستہ - بلکہ اس مجلس مین بجز ایک شخص کے جسکی نقد ریق بقول صائب (صاحب جنبرے شکند قدر شعر را * تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس) تکذیب کے برابر ہی کسینے لب نہین ہلایا - اگر آپ سچے ہین تو ان تین اشخاص سے جنکا ذکر (صفحہ ۴۸) مین ہوا ہے حلفی اظہار دلوا دین *

عبد الحق صاحب ومنشی الٰہی بخش صاحب ومنشی امیر دین صاحب اور مرزا امان اللہ صاحب
نے کی سو اور بہت خوش ہوکر اُن سبنے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور تہ دل سے قائل ہوگئے
کہ اب کوئی شک باقی نہین اور مولوی صاحب کو یہہ کہکر رخصت کیا کہ ہمنے محض اپنی تسلّی
کرانے کے لئے آپ کو تکلیف دی تہی سو ہماری بکلّی تسلّی ہوگئی - آپ بلا حرج تشریف لیجائیے
سو اُنہون نے ہی بُلایا اور اُنہون نے ہی رخصت کیا - آپ کا تو درمیان[۵۱] قدم ہی نہ تہا -
پہر آپ کا یہہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کسقدر بیمحل ہے - آپ خود انصاف
فرمادین جبکہ اُن سب لوگون نے یہ کہدیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بُلانا نہین چاہتے
ہماری تسلّی ہوگئی اور وہی تو تہے - جنہون نے مولوی صاحب کو لودہانہ سے بُلایا تہا تو پہر
مولوی صاحب [illegible] سکتے - اور اگر آپ کی یہ خواہش
ہے کہ بحث ہونی چاہیئے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین تو یہہ عاجز بسر وچشم
حاضر ہے مگر تقریری بحثون مین صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے - صرف تحریری بحث[۵۲] چاہیئے -
اور وہ یون ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو چاہین لکھکر پیش کرین اور لوگون
کو باواز بلند سنادین اور ایک نقل اسکی اپنے دستخط سے مجہے دیدین - پہر بعد اُس کے

---

۵۱ بہت صحیح نہایت درست ہے - مین تو صرف ناظرین مین تہا مناظرہ کرنے والے
اور ہی تہے - پہر حکیم صاحبنے جاتے ہوئے مجہہ سے اجازت کیون لیتے - ناظرین صفحہ ۴۳ - ۴۸ و
۴۹ وغیرہ ملاحظہ فرماکر اس راستی کا امتحان کرین -

۵۲ تقریر کا تحریر مین آجانا اور جو بات کسی فریق کے منہہ سے نکلے اُسکو فریق ثانی کا لکھہ لینا مناسب ہے
مگر اسمین یہ قید لگانا کہ بدون تحریر کوئی فریق ایک کلمہ زبان پر نہ لاوے - بالمشافہ گفتگو کو فضول ٹہیرانا
ہے اور دائرہ گفتگو کو تنگ کرنا - یہہ قید ہو تو فریقین کا گفتگو کے لئے ایک مجلس مین جمع ہونا
اور بالمشافہ گفتگو کی کیا ضرورت ہے - ایسی تحریری گفتگو غائبانہ بذریعہ تحریرات بہی ہوسکتی ہے +

مین بہی چار ورق پر اسکا جواب لکہون اور لوگون کو سنا دون - ان دونون پرچون پر
بحث ختم ہوجائے - اور فریقین مین سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے

ـ۵ ان شروط کا بدنیتی اور دہوکہ دہی پر مبنی ہونا صفحہ (۸) مین ثابت ہو چکا ہے اس
طرفہ پر آپنے طرہ یہ چڑہایا ہے کہ اشتہار ۳ مئی ۱۹۰۶ء مین (جسکو ۲۳ مئی ۱۹۰۶ء لکہا
گیا ہے) ایسی ہی چند شرطین اور بڑہا دین -

(۱) مجلس بحث مین کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ ہو اور چند دیسی پولیسمین
بہی ہون -

(۲) سوال وجواب لکہنے والا کوئی ہندو خوشخط ہو -

(۳) [illegible]

(۴) آٹھ بجے سے دس بجے تک یہ جلسہ ختم ہو - اس سے زیادہ ہو تو نماز ظہر تک ہو

ایسی ہی اسمین بعض اور شروط ہین ان شروط کو پیش کر کے اپنے دائرہ
مباحثہ کو اور بہی تنگ کیا اور یہ ثابت کر دکہایا ہے کہ درحقیقت آپکو مباحثہ منظور
نہین ہے - یہ صرف مباحثہ سے جان بچانے کے حیلے بنائے ہین - آپنے یہ سوچکر
ایسی شروط کو پیش کیا ہے کہ ان شروط سے کسی نہ کسی شرط کا فوت ہو جانا ممکن ہے
اور اس سے مباحثہ سے ہماری نجات کی امید ہے (مثلاً ممکن ہے کہ کوئی یورپین افسر
یا ہندو مجسٹریٹ جو حاکم ہین نہ رعایا کے محکوم) اس مذہبی بحث کی مجلس مین شامل ہونا
پسند نکرین یا کوئی ہندو خوشخط جو فارسی اردو کے علاوہ عربی کہنا (جو اس مذہبی بحث
مین لازمی امر ہے) نجانتا ہو وعلی ہذا القیاس -

شروط سوم وچہارم مین آپنے یہ ہی جتایا ہے کہ اس بحث سے آپ کو
اظہار حق مقصود نہین ہے - صرف بزعم خود الزام خصم مدنظر ہے جو جدال کہلاتا ہے یا اپنے

بارہ میں نگرے جو کچھ ہو تحریر مین ہو اور پرچے صرف دو ہون اول آپ کی طرف ایک

جو ورقہ پرچہ جسمین آپ میرے مشہور کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد کہین

مخاطبون کا امتحانِ علم و معلومات جیسے یونیورسٹی مین طلبا کو سوال دیکر حکم دیا جاتا ہے
کہ اتنے گہنٹون مین وہ اُن کا جواب دین۔ تب وہ پاس ہو سکتے ہین اور اگر اظہار حق
مقصود ہو تو اسکے کیا معنے کہ وہ اظہار ایک گھنٹہ یا آدہ گھنٹہ مین ہو۔ اس کے بعد
کوئی حق کہے گا تو وہ زاید المیعاد سمجھکر رد کیا جائے گا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض
کرے کہ تحریر جوابات اور اختتام مباحثہ کے لئے کوئی حد و مدت مقرر نہو تو سلسلہ
فضول گوئی قطع نہو۔ ہر شخص مخالفِ حق جبتک جو چاہے بکتا رہے۔ اسمین اضاعت
وقت کے علاوہ یہ بہی ایک نقصان ہے کہ حق ظاہر نہو جو اصل مقصود مباحثہ ہے
تو اسکا جواب یہ ہی کہ جب خصم مخالف حق اس قسم کی واہیات کہنا شروع کرے تب طالب حق بعض
باتون کا واہی ہونا ظاہر کر کے اس سے اعراض و خاموشی اختیار کرے
اور بحث کو موقوف کر دے۔ اس سے فضول گوئی کا سلسلہ قطع ہوگا۔ اور حق
خود بخود سامعین و ناظرین پر ظاہر ہو جاویگا۔ اور اگر اس مجلس کی بیجا رٹی مین
پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اس کے جمہور ارکان کو ایک جانب کی طرفداری کا خیال
ہو) تو یہ اظہار حق و قطع سلسلہ فضول گوئی منصف مسلم الطرفین کی منصفی سے
ہو سکتا ہے وہ جب خصم مخالف حق کو فضول باتون کیطرف متوجہ ہوتا دیکھیگا۔ اسکو روک دیگا
اور اسکے مخاطب حقانی کی حق گوئی کی داد دیگا۔ بالجملہ حق پژوہی و قطع سلسلہ فضول گوئی کا یہ طریق
نہین کہ تقریر حق کے لئے وقت اور تعداد اوراق مقرر کر دین۔ اسکا طریق یہی ہے کہ کمال وسعت اور آزادی
کے ساتھ حق کہدین اور خصم کو پوری آزادی سے جواب کا اختیار دین پھر اسکا انصاف حاضرین و منصفین
سے کرالین آپنے اس ضروری اور لازمی شرط منصفی کو تو نظر انداز کیا اور بجائے اسکے فضول اور ناجا

اور پہر دوسرا پرچہ جو ورقہ اسی تقطیع کا میری طرف سے ہو جسمین مین اللہ جلشانہ کے فضل و توفیق سے رد الرد لکہون اور انہین دونون پرچون پر بحث ختم ہو جائے ۔ اگر آپکو ایسا منظور ہو تو مین لاہور مین آسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالے امن قائم رکہنے کی لئے انتظام کرا دون گا ۔ یہی آپکے رسالہ کا بہی جواب ہے ۔ اب اگر آپ نہ مانین تو پہر آپکی طرف سے گریز متصور ہوگی ۔ **راقم** ۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ محلہ اقبال گنج ۱۶ ۔ اپریل ۱۸۹۱ع بشیر

بمکر رید کہ جسقدر ورق لکہنے کیلئے آپ پسند کرین اُسیقدر اوراق پر لکہنے کی مجہے اجازت دیجائے لیکن یہ پہلے سی جلسہ مین تصفیہ پا جانا چاہئے کہ آپ اسقدر اوراق لکہنے کیلئے کافی سمجہتے ہین اور آن مکرم اسبات کو خوب یاد رکہین کہ پرچے صرف دو ہونگے ۔ اول آپکی طرف سے میرے ان دونون بیانات کا رد ہوگا جو مین نے لکہا ہی کہ مین مثیل مسیح ہون اور نیز یہ کہ حضرت مسیح ابن

[illegible]

تسلیم اور سہل الوقوع نہین ۔ اور عذر عدم فرصتی سے صاف انکار کنی کیا آپکا خط نمبری ۱۱ ملاحظہ ہو ۔

۵۲ نہین نہین اول آپکی طرف سی تحریر ہونی چاہئے کیونکہ آپ مدعی ہین اور بار ثبوت آپ پر ہے آپکا خصم تو آپکا معارضہ کریگا یا دافع یا سائل بنے گا ۔ جسکی نوبت آپکے بعد آنیوالی ہے کتب فن مناظرہ (رشیدیہ وغیرہ) نظر سے نہین گزرین تو کسی اہل علم سے پوچہ لین ۔

۵۳ صرف مثیل مسیح کیون کہتے ہین آپ نوالامسیح کہین اور لوگون کو دہوکہ نہ دین ۔ صرف آپ کا مثیل مسیح ہونا محل نزاع نہین ہے ۔ سخت نزاع اور شدید بحث کا محل تو آپ کا یہ دعوے ہے کہ مسیح موعود سے (جسکے قیامت سے پہلے آنے کی خبر صحاح مین وارد ہے) حضرت عیسی نبی اللہ مراد نہین بلکہ آپ مراد ہین جو مثیل ہونے کے مدعی ہین ۔ یہان تو آپ نے دعوے وفات مسیح مین بحث ہونے کی آڑ مین دعوے مسیح موعود ہونیکا ثبوت پیش کرنے سے گریز کیا ہے اور خط نمبری (۱۱و۱۲) مین اپنے اس دعوی کا ثبوت پیش کرنے اور اسکے لائق بحث ہونیسے صاف انکار کر دیا ۔ ناظرین انکی چالونکو دیکہتے جائیں

مریم درحقیقت وفات پاگئے ہین - پہر اس رد کے رد الرد کے لئے میریطرف سے تحریر ہوگی
غرض پہلے آپکا یہہ حق ہوگا کہ جو کچھہ ان دعاوی کے بطلان کے لئے آپکے پاس ذخیرہ نصوص
قرآنیہ وحدیثیہ موجود ہے وہ آپ پیش کرین پہر جسطرح خدا تعالے چاہیگا یہ عاجز اسکا جواب
دیگا - اور بغیر اس طریق کے جسکے انصاف پر بنا اور نیز امن رہنے کے لئے احسن انتظام ہے
اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور نہین اگر یہ طریق منظور نہو تو پہر ہماریطرف سے یہ آخری تحریر ہے
تصور فرماوین اور خود بہی خط لکہنے کی تکلیف روانہ رکہین اور بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر
یا کوئی خط میریطرف نہ لکہین اگر پوری اور کامل طور پر بلا کم وبیش میری راے ہی منظور
ہو تو صرف اسی حالت مین جواب تحریر فرماوین ورنہ نہین ؛

آج بہوپال سے ایک کارڈ مرقومہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۱ء اخویم مولوی محمد احسن صاحب
ہم [illegible] آپکے اخلاق [illegible] اور مہذبانہ [illegible] کا نمونہ معلوم ہو گیا[۵]

؁ یہ بہی آپکی دہوکہ آمیز دہمکی ہے جس سے آپکا یہہ مقصود ہے کہ اگر مخاطب نے اس دہمکی مین آکر
ہماری شرط فاسد کو قبول کرلیا تو وہ دام مین آیا اور اگر اس نے جواب سے انکار یا سکوت کیا تو
یہ مشہور کیا جائیگا کہ مخاطب نے ہمارے خط کا جواب نہین دیا اور وہ ہار گیا مگر خدا کا شکر ہے کہ آپکا
یہ دہوکہ ہمارے خیال مین آگیا - ہمنے نہ آپکی شرط فاسد کو بلا شرط مانا - نہ جواب خط سے سکوت کیا
اور آپکو اس خط کا جواب ایسا دیا جو آپکی شرط کے موافق نہ تہا - دیا این ہمہ اسکو آپنے وصول
کرکے آپنے اس خط کا آخری ہونا توڑ دیا - اور ہمارے اس جواب کے جواب مین ایک اور خط بہی لکہدیا
اسکا جواب ہمنے خط نمبری ۲۳۵ مین دیا اور پہر اسکی تاکید مین خط نمبر ۲۴۹ ارسال کیا تو ان
خطون کے جواب مین آپسے کچھہ بن نہ پڑا اور وہ الزام سکوت وعجز از جواب جو اس دہوکہ
آمیز دہمکی سے آپ ہمپر لگانا چاہتے تہے خدا تعالے نے آپکو لگا دیا اور آپ پر یہہ مصرع صادق
آگیا ع مرا خواندی وخود بدام آمدی ؛

؁ آپنے اپنے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ مندرجہ اشتہار ۲۰ - مارچ ۱۸۹۱ء کا نمونہ ملاحظہ فرماتے تو

آپ اپنے کارڈ مین فرماتے ہین کہ مین نے مرزا غلام احمد کے اس دعوی جدید کی اپنے ریویو مین تصدیق نہین کی۔ بلکہ اسکی تکذیب خود براہین مین موجود ہے۔ آپ بلا رویت مرزا پر ایمان لے آئے۔ آپ ذرا ایک دفعہ اگر اسکو دیکھ تو لین۔ تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ۔ اشاعت السنہ مین اب ثابت ہوتا رہیگا کہ یہہ شخص فقط ملہم نہین ہے حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم۔ آپ جہانتک ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجیئے۔ مین کہتا ہون اور میری شان کیا بیشک آپ جو چاہین لکھین اور اس وعدہ[1] تہذیب کی پروانہ رکہین جسکو آپ چھاپ چکے ہین۔ دلی یسمع ویری والسلام علی من اتبع الہدے۔ خاکسار غلام احمد۔

آج ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت مین خط بہیجا گیا ہے اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپ جواب انتظار رہین گے۔ اگر ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپکا جواب نہ پہنچا تو یہی خط

یہ کلمہ لکھتے ہوئے شرماتے اور یہ خیال فرماتے کہ جس کی آنکھہ مین شہتیر ہو وہ دوسرے کی آنکھہ کے تنکے پر کیا اعتراض کرسکتا ہے۔ اس کارڈ مین یہ الفاظ۔ "اسکو" (الصیغہ دیکھ) اور "یہ شخص ملہم نہین" (جو آپکو بالمواجہ نہین لکھے گئے) محل اعتراض و خلاف تہذیب و اخلاق سمجھے گئے ہین تو ان کا موازنہ الفاظ "بھیا دجال بیان" (جو آپکے اشتہار ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۱ء سے مستفاد ہین) اور الفاظ (دغاباز۔ حرامخور وغیرہ وغیرہ" جو آپنے حواریون سے کہلائے ہین) سے کرین اور پہر انصاف سے کہین کہ تہذیب و اخلاق کا التزام کس جانب مین ہے ✦

[1] یہان اس وعدہ کا التزم برابر رہا اور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالے دیکھیئے آپنے اور آپکے حکم و رضا و علم سے آپکے حواریون نے ہم کو کسقدر برا کہا ہے۔ ہمنے کسی لفظ کا جواب دیا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ آیندہ بہی انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا ہمکو خدا تعالے سے امید ہے کہ ہمارا صبر اور آپ کا روز افزون جور و جفا لوگون پر اچھا اثر پیدا کرے گا۔ اس سے لوگ سمجھ جائینگے کہ آپ الہامی نہین ہین ✦

آپکے رسالہ کے جواب مین کسی اخبار وغیرہ مین شائع کر دیا جاوے گا فقط

مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

نمبر (۲۰۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لاہور ۔ ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء

جناب مرزا غلام احمد صاحب ۔

بعد سلام مسنون ۔ ۱۶ اپریل کے خط مین جو آپنے اپنے حواری مولوی نورالدین کے عدم گریز کی وجہ بتائی ہے وہ صحیح نہین ہے اور اس وجہ کی تفصیل مین جو کچہ آپنے لکہا ہے وہ بہی مغالطہ سے خالی نہین ہے ۔ مین اس اجمال کی تفصیل[^1] اپنے رسالہ مین کرونگا [illegible] اپنے تحریری بحث کیلئے دو شرطین پیش کی ہین ۔ اول یہ کہ ایک ہی دفعہ فریقین اپنی اپنی تحریرات پیش کرین ۔ دوسرے یہ کہ ان تحریرون کے اوراق محدود ہون ۔ ان مین جو آپنے اپنی قدیم عادت تغلیط مخاطب کے مطابق مغالطہ دینا چاہا ہے مین اسکو تاڑ گیا ہون ۔ جسکی تشریح[^2] اپنے رسالہ مین کرونگا انشاء اللہ تعالےٰ ۔ مگر مین آپ کی قطع حجت کی غرض سے ان دونون شرطون کو منظور کرتا ہون اور صاف کہتا ہون کہ مین ایک ہی دفعہ اپنی تحریر پیش کرونگا اور اسکے اوراق بہی محدود کر دونگا ۔ مگر دو شرطین آپ میری بہی **منظور** کر لین (جو نئی شرط نہین ہین بلکہ پہلے ہی میرے خط نمبر ۱۱ و ۱۲۰ مین معروض ہو چکے ہین) ۔ **اول** یہ کہ قبل از مباحثہ تحریری آپ رسالہ ازالہ الاوہام میرے پاس بہیجدین[^3] تا کہ مین اپنی تحریر مین آپکے عمل

---

[^1]: یہ تفصیل حاشیہ صفحہ (۳۳-۴۶-۴۷) وغیرہ مین ہو چکی ہے ۔
[^2]: یہ تشریح صفحہ (۸) وغیرہ مین ہو چکی ہے ۔
[^3]: تمام نہین تو صرف اسیقدر جسقدر چہپ چکا ہے اور برخلاف عہد خط نمبر ۴ منقولہ صفحہ (۳۶۴) نمبر ۱۲ جلد ۱۲ حکیم نورالدین صاحب کے پاس بہیجا گیا ہے ۔

دلائل کا جواب یکبارگی تحریر کرسکون اور اُن دلائل کو دیکھکر یہ بھی اندازہ کرسکون کہ مین انکا جواب کسقدر اوراق مین ادا کرسکونگا۔ آپ کا وعدہ بھی ہے کہ وہ رسالہ آپ کے پاس بیس پچیس روز مین پہونچیگا اور آپسے پہلے کسیکو ندیا جاویگا جوایک دفعہ ٹوٹ بھی چکا ہے۔ **دوم** یہ کہ مین قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کرون اور آپسے اُن کو تسلیم کراون۔ جیسے کہ آپکے حواری مولوی نوردین سے تسلیم کراچکا ہون۔ ان دونون شرطون کے تسلیم و تعمیل کے بعد آپ جس تاریخ مین اپریل کی چاہین لاہور تشریف لائین مین حاضر ہون۔ ماہ اپریل مین آپ رسالہ ازالۃ الاوہام نہ بہیج سکین تو ماہ مئی مین بھی اس مہینے مین مجہے سفر درپیش آگیا (جسکو مین بارہا ظاہر کرچکا ہون۔) تو مین جہان ہونگا۔ وہان سے تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچونگا انشاءاللہ تعالے۔ چنانچہ اپنے خط [illegible] بہوبا جوالفاظ لکہے گئے ہین ان کا موازنہ اپنے الفاظ اشتہار ۲۶ مارچ سے کرین۔ اور انصاف سے کہین کہ تہذیب کا التزام کس جانب ہے۔ اسکی توضیح بھی رسالہ مین ہو گی انشاءاللہ تعالے۔

ابوسعید محمد حسین

ضمیمہ خط نمبری ۲۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۲۰۷ لاہور ۸ اپریل ۱۸۹۱ء

خیالی مسیح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ھداہ اللہ الصراط المستقیم

سلام علی من اتبع الھدی۔ کل آپکے خط ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء کا جواب بمدست حامل خط مذکور ارسال کرچکا ہون۔ آج اس خیال سے کہ شاید اس خط کے وصول سے آپ انکار کرین

یہ توضیح صفحہ (۵۵) بہی ہو چکی ہے۔ ۱۵ یعنی وہ رسالہ حکیم نورالدین کے پاس بہیجا گیا۔ اس اعتراض کا جواب تمام امیز اپنے ضمیمہ سیالکوٹ گزٹ ۲۵۔ اپریل ۱۸۹۱ء مین ایک حواری سے دلوایا وہ اسکے نسبت انصاف سے۔ ایمان سے کہین

جیسے کہ آپنے خط سابق مین میرے مقابلہ مین اپنے حواری کے مباحثہ ہونیسے انکار کیا ہے اس خط کی نقل بذریعہ رجسٹری ارسال کرتا ہون - علاوہ بران **دو باتین** (جن سے آپکو اور ڈھیل دینا اور آپ کی حجت کو قطع کرنا مقصود ہے) مین اور لکھتا ہون - ان باتون کو آپ خط سابق کا ضمیمہ قرار دین - **اول** یہ کہ اگر آپ مباحثہ کی مجلس مین اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈرین اور یہہ خیال کرین کہ خدا جانے وہ اصول جو ہمسے تسلیم کرائے جاینگے کیسے سخت مشکل اور ہمارے فہم اور علم سے اجنبی ہونگے اور بنا بر علیہ آپ یہہ کہین - (جیسے کہ آپکے حواری نے مجلس مباحثہ مین کہا تھا) کہ خدا جانے ان اصول کی تسلیم سے ہمپر کیا پتھر پڑین گے - تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون - بشرطیکہ آپ تمہید اصول کو تسلیم کرین - اس سے آپ کو ان اصول کے سمجھنے اور ان مین غور کرنے [illegible] مین آپکے حواری صاحب مبتلا ہو گئے اور اس سبب سے وہ مباحثہ چھوڑ کر بہاگ گئے نجات ہو گی **دوم** یہ کہ اگر آپ میری شرط اول کو تسلیم نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالۃ الاوہام میرے پاس بہیج نہ سکین تو مین اس شرط کی تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ آپ اپنی شرط (جو مبنی بر مغالطہ) مین اتنی ترمیم کر دین کہ پہلے تحریر آپ کی ہو - جسمین آپ اپنے دعاوی جدیدہ کے جملہ دلائل درج کرین - اسکے بعد میری تحریر ہو - جسمین آپکے دلائل کا جواب ادا ہو اور اگر آپ اپنی اس شرط فاسد مین اتنی ترمیم بہی روا نہین رکہتے تو اسکی ایسی وجہ معقول بیان کرین جسکو آپکے مخالف اور موافق سب قبول کر سکین - یا آپ یہ ثابت کر دکہائین کہ آپ مین ایسی مزیت و فوقیت پائی جاتی ہے کہ آپ جو کچہہ کہین اُسکو اور لوگ کا لوحی من السماء بلا دلیل مان لین اور جو بات کوئی دوسرا کہے اسکی تسلیم آپکے لئے جائز نہو - چہ جائے واجب - جو لوگ آپ کو ملہم مانتے ہین صرف وہی آپکے خیال و مقال کی نسبت یہ کہتے ہین ”امنا کل من عند ربنا“ مین تو آپ کا مرید

نہیں ہوا کہ جو آپ کہیں بلا دلیل مان لوں۔ میںنے جو آپ کو تار دیا تھا۔ وہ اُسی مباحثہ کے سلسلہ میں تھا جو آپکے حواری نے شروع کیا تھا۔ جس کا منشاء صاف یہ تھا کہ جو مباحثہ شروع ہے اسکو پورا کرنے کے لئے اپنے حواری کو واپس کریں یا خود تشریف لائیں نہ یہہ کہ آپ نئے مباحثہ کے لئے نئی شروط قائم کریں اور پہر اسکے مقابلہ میں جو شرط خصم پیش کرے اُسے تسلیم نکریں۔ ان خطوط کا جواب ۱۲ ماہ حال تک نہ پہونچا تو ان خطوں کو رسالہ میں چھاپ دیا جائے گا۔ اور اسپر ناظرین خود غور و انصاف کرلیں گے کہ واجبی بات ماننے سے کسکو انکار ہے اور گریز از مباحثہ کس نے کیا۔

ابو سعید محمد حسین

ان خطوں کا جواب

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد بخدمت اخویم مکرم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ باعث تعجب ہوا آپ نہ تو اظہار حق کی غرض سے بحث[۱] کرنا چاہتے ہیں اور نہ اس جوش بے اصل سے باز رہ سکتے ہیں۔ عزیز[۲] من رحمکم اللہ یہ عاجز آپکو کوئی الزام[۳] دینا نہیں چاہتا مگر آپ ہی کا قول

---

[۱] ناظرین پر مخفی نہیں ہے کہ بحث کون نہیں چاہتا اور کون شخص ناجائز شروط پیش کر کے اس سے جان چھوڑاتا ہے اور اگر اس سے یہ مقصود ہے کہ بحث تو چاہتے ہیں مگر نہ بغرض اظہار حق بلکہ بغرض الزام خصم۔ تو یہ امر مضمر ہے اسکا تصفیہ بجز اسکے کیونکر ہو سکتا کہ ہم اور آپ قسم کہائیں اور جہوٹے کو لعنت سنائیں اور آیہ مباہلہ پر عمل کریں۔ اگر آپ جائز سمجھیں۔

[۲] پہر وہی لفظ فرمایا ہے جو پہلے صفحہ (۲۷) میں آپ سے نقل ہوا ہے۔ اس لفظ میں اپنی بزرگی کا ادعا ہے۔ مگر معلوم نہیں کس وصف میں آپ بزرگ بنتے ہیں۔ عمر میں یا علم میں یا زہد و تقوے میں جو دعوے ہونا زیبا ہے اور نشار خویش خود گفتن الخ کا مصداق۔

[۳] آپکا تو دلی منشا یہی ہے مگر خدا پورا نہیں کرتا۔ جو الزام آپ دوسرے پر قائم کرنا چاہتے ہیں وہ آپ پر عاید ہو جاتا ہے کما قیل ۵ میں الزام اسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔

دفعل آپکو الزام دے رہا ہے آپ کا آدہی رات کو تار پہنچا کہ ابہی آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤگے کسقدر آپکی اس تار پود سے مخالف ہے جو آپ اب پہیلا رہے ہین۔ افسوس کہ آپنے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پہر آپ گریز کر گئے اور اب آپ کا خط جو شکست بعد از جنگ کا نمونہ ہے۔ فضول باتون کو پیش کر کے اور بہی تعجب مین ڈالتا ہی چنانچہ ذیل مین آپکے اقوال کا جواب دیتا ہون۔

قولہ۔ دو باتین جن سے آپ کو اور ڈہیل دیتا ہون لکہتا ہون:۔

اقول۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ سے اپنے تئین ڈہیل دے رہے ہین مین نے کب کہا تہا کہ مجہے ڈہیل دین۔ آپکی آدہی رات کو تار آئی مین تیار ہوگیا۔ آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے خرچ دیکر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کرلی۔ سب انتظام مجلس اپنے ذمہ لیلیا مگر آپ ہماری تیاری کا حال سنتے ہی کنارہ کش ہو گئے اب سوچئین کہ کیا نتیجہ

---

۱ گریز اس شخص کیطرف سے ہوا جس نے مباحثہ سے جان بچانے کے لئے ناجائز شروط کو پیش کیا اور مخاطب کے جائز شروط کو نہ مانا اب اس امر کا تصفیہ ناظرین خود کرلین گے کہ ایسا کسنے کیا آپ چاہین اس امر مین کسی منصف کے سامنے بحث کرلین آپکا گریز ثابت نہوا اور منصف مسلم الطرفین نے اسکو تسلیم نہ کیا تو ہم آئندہ آپکے ساتھ معارضہ سے دست بردار ہو جائینگے۔ لیجئے ایک بات مین میدان ہاتھ مین آتا ہے اور کیا چاہتے ہین۔

۲ یہ آپکی تہذیب انصاف پسندی حق طلبی روحانیت اور انکسار کا نمونہ ہی۔ کوئی پوچھے جنگ کب ہوئی اور ختم کب ہوئی آپنے جنگ کی ناجائز شرط پیش کین ادہر سے بھی بعرض چند شروط مقابلہ کیا گیا۔ آپنے نہ شروط کو مانا نہ انسے انکار کیا بلکہ جواب خط دینا ترک کردیا اسکا نام اختتام جنگ ہی تو یہ آپکی طرفسے ہوا گریز ہی تو آپنے کیا۔ پہر بر طبق مثل۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ الزام گریز دوسرون پر لگایا۔ سو بہی ایسے الفاظ سے جسکو ادنی اہل تہذیب و صاحب اخلاق استعمال نہین کرسکتا چہ جائے مدعیان روحانیت و انکسار و ایثار و انوار وغیرہ وغیرہ۔

۳ دل سے پوچھئے۔ اور خدا سے۔ لوگون سے کسی سے تو شرمائیے۔ شروط فاسد کی آڑ بناکر کو

بحث کو ڈہیل مین ڈالدیا - یا آپ نے اگر مین آپ ہی لاہور مین پہنچتا تو کسقدر تکلیف ہوتی - آپکی اس حرکت نے نہ صرف آپکو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند پارٹی کو خجالت کا حصہ دیا اس کنارہ کشی کا آپ پر بڑا بار رہے کہ جو بودی عذرون سے دور نہین ہوسکتا - آپنے ناگوار طریقہ سے مقابل پر آنیکی دہمکی تو دی مگر آخر آپ ہی ٹہر نہ سکے - کیا اس دعوے کے ساتھ جو آپکو ہے یہ گریز آپ کی علمی وجاہت پر دہبہ نہین لگاتے -

قولہ - اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ مین اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈرین تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون تا آپکو آپکے سمجہنے کے لئے کافی مہلت ملجائے ناگہانی ابتلا سے بچ جائین اور وہ حال نہ ہو جو آپکے حواری کا ہوا -

اقول - حضرت آپکو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولون سے ڈرین کوئی عقلمند ان [illegible] اور ایسے [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰)

کنارہ کش ہوا اور اتبک کون کنارہ کش ہے مین تو آپکے گہر کے قریب بہی پہنچا اور آپکو مناظرہ کے لئے بلایا پہر آپنے بچ کے کام کا بہانہ پیش کرکے کنارہ کشی کو اختیار کیا باینہمہ یہ الزام دوسرون پر لگانا آپ ہی کا کام ہے ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند *

۱؎ یہان تو آپنے اصول اسلام کو لغو کہدیا مگر اپنے خط نمبری (۱۱۰۴۴) مین ان اصول کی تمہید کو تسلیم و منظور کرلیا - معلوم نہین اُس خط مین آپ اس خیال لغویت کو بحکم آنکہ - دروغگورا حافظہ نباشد - بہول گئے - یا جو اس خط مین لکہتے ہین وہ دل سے نہین کہتے - اور آپ کے مذہب کا کوئی اصول نہین - بہر حال آپنے یہہ بات دل سے کہی ہے تو آپ کی تسلیم خط نمبری (۱۱۰۴۴) لغو ہے - اور آپ پر آیت والذین ھم عن اللغو معرضون - اور آیت لم تقولون ما لا تفعلون کے خلاف کا الزام قائم ہے اور اگر وہ تسلیم دل سے ہی تو آپکا ان اصول کو لغو کہنا اصول اسلام کو لغو کہتا ہی - زیادہ ہم کیا لکہین *

لغویات کی طرف توجہ کرنے سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ والذین هم عن اللغو معرضون۔ اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس بحث کے لئے شرعی طور پر آپکو کس بات کی ضرورت ہے سو ادنے تامل سے ظاہر ہوگا کہ آپ صرف[1] اس بات کے مستحق ہیں کہ مجھ سے تشخیص دعوی کرا دیں سو میں نے بذریعہ فتح اسلام و توضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح میں شائع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعوے بیان کر دیا ہے۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعوے نہیں جو آپ پر مخفی ہو۔ اور وہ دعوے یہی ہے کہ میں الہام کی بنا پر مثیل المسیح ہونیکا مدعی ہوں اور ساتھہ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ حضرت مسیح بن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہیں [illegible] مثیل مسیح [illegible] اشاعت [illegible] طور پر بیان چکے ہیں۔ اور میں اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بھی نہیں کراتا۔ اگر میں حق پر ہوں تو خود اللہ جلشانہ میری مدد کریگا اور اپنے زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔

رہا مسیح بن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونے کے دلائل لکھنا میرے پر کچھہ فرض[2] نہیں کیونکہ میں نے کوئی ایسا دعوی نہیں کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ[3] کے مخالف ہو بلکہ مسلسل

[1] یعنی اس دعوی کے دلائل نہ پوچھیں یہ مسئلہ نہ شریعت اسلام کا ہے نہ فن مناظرہ کا ہے۔ آپ سچے ہیں تو بتلائیں شرع کی یا فن مناظرہ کے کس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ مدعی سے صرف تشخیص دعوی کرائی جاوے اس دعوی پر دلیل اس سے طلب نہو۔

[2] کسی دعوی کے مدعی پر دلائل لکھنا فرض نہیں تو پھر کیا اس کی منکر پر فرض ہے اس امر کی نہ شریعت مصدق ہے نہ فن مناظرہ کتب شریعت میں اتفاقی مسئلہ ہے البینہ علے المدعی اور رشیدیہ کتاب فن مناظرہ میں ہے المدعی من انتصب لنفسہ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ

[3] یہ آپ کا ایک اور دعوے ہے جو خصم کے نزدیک مسلم نہیں چنانچہ اس خط کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ اس میں آپنے دہوکا دیا ہے لہذا اس کی دلیل بہی آپ کے ذمہ ہے۔

طور پر ابتدای حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جوانی کیحالت مین یا بڈہا ہو کر مرے گا جیساکہ اللہ جلشانہ آپ فرماتے ہین۔ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئاً۔ پس جبکہ میرے پر یہہ فرض ہی نہین کہ مین مسیح کے فوت ہونے کے دلائل لکھون اور انکا فوت ہونا تو مین بیان ہی کر چکا تو اب اگر مین آپ سے پہلے لکھون تو فرمایئے کیا لکھون[1]۔ یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کے لئے پہلے آپ قلم اوٹہائین اور آیات اور اور احادیث سے ثابت کر دکہائین کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریم بہی وفات پا گئے مگر مسیح وفات پانے سے ابتک باقی رہا ہوا ہے۔ کسی مناظر کو پوچہکر دیکھ لین کہ داب مناظرہ کیا ہے[2]

اب یہی یاد ہے [illegible] سب بحثین مسیح کے [illegible] اٹھائی جانے کے فرع ہین[3]۔ اگر آپ یہہ ثابت کر دین گے کہ مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اوٹہایا گیا تو پہر آپنے سب کچھہ ثابت کر دیا غرض پہلے تحریر کرنا آپکا حق ہے اگر اب بہی آپ مانتے نہین تو چند غیر قومون[4] کے آدمیون کو منصف مقرر کر کے دیکھلو۔

[1] اپنے دعوی کے دلائل لکھئے اور نہین تو دو چار گالیان مغلظے ہی سہی۔

[2] آپ ہی بتلا دیجئے مگر کتاب کے حوالہ سے ہمنے تو کتب مناظرہ مین یہی پڑہا ہے کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہے نہ منکر و مانع کے۔

[3] فرع اب بنگئی۔ فتح اسلام توضیح مرام اور اور دیگر ابتدائی تحریرون مین اور خط سابق نمبر ۸ و خط ہذا کے مضمون منقول صفحہ ۶۱ تک تو آپکے مسیح موعود ہونیکا دعوی اصل ہے مسیح کے فوت ہو جانیکا ذکر تو اُن مین تبعاً و ضمناً ہے رسالہ توضیح مرام و رسالہ فتح اسلام کو پہر ایک دفعہ دیکہہ جائیے۔ اگر بہول گئے ہین اور اس خط اور خط سابق کے فقرات زیر نشان کو ملاحظہ کرین اسکی زیادہ توضیح ہمارے خط نمبری ۱، ۳ کر چکا ہے ہو گی انشاء اللہ تعالے

[4] اسمین آپ یہ جتلاتے ہین کہ آپ مسلمانون کو اپنا ہم مذہب نہین سمجہتے اور کسی مسلمان سے حق گوئی کی امید

اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب کب آپکے بلائے لاہور مین گئے تھے۔ جنہون نے بلایا اُنہون نے مولوی صاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرا لی اور آپکے ان لغو اصولون سے بیزاری ظاہر کی تو پھر اگر مولوی صاحب آپسے اعراض نکرتے تو اور کیا کرتے اعراض کا نام آپنے فرار رکھا۔ اسلیئے خداتعالے نے دست بدست آپکو دکھا دیا۔ کہ در حقیقت فرار کسی سے ظہور مین آیا۔ یہ مولوی صاحب کی راستباری کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرع سچا کر دیا۔ مصرع - مرا خواندی و خود بدام آمدی ✤

قوله - اگر آپ میری اس شرط کو قبول نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام ہیبح نہ سکین تو مین اس شرط کے تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ پہلی تحریرات آپکی ہون اور بعد مین میری -

اقول - [illegible] کس شرط سے بری کرتے ہو اور مین ابھی ثابت کر چکا ہون کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکھیئے یہ آپکا آخری ہتھیار بہی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط ہی بذریعہ اخبارات پبلک کے سامہنے پیش کیا جائیگا تا لوگ دیکہہ لین کہ آپ کی تحریرات مین کہانتک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے ✤

(۶۳) نہین رکہتے تب ہی ثالث کی منصفی تجویز کرتے ہین۔ اس صورتمین آپکو ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا سے ڈرنا مناسب ہے ✤

ف ۱ یہ دعوی مین نے کب کیا ہے اور مناظرہ واقع ہونے کے لئے میرا بلانا کہان شرط ہے حافظ جی کو کہتے ہے وہ آئے اور ان ہی کے کہنے سے وہ مناظرہ مین نہیں گئے۔ پہر ان کا بلا اطلاع خاکسار جانا فرار نہین تو کیا ہے۔ مگر شرم ہو تو۔

ف ۲ محض دروغ بیفروغ ہے ازالۃ الاوہام پچیس جز سے زیادہ بتایا جاتا ہے اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے اسکا ایک جز بہی پورا منقول نہین ہوا۔ پہر اکثر مقابل اقل کہان صادق آیا۔ سبحان اللہ یہ دعوی تقدس اور یہ سفید جہوٹ اور دہوکہ دہی ✤